جلد چہارم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

براہین احمدیہ

ملقب بہ

البراھین الاحمدیۃ علیٰ حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ

جسکو فخر اہل اسلام جناب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام فیوضہ نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنیکے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شایع کیا۔

مطبع ریاض ہند امرتسر میں باہتمام کمترین محمد حسین مراد آبادی ١٨٨٤ء میں طبع ہوئی

فہرست مضامین براہین احمدیہ حصہ چہارم

مسلمانونکی نازک حالت - اور انگریزی گورنمنٹ

ترسم کہ بکعبہ چون روی ای اعرابی   کین رہ کہ تو می روی بترکستان است

آجکل ہمارے دینی بھائیون مسلمانون نے دینی فرائض کے ادا کرنے اور اخوت اسلامی کے بجالانے اور ہمدردی قومی کے پورا کرنے مین اسقدر سستی اور لاپروائی اور غفلت کر رکھی ہے کہ کسی قوم مین اُسکی نظیر نہین پائی جاتی - بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ اُنمین ہمدردی قومی اور دینی کا مادہ ہی نہین رہا - اندرونی فسادون اور عنادون اور اختلافون نے قریب قریب ہلاکت کے اُنکو پہنچا دیا ہے اور افراط تفریط کی بیجا حرکات نے اصل مقصود سے اُنکو بہت دور ڈالدیا ہے - جس نفسانی طرز سے اُنکی باہمی خصومتین برپا ہو رہی ہین اُس سے نہ صرف یہی اندیشہ ہے کہ اُنکا بے اصل کینہ دن بدن ترقی کرتا جائیگا اور کیڑون کی طرح بعض کو بعض کہا جائینگے اور اپنے ہاتھ سے اپنے استیصال کے موجب ہونگے بلکہ یہہ بھی یقیناً خیال کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی دن ایسا ہی انکا حال رہا تو اُنکے ہاتھ سے سخت ضرر اسلام کو پہنچیگا اور اُنکے ذریعہ سے بیرونی مفسد مخالف بہت سا موقعہ نکتہ چینی اور فساد انگیزی کا پائینگے - آجکل کے بعض علماء پر ایک یہہ بھی افسوس ہے کہ وہ اپنے بھائیون پر اعتراض کرنے مین بڑی عجلت کرتے ہین - اور قبل اسکے جو اپنے پاس علم صحیح قطعی موجود ہو اپنے بھائی پر حملہ کرنیکو طیار ہو جاتے ہین اور کیونکر طیار نہ ہون بباعث غلبہ نفسانیت یہہ ہی تو مد نظر ہوتا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو کہ جو مقابل پر نظر آرہا ہے نابود کیا جائے اور اسکو شکست اور ذلت اور رسوائی پہنچے اور ہماری فتح اور فضیلت ثابت ہو یہی وجہ ہے کہ بات بات مین اُنکو فضول جھگڑے کرنے پڑتے ہین خدا نے یک لخت اُنسے عجز اور فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ کو اُٹھا لیا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ بعض صاحبون نے رسالون مین سے اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکریہ کے بارے مین شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریون پر کیون ترجیح دی لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے رو سے ترجیح ہو اسکو کیونکر چھپا سکتے ہین - خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ مین پائی جائے الحکمۃ ضالۃ المؤمن الخ - اور یہہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اسلام کا ہرگز یہہ اصول نہین ہے کہ مسلمانون کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اُسکا احسان اُٹھاوے اسکے ظل حمایت مین بامن و آسائش رہکر اپنا رزق مقسوم کہاوے اُسکے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اُسکے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر بجا نہ لاوے بلکہ ہمکو ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کرین اور منعم کا شکر بجالاوین اور جب کبھی ہمکو موقعہ ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آوین اور بطیب خاطر معروف اور واجب طور پر اطاعت اُٹھاوین سو اس عاجز نے جسقدر حصہ سوم کے پرچہ شمولہ مین انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہین کیا بلکہ قرآن شریف و احادیث نبوی کی اُن بزرگ تاکیدون نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہین مجھکو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے سو ہمارے بعض ناسمجھ بھائیون کی یہہ افراط ہے جسکو وہ اپنی کوتہ اندیشی اور بخل فطرتی سے اسلام کا جزو سمجھ بیٹھے ہین - اے جفاکیش نہ عذر است طریق عشاق ٭ ہرزہ بد نام کنی چند نکو نامے را ٭ اور جیسا کہ ہم نے ابھی اپنے بعض بھائیون کی افراط کا ذکر کیا ہے ایسا ہی بعض اُنمین سے تفریط کی مرض مین بھی مبتلا ہین اور دین سے کچھہ غرض و اسطہ اُنکا نہین رہا بلکہ اُنکے

اور جمیع صفات اور افعال مین واحد لاشریک ہونا ضروری اور واجب ٹھہراتے ہین اور اُس کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

اور اُسکی وحدانیت اور قادریت بھی امکان غلطی سے خالی نہین!! غرض جبکہ اُنہون نے آپ ہی اقرار کر دیا کہ اُنکے پاس کوئی ایسی کتاب نہین جسکی صحت اُنکے نزدیک یقینی ہو تو اِس سے صاف کھُل گیا کہ اُنکے مذہب کی بُنیاد سراسر ظنیات پر ہے اور ایمان اُنکا مراتب یقینیہ سے بکلی دور و مہجور ہے پس یہہ وہی بات ہے جسکو ہم بار ہا اسی حاشیہ مین لکھہ چکے ہین کہ مجرد عقلی تقریرون سے علم الٰہیات مین کامل تسلی اور تشفی ممکن نہین اِس صورت مین ہمارا اور برہمو لوگون کا اِس بات پر تو اتفاق ہو چکا کہ مجرد عقل کی رہبری سے کوئی انسان یقین کامل تک نہین پہنچ سکتا اور ما بہ النزاع فقط یہی امر تہا کہ کیا خدا نے برہمو لوگون کی رائے کے موافق انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ باوجود جوش طلب یقین کامل اور حق محض کے جو اُسکی فطرت مین ڈالا گیا ہے پہر بھی اپنی اُس فطرتی مراد سے ناکام اور بے نصیب رہے اور صرف ایسے خیالون تک اُسکا علم محدود رہے کہ جو امکان غلطی سے خالی نہین یا خدا نے اُسکی معرفت کامل اور پوری کامیابی کے لئے کوئی سبیل بھی مقرر کر رکہا ہے اور کوئی ایسی کتاب بھی عطا فرمائی ہے کہ جو اُس اصول متذکرہ بالا سے باہر ہو کہ جسمین امکان غلطی کا قاعدہ کلیہ کر رکہا ہے۔ سو الحمد للہ والمنۃ ایسی کتاب کا خدا کی طرف سے نازل ہونا براہین قطعیہ سے ہم پر ثابت ہو گیا ہے اور ہم بذریعہ کتاب ممدوح کے اُس ہلاکت کے ورطہ سے باہر نکل آئے ہین جسمین برہمو لوگ مُردہ کی طرح پڑے ہوئے ہین اور وہ کتاب وہی عالیشان اور مقدس کتاب ہے جسکا نام فرقان ہے جو حق اور باطل مین فرق بیّن دکہلاتی ہے اور ہر ایک قسم کی غلطیون سے مبرّا ہے جس کی پہلی صفت یہی ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اُسی نے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ خدا حق کے طالبون کو مراتب یقینیہ سے محروم رکھہ کر ہلاک کرنا نہین چاہتا بلکہ اُس رحیم و کریم نے ایسا اپنے ضعیف اور ناقص بندون پر احسان کیا ہے کہ جس کام کو عقل ناقص انسان کی نہین کر سکتی تہی اُس نے وہ کام آپ کر دکہایا ہے اور جس درخت بلند تک بشر کا کوتہ ہاتہہ نہین پہنچتا تھا اُسکے پہلون کو اُسنے اپنے ہاتہہ سے نیچے گرایا ہے اور حق کے طالبون کو اور سچائی کے بہوکے اور پیاسون کو یقین کامل اور قطعی کا سامان عطا کر دیا ہے اور جو

تو اقرار کرتے ہین کہ ہندوون کے اصول سے انجیلی تعلیم کو بہت کچھہ مشابہت ہے پس اِس اقرار سے ہی آپ اپنے مونہہ سے ہندوون کے دعوی کی تصدیق کر رہے ہین لیکن قرآن شریف ایسا نہین جسپر یہہ الزامات عاید

الوہیت کے تحقّق کو انہین خواص کے تحقّق سے مشروط قرار دیتے ہین پس اب اُن نادانون کو

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

دینی صداقتون کے ہزارہا دقایق ذرّات کی طرح روحانی آسمان کے دور دراز فضاؤن مین منتشر تھے اور جو زندگی کا پانی شبنم کی طرح متفرق طور پر انسانی سرشت کے ظلمات مین اور اُسکی عمیق در عمیق استعدادات مین مخفی اور محتجب تھا جسکو بمنصۂ ظہور لانا اور ناپیدا کنار فضاؤن سے ایک جگہ اکٹھا کرنا انسانی عقل کی طاقتون سے باہر تھا اور بشر کی ضعیف قوّتون کے پاس کوئی ایسا باریک اور غیب نما آلہ نہ تھا کہ جسکے ذریعہ سے انسان اُن اوق اور پوشیدہ ذرّات حقیقت کو کہ جنکو باستیفا دیکھنے کے لئے بصارت وفا نہین کرتی تھی اور جمع کرنے کے لئے عمر فرصت نہین دیتی تھی آسانی سے دریافت اور حاصل کرلیتا اُن سب لطائف حکمت و دقایق معرفت کو اُس کامل کتاب نے بلا تفاوت و بلا نقصان و بلا سہو و بلا نسیان خدائی کی قدرت اور قوّت سے اور ربانیّت کی طاقت اور حکومت سے ہمارے سامنے لا رکھا ہے تا ہم اُس پانی کو پی کر بچ جائین اور موت کے گڑھے مین نہ پڑین اور پھر کمال یہہ کہ اِس جامعیّت سے اکٹھا کیا ہے کہ کوئی دقیقہ دقایق صداقت سے اور کوئی لطیفہ لطائف حکمت سے باہر نہین رہا اور نہ کوئی ایسا امر داخل ہوا کہ جو کسی صداقت کے مبائن اور منافی ہو چنانچہ ہم نے منکرین کو ملزم اور رسوا کرنیکے لئے جا بجا بصراحت لکھدیا ہے اور باواز بلند سُنا دیا ہے کہ اگر کوئی برہمو قرآن شریف کے کسی بیان کو خلافِ صداقت سمجھتا ہے یا کسی صداقت سے خالی خیال کرتا ہے تو اپنا اعتراض پیش کرے ہم خدا کے فضل اور کرم سے اُسکے وہم کو ایسا دور کردینگے کہ جس بات کو وہ اپنے خیالِ باطل مین ایک عیب سمجھتا تھا اُسکا ہنر ہونا اُسپر آشکارا ہوجائیگا

اِس جگہ یہہ بھی یاد رہے کہ مجرّد عقلی خیالون مین صرف اتنا ہی نقص نہین کہ وہ مراتب یقینیہ سے قاصر ہین اور دقائق الہیات کے مجموعہ پر قابض نہین ہو سکتے بلکہ ایک یہہ بھی نقص ہے کہ مجرّد عقلی تقریرین دلون پر اثر کرنے مین بھی بغائیت درجہ کمزور و بیجان ہین اور کمزور ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ کسی کلام کا دل پر کارگر ہونا اِس بات پر موقوف ہے کہ اُس کلام کی سچائی سامع کے ذہن مین ایسی متحقق ہو کہ جس مین ایک ذرا شک کرنے کی گنجائش نہ ہو اور دلی یقین سے یہہ بات دل مین بیٹھہ جائے کہ جس واقعہ کی مجھہ کو

ہو سکین یا کسی بداندیش کا منصوبہ پیش جا سکے آپ نے بُرا کیا کہ آفتاب پر تھوکنے کا ارادہ کیا وہ تو حضرت اُلٹ کر آپ ہی کے مونہہ پر پڑیگا۔ مُتکلم صاحب! شائد آپکی بے اصل لاف گذاف سے غرض یہہ ہے کہ

ذرہ حیا اور شرم کو کام مین لاکر غور کرنی چاہیئے جنہون نے کلام الہی کی بے نظیری کی عام تسلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خبر دی گئی ہے اسمین غلطی کا امکان نہین اور ابھی ظاہر ہو چکا ہے کہ مجرد عقل یقین کامل تک پہنچا نہین سکتی پس اس صورت مین یہ بات بدیہی ہے کہ وہ آثار کہ یقین کامل پر مترتب ہوتے ہین اور وہ تاثیرین کہ جو حقیقی کلام دلون پر کرتی ہے وہ مجرد عقل سے ہرگز متوقع نہین اور اسکا ثبوت روزمرہ تجربہ سے ظاہر ہے مثلاً ایک شخص ایک دور دراز ولایت کا سیر کرکے آتا ہے تو جب اپنے وطن مین پہنچتا ہے تو ہر یک خویش وبیگانہ اس ولایت کی خبرین اُس سے دریافت کرتا ہے اور اسکی چشم دید خبرین بشرطیکہ وہ دروغگوئی کی عادت سے متہم نہو دلون پر بہت اثر کرتی ہین اور بغیر کسی تردد اور شک کے فی الواقعہ راست اور صحیح سمجھی جاتی ہین بالخصوص جب ایسا مخبر ہو کہ لوگون کی نظر مین ایک بزرگوار اور صالح آدمی ہو اسقدر تاثیر اسکی کلام مین کیون ہوتی ہے اس لئے ہوتی ہے کہ اول اسکو ایک شریف اور راست باز تسلیم کرکے پھر اسکی نسبت یہ یقین کیا گیا ہے کہ وہ جو جو اُن ملکون کے واقعات بیان کرتا ہے انکو اس نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے اور جو جو خبرین بتلاتا ہے وہ سب اسکا چشم دید ماجرا ہے پس اسی باعث سے اسکی باتون کا دلون پر سخت اثر واقعہ ہوتا ہے اور اسکے بیانات طبیعتون مین ایسے جم جاتے ہین کہ گویا اُن واقعات کی تصویر نظر کے سامنے آموجود ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات جب وہ اپنے سفر کی ایک رقت آمیز حکایت سُنا تا ہے یا کسی قوم کا دردانگیز قصہ بیان کرتا ہے تو سُنتے ہی وہ بات سامعین کے دل کو ایسا پکڑ لیتی ہے کہ اُن کی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین اور اُنکی ایک ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ گویا وہ موقعہ پر موجود ہین اور اس واقعہ کو بچشم خود دیکھ رہے ہین۔

لیکن جو شخص اپنے گھر کی چار دیوار سے کبھی باہر نہین نکلا نہ اُس ملک مین کبھی گیا اور نہ دیکھنے والون سے کبھی اسکا حال سُنا اگر وہ اُٹھ کر صرف اپنی اٹکل سے اس ملک کی خبرین بیان کرنے لگے تو اسکی بکبک سے خاک بھی تاثیر نہین ہوتی بلکہ لوگ اُسے کہتے ہین کہ کیا تو پاگل اور دیوانہ ہے کہ ایسی باتین بیان کرنے لگا کہ جو تیرے معائنہ اور تجربہ سے باہر ہین اور تیرے ناقص علم سے بلند تر ہین اور اسپر ایسا ہی کہتے ہین کہ جیسے

تا آپ بعض سادہ لوح عیسائیون کو خوش کردین ورنہ دانشمند عیسائی آپکی اس بیہودہ بات پر ہنسیگا کہ جس حالت مین آپکو خوب معلوم ہے کہ قرآن کہان سے اکٹھا کیا گیا ہے اور اُسکے تمام حقایق دقایق کس کس کتاب

مین صرف یہہ اعتراض بنا رکہا ہے کہ جس حالت مین خدا کا کلام بھی ہمارے کلام کی جنس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک بزرگ نے کسی احمق کا قصہ لکھا ہے کہ وہ ایک جگہ گیہون کی روٹی کی بہت سی تعریفین کر رہا تھا کہ وہ بہت ہی مزہ دار ہوتی ہے اور جب پوچھا گیا کہ کیا تونے بہی کبہی کہائی ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مین نے کہائی تو کبہی نہین پر میرے دادا جی بات کیا کرتے تہے کہ ایکدفعہ ہمنے کسیکو کہاتے دیکہا ہے۔

غرض جب تک کوئی سامعین کی نظر مین کسی واقعہ پر بکلّی محیط نہ ہو تب تک بجائے اِسکے کہ اُسکا کلام دلون پر کچہہ اثر کرے خواہ نخواہ ٹہٹہا اور ہنسی کرانیکا موجب ٹہرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مجرّد عقلمندون کی خشک تقریرون نے کسیکو عالمِ آخرت کی طرف یقینی طور پر متوجہ نہین کیا اور لوگ یہی سمجہتے رہے کہ جیسا یہہ لوگ صرف اٹکل سے باتین کرتے ہین علی ہذالقیاس ہم بہی اِنکی رائے کے مخالف اٹکلین دوڑا سکتے ہین نہ اُنہون نے موقعہ پر جا کر اصل حقیقت کو دیکہا نہ ہم نے اسی باعث سے جب ایک طرف بعض عقلمندون نے خدا کی ہستی پر رائے ظاہر کرنی شروع کی تو دوسرے عقلمندون نے اُنکے مخالف ہو کر دہریہ مذہب کی تائید مین کتابین تصنیف کین اور سچ تو یہہ ہے کہ اُن عاقلون کا فرقہ کہ جو خدا کی ہستی کے کسیقدر قائل تہے وہ بہی دہریہ پن کی رگ سے کبہی خالی نہین ہوا اور نہ اب خالی ہے انہین بہتیرو لوگون کو دیکہو کب وہ خدا کو کامل صفتون سے متصّف سمجہتے ہین کب اُنکو اقرار ہے کہ خدا گونگا نہین بلکہ اُسمین حقیقی طور پر صفت متکلّم بہی ہے جیسی ایک جیتے جاگتے مین ہونی چاہیئے کب وہ اُنکو حقّانی طور پر پورا پورا مدبّر اور رزاق سمجہتے ہین کب اُنکو اِس بات پر ایمان ہے کہ حقیقت مین خدا حیّ و قیّوم ہے اور اپنی آوازین صادق دلون تک پہنچا سکتا ہے بلکہ وہ تو اُسکے وجود کو ایک موہومی اور مُردہ سا خیال کرتے ہین کہ جسکو عقل انسانی صرف اپنے ہی تصوّرات سے ایک فرضی طور پر ٹہرا لیتی ہے اور اُس طرف سے زندون کی طرح کبہی آواز نہین آتی گویا وہ خدا نہین ایک بُت ہی ہے کہ جو کسی گوشہ مین پڑا ہے مین متعجب ہون کہ ایسے کچے اور ضعیف خیالات سے کیونکر یہہ لوگ خوش ہوئے بیٹھے ہین اور ایسی خود تراشیدہ باتون سے کن ثمرات کی توقع ہے کیون سچے طالبون کی طرح اُس خدا کو نہین ڈہونڈہتے کہ جو قادر توانا اور جیتا جاگتا ہے اور اپنے وجود پر آپ اطلاع دینے

یہود و نصاریٰ یا مجوس سے بطور سرقہ اخذ کئے گئے ہین تو پہر کیون آپ ایسے کام کے دکہانے سے جسکے کرنے سے تمام عیسائیون کی عزّت بحال رہے اور اُنکا قدیمی داغ عاجز اور لاجواب رہنے کا آپکی ہمت سے دہو لیجائے

مین سے ہے اور اُنہین کلمات اور الفاظ سے مُرکّب ہے جن سے ہمارا کلام مُرکّب ہے تو پہر کیا وجہ

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

کی قُدرت رکہتا ہے اور انی انا اللہ کی آواز سے مُردون کو ایکدم مین زندہ کرسکتا ہے - جب یہہ لوگ خود مانتے ہین کہ عقل کی روشنی دود آمیز ہے تو پہر کامل روشنی کے کیون خواہان نہین ہوتے عجب احمق ہین کہ اپنے مریض ہونیکے تو قائل ہین پر علاج کا کچہہ فکر نہین ہائے افسوس کیون اُنکی آنکہین نہین کُہلتین تا وہ حق الامر کو دیکہہ لین کیون اُنکے کانون پر سے پردہ نہین اُٹہتا تا وہ حقّانی آواز کو سُن لین کیون اُنکے دل ایسے کجرو اور اُنکی سمجہین ایسی اُلٹی ہوگئین کہ جو اعتراض حقیقت مین اُنہین پر وارد ہوتا تہا وہ الہام حقیقی کے تابعین پر کرنے لگے کیا ابہی تک ہم نے اُنکو یہہ ثابت کرکے نہین دکہلایا کہ وہ معرفت الٰہی مین نہایت ناقص اور خطرہ کی حالت مین ہین کیا ہم نے ابہی تک اُن پر یہہ ظاہر نہین کیا کہ معرفت تامہ و کاملہ صرف قرآن شریف کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتی ہے وبس پہر جبکہ ہریک طور سے اُنہین کا جہوٹا اور غلطی پر ہونا ثابت ہوچکا ہے تو پہر یہہ کیسی ایمانداری اور دیانت شعاری ہے کہ اپنے گہر کے ماتم سے بیخبر رہ کر اہلِ اسلام کو بیمار قرار دیتے ہین اور خُبث اور شر کی باتین مونہہ پر لاتے ہین جن سے یقیناً سمجہا جاتا ہے کہ اُنکو راست روی سے کچہہ بہی غرض اور تعلّق نہین اور یہہ باتین اُنکی باتین نہین ہین بلکہ حسد اور تعصب کا بدبودار خوان ہے -

اسی وہم کا ضمیمہ برہمو سماج والون کا ایک اور وہم بہی ہے کہ الہام ایک قید ہے اور ہم ہریک قید سے آزاد ہین یعنے ہم اچہے ہین کیونکہ آزاد قیدی سے اچہا ہوتا ہے ہم اس نکتہ چینی کو مانتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ بلاشبہ الہام ایک قید ہے مگر ایسی قید ہے کہ جسکے بغیر سچّی آزادی حاصل ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ سچّی آزادی وہ ہے کہ انسان کو ہریک نوع کی غلطی اور شکوک اور شبہات سے نجات ہوکر مرتبہ یقین کامل کا حاصل ہوجائے اور اپنے مولیٰ کریم کو اسی دُنیا مین دیکہہ لے سو جیسا کہ ہم اسی حاشیہ مین ثابت کرچکے ہین یہہ حقیقی آزادی دُنیا مین کامل اور خدا دوست مسلمانون کو بذریعہ قرآنِ شریف حاصل ہے اور بجز اُنکے کسی برہمو وغیرہ کو حاصل نہین ہان ایک وجہ سے برہمو سماج والون کا نام بہی آزاد اور بے قید ہوسکتا ہے اور اسی خیال سے ہم نے بہی بعض بعض مقامات اِس کتاب مین اُنکا نام آزاد مشرب رکہا ہے اور وہ یہہ ہے کہ جیسے بعض رند دلوند شراب پیکر یا ایک پیالہ بہنگ کا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور اِن سب کے علاوہ دس ہزار روپیہ ہاتہہ لگے دست کش ہین - اگر آپکی ذات شریف مین ایسا ہنر حاصل ہے کہ جو حضرتِ مسیح کو بہی حاصل نہین تہا تو پہر یہہ جوہر کس دن کے لئے چہپا رکہا ہے جب آپ ایسے ہی لائق

کہ اُسکی مثل بنانے پر ہم قادر نہوسکیں ایسے لوگوں کی حالت پر رونا آتا ہے جنکو ایسی مُستحکم اور بدیہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چڑہا کر یا چرس وغیرہ منشی چیزوں کا دم لگا کر ہر یک قسم کی شرم و حیا و حفظ مراتب و پابندی سے بلکہ خدا سے بھی آزاد بن بیٹھے ہیں اور جس قسم کا دل میں بخار اُٹھتا ہے بول اُٹھتے ہیں اور جو چاہتے ہیں بک پڑتے ہیں اُنہیں کے مطابق بعض برہمو صاحبوں نے ہم پر ثابت کر دیا ہے کہ حقیقت میں وہ ویسے ہی آزاد ہیں اور درحقیقت اُنہوں نے بے قید اور آزاد ہو کر اس دُنیا کا آرام تو خاطر خواہ حاصل کر لیا کہ سب حلال و حرام اپنی زبان پر ہی آگیا اور دینی احکام کی کُنجی اپنے ہی ہاتھ میں ہوگئی اب نفس امّارہ کے مشورہ سے جس دروازہ کو چاہیں کہولدیں اور جسکو چاہیں بند کر دیں آپ ہی کرم دہرم کے بانی جو ہوئے لیکن ان آزادیوں کا مزہ اُس دن چکہیں گے جس دن خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی بے ایمانیوں کا جواب دینا پڑیگا۔

اسی وہم کا ضمیمہ برہمو سماج والوں کا ایک اور مقولہ ہے کہ گویا اُنہوں نے اپنے اُسی قامتِ ناساز کو ایک دوسرے لباس میں ظاہر کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ الہام کا تابع ہونا ایک حرکت خلاف وضع استقامت اور مباین طریق فطرت ہے کیونکہ ہر یک امر کی حقیقت پر مطلع ہونے کے لئے صاف اور سیدہا راستہ کہ جسکو ہر یک انسان کا نفس ناطقہ مقتضائے اپنی فطرت کے چاہتا ہے یہی ہے کہ عقلی دلائل سے اُس حقیقت کو کہولا جائے جیسے مثلاً فعل سرقہ کے قبیح ہونیکے لئے حقیقی وجہ جسپر روحانی اطمینان موقوف ہے یہی ہے کہ وہ ایک ظلم اور تعدّی ہے کہ عند العقل نامناسب اور ناجایز ہے یہہ وجہ نہیں ہے کہ جو کسی الہامی کتاب نے اُسکا مرتکب ہونا گناہ لکہا ہے یا مثلاً سم الفار جو ایک زہر ہے اُسکے کہانے کی ممانعت حقیقی طور پر اسی بنا پر ہوسکتی ہے کہ وہ قاتل اور مُہلک ہے نہ اِس بنا پر کہ خدا کے کلام میں اُسکے اکل و شرب سے نہی وارد ہے پس ثابت ہے کہ واقعی اور حقیقی سچائی کی رہنما صرف عقل ہے نہ الہام لیکن اِن حضرات کو ابھی تک یہہ خبر بھی نہیں کہ اِس وہم کا تو اسی وقت قلع قمع ہو گیا کہ جب مضبوط اور قوی دلایل سے اُنکی عقل کا خام اور ناتمام ہونا بپایۂ ثبوت پہنچ گیا۔ کیا یہہ عقلمندی ہے کہ جس وسوسہ کو دلائل قویہ کے پُرزور لشکر نے پیس ڈالا ہے اُسی مُردہ خیال کو بے شرم آدمی کی طرح بار بار پیش کیا جائے افسوس افسوس!! ارے بابا کیا تم بارہا سُن نہیں چکے کہ گو

ہیں کہ قرآن شریف کا مقابلہ کر سکتے ہیں بلکہ اُسکا ماخذ بتلا سکتے ہیں تو پہر آپکے لئے بات ہی آسان ہے اور آپ بڑی آسانی سے اُن تمام حقایق اور دقایق اور براہین اور برکات فرقانیہ کا مقابلہ کر کے کہو براہین احمدیہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

صداقت کہ جو دلائل قاطعہ سے ثابت ہے سمجھہ آنے سے رہ گئی اگر ان مین ذرا عقل خداداد ہوتی تو

بقیہ حاشیہ نمبر ا حقائق اشیاء عقلی دلائل سے کسیقدر منکشف ہوتے ہین مگر ایسا تو نہین کہ تمام مراتب یقین کا استکمال عقل ہی پر موقوف ہے آپ تو اپنی ہی مثال پیش کردہ سے ملزم ہو سکتے ہین کیونکہ سم الفار کا قاتل اور مہلک ہونا مجرد عقل کے ذریعہ سے بپایہ ثبوت نہین پہنچا بلکہ یقینی طور پر یہہ خاصیت اسکی تب معلوم ہوئی جب عقل نے تجربہ صحیحہ کو اپنا رفیق بنا کر سم الفار کی خاصیت مخفیہ کو مشاہدہ کر لیا ہے سو ہم بھی آپکو یہی سمجھاتے ہین کہ جیسی سم الفار کی خاصیت یقینی طور پر دریافت کرنیکے لئے عقل کو ایک دوسرے رفیق کی حاجت ہوئی یعنی تجربہ صحیحہ کی حاجت ایسا ہی الہیات اور عالم معاد کے حقائق علی وجہ الیقین دریافت کرنیکے لئے عقل کو الہام الہی کی حاجت ہے اور بغیر اس رفیق کے عقل کا کام علم دین مین چل نہین سکتا جیسے دوسرے علوم مین بغیر دوسرے رفیقون کے عقل بے دست و پا اور ناقص اور ناتمام ہے غرض عقل فی حد ذاتہ مستقل طور پر کسی کام کو یقینی طور پر انجام نہین دیسکتی جب تک کوئی دوسرا رفیق اسکے ساتھہ شامل نہ ہو اور بغیر شمول رفیق کے ممکن نہین کہ خطا اور غلطی سے محفوظ اور معصوم رہ سکے بالخصوص علم الہی مین جسکے تمام اسرار کی کنہ اور حقیقت اس عالم کی وراء الوراء ہے اور جسکا کوئی نمونہ اس دنیا مین موجود نہین ان امور مین عقل ناقص انسانی غلطی سے تو کیا بچیگی کمال معرفت کے مرتبہ تک ہی نہین پہنچا سکتی اور غایت کار جو بذریعہ عقل دریافت کیا جاتا ہے اسکا مضمون صرف اسیقدر ہوتا ہے کہ قیاس کنندہ اپنے گمان مین گو وہ گمان واقعی ہو یا غیر واقعی کسی امر کی ضرورت قرار دے لیتا ہے مگر یہہ ثابت نہین کر سکتا کہ وہ امر جو ضروری قرار دیا گیا ہے خارجی طور پر بھی متحقق الوجود ہے اور اسی جہت سے علم اسکا ایک ایسی فرضی ضرورت پر مبنی ہونے کی وجہ سے جسکا خارجی طور پر اسکو کوئی پتہ نہین ملا ایک مجرد خیال بے بنیاد تصور ہوتا ہے اور یقین کامل کے درجہ سے اسکو بکلی یاس اور بے نصیبی حاصل ہوتی ہے اور ہم بارہا لکھہ چکے ہین کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ محض فرضی ضرورتون اور مجرد خیالات کے تودہ بندی سے یقین کامل کا مرتبہ عقل کو حاصل ہو جائے بلکہ اس کامل یقین کے حاصل کرنے کے لئے تمام معاملات دنیا اور دین کے ایک ہی اصول محکم پر چلتے ہین یعنے ہر یک امر خواہ دینی ہو خواہ

مین اسی غرض کے لئے مندرج ہین اشتہار کا کل روپیہ لے سکتے ہین بالخصوص جب آپکی تقریر کے ضمن مین یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپ دنیا کی تکالیف مین سخت مبتلا ہین اور آپکو روپیہ کی اشد ضرورت ہے تو پھر اگر

اِس بیہودہ اعتراض کرنیکے وقت اول یہی سوچتے کہ کیا خدا کا اپنی ذات اور صفات اور جمیع افعال مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دُنیوی اُسی حالت مین کامل یقین کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جب علم حقائق اشیاء کا صرف قیاسی وجوہ
مین محدود نہ رہے اور وجہ ثبوت وجود کسی چیز کی فقط اتنی ہی اپنے ہاتھہ مین نہ ہو کہ قیاس اُسکے وجود کو چاہتا
ہے بلکہ کسی طور سے اُسکے واقعہ فی الخارج ہونے کا بھی پتہ ملجائے تا مجوزۂ عقل صرف خیالات کے ورطہ مین
ڈوبی نہ رہے اور جس امر کا موجود ہونا خیالی طور پر اُسنے فرض کرلیا ہے اُس امر کے وجود پر بطور واقعی مطلع بھی
ہوجائے اور جبکہ استکمال یقین کا علم واقعہ پر موقوف ہوا اور ظاہر ہے کہ واقعات خارجیہ کی خبر دینا عقل کا کام اور
منصب نہین بلکہ یہہ مورخون اور واقعہ نگارون اور تجربہ کارون کا منصب ہے جنہون نے بچشم خود اُن واقعات
کو دیکھا ہو یا اُن حالات کو کسی دیکھنے والے کی زبان سے سُنا ہو پس اس صورت مین عقل ناقص انسان کے
لئے واقعہ نگارون اور مورخون اور آزمودہ کارون کی ضرورت پڑی یہی وجہ ہے کہ گو کسی امر مین لاکھہ موشگافی کرو
مگر جو کچھہ وقعت اور شان اُسکی تجربہ یا تاریخ کے شمول سے کُھلتی ہے وہ بات مجرد قیاس سے ہرگز حاصل نہین ہوسکتی
اور جس جگہ کسی شہادت رویت کی حاجت پڑتی ہے اُس جگہ قیاسی اٹکلین کام نہین دیسکتین اور فقط
قیاسی تیر چلانے والا اور صرف مونہہ سے باتین بنانیوالا ایک مورخ واقف حالات یا صاحب تجربہ اور آزمائش کا
قایم مقام نہین ہوسکتا اور اگر ہوسکتا تو پھر مورخون اور واقعہ نگارون اور تجربہ کارون کی کچھہ ضرورت نہ رہتی اور لوگ
صرف اپنے قیاسون سے دُنیا کے متفرق حالات جنکا جاننا تاریخ اور تجربہ اور واقعہ دانی پر موقوف ہے معلوم کرلیتے
اور سارا دھندا نظام عالم کا فقط قیاسی اٹکلون سے چلا لیتے۔ مورخون اور واقعہ نگارون اور اہل تجربہ لوگون کی
تب ہی تو حاجت پڑی کہ جب اکیلی عقل اور مجرد قیاس سے کام چل نہ سکا اور صرف قیاس کی کشتی مین بیٹھنے
سے دُنیا کی سب مہمات ڈوبتی نظر آئی اور فقط عقل کے چرخ پر چڑھنے سے سارا کام اِس عالم کا برباد ہوتا
دکھائی دیا حالانکہ دُنیا کے معاملات کچھہ ایسے بڑے پیچیدہ نہین بلکہ ایسے صاف اور واضح ہین کہ گویا ہماری
آنکھہ کے سامنے اور نظر کے نیچے ہین اور جو دقتین اُس نادیدہ عالم کے واقعات مین پیش آتی ہین اور جسطرح
غیر مرئی اور غیب الغیب جہان کے تصور کرنے کے وقت مین حیرتین رونما ہوتی ہین اور نظر اور فکر کے آگے

صورت مین دُنیا حاصل کرنیکی اِس سے بہتر اور کیا تدبیر ہے کہ آپ سب کام چھوڑ چھاڑ کر یہی کام اختیار کرین اور قرآن
شریف کے علوم الہیہ اور دقائق عقلیہ اور تاثیرات باطنیہ کا اپنی کتاب سے مقابلہ دکھلاکر روبیہ انعام کا وصول کرین

واحد لا شریک ہونا ضروری ہے یا نہیں ؟ اور اگر اس دلیل کو نہیں سوچا تھا تو کاش اس دوسری

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک دریا نا پیدا کنار دکھلائی دیتا ہے اِس جگہ اُسکا ہزارم حصّہ بھی نہیں تو اِس صورت میں اگر ہم صریحاً و عمداً بے راہی اختیار نہ کریں تو بلاشبہ اِس اقرار کرنیکے لئے مجبور ہیں کہ ہمیں اُس عالم کے حالات اور واقعات ٹھیک ٹھیک معلوم کرنیکے لئے اور اُن پر یقین کامل لانے کی غرض سے دُنیا کی نسبت صدہا درجہ زیادہ مؤرّخوں اور واقعہ نگاروں اور تجربہ کاروں کی حاجت ہے اور جبکہ اُس عالم کا مؤرّخ اور واقعہ نگار بجز خدا کی کلام کے کوئی اَور نہیں ہو سکتا اور ہمارے یقین کا جہاز بغیر وجود واقعہ نگار کے تباہ ہوا جاتا ہے اور بادِ صرصر وساوس کی ایمان کی کشتی کو ورطۂ ہلاکت میں ڈالتی جاتی ہے تو اِس صورت میں کون عاقل ہے کہ جو صرف عقلِ ناقص کی رہبری پر بھروسہ کرکے ایسے کلام کی ضرورت سے مونہہ پھیرے جس پر اُسکی جان کی سلامتی موقوف ہے اور جسکے مضامین صرف قیاسی اٹکلوں میں محدود نہیں بلکہ وہ عقلی دلائل کے علاوہ بہ حیثیت ایک مؤرّخِ صادق عالمِ ثانی کے واقعاتِ صحیحہ کی خبر بھی دیتا ہے اور چشم دید ماجرا بیان کرتا ہے۔

از وحیٔ خدا صبحِ صداقت بدمید　چشمے کہ ندید آن صحفِ پاک چہ دید
کاخ دل باشد زہمان نافہ معطّر　داں یار بیاید کہ زما بو رسیدہ
آن دیدہ کہ نوری نگرفت ست زفرقان　حقّا کہ ہمہ عمر زکوری نرہیدہ
آں جاں کہ بجز از وے گل گلزارِ خدا جست　سوگند تواں خورد کہ بویش نشمیدہ
باخوردنہم نسبتِ آن نور کہ مبینم　صد خور کہ بہ پیرامنِ او حلقہ کشیدہ
بے دولت و بدبخت کسانیکہ ازانور　سرتافتہ از نخوت و مونہ بریدہ

ہاں سچ بات ہے کہ عقل ہی بے سود اور بیفائدہ نہیں اور ہم نے کب کہا ہے کہ بیفائدہ ہے مگر اِس بدیہی صداقت کے ماننے سے ہم کس طرف بھاگ سکتے ہیں کہ مجرّد عقل اور قیاس کے ذریعہ سے ہمیں وہ کامل یقین کا سرمایہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ جو عقل اور الہام کے اشتمال سے حاصل ہوتا ہے اور نہ لغزشوں اور غلطیوں اور خطاؤں اور گمراہیوں اور خودپسندیوں اور خود بینیوں سے بچ سکتے ہیں اور نہ ہمارے خود تراشیدہ خیالات خدا کے پُرزور اور پُرجلال اور پُررعب حکم کی طرح جذبات نفسانی پر غالب آ سکتے ہیں اور نہ ہمارے طبعزاد تصوّرات اور خشک تخیلات اور بے اصل توہمات ہمکو وہ سرور اور خوشی اور تسلّی اور تشفّی پہنچا سکتے ہیں کہ جو محبوبِ حقیقی کا دلاویز کلام پہنچاتا ہے تو پھر کیا ہم ایک اکیلی عقل کے پیرو ہو کر ان تمام نقصانوں اور زیانوں اور بدبختیوں اور بدنصیبوں

اِس سے آپکی بڑی ناموری ہو جاویگی اور جس میدان کے فتح کرنے سے حضرت مسیح قاصر ہے اور اپنی تعلیم ناقص کا آپ اقرار کرکے اِس جہان سے سدھار گئے وہ میدان گویا آپکے ہاتھ سے فتح ہو جائیگا گویا ایک

دلیل کو ہی سوچا ہوتا کہ جس ذات کو علمی اور قدرتی طاقتون مین سب سے زیادہ اور بےمثل و مانند تسلیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو اپنے لئے قبول کرلین اور ہزارہا بلاؤن کا اپنے نفس پر دروازہ کہولدین عاقل انسان کسی طرح اِس مُہمل بات کو باور نہین کرسکتا کہ جس نے کامل معرفت کی پیاس لگا دی ہے اُس نے پوری معرفت کا لبالب پیالہ دینے سے دریغ کیا ہے اور جس نے آپ ہی دلون کو اپنی طرف کہینچا ہے اُس نے حقیقی عرفان کے دروازے بند کر رکہے ہین اور خداشناسی کے تمام مراتب کو صِرف فرضی ضرورت پر خیال دوڑانے مین محدود کردیا ہے کیا خدا نے انسان کو ایسا ہی بدبخت اور بےنصیب پیدا کیا ہے کہ جس کامل تسلّی کو خداشناسی کی راہ مین اُسکی روح چاہتی ہے اور دل تڑپتا ہے اور جسکے حصول کا جوش اُسکی جان و جگر مین بہرا ہوا ہے اُسکے حصول سے ہر دُنیا مین اُسکو بکُلّی یاس اور نا امیدی ہے - کیا تم ہزارہا لوگون مین سے کوئی بھی ایسی روح نہین کہ اِس بات کو سمجہے کہ جو معرفت کے دروازے صِرف خدا کے کہولنے سے کُہلتے ہین وہ انسانی قُوتون سے کُہل نہین سکتے اور جو خدا کا آپ کہنا ہے کہ مین موجود ہون اُس سے انسانون کے صِرف قیاسی خیالات برابر نہین ہوسکتے بلاشُبہ خدا کا اپنے وجود کی نسبت خبر دینا ایسا ہے کہ گویا خدا کو دکہلا دیتا ہے مگر صِرف قیاساً انسان کا کہنا ایسا نہین ہے اور جبکہ خدا کے کلام سے کہ جو اُسکے وجود خاص پر دلالت کرتا ہے ہمارے عقلی خیالات کسی طرح برابر نہین ہوسکتے تو پہر تکمیل یقین کے لئے کیون اُسکے کلام کی حاجت نہین - کیا اِس صریح تفاوت کو دیکہنا تمہارے دل کو ذرا بہی بیدار نہین کرتا - کیا ہمارے کلام مین کوئی بہی ایسی بات نہین کہ جو تمہارے دل پر مُوثر ہو - اے لوگو اِس بات کے سمجہنے مین کچہہ بہی دقت نہین کہ عقل انسانی مغیبات کے جاننے کا آلہ نہین ہوسکتی اور کون تم مین سے اِس بات کا منکر ہوسکتا ہے کہ جو کچہہ بعد فوت کے پیش آنیوالا ہے وہ سب مغیبات مین ہی داخل ہے مثلاً تم سوچو کہ کسی کو واقعی طور پر کیا خبر ہے کہ موت کے وقت کیونکر انسان کی جان نکلتی ہے اور کہان جاتی ہے اور کون ہمراہ لیجاتا ہے اور کس مقام مین ٹہرائی جاتی ہے اور پہر کیا کیا معاملہ اُسپر گذرتا ہے اِن سب باتون مین عقل انسانی کیونکر قطعی فیصلہ کرسکے قطعی طور پر تو انسان تب فیصلہ کرسکتا کہ جب ایک دو مرتبہ پہلے مرچکا ہوتا اور وہ راہین اُسی معلوم ہوتین جن راہون سے خدا تک پہنچا تھا اور وہ

صورت سے آپ عیسائیون کی نظر مین مسیح سے بہتر ٹہر جاوینگے کہ جس کتاب کو وہ مُدت العمر ناقص سمجہتے رہے آپ نے اُسکا کمال ظاہر کر دکہایا - دُنیا کے سخت محتاج ہوکر کیون اسقدر روپیہ ناحق چہوڑتے ہین اور اگر

کرتے ہین اُن طاقتون کے آثار کو بھی بیمثل و مانند ماننا چاہئے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مقامات اُسسے یاد ہوتے جن مین ایک عرصہ تک اُسکی سکونت رہی تہی مگر اتبو نری اٹکلین ہین گو ہزار احتمال نکالو موقعہ پر جاکر تو کسی عاقل نے نہ دیکہا اِس صورت مین ظاہر ہے کہ ایسے جلے بُہنیا دخیالات آپ ہی تسلی پکڑنا ایک طفل تسلی ہے حقیقی تسلی نہین ہے اگر تم محققانہ نگاہون سے دیکہو تو آپ ہی شہادت دو کہ انسان کی عقل اور اُسکا کانشنس اِن سب امور کو علی وجہ الیقین ہرگز دریافت نہین کر سکتا اور صحیفۂ قُدرت کا کوئی صفحہ اِن امور پر یقینی دلالت نہین کرتا۔ دور دراز کی باتین تو یک طرف رہین اول قدم مین ہی عقل کو حیرانی ہے کہ روح کیا چیز ہے اور کیونکر داخل ہوتی اور کیونکر نکلتی ہے ظاہرا تو کچہہ نکلتا نظر نہین آتا اور نہ داخل ہوتا نظر آتا ہے اور اگر کسی جاندار کو وقت نزع جان کے کسی شیشہ مین ہی بند کرو تب ہی کوئی چیز نکلتی نظر نہین آتی اور اگر بند شیشہ کے اندر کسی مادّہ مین کیڑے پڑجائین تو اُن روحون کے داخل ہونے کا ہی کوئی راہ دکہائی نہین دیتا۔ انڈے مین اس سے ہی زیادہ تعجب ہے کس راہ سے روح پرواز کرکے آتی ہے اور اگر بچہ اندر ہی مرجائے تو کس راہ سے نکل جاتی ہے کیا کوئی عاقل اِس معما کو صرف اپنی ہی عقل کی زور سے کہول سکتا ہے وہم جتنے چاہو دوڑاؤ مگر مجرد عقل کے ذریعہ سے کوئی واقعی اور یقینی بات تو معلوم نہین ہوتی پہر جبکہ پہلے ہی قدم مین یہہ حال ہے تو پہر یہہ ناقص عقل اُمورِ معاد مین قطعی طور پر کیا دریافت کریگی ۔ کیا آپ لوگون مین اِس بات کا سمجہنے والا کوئی نہین رہا ۔ کیا تمہاری اِس مصیبت زدہ حالت پر تمہین آپ ہی رحم نہین آتا ۔ جس حالت مین جیفۂ دُنیا کے پیچہے تمہارے پیٹ مین اتنی کہلبلی پڑی ہوئی ہے کہ اُسکے حصول کے جوش مین ہزارہا کوس کا سفر خُشکی و تری مین کرتے ہو تو کیا عالمِ معاد تمہاری نظر مین کچہہ چیز نہین ۔ افسوس کیون آپ لوگون کو سمجہہ نہین آتا کہ روح کی ہر یک بیقراری کا چارہ اور نفس امّارہ کی ہر یک مرض کا علاج صرف اپنے ہی تخیلات اور تصوّرات سے ممکن نہین ۔ یہہ ایک قُدرتی قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی جذبہ نفسانی یا آفت روحانی مین مبتلا ہو مثلاً قُوتِ غضبیّہ اشتعال مین ہو یا قُوتِ شہوتیہ شعلہ زن ہو یا کسی مصیبت اور ماتم اور ہم اور غم مین گرفتار ہو یا کسی اور تغیّر نفسانی یا روحانی سے مقہور ہو تو وہ اُن امراض اور اعراض کو کہ جو اُسکے نفس اور روح پر غلبہ کر رہی

اکیلے اِس کام کو انجام دینا ممکن نہین تو دو چار یا دس بیس دوسرے پادری جو بیہودہ بازارون اور دیہات مین گشت کرتے پہرتے ہین شریک کر لیجئے اور خدا کے ساتہہ ذرا لڑکر دکہائیے ورنہ جو لوگ ہمارا مردانہ اشتہار

کی عظمت و شوکت متکلّم کی علمی طاقتون کے تابع ہے جو کوئی علمی طاقتون مین زیادہ تر ہے اُسکی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہین صرف اپنی وعظ اور نصیحت سے دور نہین کرسکتا بلکہ ان جذبات کے فرو کرنیکے لئے ایک ایسی وعظ کا محتاج ہوتا ہے کہ جو سامع کی نظر مین بارعب اور بزرگ اور اپنی بات مین سچا اور اپنے علم مین کامل اور اپنے عہدون مین وفادار ہوا ور اپنے اُن امور کے پورا کرنے پر قادر بھی ہو جنسے سامع کے دل مین خوف یا اُمید یا تسلّی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ بات نہائیت بدیہی اور ظاہر ہے کہ اکثر اوقات انسان کی یہہ حالت ہوتی ہے کہ اگرچہ وہ ایک گناہ کو حقیقت مین ایک گناہ سمجھتا ہے یا ایک امر خلافِ استقامت اور صبر کو خلاف استقامت بھی جانتا ہے مگر کچھہ ایسا غفلت کا پردہ یا ناگہانی غم کا صدمہ اُسکے دل پر آپڑتا ہے کہ وہ پردہ تب ہی اُٹھتا ہے کہ جب دوسرا شخص جسکی عظمت اور بزرگی اور صداقت اُسکے دل مین متمکّن ہے اُسکو سمجھاتا ہے اور ترغیب یا ترہیب یا تسلّی و تشفّی یعنے جیسا کہ موقعہ ہو اُسکو دیتا ہے اور اُسکا کلام اثر مین کچھہ ایسا عجیب ہوتا ہے کہ گو وہ اُنہین دلائل کو پیش کرے کہ جو سامع کو معلوم ہین مگر وہ پا شکستہ کو کمربستہ اور سُست کو چُست اور ضعیف کو قوی اور مُضطرب کو تسلّی یافتہ کر دیتا ہے اور یہہ سب اُمور ایسے ہین جن مین دانا انسان آپ اقراری ہوتا ہے کہ وہ اپنے مغلوب النفس یا بیقرار ہونیکی حالتون مین اُنکا محتاج ہے بلکہ جنکی روحین نہائیت لطیف اور طالبِ حق اور جن کے دل گناہونکی کدورت اور کثافت سے جلد تر بیزار ہو جاتے ہین وہ اپنے مغلوب النفس ہونے کی حالتون مین خود بیمار کی طرح اُس علاج کے مستدعی ہوتے ہین تا کسی مردِ خدا کی زبان سے کلمۂ ترغیب یا ترہیب یا کلماتِ تسلّی و تشفّی سُنکر اپنے اندرونی انقباض سے شفا پاوین غرض بلاشُبہ انسان کی فطرت مین یہہ خاصیت ہے کہ گو وہ کیسا ہی عالم فاضل کیون نہ ہو مگر حوادث اور جذباتِ نفسانی کے وقت جیسا دوسرون کی باتون سے متاثر ہوتا ہے صرف اپنی باتون سے ہرگز نہین۔ مثلاً جسپر کوئی حادثہ پڑتا ہے یا کوئی ماتم وقوع مین آجاتا ہے تو وہ فی نفسہٖ اِس بات سے کچھہ بے خبر نہین ہوتا کہ دُنیا خوشی اور امن کی جگہ نہین نہ ہمیشہ رہنے کا مقام ہے لیکن صدمہ کے وقت اُس عاجز انسان پر قلق اور بیقراری غلبہ کر جاتی ہے اور دل ہاتھہ سے نکلتا جاتا ہے ایسے وقت مین اگر کوئی ایسا شخص کہ جو اُسکی نظر مین نہائیت مقدّس و کامل و بزرگوار ہے اُسے سمجھاتا ہے کہ صبر کر صابرون کے جنابِ الٰہی مین بڑے بڑے اجر ہین اور یہہ دُنیا ہمیشہ رہنے کی جگہہ نہین

بڑھکر آپ لوگون کی یہہ زنانہ باتین سُنتے ہین اب اُن لوگون پر حضرات عیسائیون کی دیانت اور خداترسی جیسی کہ ہے بخوبی کُہل جائیگی۔

تقریر کی عظمت و شوکت بھی زیادہ تر ہے اور اگر اس دلیل کو بھی نظر سے ساقط کر دیا تھا تو کاش مسئلہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سو اگرچہ یہ بات اُسکو پہلے بھی معلوم ہی تھی پر اُسکے مونہہ سے سُنکر ایک عجیب طرح کا اثر ہوتا ہے کہ جو گرتے ہوئے کو تھام لیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہر وقت اور ہر محل مین اپنے ہی خود تراشیدہ خیالات اپنے دل پر اثر ڈال نہین سکتے بلکہ بسا اوقات جذبات نفسانی یا آلام روحانی سے ایسی عقل دب جاتی ہے کہ انسان مین سوچنے اور سمجھنے کی قوت ہی نہین رہتی اور اُسوقت وہ خود اپنے تئین اس حالت مین پاتا ہے کہ اُسکے لئے کسی دوسرے کی طرف سے ترغیب یا ترہیب یا تسلی تشفی کی باتین صادر ہوں۔ پس ان تمام امور پر نظر ڈالنے سے دانا انسان اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ خدا نے جو اُسکی فطرت کو ایسا بنایا ہے یہی وضع فطرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس حکیم مطلق نے انسان ضعیف البنیان کو اپنی ہی رائے اور قیاس پر چھوڑنا نہین چاہا بلکہ جس طرح کے واعظوں اور متکلموں سے اُسکی تسلی اور تشفی ہو سکتی ہے اور اُسکے جذبات نفسانی دب سکتے ہین اور اُسکی روحانی بیقراریان دور ہو سکتی ہین وہ سب متکلم اُسکے لئے پیدا کئے ہین اور جس کلام سے اُسکی امراض و اعراض دور ہو سکتی ہے وہ کلام اُسکے لئے مہیا کیا ہے یہہ ثبوت ضرورت الہام کا کسی اور طرز سے نہین بلکہ خدا کا ہی قانون قدرت اُسے ثابت کرتا ہے کیا یہہ سچ نہین کہ دُنیا مین کروڑہا آدمی کہ جو تعصب مین معصیت مین غفلت مین گرفتار رہوتے ہین ہمیشہ وہ دوسرے واعظ اور ناصح سے متاثر ہوا کرتے ہین اور ہر جگہ اپنا ہی علم اور اپنے ہی خیالات ہرگز کافی نہین ہوتے اور ساتھہ ہی یہہ بات بھی ہے کہ جسقدر متکلم کی ذاتی عظمت اور وقعت سامع کی نظر مین ثابت ہو اُسیقدر اُسکا کلام تسلی اور تشفی بخشتا ہے اُسی شخص کا وعدہ موجب تسکین خاطر ہوتا ہے کہ جو سامع کی نظر مین صادق الوعد اور ایفاء وعدہ پر قادر بھی ہو اس صورت مین کون اس بدیہی بات مین کلام کر سکتا ہے کہ امور معاد اور ماورا المحسوسات مین اعلیٰ مرتبہ تسلی اور تشفی اور تسکین خاطر کا کہ جو جذبات نفسانی اور آلامِ روحانی کو دور کرنے والا ہو صرف خدا کے کلام سے حاصل ہو سکتا ہے اور قانون قدرت پر نظر ڈالنے سے اس سے عمدہ تر موجب تسلی و تشفی کا اور کوئی امر قرار نہین پا سکتا۔ جب کوئی آدمی خدا کے کلام پر پورا پورا ایمان لاتا ہے اور کوئی اعراض صوری یا معنوی درمیان نہین ہوتا تو خدا کا کلام اُسکو بڑے بڑے گردابوں مین سے بچا لیتا ہے اور سخت سخت جذبات نفسانی کا مقابلہ کرتا ہے اور بڑے

ایک اور عیسائی صاحب ۵ مئی ۱۸۸۲ء کے نور افشان مین یہہ سوال کرتے ہین کہ کون کونسے علامات یا شرائط ہین جن سے سچے اور جھوٹے نجات دہندہ مین تمیز کیجا سکے اِسکا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کی طرف سے سچا نجات دہندہ

خواص الاشیاء حق کا یاد رکھتے کیا اُنہیں معلوم نہیں کہ صدہا چیزیں ایک ہی جنس کی ہوتی ہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بڑے پُر وحشت حادثوں میں صبر بخشتا ہے جب دانا انسان کسی مشکل یا جذبہ نفسانی کے وقت میں خدا کے کلام میں وعدہ اور وعید پاتا ہے یا کوئی دوسرا اُسے سمجھاتا ہے کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے تو ایکبارگی اُس سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ توبہ پر توبہ کرتا ہے۔ انسان کو خدا کی طرف سے تسلّی پانے کی بڑی بڑی حاجتیں پڑتی ہیں بسا اوقات وہ ایسی سخت مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ اگر خدا کا کلام آیا نہ ہوتا اور اُسکو اپنی اس بشارت سے مطلع نہ کرتا۔ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات فبشّر الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ط اولٰٓئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولٰٓئک ھم المفلحون ط ۔ تو وہ بے حوصلہ ہو کر شائد خدا کے وجود سے ہی انکار کرتا اور یا نا امیدی کی حالت میں خدا سے بکلّی رابطہ توڑ دیتا اور یا غموں کے صدمہ سے ہلاک ہو جاتا۔ اسی طرح جذباتِ نفسانی ایسے ہیں کہ جنکی کسر ثوران کے لئے خدا کے کلام کی ضرورت تھی اور قدم قدم میں انسان کو وہ اُمور پیش آتے ہیں جنکا تدارک صرف خدا کا کلام کر سکتا ہے جب انسان خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے تو صدہا موانع اسکو اس توجہ سے روکتے ہیں کبھی اس دُنیا کی لذت یاد ہوتی ہے کبھی ہم شربوں کی صحبت دامن کھینچتی ہے کبھی اُس راہ کی تکالیف ڈراتی ہیں کبھی قدیمی عادات اور ملکاتِ راسخہ سنگِ راہ ہو جاتی ہیں کبھی ننگ کبھی نام کبھی ریاست کبھی حکومت اس راہ سے روکنا چاہتی ہے اور کبھی یہ سارے ایک لشکر کی طرح ایک جگہ فراہم ہو کر اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اپنے فوائدِ نقد کی خوبیاں پیش کرتے ہیں پس اُنکے اتفاق اور اژدہام میں ایک ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے کہ خیالات خود تراشیدہ اُنکی مدافعت نہیں کر سکتے بلکہ ایک دم بھی اُنکے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتے ایسے جنگ کے موقعہ میں خدا کے کلام کی تیز ور بندوقیں درکار ہیں تا مخالف کی صف کو ایک ہی فیر میں اُڑا دیں۔ کیا کوئی کام یکطرفہ بھی ہو سکتا ہے پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا ایک پتھر کی طرح ہمیشہ خاموش رہے اور بندہ وفاداری میں صدق میں صبر میں خود بخود بڑھتا جائے اور صرف یہی ایک خیال کہ آسمان اور زمین کا البتہ کوئی خالق ہوگا اسکو

وہ شخص ہے جسکی متابعت سے سچی نجات حاصل ہو یعنے خدا نے اُسکے وعظ میں یہہ برکت رکھی ہو کہ کامل پیرو اُسکا ظلماتِ نفسانیہ اور ادناسِ بشریہ سے نجات پا جائے اور اُسمیں وہ انوار پیدا ہو جائیں جنکا پاک

ہین بلکہ ایک ہی صِنف کے تحت مین داخل ہوتی ہین مگر پھر بھی حکیمِ مُطلق نے ہریک چیز مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہمیشہ کی قوت دیکر عشق کمید الوزن مین آگے سے آگے کہنچتا چلاجائے خیالی باتین واقعی باتون کی ہرگز قایم مقام نہین ہوسکتین اور نہ کبھی ہوئین مثلاً ایک مفلس قرضدار نے کسی راستباز دولتمند سے وعدہ پایا ہے کہ عین وقت پر مین تیرا کل قرضہ ادا کر دونگا اور دوسرا ایک اور مفلس قرضدار ہے اُسکو کسی نے اپنی زبان سے وعدہ نہین دیا وہ اپنے ہی خیالات دوڑاتا ہے کہ شائد مجھکو بھی وقت پر روپیہ ملجائے کیا تسلی پانے مین یہہ دونون برابر ہوسکتے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین یہہ سب قوانینِ قُدرت ہی ہین قوانینِ قُدرت سے کونسی حقانی صداقت باہر ہے بڑا افسوس اُن لوگون پر کہ جو قوانینِ قُدرت کی پابندی کا دعوی کرتے کرتے پھر اُنہین توڑکر دوسری طرف بھاگ گئے اور جو کچھہ کہا تھا اُسکے برعکس عمل مین لائے اے برہمو سماج والو اگر تمکو دینی اُمور مین دلسوزی سے نظر نہین اگر تمہین معاد کی کچھہ بھی پرواہ نہین تو کیا ابھی تک دُنیوی امور مین تم پر ثابت نہین ہوچکا کہ عقل نے تنِ تنہا کوئی کام تمہاری دُنیا کا کبھی سرے تک نہین پہنچایا کیا تمہین اِس صداقت کے ماننے سے ہنوز کسی عُذر کی گنجایش ہے کہ عقل کو کبھی یہہ لیاقت حاصل نہین ہوئی کہ بغیر اشتمال کسی دوسرے رفیق کے بذاتِ خود کسی کام کو بوجہ احسن واکمل انجام دے سکے سچ کہو کیا ابھی تک تمہین اِس بات کا امتحان نہین ہوا کہ جو کام صرف عقل پر پڑا وہی مُشتبہ اور مظنون اور ناتمام رہا اور جب تک واقعات کا نقشہ بذریعہ کسی واقعہ دان کے طیار ہوکر نہ آیا تب تک تمام کام عقل اور قیاس کا ادہورا اور خام رہا تم انصاف سے کہو کیا تمہین آجتک اِس بات کی خبر نہین کہ ہمیشہ سے عقلمند لوگون کا یہی شعار ہے کہ وہ اپنی قیاسی وجوہ کو کبھی تجربہ سے تقویت دے لیتے ہین اور کبھی تواریخ سے اور کبھی نقشجات موقعہ نما سے اور کبھی خطوط اور مراسلات سے اور کبھی اپنی ہی قُوتِ باصرہ اور سامعہ اور شامہ اور لامسہ وغیرہ کی گواہی سے بس اب تم آپ ہی سوچو اور اپنے دلون مین آپ ہی خیال کرو اور اپنی نگاہون مین آپ ہی جانچ لو کہ جس حالت مین دُنیوی امور کے لئے کہ جو شہود اور

دلون مین پیدا ہوجانا ضروری ہے ہان جب تک پیروی کنندہ کی متابعت مین کسر ہو تب تک ظُلماتِ نفسانیہ دور نہین ہونگے اور نہ انوارِ باطنیہ ظاہر ہونگے لیکن یہہ اُس نبی متبوع کا قصور نہین بلکہ خود وہ مدعی اتباع کا اعراضِ صوری یا معنوی کی آفت مین گرفتار ہے اور اسی اعراض کی وجہ سے محروم اور محجوب ہے یہی حقیقی علامت ہے جس سے انسان گذشتہ قصون اور کہانیون کا محتاج نہین ہوتا بلکہ خود طالبِ حق بنکر سچے ہادی اور حقیقی فیض رسان

جُدا جُدا خواص مودع کئے ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ محسوس ہین دوسرے رفیقون کی حاجت پڑے تو پھر اُن اُمور کے لئے کہ جو اِس عالم سے وراء الورا اور غیب الغیب اور اخفی من الاخفی ہین کسقدر زیادہ حاجت ہے اور جس حالت مین مجرّد عقل دنیا کے سہل اور آسان اُمور کے لئے بھی کافی نہین تو پھر امور معاد کے دریافت کرنے مین کہ جو ادق اور الطف ہین کیونکر کافی ہوسکتی ہے اور جبکہ تم معاشرت کے ناپائیدار اور ناچیز کامون مین جنکا نفع نقصان ایک گذر جانے والی چیز ہے مجرّد قیاس اور عقل کو قابل اطمینان نہین سمجھتے تو پھر آپ لوگ اُمورِ معاد مین جنکے آثار دائمی اور جنکے خطرات لاعلاج ہین فقط اسی عقل ناقص پر کیونکر بھروسہ کرکے بیٹھ رہے ہین کیا یہہ اس بات کا عُمدہ ثبوت نہین کہ آپ لوگون نے آخرت کے فکر کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور جیفہ دنیا بڑا لذیذ اور مزہ دار معلوم ہورہا ہے ورنہ کیونکر باور کیا جائے کہ خدا نے اتنی بھی تمھین سمجھ نہین دی کہ جس حالت مین اُس کریم مُطلق نے دُنیا کے ناپائدار امور مین عقلِ انسانی کو تنِ تنہا نہین چھوڑا بلکہ کئی رفیقون سے تقویت بخشی ہے تو دارِ آخرت کے نازک اور دقیق مقامات مین جو باقی اور دائم ہین اُسکی رحمتِ عظیمہ کا ازلی اور ابدی خاصہ کیون مفقود ہوگیا کہ اُس جگہ عقل غریب اور سرگردان کو رفیقِ کامل کے اشتمال سے تقویت نہ بخشی اور ایسا مصاحب اُسکو عنایت نہ کیا کہ جو اُس مُلک کے کُلّی اور جزئی امور سے ذاتی واقفیت رکھتا اور رویت کے گواہ کی طرح خبر دیسکتا تا قیاس اور تجربہ دونون ملکر انواع اقسام کی برکتون کا چشمہ ٹھہرتے اور طالبِ حق کو اُس مرتبہ کمال معرفت تک پہنچا سکتے جسکے حصول کا جوش اُسکی فطرت مین ڈالا گیا ہے نہ معلوم آپ لوگون کو کس نے بہکا دیا کہ یہہ سمجھ رہے ہین کہ گویا عقل اور الہام مین کسقدر باہم تناقض ہے جسکے باعث وہ دونون ایک جگہ جمع نہین ہوسکتے خدا تمہاری آنکھین کھولے اور تمہارے دلون کے پردے اُٹھا دے کیا تم اِس آسان بات کو سمجھ نہین سکتے کہ جس حالت مین الہام کی طفیل سے عقل اپنے کمال کو پہنچتی ہے اپنی غلطیون پر متنبہ ہوتی ہے اپنی راہِ مقصود کی سمت خاص کو دریافت کرلیتی ہے

کو شناخت کرلیتا ہے اور اُس تقدّس اور نور کو کہ جو کامل اور فیضرسان ہی کی نسبت اعتقاد کیا گیا ہے نہ صرف اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے موافق اُسکا مزہ بھی چکھ لیتا ہے اور نجات کو نہ صرف خیالی طور پر ایک ایسا امر قرار دیتا ہے کہ جو قیامت مین ظاہر ہوگا بلکہ جہل اور ظلمت اور شک اور شبہ اور نفسانی جذبات کے عذاب سے نجات پاکر اور آسمانی نورون سے منوّر ہوکر اسی عالم مین حقیقتِ نجات کو پالیتا ہے۔ اب جبکہ

بعض لوگ اِس دہوکے مین پڑے ہوئے ہین کہ بولی انسان کی ایجاد ہے اور جبکہ انسان کی ایجاد ہوئی

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱ آوارہ گردی اور سرگردانی سے چھوٹ جاتی ہے اور ناحق کی محنتون اور بیہودہ مشقّتون اور بیفایدہ جان کنی سے رہائی پاتی ہے اور اپنے مشتبہ اور مظنون علم کو یقینی اور قطعی کرلیتی ہے اور مجرد اٹکلون سے آگے بڑہ کر واقعی وجود پر مطلع ہوجاتی ہے تسلی پکڑتی ہے آرام اور اطمینان پاتی ہے تو پھر اس صورت مین الہام اسکا محسن و مددگار اور مربی ہوا یا اُسکا دشمن اور مخالف اور ضرر رسان ہوا یہہ کس قسم کا تعصب اور کس نوع کی نابینائی ہے کہ جو ایک بزرگ مربی کو جو صریح رہبری اور رہنمائی کا کام دے رہا ہے رہزن اور مزاحم تصور کیا جاتا ہے اور جو گڑہے سے باہر نکالتا ہے اُسکو گڑہے کی اندر دہکیلنے والا سمجہہ رہے ہین سارا جہان جانتا ہے اور تمام آنکہون والے دیکہہ رہے ہین اور غور کرنیوالی طبعیتین مشاہدہ کر رہی ہین کہ دُنیا مین عقل کی خوبی اور عظمت کو ماننے والے لاکہون ایسے ہو گذرے ہین اور اب بھی ہین کہ جو باوجود اسکے کہ عقل کے پیغمبر پر ایمان لائے اور عاقل کہلائے اور عقل کو عُمدہ چیز اور اپنا رہبر سمجہتے تہے مگر باین ہمہ خدا کے وجود سے منکر ہی رہے اور منکر ہی مرے لیکن ایسا آدمی کوئی ایک تو دکہلاؤ کہ جو الہام پر ایمان لاکر پھر بھی خدا کے وجود سے انکاری رہا پس جس حالت مین خدا پر محکم ایمان لانیکے لئے الہام ہی شرط ہے تو ظاہر ہے کہ جس جگہ شرط مفقود ہوگی اُسجگہ مشروط بھی ساتھ ہی مفقود ہوگا سو اب بدیہی طور پر ثابت ہے کہ جو لوگ الہام سے منکر ہو بیٹھے ہین اُنہون نے دیدہ و دانستہ بے ایمانی کی راہون سے پیار کیا ہے اور دہریہ مذہب کے پہیلنے اور شایع ہوجانیکو روا رکہا ہے یہہ نادان نہین سوچتے کہ ہو و جو و غیب الغیب نہ دیکہنے مین آسکتا ہے نہ سونگہنے مین نہ ٹٹولنے مین اگر تو ت سامعہ بھی اُس ذات کامل کے کلام سے محروم اور بے خبر ہو تو پھر اُس ناپیدا وجود پر کیونکر یقین آوے اور اگر مصنوعات کے ملاحظہ سے صانع کا کچہہ خیال بھی دل مین آیا لیکن جب طالب حق نے مدت العمر کوشش کر کے نہ کبھی اُس صانع کو اپنی آنکہون سے دیکہا نہ کبھی اُسکے کلام پر مطلع ہوا نہ کبھی اُسکی نسبت کوئی ایسا نشان پایا کہ جو جیتے جاگتے مین ہوا

سچے نجات دہندہ کی یہی علامت ٹہری اور یہی طالب حق کا مقصود اعظم ہے کہ جو اُسکی زندگی کا اصل مقصد اور اُسکے مذہب پکڑنے کی علت غائی ہے تو سمجہنا چاہئے کہ یہہ علامت صرف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مین پائی جاتی ہے اور اُنہین کے اتباع سے کہ جو قرآن شریف کے اتباع پر منحصر ہے باطنی نور اور محبت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے کہ قرآن شریف جو آن حضرت کے اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جسکی متابعت سے

تو پہر بلاغت اور فصاحت اور دوسرے کمالات متعلقہ کلام میں جیسا کہ چاہئے انسان مراتب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جا ہئے تو کیا آخر اُسکو یہہ وسوسہ نہین گذریگا کہ شائد میری فکر نے ایسے صانع کے قرار دینے مین غلطی کی ہو اور شائد دہریہ اور طبعیہ ہی سچے ہون کہ جو عالم کی بعض اجزا کو بعض کا صانع قرار دیتے ہین اور کسی دوسرے صانع کی ضرورت نہین سمجھتے مین جانتا ہون کہ جب نرا عقل پرست اِس باب مین اپنے خیال کو آگے سے آگے دوڑائیگا تو وسوسہ مذکورہ ضرور اُسکے دل کو پکڑ لیگا کیونکہ ممکن نہین کہ وہ خدا کے ذاتی نشان سے باوجود سخت جستجو اور تکاپو کے ناکام رہکر پہر ایسے وساوس سے بچ جائے وجہ یہہ کہ انسان مین یہہ فطرتی اور طبعی عادت ہے کہ جس چیز کے وجود کو قیاسی قرائن سے واجب اور ضروری سمجھے اور پہر باوجود نہائت تلاش اور پرلہ درجہ کی جستجو کے خارج مین اُس چیز کا کچہہ پتہ نہ لگے تو اپنے قیاس کی صحت مین اُسکو شک بلکہ انکار پیدا ہو جاتا ہے اور اُس قیاس کے مخالف اور منافی سیکڑون احتمال دل مین نمودار ہو جاتے ہین بارہا ہم تم ایک مخفی امر کی نسبت قیاس دوڑایا کرتے ہین کہ یون ہوگا یا وون ہوگا اور جب بات کہلتی ہے تو وہ اور ہی ہوتی ہے انہین روزمرہ کے تجارب نے انسان کو یہہ سبق دیا ہے کہ مجرد قیاسون پر طمانیت کر کے بیٹہنا کمال نادانی ہے غرض جب تک قیاسی اٹکلون کے ساتہہ خبر واقعہ نہ ملے تب تک ساری نمایش عقل کی ایک سراب ہے اِس سے زیادہ نہین جسکا آخری نتیجہ دہریہ پن ہے سو اگر دہریہ بننے کا ارادہ ہے تو تمہاری خوشی ورنہ وساوس کے تند سیلاب سے کہ جو تم سے بہتر ہزارہا عقلمندون کو اپنی ایک ہی موج سے تحت الثریٰ کی طرف لیگیا ہے صرف اُسی حالت مین تم بچ سکتے ہو کہ جب عروہ وثقی الہام حقیقی کو مضبوطی سے پکڑ لو ورنہ یہہ تو ہرگز نہین ہوگا کہ تم مجرد خیالاتِ عقلیہ مین ترقی کرتے کرتے آخر خدا کو کسی جگہ بیٹہا ہوا دیکہہ لوگے بلکہ تمہارے خیالات کی ترقی کا اگر کچہہ انجام ہوگا تو بالآخر یہی انجام ہوگا کہ تم خدا کو بے نشان پاکر اور زندون کی علامات سے خالی دیکہہ کر اور اُسکے سراغ لگانے سے عاجز اور درماندہ رہکر اپنے دہریہ بہائیون سے ہاتہہ جا ملاؤگے اور اِس سے

اسی جہان مین آثار نجات کے ظاہر ہو جاتے ہین کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونون طریق ظاہری اور باطنی کے ذریعہ سے نفوس ناقصہ کو بمرتبہ تکمیل پہنچاتی ہے اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔ ظاہری طریق سے اِس طرح پر کہ بیان اُسکا ایسا جامع دقایق وحقایق ہے کہ جسقدر دنیا مین ایسے شبہات پائے جاتے ہین کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہین جن مین مبتلا ہو کر صدہا جہوٹے فرقے پہیل رہے ہین اور صدہا طرح کے

اقصیٰ تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ یہہ بات بالکل غیر معقول اور خلافِ قیاس ہے کہ انسان اپنی ایجاد مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دہوکا مت کہانا کہ اگر نری عقل کا انجام دہریہ پن ہے تو ابتک برہمو سماج والے کیون کسیقدر خدا کے وجود کے اقراری ہین اور کیون یک لخت انکاری نہین ہوجاتے اِسکے دو باعث ہین ایک تو یہہ کہ ہنوز اُنکو اپنے خیالات مین پوری پوری ترقی حاصل نہین ہوئی اور جس وجود کو فرضی طور پر اُنہون نے قرار دے لیا ہے ابہی تک اُسی فرضی خیال پر ٹہہرے ہوئے ہین اور تاحال آگے قدم بڑہا کر اس جستجو مین نہین پڑے کہ اُس فرضی وجود کا خارج مین کہین پتہ لگاوین مگر یہہ بات یاد رکہو کہ جب ہی کے وہ اپنے خیالات مین ترقی کرکے کچہہ آگے قدم بڑہاوینگے تو پہلا اثر اُس پیش قدمی کا یہی ہوگا کہ اُنکے دلون مین یہہ کہٹکا پیدا ہوجائیگا کہ جس ذات کو ہم حیّ قیّوم اور ہرجگہ موجود تسلیم کر رہے ہین وہ کہان اور کدہر اور کس طرف ہے اگر وہ واقعی طور پر بوجود خارجی موجود ہے تو پہر اُسکا کیون پتہ نہین ملتا اور کیون وہ تلاش کرنیوالون پر اپنی ہستی کو ظاہر نہین کرتا اِس کہٹکے کے پیدا ہونے سے یا تو وہ بالآخر الہامِ حقیقی پر ایمان لائینگے اور اپنے نفس کو ورطۂ شبہات سے چہوڑا لینگے اور اگر یہہ نہین تو پہر ذرا خیالات کی ترقی ہونے دیجئے پہر دیکہنا کہ پکّے دہریہ ہین یا نہین اِنہین کے لاکہون بہائی کہ جو مجرّد عقل کے پابند تہے جب اُنکے خیالات نے ترقی کی تو آخر طبعیہ اور دہریہ ہوکر مرے یہہ کچہہ اُنکے عقل پرست نہین ہین کہ جو خیالات مین ترقی کرکے دہریہ نہین بنینگے بلکہ خدا کی رہائش کے شیش محل اُنہین نظر آجائینگے بلاشبہ جو کچہہ اثر خیالات کی ترقی سے پہلے عقلمندون کی ذات پر آیا وہی اثر کسی دن اُنکے لئے بہی درپیش ہے توقف صرف اتنا ہی ہے کہ ابہی اُنکو خدا

خیالاتِ باطلہ کہ اِن لوگون کے دلون مین جم رہے ہین سب کا ردّ معقولی طور پر اُسمین موجود ہے اور جو جو تعلیم عقائد کاملہ کی روشنی ظلمتِ موجودہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اُسمین چمک رہی ہے اور تمام امراض نفسانی کا علاج اُسمین مندرج ہے اور تمام معارفِ حقّہ کا بیان اُسمین بہرا ہوا ہے اور کوئی دقیقہ علم الٰہی نہین کہ جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہوسکتا ہے اور اس سے باہر رہ گیا ہو۔ اور باطنی طریق سے اِس طور پر کہ اُسکی کامل متابعت دلکو ایسا صاف کردیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیون سے بالکل پاک ہوکر حضرتِ اعلیٰ سے اتصال پکڑ لیتا ہے اور انوارِ قبولیت اُس پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہین اور عنایاتِ الٰہیّہ اِسقدر اُسپر احاطہ کر لیتی ہین کہ جب وہ مشکلات کے وقت دُعا کرتا ہے تو کمالِ رحمت اور عطوفت سے خداوندِ کریم اُسکا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجومِ غمون کے وقت مین سوال

ترقیات کرنے سے قاصر اور عاجز رہے اور جب کلام کی بلاغت اور فصاحت مین ہر قسم کی ترقی کرنا اور مرتبہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پوری جستجو اور تلاش مین بہت سی کسر باقی ہے اور ہنوز دُنیا ہی پیاری اور میٹھی معلوم ہوتی ہے اور دن رات اُسی کا سودا ہے اور اُسی کے لئے سمندر چیرتے ہوئے دور دراز مُلکون مین چلے جاتے ہین اور ابہی تک آخرت کے مُلک کا اُنکو دہیان ہی نہین اور نہ اُس مالک المُلک کا کچہہ خیال ہے مگر ماشاء اللہ جب وہ دن آئینگے کہ وہ مجرّدِ عقل کے ذریعہ سے اِس بات کا فیصلہ کرنا چاہینگے کہ اگر خدا موجود ہے تو کہان ہے اور کیون اُسکا وجود تمام موجود چیزون کی طرح محسوس نہین تو پہر ایسا فیصلہ ہوگا کہ یا تو اُس ذاتِ لطیف کے کلام پر ایمان لانا پڑیگا اور یا یہہ فرضی قول بھی ہاتھہ سے چھوڑنا پڑیگا کہ مصنوعات کے لئے ایک صانع ہونا چاہیئے دوسرا باعث جسکی تقویت سے مجرّد عقل پرست جلد تر دہریہ بننے سے رُک جاتے ہین الہامِ الٰہی کی برکتین اور وحی اللہ کے آفتاب کی شعاعین ہین جنہون نے خدا کی ہستی کو شہرۂ آفاق کر دیا ہے اور جنکی متواتر بارشون نے اقرارِ ہستیٔ الٰہی کو لاکہون خداترس روحون مین مضبوطی سے جما دیا ہے اور کروڑہا دلون پر ایک بزرگ اثر ڈال رکہا ہے پس چونکہ اُسی کی مستحکم اور قدیمی شہادتون کی بلند آوازون سے ہر یک انسان کی قوتِ سامعہ بہر گئی ہے اور ہر یک عصبۂ سماعت کی تمام تار و پود مین وہ دلربا آوازین ایسی سرایت کر گئی ہین کہ ایک نادان اور اُمّی آدمی کہ جو عقل کے نام سے بھی واقف نہین اور نہ یہہ جانتا ہے کہ دلائل کیا چیز ہین اگر خدا کی ہستی کے بارہ مین سوال کیا جائے کہ آیا وہ موجود ہے یا نہین تو ایسے سائل کو وہ نہائیت درجہ کا احمق جانتا ہے اور خدا کی ہستی پر ایسا پختہ اعتقاد رکہتا ہے کہ اگر تمام مجرّد عقل پرست ایک طرف

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کرے تو ہزارہا مرتبہ بہی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہائیت فصیح اور لذیذ اور مُتبرّک کلام مین محبت آمیز جواب پاتا ہے اور الہامِ الٰہی بارش کی طرح اُسپر برستا ہے اور وہ اپنے دل مین محبتِ الٰہیّہ کو ایسا بہرا ہوا پاتا ہے جیسا ایک نہائیت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بہرا ہوتا ہے اور اُنس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذّت اُسکو عطا کیجاتی ہے کہ جو اُسکے سخت سخت نفسانی زنجیرون کو توڑ کر اور اُس دُخانستان سے باہر نکالکر محبوبِ حقیقی کی ٹہنڈی اور دلآرام ہوا سے اُسکو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی رہتی ہے پس وہ اپنی وفات سے پہلے ہی اُن عنایاتِ الٰہیّہ کو بچشمِ خود دیکہہ لیتا ہے جنکے دیکہنے کے لئے دوسرے لوگ بعد مرنے کے اُمیدین باندہتے ہین اور یہہ سب نعمتین کسی ہاہبانہ محنت اور ریاضت پر موقوف نہین بلکہ صرف قرآنِ شریف کے کامل اتباع سے دیجاتی ہین اور ہر یک طالبِ صادق اُنکو پا سکتا ہے ہان اُنکے حصول مین خاتم الرسل اور فخر الرسل کی بدرجۂ کامل محبت بہی

کمال تک پہنچ جانا عند العقل ممنوع نہین ہے تو اس صورت مین قرآنی بلاغت کی نظیر بنانا بھی ممنوع نہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

رکھے جائین اور دوسری طرف اسکو رکھا جائے تو اُسکے یقین کا پلہ بھاری ہو اور لُطف یہہ کہ معقولیون اور فلسفیون کی طرح ایک دلیل بھی اُسے یاد نہین ہوتی بلکہ اُسکی بلا کو بھی خبر نہین ہوتی کہ برہان اور دلیل اور حجّت اور قیاس کسے کہتے ہین غرض انہین برکتون کے سہارے سے برہمو سماج والے بھی باوجود سخت بے راہی اختیار کرنیکے ابتک کسیقدر خدا کی ہستی کے قائل ہین اور خدا کے موجود ہونے کی بزرگ شُہرت نے اُن کے خیالات کو بھی آوارہ گردی سے تھام رکھا ہے پس اگرچہ کوئی اپنے خُبث باطن سے الہامِ الٰہی کا شُکر گذار نہ ہو مگر درحقیقت اُسی کے قوی ہاتھ اور پُرزور بازو سے یقین اور صدق کی کشتی چل رہی ہے اور وہی خدادانی کا دریا کا ناخدا ہے اور اگر دہریّہ اُسکے آثارِ فیض سے بے بہرہ رہے ہین تو یہہ اُسکا قصور نہین بلکہ خود دہریہ اس شخص کی طرح ہین کہ جو اپنی فطرت سے اندہا اور بہرہ ہو یا اُس عضو کی طرح ہین جو فاسد اور جذام خوردہ ہوگیا ہو۔

اِس جگہ یہہ بہی یاد رہے کہ اکیلی عقل کو ماننے والے جیسے علم اور معرفت اور یقین مین ناقص ہین ویسا ہی عمل اور وفاداری اور صدقِ قدم مین بہی ناقص اور قاصر ہین اور اُنکی جماعت نے کوئی ایسا نمونہ قائم نہین کیا جس سے یہہ ثبوت مل سکے کہ وہ بہی اُن کروڑہا مقدّس لوگون کی طرح خدا کے وفادار اور مقبول بندے ہین کہ جنکی برکتین ایسی دُنیا مین ظاہر ہوئین کہ اُنکے وعظ اور نصیحت اور دُعا اور توجّہ اور تاثیرِ صحبت سے صدہا لوگ پاک روش اور باخدا ہو کر ایسے اپنے مولیٰ کی طرف جُھک گئے کہ دُنیا و مافیہا کی کچھہ پرواہ نہ رکھہ کر اور اس جہان کی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

شرط ہے تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان اُن نورون مین سے بقدرِ استعدادِ خود حصّہ پالیتا ہے کہ جو کامل طور پر نبی اللہ کو دی گئی ہین۔ پس طالبِ حق کے لئے اِس سے بہتر اور کوئی طریق نہین کہ وہ کسی صاحبِ بصیرت اور معرفت کے ذریعہ سے خود اِس دینِ متین مین داخل ہو کر اور اتباع کلامِ الٰہی اور محبت رسولِ مقبول اختیار کر کے ہمارے اُن بیانات کی حقیّت کو بچشمِ خود دیکھہ لے اور اگر وہ اِس غرض کے حصول کے لئے ہماری طرف بصدقِ دل رجوع کرے تو ہم خدا کے فضل اور کرم پر بھروسہ کر کے اُسکو طریق اتباع بتلانے کو طیّار ہین پر خدا کا فضل اور استعدادِ ذاتی درکار ہے۔ یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ سچّی نجات سچّی تندرستی کی مانند ہے پس جیسی سچّی تندرستی وہ ہے کہ جسمین تمام آثار تندرستی کے ظاہر ہون اور کوئی عارضہ منافی اور مغایر تندرستی کا لاحق نہ ہو اسی طرح سچّی نجات بہی وہی ہے کہ جسمین حصولِ نجات کے آثار بھی پائے جائین کیونکہ جس چیز کا

ہوگا سو واضح ہو کہ یہہ وسوسہ اول تو ہماری اُس تقریر مُتذکرہ بالا سے دور ہوتا ہے جسمین ہمنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لذّتون اور راحتون اور خوشیون اور شُہرتون اور فخرون اور مالون اور مُلکون سے بالکُل قطع نظر کر کے اُس سچائی کے راستہ پر قدم مارا جسپر قدم مارنے سے اُنمین سے سیکڑون کی جانین تلف ہوئین ہزارہا سر کاٹے گئے لاکہون مُقدّسون کے خون سے زمین تر ہوگئی پر باوجود ان سب آفتون کے اُنہون نے ایسا صدق دکہایا کہ عاشق دلدادہ کی طرح پابزنجیر ہوکر ہنستے رہے اور دُکہہ اُٹھا کر خوش ہوتے رہے اور بلاؤن مین پڑکر شُکر کرتے رہے اور اُسی ایک کی محبّت مین وطنون سے بیوطن ہوگئے اور عزّت سے ذلّت اختیار کی اور آرام سے مصیبت کو سر پر لے لیا اور تونگری سے مفلسی قبول کرلی اور ہر یک پیوند و رابطہ اور خویشی سے غریبی اور تنہائی اور بیکسی پر قناعت کی اور اپنے خون کے بہانے سے اور اپنے سرون کے کٹانے سے اور اپنی جانون کے دینے سے خدا کی ہستی پر مہرین لگا دین اور کلامِ الٰہی کی سچی متابعت کی برکت سے وہ انوارِ خاصہ اُنمین پیدا ہوگئے کہ جو اُنکے غیر مین کبہی نہین پائے گئے اور ایسے لوگ نہ صرف پہلے زمانون مین موجود تہے بلکہ یہہ برگزیدہ جماعت ہمیشہ اہلِ اسلام مین پیدا ہوتی رہتی ہے اور ہمیشہ اپنے نورانی وجود سے اپنے مخالفین کو مُلزم و لاجواب کرتی آئی ہے لہذا مُنکرین پر ہماری یہہ حجّت بہی تمام ہے کہ قرآنِ شریف جیسے مراتبِ علمیہ مین اعلیٰ درجہ کمال تک پہنچا تا ہے ویسا ہی مراتبِ عملیہ کے کمالات بہی اُسی کے ذریعہ سے ملتے ہین اور آثار و انوارِ قبولیت حضرت احدیت اُنہین لوگون مین ظاہر ہوتے رہے ہین اور اب بہی ظاہر ہوتے

واقعی طور پر وجودِ متحقق ہو اُس وجودِ متحقق کے لئے آثار و علامات کا پائے جانا لازم پڑا ہوا ہے اور بغیر تحقق وجود ان آثار و علامات کے وجود اُس چیز کا متحقق نہین ہوسکتا اور جیسا کہ ہم بارہا لکہہ چُکے ہین تحقق نجات کے لئے یہہ علامات خاصہ ہین کہ انقطاع الی اللہ اور غلبہ حُبِ الٰہی اسقدر کمال تک پہنچ جائے کہ اُس شخص کی صحبت اور توجّہ اور دعا سے بہی یہہ امور دوسرے ذی استعداد لوگون مین پیدا ہوسکین اور خود وہ اپنی ذاتی حالت مین ایسا منوّر الباطن ہو کہ اُسکی برکات طالبِ حق کی نظر مین بدیہی الظہور ہون اور وہ اُسمیں تمام خصوصیات اور مخاطبات حضرت احدیت پائی جاویں جو مقرّبین مین پائی جاتی ہین۔ اِس جگہ کوئی شخص نجومیون اور جوتشیون وغیرہ غیب گویون کی پیشگوئیون پر دہوکا نہ کہاوے اور بخوبی یاد رکہے کہ اِن لوگون کو اہل اللہ کے انوار اور برکات سے کچہہ بہی مناسبت نہین ہم پہلے ہی لکہہ چُکے کہ قادرانہ پیشگوئیان اور کریمانہ مواعید کہ جو حق

بتوضیح تمام لکھہ دیا ہے کہ انسان کی علمی طاقتین خدا تعالی کی علمی طاقتون سے ہرگز برابر نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہین جنہون نے اُس پاک کلام کی متابعت اختیار کی ہے دوسرون مین ہرگز ظاہر نہین ہوتے پس طالب حق کے لئے یہی دلیل جسکو وہ بچشم خود معائنہ کر سکتا ہے کافی ہے یعنے یہہ کہ آسمانی برکتین اور ربّانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین مین پائے جاتے ہین اور دوسرے تمام فرقے کہ جو حقیقی اور پاک الہام سے روگردان ہین کیا برہمو اور کیا آریا اور کیا عیسائی وہ اُس نورِ صداقت سے بے نصیب و بے بہرہ ہین چنانچہ ہر یک منکر کی تسلّی کرنیکے لئے ہم ہی ذمہ اُٹہاتے ہین بشرطیکہ وہ سچے دل سے اسلام قبول کرنے پر مستعد ہو کر پوری پوری ارادت اور استقامت اور صبر اور صداقت سے طلبِ حق کے لئے اِس طرف تکلیف کش ہو اگر اب بہی کوئی انکار سے باز نہ آوے تو یہہ انکار اُسکا اِس بات پر صاف دلیل ہے کہ وہ دُنیا کی محبت سے سچائی کو قبول کرنا نہین چاہتا اور تمام گفتگو اُسکی عناد اور بغض کی راہ سے ہے نہ حق جوئی کی راہ سے ۔

اب اے حضرات برہمو !! ذرا آنکہہ کہولکر دیکہہ لو کہ ہماری اِس تحقیق سے بانکشافِ تمام ثابت ہو گیا کہ الہام نہ غیر ممکن ہے اور نہ غیر موجود بلکہ ایک بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو عند العقل واجب اور ضروری اور عند التفتیش متحقق الوجود ہے جسکا موجود ہونا ہم نے ثابت کر دکہایا ہے پس اے حضرات اب آپ لوگون پر لازم ہے کہ اِس حاشیہ کو اور نیز حاشیہ در حاشیہ نمبر ایک اور نمبر ۲ اور نمبر ۳ کو بغور تمام پڑہین اور بار بار پڑہین اور پہر بمقتضائے خدا ترسی راستے کے روشن چراغ کو پا کر ناراستی کے تاریک خیالات کو چہوڑ دیں۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

محض ہین اور جن مین سراسر فتح اور نصرت کی بشارتین اور اقبال اور عزت کی خبرین بہری ہوئی ہین اُن سے انسانی آلات کو کچہہ بہی نسبت نہین خداوند تعالی نے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے کہ اُنکی نظر اور صحبت اور توجہ اور دُعا اکسیر کا حکم رکہتی ہے بشرطیکہ شخص مستفیض مین قابلیت موجود ہو اور ایسے لوگ صرف پیشگوئیون سے نہین بلکہ اپنے غزائین معرفت سے اپنے توکل خارق عادت سے اپنی کامل محبت سے اپنی انقطاعِ تام سے اپنی صدق اور ثبات سے اپنے اُنس باللہ اور شوق اور ذوق سے اور اپنے غلبہ خشوع اور خضوع سے اور اپنے تزکیہ نفس سے اور اپنی ترک محبت دُنیا سے اور اپنی کثیر الوجود برکتون سے کہ جو بارش کی طرح برستی ہین اور اپنی موید من اللہ ہونیسے اور اپنی بےمثیل استقامت اور اعلی درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقوی اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراح صدر سے شناخت کئے جاتے ہین اور پیشگوئیان اُنکا اصل منصب نہین ہے بلکہ وہ اِس غرض سے ہے کہ تا وہ اُن برکتون کو جو اُنپر اور اُنکے متعلقین پر وارد ہونے کو ہین قبل از وقوع بیان کر کے توجہ خاص حضرتِ احدیت پر یقین دلائین اور نیز وہ مخاطبات

ہو سکتین اور جو علمی طاقتون مین ادنیٰ اور اعلیٰ اور قوی اور ضعیف کا فرق ہوتا ہے وہ ضرور ہے کہ کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور اِس متعصبانہ شرم کو دل مین جگہ نہ دین کہ اپنا ہی سیا ہوا کیونکر اُدھیڑین بلکہ لازم ہے کہ جو شخص اپنے تئین منصف سمجھتا ہے اب وہ اپنا انصاف دکہاوے اور جو اپنے تئین حق کا طالب جانتا ہے اب وہ حق کے قبول کرنے مین توقف نہ کرے ہان نفسانی آدمی کو ایسی صداقت کا قبول کرنا جسکے ماننے سے اُسکی شیخی مین فرق آتا ہے ایک مشکل امر ہوگا مگر اے ایسی طبیعت کے آدمی!! تو ہی اُس قادرِ مطلق سے خوف کر جس سے آخر کار تیرا معاملہ ہے اور دل مین خوب سوچ لے کہ جو شخص حق کو پاکر پہر بہی طریقۂ ناحق کو نہین چہوڑتا اور مخالفت پر ضد کرتا ہے اور خدا کے پاک نبیون کے نفوسِ قدسیہ کو اپنے نفسِ امّارہ پر قیاس کرکے دُنیا کے لالچون سے آلودہ سمجہتا ہے حالانکہ کلامِ آلٰہی کے مقابلہ پر آپ ہی جہوٹا اور ذلیل اور رسوا ہورہا ہے ایسے شخص کی شقاوت اور بدبختی پر خود اُسکی روح گواہ ہو جاتی ہے کہ جو اُسکو ہر وقت ملزم کرتی رہتی ہے اور بلاشبہ وہ خدا کے حضور مین اپنی بے ایمانی کا پاداش پائیگا کیونکہ جو شخص نہائت سخت اور جلانے والی دہوپ مین کہڑا ہے وہ ظلِ ظلیل کا آرام نہین پاسکتا۔ سو اگرچہ نصیحت ایسا تیر نہین ہے کہ چہوٹتے ہی پار ہو جائے لیکن جس کام کے اختیار کرنے مین صریح دُنیا کی رسوائی نظر آتی ہے اور آخر کی بدبختی بہی ٹلنے والی چیز نہین اُس کام کو کیون ایسے لوگ اختیار کرین جنکا یہہ دعویٰ ہے جو ہم عقل کی راہون پر چلنا چاہتے ہین بالخصوص برہمو سماج کے بعض ہتین اور شائستہ لوگ جو ذی علم اور لائق آدمی ہین اُنکی حکیمانہ طبیعت پر ہمین قوی امید ہے کہ وہ بصدقِ دلی اُن تمام صداقتون کو جنکی سچائی اِس حاشیہ مین ثابت ہوچکی ہے قبول کرلینگے بلکہ مین یہہ اُمید رکہتا ہون کہ قبل اِسکے جو ایسے لوگ

اور مکالمات جو حضرتِ احدیت کی طرف سے اُنکو ہوتے ہین اُنکی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی اور یقینی حجت پیش کرین۔ اور ایسے انسان جنکو یہہ سب برکاتِ قدسیہ بکثرت عطا ہوتی ہین اُنکی نسبت خدا کی قدرت اور حکمتِ قدیمہ کے قانون مین یہی قرار پایا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہین جنکے سچے اور پاک عقائد ہون اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہون اور حضرتِ احدیت سے غائت درجہ کا اتصال اور دُنیا و ما فیہا سے غائت درجہ کا انقطاع رکہتے ہون ایسے لوگ کبریتِ احمر کا حکم رکہتے ہین اور اُنکی فطرت کو ربّانی انوار اور حقانی مذہب لازم ہے اور اُنکی ذاتِ ستودہ صفات کو کہ جو جامع البرکات ہے بدبخت نجومیون اور جوتشیون سے نسبت دینا کمال درجہ کی کج فہمی اور غائت درجہ کی بدنصیبی ہے کیونکہ وہ دُنیا کے ذلیل جیفہ خوارون کے ساتہ کچہہ مناسبت

مین ظاہر ہو یعنے جو کلام اعلیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے وہ اعلیٰ اور جو ادنیٰ طاقت سے صادر ہوئی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

بتمام وکمال یہہ حاشیہ پڑہیں متأثر اور ہدایت پذیر ہوجائینگے کیونکہ دانا اور شریف آدمی کسی بحث مین اپنے تئین ملزم ہوتے دیکہہ کر اپنی حالت کو رسوائی کی نوبت تک نہین پہنچاتا اور اُسوقت سے پہلے جو ذلّت ظاہر ہو عزت کے ساتہہ حق کو قبول کرکے ارباب حق کی نظر مین قابل تعظیم ٹہر جاتا ہے لیکن جو شخص اپنی فطرت سے بے حیا اور بے شرم ہے اُسکو رسوائی اور ذلّت کا ذرہ خیال نہین ہے اور رسوا ہوئے پیچہے وہ کچہہ بہی اندیشہ نہین رکہتا اور حقیقت مین اکثر ایسی جنس کے لوگ دُنیا مین پائے جاتے ہین کہ جو صفت حیا سے بکلّی الگ ہوکر بکمال بیحیائی ایک امر بدیہی البطلان پر اصرار کرتے رہتے ہین اور ہزار سمجہاؤ اپنی ضد کو نہین چہوڑتے اور اپنی راہ کج سے باز نہین آتے اور دن کو دیکہہ کر پہر اُسے رات کہے جاتے ہین اور اِس بات سے کچہہ خوف نہین رکہتے کہ لوگ اُنہین اندہا اور نابینا کہین گے یہی لوگ ہین جو بباعث شدّت تعصب و قلّت علم و لیاقت مُردہ کی طرح پڑے ہین اور صداقت کی طرف ایک ذرہ حرکت نہین کرتے اور راستی اور استقامت کا راستہ نہین پکڑتے جو اوادیکہو نرالی جو بات دیکہو ٹیڑہی انہین کی نسبت ہم بار بار لکہتے ہین کہ ہوش سنبہالین اور عقل کا دعویٰ کرتے کرتے بے عقل نہ بن جائین وہ انسان بڑا نالائق اور دون ہمت کہلاتا ہے جسکی زبان پاکون اور مقدسون کی تحقیر مین تو بڑی لمبی ہو لیکن کلمۂ حق بولنے کے وقت مین گونگی ہوجائے اگر یہہ لوگ کسی ایسی بات کے سمجہنے سے رُک جاتے کہ جو حقیقت مین ایک باریک دقیقہ ہوتا تو مین سمجہتا کہ اُنکا کچہہ قصور نہین بات باریک تہی اِس لئے سمجہہ آنے سے رہ گئی مگر اس تعصب کو دیکہو کہ وہ باتین کہ جو ادنیٰ استعداد کا آدمی بہی سمجہہ سکتا ہے اُنہین کے قبول کرنے سے انکو انکار ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

نہین رکہتے بلکہ وہ آفتاب اور چاند کی طرح آسمانی نور ہین اور حکمت الٰہیہ کے قانون قدیم نے اسی غرض سے اُنکو پیدا کیا ہے کہ تا دُنیا مین آکر دُنیا کو منوّر کرین۔ یہہ بات بتوجہ تمام یاد رکہنی چاہئے کہ جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہین اور عمدہ عمدہ چیزین جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلام اسقام کے لئے دُنیا مین موجود کی ہین اور اُن ادویہ مین ابتدا سے یہہ خاصیت رکہی ہے کہ جب کوئی بیمار بشرطیکہ اُسکی بیماری درجہ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو اُن دواؤن کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے تو اُس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اُس بیمار کو حسب استعداد اور قابلیت کسیقدر صحت اور تندرستی سے حصّہ بخشتا ہے یا بکلّی شفا عنایت کرتا ہے اِسی طرح خداوند کریم نے نفوس طیبہ اُن مقربین مین بہی روز ازل سے

وہ ادنیٰ ہو جیسا کہ خود انسان کے افراد متفاوت الاستعداد پر نظر کرنے سے یہہ فرق ظاہر اور ہویدا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پہلا الہام ہی کے بحث مین کوئی ضعیف آدمی خیال کرے کہ کیا اس بات کا سمجھنا کچھہ مشکل ہے کہ خدا جو تمام صفاتِ کاملہ سے متصف ہے گونگا نہین ہو سکتا بلکہ ضرور لازم ہے کہ جیسے دیکھتا ہے سُنتا ہے جانتا ہے ایسا ہی بولتا بھی ہو اور جب بولنے کی صفت پائی گئی تو اس صفت کا فیض بھی افرادِ لائقہ نوعِ انسان پر ہونا چاہئے کیونکہ خدا کی کوئی صفت فیضرسانی سے خالی نہین اور وہ بجمیع صفاتہ مبدء فیوض ہے نہ ببعض صفاتہ اور تمام صفتون کے رو سے انسان کے لئے رحمت ہے نہ بعض صفتون کے رو سے کیا اس بات کا سمجھنا کچھہ بعید ہے کہ انسان جو انواع اقسام کے جذباتِ نفسانی مین گرفتار رہے اور ہر یک لحظہ حرص اور ہوا کی طرف جھکتا جاتا ہے وہ آپ ہی قانونِ شریعت کا واضع اور بنانیوالا نہین ہو سکتا بلکہ وہ پاک قانون اُسی کی طرف سے صادر ہو سکتا ہے کہ جو اپنی ذات مین ہر یک جذبہ نفسانی اور سہو و خطا سے پاک ہے کیا اس امر مین کچھہ شک بھی ہے کہ مجرد عقل خداشناسی کے بارہ مین مرتبہ یقین تک ہرگز نہین پہنچا سکتی کیا انسانون کو طبعی طور پر اس خواہش کا احساس پایا نہین جاتا کہ وہ خدا کے دریافت کے بارے مین ظنونِ عقلیہ سے آگے قدم بڑہاوین کیا سچے طالبون کی روح ایسے انکشاف کے لئے نہین تڑپتی جس سے اُنکو اُس زندہ خدا کے وجود اور عالمِ مجازات پر کامل تسلّی اور تشفّی ملے اور اُسکی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یہہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ اُنکی توجہ اور دُعا اور صحبت اور عقدِ ہمت بشرط قابلیت امراضِ روحانی کی دوا ہے اور اُنکے نفوس حضرتِ احدیت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہین اور پھر وہ تمام فیوض خلق اللہ کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکہلاتے ہین۔ غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے اور جس طرح اسباب مین قانونِ قدرت حضرتِ احدیت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے اور جو شخص روٹی کہاتا ہے وہی بہوک کے دُکہہ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادتِ الہیہ جاری ہے کہ امراضِ روحانی دور کرنیکے لئے انبیا اور اُنکے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹہرا رکہا ہے اُنہین کی صحبت مین دل تسلی پکڑتے ہین اور بشریت کی آلائشین دور بھی ہوتی ہین اور نفسانی ظلمتین اُٹہتی ہین اور محبتِ الہی کا شوق جوش مارتا ہے اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکہاتی ہین اور پھر اُنکی ہرگز یہہ باتین حاصل نہین ہوتین بس یہی باتین اُنکی شناخت کی علامات خاصہ ہین۔ فتدبر لا تغفل

اور ضعیف الاستعداد قوی الاستعداد کا مقابلہ نہین کرسکتا حالانکہ سب انسان ایک ہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہستی اور اُسکے وعدون کا حقیقی طور پر پتہ لگ جاوے کیا یہہ امر منصف پر پوشیدہ رہ سکتا ہے کہ جو صدہا مذہبی جھگڑے طول طویل تقریرون سے پیدا ہوئے ہین جنکا اصل موجب غلط تقریرون کا اثر ہے وہ صرف قانونِ قدرت کے اشارات سے اور اُسی مبہم صحیفہ کے ایماآت سے طے نہین ہوسکتے بلکہ جو بات تقریرون سے بگاڑی ہے اُسکی اصلاح بھی تقریرون ہی سے ہوسکتی ہے اور جو کلام کا مارا ہوا ہے وہ کلام ہی سے زندہ ہوسکتا ہے مگر بمقابلہ ناپاک کلام کے کلام ایسا پاک چاہئے جو بالکل حق محض اور خدا کے خالص علم سے نکلا ہو۔ پھر جبکہ باوجود بدیہی الصداقت ہونے مسئلہ ضرورتِ الہام کے پھر بھی بعض لوگ الہام سے انکار کئے جاتے ہین اور خدا کی مقدس کتاب کو انسان کا افترا خیال کرتے ہین تو کیونکر خیال کیا جائے کہ اُنکو کچھہ خدا کا خوف بھی ہے اور کیونکر امید رکھین کہ اُنکے مونہہ سے بھی کوئی انصاف کا کلمہ نکلیگا۔ جو لوگ کسی حالت مین جھوٹ کو چھوڑنا نہین چاہتے اُنکو ہمارا کہنا بھی عبث ہے اور اُنکا اس کتاب کو دیکھنا بھی عبث۔ افسوس کہ صدہا آدمی عاقل کہلاکر پھر جہالت مین گرفتار ہین آنکھین رکھتے ہین پر دیکھتے نہین اور کان بھی ہین پر سُنتے نہین اور دل بھی ہے پر سمجھتے نہین ایسے لوگ برہمو سماج والون مین کچھہ کم نہین جنہون نے اپنی عقلمندی بھی دکھلائی تو یہہ دکھلائی کہ خدا کی صفاتِ قدیمہ کو اُسکی ذات مین سے اُدھیڑ کر الگ رکھہ دیا اور گونگا اور ناقص الفیض اور ناقص القدرت نام رکھا جب اُنکے عقلمندون کا یہہ حال ہے تو کیا وہ جسکی عقل اُن مین سے ناقص ہے اُنکو دیکھہ کر بکلّی خدا کی صفات سے منکر نہین ہوجائیگا کیونکہ اگر خدا بولنے پر قادر نہین تو پھر کیونکر کوئی سمجھے کہ دیکھنے اور سُننے اور جاننے پر قادر ہے اگر اُسمین صفت کلام نہین پائی جاتی تو پھر اُسپر کیا دلیل ہے کہ اَور صفتین پائی جاتی ہین اور اگر صفتِ تکلّم تو اُسکو حاصل ہے پر اُس صفت سے کسی مخلوق کو کوئی فائدہ نہین پہنچا تو کیا یہہ خیال نہین کیا جائیگا کہ وہ درختِ رحمت اپنی تمام شاخون کے ساتھہ جو صفاتِ کاملہ ہین اپنی مخلوق پر سایہ افگن نہین بلکہ بعض ٹہنیان اُسکی خشک بھی ہین جن سے کبھی کسیکو فائدہ نہین پہنچا یہہ تو برہمو سماج والون کا خوش اعتقاد ہے پھر ایسے لوگ باوجود ان ذلیل اور باطل اعتقادون کے قرآن شریف کو کہ جو تمام صداقتون کا چشمہ ہے ایسا خیال کر رہے ہین کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا کلام نہین بلکہ خود غرضی سے لکھا گیا ہے اور چونکہ بُرے خیالات اچھے خلقون سے محروم رکھتے ہین اس لئے یہہ لوگ بھی قرآن شریف

نوع مین داخل ہین ماسوا اِسکے یہہ خیال بھی صحیح نہین کہ ہر یک بولی انسان کی ہی ایجاد ہے بلکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پر بدگمانی کرکے طرح طرح کے خبائث مین پڑ گئے اور انواع اقسام کی اہانت روا رکہی تندرست کو بیمار قرار دیا اور اپنے گہر کے ماتم سے بیخبر رہے افسوس کہ یہہ لوگ نہین سوچتے کہ جو کتاب خودغرضی سے لکہی جاتی ہے کیا اُسکی یہی نشانیان ہوا کرتی ہین کہ وہ حکمت مین معرفت مین حقایق مین دقایق مین سب کتابون سے افضل و اعلیٰ ہو اور انسان اُسکے مقابلہ سے عاجز ہو۔ کیا ایسی کتاب کو انسان کا افترا کہنا چاہئے جسکے مقابلہ پر اگر سارے انسان فکر کرتے کرتے مر ہی جائین تب ہی اُسکے سامنے کچہہ بن نہین پڑے کیا ایسے مقدّس اور معصوم اور پاک اور کامل انسان کو نفسانی اور اہل غرض کہنا چاہئے جس نے دُنیا کی تعلیمون مین سے ایک ذرا حصہ نہ پایا اور اُمّی اور محض بے علم ہوکر حکیمون کو اپنے فضایل علمیہ سے شرمندہ کیا۔ تمام فلاسفردان کا گہمنڈ توڑا گم گشتہ لوگون کو خدا کا راستہ دکہایا۔ اگر اِس کام کو کسی انسان نے کیا ہے تو گویا وہ انسان نہین خدا ہی ہوا جس نے ایسا کام کر دکہایا جسکی نظیر پیش کرنے سے انسانی قوّتین قاصر و درماندہ ہین۔ اگر وہ پاک نبی جو قرآنِ شریف لایا نعوذ باللہ نفسانی آدمی ہے تو پہر اُن لوگون کا نام کیا رکہین جو بڑے بڑے عاقل اور حکیم و فلاسفر بلکہ خدا کہلا کر اور مخلوق پرستون کی نظر مین ربّ العالمین بنکر پہر بہی فضایلِ علمیہ مین اُسکے برابر نہ ہو سکے اور اُنکی کلام نے قرآنِ شریف کے سامنے اتنی بہی حیثیت پیدا نہ کی جیسی سمندر کے سامنے ایک نیم قطرہ کی حیثیت ہوتی ہے۔ افسوس کہ یہہ لوگ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرشان روا رکہہ کر یہہ خیال نہین کرتے کہ اِس سے ایک عالم کی کسرشان لازم آتی ہے۔ کوئی اپنی عقل پر ناز کرے یا بزعم خود کسی دوسرے نبی کا تابع بن بیٹہے اُسکے لئے یہی سیدہا راستہ ہے کہ اول انتہائی کوشش کرکے قرآنِ شریف کے حقایق و معارف کے مقابلہ پر اپنی عقل یا اپنی الہامی کتاب مین سے ویسے ہی حقایق حکمیہ نکالکر دکہلاوے پہر جو چاہے بکا کرے۔ مگر قبل اِسکے جو اِس مہم کو انجام دیسکے جو کچہہ وہ کسرشان قرآنِ شریف کرتا ہے یا جو الفاظ تحقیرانہ حضرت خاتم الانبیا کے حق مین بولتا ہے وہ حقیقت مین اُسی نادان ناقص العقل پر یا اُسکے کسی نبی و بزرگ پر وارد ہوتے ہین کیونکہ اگر آفتاب کی روشنی کو تاریکی قرار دیا جائے تو پہر بعد اُسکے اور کونسی چیز رہیگی جسکو ہم روشن کہہ سکتے ہین۔

اے سر خود کشیدہ از فرقان　　پا نہادہ بہ لجۂ طغیان　　بانگ کم کن بہ پیش نور ہدا　　توبہ کن از فسوس و بازیہا
این چہ چشمی ست کور و سخت کبود　　کافتابے درو چو ذرہ نمود　　تا نگیری کنارہ زین رہ دو　　ہست دور از کنارِ کشتی تو
با خدایت عناد و کین تا چند　　خندہ و بازیت بدین تا چند　　خویشتن را مکش بہ ترکِ حیا　　جائے گریہ مشو باستہزا

بکمال تحقیق ثابت ہے کہ موجد اور خالق انسان کی بولیون کا وہی خداے قادر مطلق ہے جس نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

مہر تابان چو بر فلک رخشید — چون توانی بخاک خس پوشید — شب توان کرد صد فریب نہان — لیک در روز روشن این نتوان
نور فرقان نہ تافت ست چنان — کو بماند نہان ز دیدہ وران — این چراغ ہداست دُنیا را — رہبر و رہنماست دُنیا را
رحمتی از خداست دُنیا را — نعمتے از سماست دُنیا را — مخزنِ رازہاے ربّانی — از خدا آ کہ خدا دانی
برتر از پایۂ بشر بکمال — دستگیرِ قیاس و استدلال — کارسازِ اتم لعلم و عمل — حُجّتش اعظم و اثر اکمل
ہر کہ بر عظمتش نظر بکشاد — بے توقّف خدائش آمد یاد — وانکہ از کبر و کین ندید آن نور — کور ماند و ز نورِ حق مہجور
وہ چہ دارد ازان یگان اسرار — دل و جانم فداے آن اسرار — پُر ز نورِ جلال حضرتِ پاک — خوب تابان ز اوجِ حق بر خاک
وہ چہ دارد خزاینِ اسرار — دل و جانم فداے آن انوار — ہست آئینہ بہر روے خدا — عالمے را کشید سوے خدا
بے زبانان از و فصیح شدند — زشت رویان از و صبیح شدند — میوہ از روضۂ فنا خوردند — واز خود و آرزوے خود مردند
دست غیبے کشید دامنِ دل — پا برآورد جذبِ یار ز گل — بود آن جذبہ کلامِ خدا — کہ دلِ شان ربود از دُنیا
سینۂ شان ز غیرِ حق پرداخت — وازمیِ عشقِ آن یگان بنواخت — چون شد آن نورِ پاک شاملِ شان — تافت از پردہ بر دلِ کاملِ شان
دور شد ہر حجابِ ظلمانی — شد سراسر وجودِ نورانی — خاطرِ شان بجذبِ پنہانی — کرد مایل بعشقِ ربّانی
آن چنان عشق تیز مرکب راند — کہ از ان مُشتِ خاک ہیچ نماند — نے خودی ماند نے ہوا و ہوس — او فتادہ بخاک و خون سرکس
عاشقانِ جلالِ روے خدا — طالبانِ زلالِ جوئے خدا — پر ز عشق و تہی ز ہر آزے — کشت وز ایشان نخاست آوازے
پاک گشتہ ز لوثِ ہستیِ خویش — رستہ از بندِ خود پرستیِ خویش — آنچنان یار در کمند انداخت — کہ ندانند باد گر پرداخت
قدمِ خود زدہ براہِ عدم — گم بیاد ش ز فرق تا بقدم — ذکرِ دلبر غذاے نغزِ حیات — حاصلِ روزگار و مغزِ حیات
سوختہ ہر غرض بجز دلدار — دوختہ چشمِ خود ز غیر نگار — دل و جان بر رُخے فدا کردہ — مرحبا او احسن مدعا کردہ
مردہ و خویشتن فنا کردہ — عشق جوشید و کار ہا کردہ — از دیارِ خودی شدند جدا — سیلِ پُر زور بود بُرد از جا
لاجرم یافتند نورِ خدا — چون خودی رفت شد ظہورِ خدا — تن چو فرسود دلستان آمد — دل چو از دست رفت جان آمد
عشقِ دلبر بروے شان بارید — ابرِ رحمت بکوے شان بارید — ہست این قومِ پاک را جاہے — کہ ندارد جہان بدو راہے
دست بہرِ دعا چو بردارند — موردِ فیضہاے دادارند — کشفِ رازے گر از خدا خواہند — مُلہم از حضرتِ شہنشاہ اند
کس بسروقتِ شان ندارد راہ — کہ نہان اند در قبابِ اللہ — گر نماید خدا یکے ز نان ان — بر کا لبش دوند سلطانان
این ہمہ عاشقانِ آن یکتا — نور یابند از کلامِ خدا — گرچہ ہستند از جہان پنہان — باز گہ گہ تہی شوند عیان

اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان کو پیدا کیا اور اُسکو اسی غرض سے زبان عطا فرمائی کہ تا وہ کلام کرنے پر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہم چو خورشید و مہ بروں آیند غیر را چہرہ نیز بنمایند بالخصوص آن زمان کہ باز خزان باغ مہر و وفا کند ویران

دل بہ بندد جہان بدارِ فنا لب کشاید بمدحتِ دنیا جیفہ را کنند مدح و ثنا واز خداوند جود استغنا

عاشقِ زندگی و دولت و جاہ سرد گردد محبتِ آن شاہ شوکت و شانِ این سرائے زوال خوش نماید بدیدۂ جہال

بر نہ بانہا شود مقامِ خدا اندرون پُر شود ز حرص و ہوا اندرین روزہائے چون شبِ تار دست گیرد عنایتِ دادار

مے فرستد بخلق صاحبِ نور تا شود تیرگی ز نورش دور تا ز شور و فغانِ عاشقِ زار خلق گردد ز خوابِ خود بیدار

تا شناسند مردمان رہِ راست تا بدانند منکران کہ خداست این چنین کس چو بندہا بجہان بر جہان عظمتش کنند عیان

چون بیاید بہار باز آید موسمِ لالہ زار باز آید وقتِ دیدارِ یار باز آید بیدلان را قرارِ باز آید

ماہِ روئے نگار باز آید خور بہ نصف النہار باز آید باز خندد بناز لالہ و گل باز خیزد ز بلبلان غلغل

دست غیبش بپرورد ز کرم صبحِ صدقش کند ظہورِ اتم نورِ الہام ہمچو بادِ صبا نزدش آرد ز غیب خوشبوہا

مے شود ملہم از امورِ نہان زان سرائر کہ خاصۂ یزدان تا نماید عیان حقیقتِ کار تا زند سنگ بر سرِ انکار

ہم چنین آن کریم و پاک و قدیر مے کند روشنش چو مہرِ منیر دیدہا مے کند بدو بینا گوشہا مے کند بدو شنوا

ہر کہ آمد بدو بصدق و صفا یابد از وے شفا بحکمِ خدا گفت پیغمبرِ ستودہ صفات از خدائے علیمِ مخفیات

بر سرِ ہر صدی برون آید آنکہ این کار را ہمی شاید تا شود پاک ملت از بدعات تا بیابند خلق زو برکات

الغرض ذاتِ اولیاءِ کرام ہست مخصوصِ ملتِ اسلام این مگو کین گزاف و لغو و خطاست تو طلب کن ثبوتِ آن برماست

اے یکے ذرۂ ذلیل و خوار چہ شود عاجز از توان دادار ہمہ این راست ست لافی نیست امتحان کن گر اعترافی نیست

وعدہ کج بطالبان ندہیم کاذبم گر ازو نشان ندہیم من خود از بہرِ این نشان زادم دیگر از ہر غمی دل آزادم

این سعادت چو بود قسمتِ ما رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما نعرہا میزنم بر آبِ زلال ہمچو مادر دوان پئے اطفال

تا مگر تشنگانِ بادیہ ہا گرد م آیند زین فغان و صلا لیک شرط است عجز و صدق و صفا آمدن با نیاز و خوف و خدا

جستن از غربت و تذللِ دل واز خلوص و اطاعتِ کامل گر کنون ہم کسے بتابد سر گیرد از راہِ عدل راہِ دگر

نے ز ما پرسد و نہ خود داند نے ز کین سرِ خود بگرداند آن نہ انسان کہ کرمکِ دد ست راندۂ بارگاہِ بیچون ست

سر و کارے بحق نمیدارد لاجرم لغزشش برو بارد حجتِ مومنان بر اوست تمام کارِ ما پختہ عذرِ او ہمہ خام

ایہا الہائمون فی الشہوات اکثروا ذکر ہادم اللذات رفتنی است این مقامِ فنا دل چہ بندی درین دو روزہ سرا

قادر ہو سکے اگر بولی انسان کی ایجاد ہوتی تو اِس صورت میں کسی بچۂ نوزاد کو تعلیم کی کچھ بھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

عمرِ او دل بہ بین کجا رفت ست — رفت و بنگر تو چہ از رفت ست
بارۂ عمر رفت در خوردی — بارۂ را بسر کشی بردی

تا دہ رفت و بماند بس خوردہ — دشمنان شاد و یار آزردہ
عہد چون تو عجیب بخور در زمین — سر ہنوزت بر آسمان از کین

بشنو از وضع عالمِ گذران — چون کنند از زبانِ حال بیان
کین جہان با کسے وفا نکند — نکند صبر تا جدا نکنند

گر بود گوش بشنوی صد آہ — از دلِ مردۂ درونِ تباہ
کہ چرا روبتافتم ز خدا — دل نہادم در آنچہ گشت جدا

قدر این رہ بپرس از اموات — اے بسا گورہا پر از حسرات
جائے آنست کز چنین جائے — از تورع برون نہی پائے

ہر چہ اندازدت ز یار جدا — باش زان جملہ کارہا بجدا
آخر اے خیرہ سرکشی تا چند — کس ز دلدار بگسلد پیوند

روئے دل را بتاب از اغیار — باش ہر دم بجست جوئے نگار
رو بہ او کن کہ در رخِ یار است — ہمہ روہا فدائے دلدار است

تو برون آ ز خود لقا این ست — تو در و محو شو بقا این ست
ہر کہ غافل ز ذاتِ بیچون ست — او نہ دانا کہ سخت مجنون ست

تا کسے رو بتابی از رخِ دوست — دیگرے را نشان دہی کہ چو اوست
در دو عالم نظیرِ یار کجا — عاشقان را بغیر کار کجا

چو بدل آتشے ز عشق افروخت — دلستان ماند و غیر او ہمہ سوخت
لیکن این ہست بخششِ یزدان — تا نہ بخشند یافتن نتوان

آن کسان را عطا شود ز خدا — کز کمندِ خودی شوند رہا
زیرِ حکمِ کلامِ حق بروند — وز فرامینِ او برون نشوند

دیگرے را نمیدہند این جا — ورہ بندش ثبوت آن ہما
غیر را آن وفا و مہر کجا — زہدِ خشک ست غایتِ عقلا

عاقلانیکہ بر خرد نازاند — بیخبر از حقیقت و راز اند
ہمچو گورے سپید کردہ برون — اندرون پر ز خبث گوناگون

مر خدا را چو سنگِ دادہ قرار — عاجز از نطق و ساکت از گفتار
آن خدائے کہ حی و قیوم ست — نزدِ شان یک وجودِ موہوم ست

آن حفیظ و قدیر ربِ عباد — نزدِ شان افتادہ ہمچو جماد
خود پسندان بعقلِ خویش ہمہ — فارغ از حضرتِ علیم و قدیر

آنکہ خود بین و معجب افتاد ست — حضرتِ اقدسش کجا یاد ست
خوئے عشاق عجز ہست و نیاز — نشنیدیم عشق و کبر انباز

گر بجوئی سوارِ این رہ ہست — اندر آنجا بجو کہ گرد نخاست
اندر آنجا بجو کہ زور نماند — خودنمائی و کبر و شور نماند

فانیان را جہانیان نرسند — جانیان را زبانیان نرسند
خلق و عالم ہمہ بشور و شر اند — عشق بازان بعالمِ دگر اند

تا نہ کارِ دلت بجان نرسد — چون پیامت ز دلستان نرسد
تا نہ از خود روی جدا گردی — تا نہ قربانِ آشنا گردی

تا نیائی ز نفسِ خود بیرون — تا نگردی برائے او مجنون
تا نہ خاکت شود بسانِ غبار — تا نگردد غبارِ تو خون بار

تا نہ خونت چکد برائے کسی — تا نہ جانت شود فدائے کسے
چون بود نیست بکوئے جانان راہ — خود کن از راہِ صدق و سوز نگاہ

نیست این عقل مرکبِ آن راہ — ہوش کن ہوش کن مشو گمراہ
اصلِ طاعت بود فنا ز ہوا — تو کجا و طریقِ عشق کجا

حاجت نہ ہوتی بلکہ بالغ ہو کر آپ ہی کوئی بولی ایجاد کر لیتا لیکن بہ بداہتِ عقل ظاہر ہے کہ اگر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تو نشستہ بکبر از اصرار   کردہ ایمان فدائے استکبار   این چہ عقلِ تو اینچہ دانش و رائے   کہ کنی ہمسرے بآن یکتائے
اینچہ استاد ناقصت آموخت   اینچہ قہرِ خدا و چشمت دوخت   اینچہ از فکرِ خود خطا خوردی   اول آن دن دردی آوردی
چون شود عقلِ ناقصت چو خدائے   خاک زادی چہ سان پری بہوائے   آنچہ صد سہو و صد خطا دارد   علمِ آن پاک از کجا آرد
سہو کن را تنا کنی ہیہات   اینچہ سہوِ خطا کنی ہیہات   آنچہ لغزد بہر قدم صد بار   چون نزد یار ساندت یکبار
این سراب است سوئے آن مشتاب   مینمایدز دور چشمۂ آب   کشتئ تو شکستہ است و خراب   باز افتادہ در تکِ گرداب
ناز کم کن برین چنین کشتی   کم خرام اے دنی بدین زشتی   نرسی تا الیقین زراہِ قیاس   ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس
گر ز فکر و نظر گداز شوی   این نہ ممکن کہ اہلِ راز شوی   گر دو صد جانِ تو زتن برود   این نہ ممکن کہ تشنگ ظن برود
ہست داروئے دل کلامِ خدا   کے شوی مست جز بجامِ خدا   ہست بر غیر راہِ آن بستہ   ہمہ ابوابِ آسمان بستہ
تا نشد مشعلے ز غیب پدید   از شبِ تارِ جہل کس نرہید   با دِ ایجاز کبرہا دوری   تو بعقل و قیاس مغروری
اینچہ غفلت کہ خوش بدین کیشی   وز خدا ہیچگہ نیندیشی   رو طلب کن وصالِ یار زیار   تکیہ بر زورِ خود مکن زنہار
تا نگردد نگون سرت بہ نیاز   پردہ از نفسِ تو نگردد باز   تا نریزد ترا ہمہ پر و بال   اندر اینجا پریدن ہست محال
ناتوانی ست قوتِ اینجا   نیچنین قوتے بیار و بیا   پردۂ نیست بر رخِ دلدار   تو ز خود پردۂ خودی بردار
ہر کہ را دولتِ ازل شدیار   کارِ او شد تذلل اندر کار   آن درآمد بحضرتِ بیچون   کہ شد از تنگنائی کبر برون
حق شناسی ز خودروی نآید   خودروی خودروی بیفزاید   از خودی حالِ خود خراب مکن   شب پرئی کارِ آفتاب مکن
تا بشر پر بود باستکبار   اندرونش تہی بود از یار   چون رسد عجزِ کس بحدِ تمام   شورشِ عشق را رسد ہنگام
آنکہ چشمت ز کبر پوشیدہ   چہ کنم تا کشائدت دیدہ   گر ترا در دل ست صدقِ طلب   خودروی ہا مکن ز ترکِ ادب
راز راہِ خدا بجو ز خدا   تو نۂ چون خدا بجائے خود آ   بندہ گانیم بندہ را باید   کہ کند ہرچہ خواجہ فرماید
منصبِ بندہ نیست خودرائی   خود نشستن بکار فرمائی   ہر کہ بر وفقِ حکم مشغول است   بر سرِ اجرت است و مقبول است
وانکہ بے حکمِ خود تراشد کار   مزد واجب نمیشود زنہار   ما ضعیفیم و افتادہ بخاک   خود چہ دانیم رازِ حضرتِ پاک
ما ہمہ ہیچ اوست کامل ذات   علمِ ما چون شود چو او ہیہات   ذاتِ بیچون کہ نام اوست خدا   کے خیالِ خرد رسد آنجا
آنکہ او آمدست از برِ یار   او رساند ز دلستان اسرار   آنچہ ما فی الضمیر است نہان   کے چو تو داندش دگر انسان
پس تو ما فی الضمیرِ آن دادار   مثلِ او چون بدانی ہمہ معا   آنکہ چشم آفرید نور دہد   آنکہ دل داد او سرور دہد

کسی بچہ کو بولی نہ سکھائی جائے تو وہ کچھ بول نہیں سکتا اور خواہ تم اُس بچہ کو یونان کے کسی جنگل

بقیہ حاشیہ نمبر ا

چشم ظاہر بہ بین کہ چون زکرم خالقش داد نیّر اعظم
وز برائے مصالح دوران گاہ پیدا نمود و گاہ نہان
اینچنین ہست حال چشم درون آفتابش کلام آن بیچون
ہوش دار اے بشر کہ عقل بشر دارد اندر نظر ہزار خطر
سر کشیدن طریق شیطانیست بر خلاف سرشت انسانیست
تا نہ فضلش رہِ تو بکشاید صد فضولی بکن چہ کار آید
در سرائیکہ جائے استنباط شترے چون خزد بسمّ خیاط
تو کہ باخبر از ان کوئے تو نہ دانی جمالِ آن روئے
خبرے زو بمردمان چہ دہی مادِ نادیدہ را نشان چہ دہی
سخنِ یار و سینہ افسردہ جامۂ زندہ ہست بر مردہ
گر بری ریگ را بزرگ و بلند جنبشِ باد خواہدش افگند
ہست مارا یکے کہ ہر فیضان می شود زان محافظ تن و جان
آن خدائیکہ آفرید جہان ہست ہر آفریدہ را نگران
ہر چہ باید برائے مخلوقات از لباس و خوراک و راہ نجات
خود مہیا کند بمنت و جود کہ کریم ہست و قادر ست و ودود
چشمہ خود کُن بکشت صحرا باز خوشہ با خوشہ ایستادہ بناز
ہمہ از بہر ماست تا بخوریم در دو رنج گرسنگی نہ بریم
آنکہ از بہر چند روزہ حیات اینقدر کردہ است تائیدات
چون نہ کردی برائے دارِ بقا نظرے کُن بعقل و شرم و حیا
سنگِ افتد بر اینچنین فرہنگ کہ ز صدق ہست دور صد فرسنگ
گر کنی سوئے نفس خویش خطاب کہ چہ سان ست گند شود بجناب
خود ندائے بیایدت ز درون کہ ز تائید حضرتِ بیچون
نائید اندر قیاس و فہم کسے کہ شود کارِ بیل از مگسے
پس چہ ممکن کہ ذرۂ امکان خود کند کارِ حق بزور و توان
شانِ داور پاک را بشناس وز چنین کسر شانِ او بہراس
خویشتن را شریکِ او سازی پیش او دم زنی بانبازی
اینچہ عقل ست ای بتمیز دواب اینچہ بر فہم تو فتاد حجاب
گر کسے گویدت باستغفار کہ درین شہر جز تو ہست ہزار
نیستی از کسے بعقلِ فزون با تو ہم پایہ اند ہر دم دون
مشتعل می شوی بکین خیزی در دل آری کہ خون او بریزی
آنچہ بر خود روا نمیداری چون پسندی بحضرتِ باری
چون پسندی کہ کارسازِ امُور الکمی ہست و از سخن معذور
چون پسندی کہ واہبِ ہر نور بخل ورزید باشد ست قصور
چون پسندی کہ حضرتِ غیور ہست عاجز چو مردگانِ قبور
بہر تعظیم ہست مذہب و دین تف بر آن دین کہ میکند توہین
آنکہ او خلق را زبان داد خاک را طاقتِ بیان داد
چون بود گنگ و بے زبان ہیہات شہرت آید ز پاک و کامل ذات
جامع ہر کمال و عز و جلال چون بود ناقص اے اسیر ضلال
ہمہ اوصاف او چو گشت عیان چون بماند تکلمش پنہان
دیدہ آخر برائے آن باشد کہ بدو مرد راہ دان باشد
وہ چہ این چشم ہست و این دیدہ کہ بود آفتابِ پوشیدہ
گر بدل باشدت خیالِ خدا اینچنین نائید از تو استغنا
از دل و جان طریقِ او جوئی واز سر صدق سوئے او پوئے
ہر کرا دل بود بدلداری خبرش پرسد از خبرداری

مین پرورش کردیا انگلنڈ کے جزیرہ مین چہوڑ دو خواہ تم اُسکو خطِ استوا کے نیچے لیجاؤ تب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

گر نباشد لقاے محبوبی جوید از نزد یار مکتوبی بے دلارام نایدش آرام گہ بہ بوئیش نظر گہے بکلام
آنکہ داری بدل محبت او نایدت صبر جز بصحبت او فرقتِ او گر اتفاق اُفتد در تن و جان تو فراق اُفتد
دولت از ہجر او کباب شود چشمت از رفتنش پر آب شود باز چون آن جمال آن روئے شد نصیب دو چشم در کوئے
دست در دامنش زنے بجنون کہ زنادیدنت دلم شد خون این محبت بذرۂ امکان واز دل افگندۂ خدائے یگان
لاؤبالی فتادۂ زان یار فارغی زان جمال وزان گفتار مردگان را ہمی کشی بکنار واز دلارام زندۂ بیزار
کس شنیدی کہ قانع از یارست عشق و صبر این دو کار دشوارست آنکہ در قعرِ دل فرو آید دیدہ از دیدنش نیاساید
تو دلِ خود بدیگران دادہ یکسر از یار فارغ افتادہ این بود حال و طورِ عاشق زار این بود قدر دلبرا ے ہزار
عاشقان را بود ز صدق آثار اے سیہ دل ترا العشق چہ کار تا نہ تو ہستی ات بدر نرود تخم شرک از دلِ تو بر نرود
پاے سعیت بلند تر نرود تا ترا ودِ دلبرے نرود یار پیدا شود دران ہنگام کہ تو گردی نہان ز خود بتمام
تا نہ سوزی ز سوز و غم نرہی تا نمیری ز موت ہم نرہی چیست آن ہرزہ جان کہ تن نسوخت آتش اندر دلے بزن نسوخت
کلبۂ جسم خود بکن برباد چون نمی گردد از خدا آباد پاے خود را جدا کن از تن خود چون نگیرد رہے صداقت مبش
ہیچ چیزے بجود ذات بیچون نیست جگرے خون شود کز خون نیست گنج ہائے جہان فدائے نگار بہ ز صد گنج خاک پائے نگار
ہرچہ از دست او رسد آن بہ خارِ راہ او از ہزار بستان بہ ذلت از بہرِ او ز عزت بہ قلت از بہرِ او ز کثرت بہ
مردن از بہرِ او حیاتِ مدام صد لذائذ فدائے آن آلام اے کہ در کوئے دلستان گذرے با وفا باش ورنہ جان گذرے
صادقانیکہ طالبِ یار اند جان فشانان ز بہر دلدار اند گر نیابند راہِ آن دلبر از غمش جان کنند زیر و زبر
از دلارام رنگ میدارند واز رہِ نام ننگ میدارند لذّتِ خود بدر دمے بینند حسن در روئے زردمے بینند
تو کہ چون خر بگل فرومانی ہمتِ آن یلان چہ میدانی سہل باشد حکایت از غم درد داند آنکس کہ رو بغم ہا کرد
آفرینِ خدا بر آن جانی کہ ز خود شد براے جانانی منزلِ یار خویش کرد بدل واز ہواہا رمید صد منزل
از خودی در شد و خدا را یافت گُم شد و دست رہنما را یافت تو چہ یابی کہ غافلے زین راہ واز جلالِ خدا نہ آگاہ
ہمہ کارت بعقلِ خام افتاد ہمہ سعی تو ناتمام افتاد ہمچو طوطی ہمین سخن یاد ست کہ بشر عاقل ست ہم آزاد ست
اے کہ دیوانۂ پئے اموال وہ کہ در کارِ دین چنین اہمال روئے دل را بجانبِ دین کن فکرِ آخر غمِ نخستین کن
حصرِ تو بر قیاسِ در ہمہ حال ہست برحقِ تو یک استدلال تا نہ فرمان رسد باعلانی چون شود کس مطیعِ فرمانی

بھی وہ بولی سیکھنے مین تعلیم کا محتاج ہوگا اور بغیر سکھانے کے بے زبان رہیگا۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تا نہ حکمے شود ظہور پذیر ۔ چون توانی شدن مطیع امیر
تا نگردد کسے ز حق مامور ۔ کفر و ایمان چسان کنند ظہور

تا نیاید اشارتے ز نگار ۔ چہ برآید ز دست عاشق زار
فرق در سرکش و مطیع خدا ۔ جز بحکمش چسان شود پیدا

شرط تعمیل حکم چون حکم است ۔ پس وجودش بجو نخست اے مست
ورنہ این دعوئ غلط مگذار ۔ کہ روم زیر حکم آن دادار

خود تراشیدن از خودی فرمان ۔ آن نہ حکم خداست اے نادان
نہ بعرف است و نے بعقل روا ۔ کہ شود ظن خویش حکم خدا

حکم او آن بود کہ او فرمود ۔ پس بہ فرمود خود نگہ کن زود
کہ ازین شد ثبوت وحی خدا ۔ شد ضرورت مسلکش زین جا

گر ندارت بصیرت و بینی ۔ در گمانہا ہلاک خود بینی
بنگر آخر بعقل و فکر و قیاس ۔ کہ خرد را نہ محکم است اساس

تا نباشد رفیق او دگری ۔ نایدش از رہ یقین خبری
تا نہ بینی بدیدہ ہا جائی ۔ یا نہ یابی خبر ز بینائی

خود نگوید ترا خرد زنہار ۔ کہ چنین دارد آن مکان آثار
پس چہ ممکن کہ دم زند بعباد ۔ کہ چنین اند آن دیار و بلاد

این چہ حمق است اینچہ بیراہی ۔ کہ بجہل است لاف آگاہی
چون روی از قیاس خود بری ۔ کہ ندیدی بعمر خویش گہی

چون شد از عالم دگر خبرت ۔ مادرت دیدہ بود یا پدرت
ورندیدہ است کس چہ سان دانی ۔ کم خرام اے دنی بعریانی

تو کہ داری ز انبیا انکار ۔ این ہمہ کوری است و استکبار
یک نظر کن بفطرت انسان ۔ کہ ندارند جوہرے یکسان

مختلف او فتاد ہر بشرے ۔ کس بچیزے فزود و کس بشرے
پس چو یک بیش و دیگرے است کمی ۔ ہم چنین در قبول فیض ہمی

خود نگہ کن کنون ز صدق و صفا ۔ کہ چہ ثابت ہمی شود زینجا
شب تار است و خوف بیش از بیش ۔ از سر خودروی مدہ سر خویش

پس دیوار چون نمیدانی ۔ چون بدانی غیوب ربانی
در شگفتم کہ با چنین نقصان ۔ از چہ بر عقل مے شوی نازان

این چہ عقل است و اینچہ معرفت است ۔ اینچہ قہر خدا و حشمت لست
این جہالت چو عید خوش افتاد ۔ و آن وعید خدا نداری یاد

لیک از وحی حق چہ گوید راز ۔ از جناب وحید و بے انباز
کان خرد ہا کہ در دل عقلاست ۔ ہمہ یک ذرہ ز آتش ماست

آن کلام خدا نہ بر فلک است ۔ تا نگوئی کہ ہست دور از دست
یا نگوئی کہ کار ہست محال ۔ بر فلک رفتنم کدام مجال

نے بزیر زمین کلام خدا ۔ تا نگوئی کہ چون خزم آنجا
چون ز قعر زمین برون آرم ۔ خود چنین طاقتے نمیدارم

قطع عذر تو کردہ داور پاک ۔ نور عرش آمد است بر سر خاک
گر ترا رحم آن یگان بکشد ۔ دولتت سوئے او عیان بکشد

اللہ اللہ چہ ریخت از انوار ۔ ہست رشح وگر در آن گفتار
جہل گردد ز بیدلش کمیو ۔ رو دہد صد کشائشی ز آن رو

نور بار آورد تلاوت او ۔ عالمے زیر بار منت او
چشمہ بہر دوراینچہ ہست جمال ۔ ہست یک چشمۂ ز آب زلال

تا جہان رسم دلبری بنہاد ۔ کس چو او دلبری ندارد یاد
آن شعاعی کز و شدہ است عیان ۔ کس ندیدہ ز مہر و مہ بجہان

اور اس خیال کی تائید مین یہہ وہم پیش کرنا کہ ہم بچشمِ خود دیکھتے ہین کہ بولیون مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چند بر عقلِ خام ناز کنی　چه کنم تا تو دیده باز کنی
نقصِ خود بنگر و کمالِ خدا　ذلّتِ خویشتن جلالِ خدا
از رهِ عقل راهِ ربِّ مجید　کس ندیدست و کس نخواهد دید
اندر آنجا که سوختن باید　چون رہے از قیاس بکشاید
تا نشد وحیِ حق مددفرما　تا نیاورد بو نسیمِ صبا
عقل را زان چمن نه بود خبر　طائرِ فکر بود سوخته پر
آن صبا نکہتے ز یار آورد　تا خرد نیز رو بکار آورد
بارہا آبِ خود نگار آورد　تا نخیلِ قیاس بار آورد
وقت عیش است و موسمِ شادی　تو چه در سوگ و ماتم افتادی
تندبادی بخواه از دادار　تا خس و خار تو برد یک بار
در خور و مہ شکے نگیر و راه　تو ز دل یار خویش دیده بخواه
گم رہی تا دمی که سر تابی　چون بجوئی ز صدقِ دل یابی
نیستی طالبِ حقیقت راز　بس ہمین مشکلست اے ناساز
بر وجودش ز صنعت استدلال　این مجاز است نے چو وصل و وصال
وصلش از آلهٔ مجازی نیست　باز کن دیده جائے بازی نیست
گر بر آتش دو صد جگر سوزی　نیستت از قیاس بہروزی
خبرے نیستت ز جانانه　مے زنی ہرزه گام کورانه
آن یقینی که بخشدت دادار　چون قیاسِ خودت نہد بکنار
آن یکے از دہانِ دلداری　نکتہ ہائے شنید و اسراری
وآن دگر از خیالِ خود بنگار　پس کجا باشد این دو کس یکسان
آنکه مغرورِ راهِ مظنونے　تو نه عاقل که سخت مجنونے
آن خدا را که از دست منّت ہا　بشمرے زیر منّتِ عقلا
این خدائی عجیب در دلِ تست　که چنین است زار و مانده و سست
تا نه از عاقلان مدد یافت　نتوانست سوئے خلق شتافت
کی پسندد خرد که آن اکبر　شہرتے یافت از طفیلِ بشر
شبِ تار است و دشت و بیم و دد　چون بخوابی بغفلت اے نادان
خیز و بر حالِ خود نگاه بکن　خطرِ راه بہ بین و آه بکن
خیز و از نفسِ خود بپرس نشان　که چه خواہد مراتبِ عرفان
می تپد از برائے رفعِ حجاب　یا قیاسش بس است در ہر باب
افلا تبصرون بگفت خدا　خیز و در نفس جو چو لطفش ہا
(وفی انفسکم افلا تبصرون)
تو اسیری بصد ہزار خطا　ہر خطائے بتر ز اژدرہا
عجب این کوری است و بے بصری　که ازین کارِ خام بےخبری
سخن راست است نی ز خطاست　تو نه فہمی سخن خطا اینجاست
سرّ سربسته و ورائے ورا　که کشاید بدون وحیِ خدا
راز ذاتِ نہان که گوید باز　جز خدائے که ہست محرمِ راز
مشتِ خاکی فتاده است براه　تند بادی بجوئید از درگاه
تو نه فہمی ہنوز این سخنم　در دلت چون فروشوم چه کنم
اے دریغا که دل ز درد گداخت　درد ما را مجا طبیبے نشناخت
اے خورِ روئے یار زود برآ　که دل آزرد از شبِ یلدا
یک نگاہے بس است در دین ہا　کاش دیدی کسے ز خوفِ خدا
آشکار است کفر و ایمان ہم　گفتمت آشکار و پنہان ہم
ترکِ خوفِ خدا و بدعملی　این دو چیز اند تخمِ تیره دلی
ورنه روئے نگار نیست نہان　ہر حجابے ز تست اے بیجان
از رگِ جان قریب تر یار است　ہرزه از تو درازیِ کار است

ہمیشہ صدہا طرح کے تغیر و تبدل خود بخود ہوتے رہتے ہیں جن سے بولیون مین انسانی تصرف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہر کہ برخواست از خودی یکبار　خود نشیند بکار او دادار　حی و قیوم قادر ستار　تو مپندار مُردۂ اے مردار
میل رفتن گرست جانب یار　جانب صدق را عزیز بدار　ورنہ شکے ہست نیز و تجربہ کن　تا نشکوکت برآورم از بُن
گر خرد پاک از خطا بودی　ہر خردمند با خدا بودی　کس نرست از ذہول و سہو و خطا　جز خداوند عالم الاشیا
نظرے کن ز روئے استقرا　گر کسی رستہ ہست باز نما　ورنہ باز آ ز شورش و انکار　جیفۂ کذب را مخور زنہار
آخرت با خدا فتد سروکار　خود نگہ کن بترس زان دادار　در خرابات او فتادہ دلے　خود بخود چون برون شود زگلے
رو بہ باطل نہادۂ باز آ　دل بہ بد روئے دادۂ باز آ　در مزائل فتادۂ باز آ　این کجا ایستادۂ باز آ
آخر اسلاف زن ز عقل و خرد　ہوش کن پا منہ برون از حد　دم زدن در خیالہائے محال　ہست شوریدہ مشربے و ضلال
ہر کہ رخت افگند بویرانہ　مے نماید ہنر ز دیوانہ　چون چنین سر زنی ز راہ صواب　چہ نہ دانی کہ آخر است حساب
پائے تو لنگ منزل تو دراز　ترسمت چون رسی ازین تگ و تاز　خود چنین است فطرت انسان　کہ چو بیند کہ مشکل است گران
اول از زور و تاب و طاقت خود　مے کند سعی و جہد بیش از حد　تا مگر کار بستہ بکشاید　زیر بار یاس کس ناید
چون بہ بیند کہ کار رفت از دست　رسن اختیار رفت از دست　رو نہد سوئے کوچۂ یاران　مددے جوید از مددگاران
زور دست برادران جوید　نزد ہر کاردان ہمی پوید　چون بماند ز ہر طرف ناچار　نالد آخر بدرگہ دادار
نعرہا میزند بحضرت پاک　واز تضرع جبین نہد بر خاک　در خود بندد و بگرید زار　کاے کشایندۂ رہ دشوار
گنہ من بہ بخش و پردہ پوش　تا نہ دشمن زند تشادئ جوش　چون چنین فطرت بشر افتاد　زان سہ گونہ صفت کہ کردم یاد
آن حکیمش ز لطف بے پایان　حسب فطرت بداد ہم سامان　از پئے جہد خویش عقلش داد　راہ فکر و قیاس و خوض کشاد
واز پئے کار با ہمین امداد　رحم در قلب یکدگر بنہاد　از شعوب و قبایل و اقوام　کرد کار نظام و ربط تمام
واز پئے حاجت فیوض خدا　کرد الہام را ز رحم عطا　تا رسد کار آدمی بکمال　تا میسر شود ہمہ آمال
تا بحد یقین رسد تعلیم　تا دوگونہ شود رہ تفہیم　زان دو گونہ مناہج تلقین　مے کشاید رہ حصول یقین
ہر طبیعت بحسب فہم و خیال　مے برآید بدان ز چاہ ضلال　غرض آن میل فطرتے کہ خدا　کرد در فطرت بشر پیدا
آن ہمی خواست وحی ربانی　نظرے کن بغور تا دانی　فطرتت چون فتادہ است چنان　چون کشی سر ز فطرت اے نادان
اقتضائے طبیعت انسان　کہ نہادست ایزد منان　گہ بشر را کشد بسوئے قیاس　تا نہد کار را العقل اساس
گاہ دیگر کشد بمنقولات　تا بیار آمد از بیان ثقات　زانکہ آرام قلب و اطمینان　جز باخبار صادقان نتوان

کا ثبوت ملتا ہے سو واضح ہو کہ یہہ وہم سراسر وہم کا ہے۔ تغیرات کہ جو ہمیشہ بولیون کو لگے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

نیز چون واجب است تعلیم کہ بقدر خرد بود تفہیم
لاجرم رہ کشادہ اند دوتا تا رسد ہر طبیعتے بخدا
تا ذکی و غبی و اشرف و دون رہ بیابند سوئے آن بیچون
دیگر آنیست نیز ہم برہان بر ضرورات وحی آن رحمان
کہ چنین شہرت خدائے یگان ہرگز از جہد عقلہا نتوان
گر نہ گفتی خدا انا الموجود چون فتادی جہان برش بسجود
این ہمہ شور ہستی آن یار کہ از و عالم است عاشق زار
خود بنیداخت آن خدائے جہان نہ بشر کرد بر سرش احسان
اے دریغ اینکہ آدمی زادند کز خدا و خودی بیفتادند
عقل چون شد بفیض وحی نکو دیدہ را ز آفتاب ہست وجود
او اگر نور خود نہ بخشیدی چشم ما خود بخود چسان دیدی
بلبل از فیض گل سخن آموخت منکر از وے ہمان کہ چشم بدوخت
ہمہ عالم گواہ آن آتش ابلہ منکر ز وحی و القائش
مہر پاکان بجان خود بنشاند تا شوی جان من ہم از پاکان
این خرد جملہ خلق میدارند ناز کم کن کہ چون تو بسیار اند
چارۂ ما بغیر یار کجا ما کجا ایم و عقل زار کجا
زہر فرقت چشی و ناکامی باز منکر ز وحی و الہامی
جان تو بر لب از نخوردن آب باز از آب زندگی رو تاب
کور ہستی و کین بدیدہ وران دہ چہ داری شقاوت و خسران
دارو بے درد ما نہ فطنت ماست آن بدار الشفائے وحی خداست
نشود عین زر تصور زر زر ہمانست کو فتد بہ نظر
ہست بر عقل منت الہام کار دانش ہر تصور خام
آن گمان بردہ این نمودہ ورا آن نہان گفتہ وین کشودہ ازان
آن فرو ریخت این بکف آورد آن طمع داد و این بجا آورد
آنکہ بشکست ہر بت دل ما ہست وحی خدائے بے ہمتا
آنکہ یار را رخ نگار نمود ہست الہام آن خدائے ودود
آنکہ داد از یقین دل آرامی ہست گفتار آن دلارامی
وصل دلدار و ہستی از جانش ہمہ حاصل شدہ ز الہامش
وصل آن یار اصل ہر کامیست وانکہ زین اصل غافل آن خامیست
بے عطیات ما ہمہ بے زاد بے عنایات ما ہمہ برباد

اس جگہ ہم اِس بات کا لکہنا بہی مناسب سمجہتے ہین کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا پر جو ضرورت کلامِ الٰہی کے لئے لکہا گیا ہے پنڈت شیونراین صاحب اگنی ہوتری نے جو براہم سماج لاہور کے ایک اعلیٰ ممبر ہین اپنی دانست مین کچہہ تعرض کرکے یہہ چاہا ہے کہ کسی طرح اُس حق الامر کی تاثیر کو اپنی قوم تک پہنچنے سے روک دین چنانچہ انہون نے اِس بارہ مین بہت ہی ہاتہہ پانو مارے ہین اور بڑی جانکنی سے ایک ریویو بہی لکہا ہے لیکن چونکہ بقول مشہور سانچ کو آنچ نہین اور آفتابِ صداقت کسی کے چہپانے سے چہپ نہین سکتا اِس لئے پنڈت صاحب نے جسقدر کوشش کی اُسکا بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین ہوا کہ دانشمندون پر صاف کہل گیا ہے کہ پنڈت صاحب حق کے قبول کرنے سے

ہوئے ہین یہہ انسان کے ارادہ اور اختیار سے ظہور مین نہین آتے اور نہ یہہ کچہہ قاعدہ مقرر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کسقدر نفرت رکہتے ہین سو اگرچہ پنڈت صاحب کی وہ تحریر اس لائق ہرگز نہین کہ اُسکے ردّ کرنے کی طرف توجہ کیجائے بلکہ خود ہمارے مضمون گذشتہ کو غور سے پڑہنا اُسکے ردّ کے لئے کافی ووافی ہے لیکن اِس جہت سے کہ تا پنڈت صاحب کچہہ افسوس نہ کرین یا اُنکے بعض رفیق ہماری اِس خاموشی کو اپنی خوش فہمی سے کسی طور کے عجز پر حمل نہ کر بیٹہین قرین مصلحت معلوم ہوا کہ گو پنڈت صاحب کی تحریر کیسی ہی لاحقیقت ہے تب بہی منصفین پر اُسکی اصلیت ظاہر کیجائے ۔ سو واضح ہو کہ پنڈت صاحب نے ہمارے ثبوت کے مقابلہ پر اپنے ریویو مین اِس بات پر زور دیا ہے کہ جس طریق سے کُتب آسمانی کا الہامی ہونا مانا جاتا ہے وہ طریق عقلاً ممتنع اور محال ہے اور قوانین تجربہ کے برخلاف ہونیکی وجہ سے ہرگز وہ طریق درست نہین یعنے پنڈت صاحب کی نظر شریف مین وہ الہام ہرگز ممکن الوجود نہین جسکو کلام الٰہی کہا جاتا ہے اور جو محض خداوند حکیم و عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور اُسکی ذات پاک کی طرح ہر یک شک وشبہ اور غلطی و سہو اور نسیان سے بکلّی پاک ہوتا ہے اور جو صفات کاملہ خدا کے کلام مین چاہیئے اُن تمام صفتون سے موصوف ہوتا ہے یعنے جیسے خدا عالم الغیب ہے وہ کلام بہی علم غیب پر مشتمل ہوتا ہے اور جیسے خدا حکیم و علیم ہے وہ کلام بہی حکمت اور علم پر اشتمال رکہتا ہے اور جیسے خدا غلطی اور جہوٹ اور سہو اور نسیان سے پاک ہے وہ کلام بہی اُن تمام اُمور سے پاک ہوتا ہے اور انسانی خیالات کا اُسمین کچہہ بہی دخل نہین ہوتا اور نہ انسان کے اختیار مین ہے کہ کسی نوع کا تقدس اور پاکیزگی حاصل کر کے یا کوئی اور حیلہ اور تدبیر بجالا کر خواہ نخواہ وہ الہام اپنے نفس پر آپ ہی کہول دیا کرے اور انوار غیبیہ اور امور پنہانی اور اسرار آسمانی پر جب چاہے آپ ہی مطلع ہو جائے کیونکہ اگر ایسا ہو سکتا تو انسان بہی خدا کی طرح ذرہ ذرہ کا علم رکہتا اور کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہ رہ سکتی اور جن معلومات سے اُسکا اقبال چمکتا اور اُسکی آفات دور ہوتی وہ سب معلومات اپنے تقدس اور پاکیزگی کی جہت سے آپ ہی حاصل کر لیتا اور کبہی اُسکو کسی جہت سے تکلیف اور رنج نہ پہنچتا مگر تعجب کہ پنڈت صاحب نے باوجود اِسقدر انکار اور اصرار کے جو اُنکو کلام الٰہی کے بارہ مین ہے پہر بہی اُنہون نے ہمارے اُن دلایل اور براہین کو کہ جو ضرورت کلام الٰہی پر بطور یقینی و قطعی ناطق ہین توڑ کر نہین دکہلایا بلکہ اُنکی طرف توجہ بہی نہین کی نظاہر ہے کہ جس حالت مین ہم نے ضرورت کلام الٰہی اور اُسکے تحقق وجود پر کامل دلایل لکہہ دی

ہو سکتا ہے کہ خود انسان کی طبعیت کسی خاص خاص وقتون مین بولیون مین تغیر تبدل کرتی رہتی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تہی بلکہ بطور نمونہ بعض الہامات پیش ہی کر دیئے تہے تو اِس صورت مین اگر پنڈت صاحب حق جو و حق گو ہو کر بحث کرتے تو اُنکے لئے بجز اِسکے اور کوئی طریق نہ تہا کہ وہ ہمارے دلائل کو توڑ کر دکہلاتے اور جو کچہہ ہم نے ثبوت ضرورتِ الہام اور ثبوت وجودِ الہام اپنی کتاب مین دیا ہے اُس ثبوت کو اپنے دلائل بالمقابل سے معدوم اور مرتفع کرتے لیکن پنڈت صاحب کو خوب معلوم ہے کہ اِس عاجز نے دو مرتبہ علی التواتر دو خط رجسٹرکرا کر اِس غرض سے اُنکی خدمت مین بہیجے کہ اگر اُنکو اِس عادتِ الٰہی مین کچہہ تردد پیش ہے کہ وہ ضرور بعض بندون سے مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے اور اُنکو ایسی چیزون اور ایسے علمون سے اپنے خاص کلام کے ذریعہ سے مطلع فرماتا ہے کہ جنکی شانِ عظیم تک وہ خیالات نہین پہنچ سکتے کہ جنکا منشاء اور منبع صرف انسان کے تخیلات محدودہ ہین تو چند روز صدق اور صبر سے اِس عاجز کے پاس ٹہر کر اِس صداقت کو جو اُنکی نظر مین ممتنع اور محال اور خلافِ قوانین نیچر ہے بچشم خود دیکہہ لین اور پہر صادقون کی طرح وہ راہ اختیار کرین جسکا اختیار کرنا صادق آدمی کے صدق کی شرط اور اُسکی صفائی باطنی کی علامت ہے مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے باوجود سیناس دہارنے کے اِس امر کو جو حقیقی سیناس کے پہلی نشانی ہے سچے طالبون کی طرح قبول نہین کیا بلکہ اُسکے جواب مین قرآن شریف کی نسبت بعض کلمات اپنے خط مین ایسے لکہے کہ جو ایک سچے خداترس کی قلم سے ہرگز نہین نکل سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب کو صداقتِ حقانی سے صرف انکار ہی نہین بلکہ عداوت بہی ہے ورنہ جس حالت مین تحقق وجود کلمات اللہ پر عقلی اور مشہودی طور پر ایک بہاری ثبوت دیا گیا ہے اور ہر طرح کے وساوس کی بیخ کنی کر دی گئی ہے اور ہر یک قسم کی تشفی اور تسلی کے لئے یہہ عاجز ہر وقت مستعد کہڑا ہے تو پہر بجز بغض اور عداوتِ ذاتی کے اور کونسی وجہ ہے جو پنڈت صاحب کو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔

اب یہہ بہی دیکہئے کہ بمقابلہ ہماری تحقیقات کے پنڈت صاحب کے عذرات کیا کیا ہین۔ پہلے سب سے آپ یہہ فرماتے ہین کہ براہمو لوگ الہام کے قائل تو ہین مگر جہانتک وہ اپنے اصل معنون اور طبعی طریق سے متعلق ہے پہر طبعی طریقہ کی یہہ تشریح کرتے ہین کہ وہ کوئی کلام مقرر اور معین نہین کہ جو بطور خارق عادت کسی کے دل پر نازل ہوتا ہو اور ایسے امور پر مشتمل ہوتا ہو کہ جو انسانی طاقتون سے برتر ہون بلکہ وہ معمولی خیالات ہین کہ جو حسب مراتب ہر انسان کے دل مین خدا کی طرف سے گذرا کرتے ہین

ہے بلکہ عمیق نظر سے معلوم ہوگا کہ یہہ تغیرات بھی اُس علت العلل کے ارادہ اور اختیار سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیونکہ خدا کی روح کامل و حاضر و ناظر و علت العلل ہونیکی وجہ سے ہر یک ذرہ اور ہر یک روح انسانی مین کام کرتی رہتی ہے پس جو شخص جسقدر روحانی نعمتون اور خدا کی قربت کا بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے جسقدر اندرونی زندگی کو مقدس رکھتا ہے جسقدر اپنے تئین خدا کے حوالے کرتا ہے اور جسقدر ادراک اور ایمان صاف رکھتا ہے اُسیقدر وہ اُس طبعی فیض سے فیضیاب ہوتا ہے اِس فیض کی ابتدا اُسی دن سے ہے جس دن سے انسان کی پیدایش ہے یہہ الہام باطنی ہے کہ جو روح انسانی مین ہوتا ہے اِس لئے روح انسانی خدا کی زندہ الہامی کتاب ہے پہر بعد اِسکے فرماتے ہین کہ چونکہ انسانیت مین نفسانیت بہی شامل ہے اِسلئے وہ خیالات جو انسانون کے دلون مین گذرتے ہین جنکا نام برا ہمو لوگون کے نزدیک الہام یا القا ہے وہ اعتمادِ کلّی کے لایق نہین ہین بلکہ براہمو لوگ اُن خیالات کی تصدیق کے لئے کہ جو صدق اور کذب دونون کا احتمال رکہتے ہین اخلاقی قوّتون کو کسوٹی قرار دیتے ہین اور جس قوّت کے ذریعہ سے یہہ فیصلہ کرتے ہین اُسکو عقل کہتے ہین- یہہ خلاصۂ تقریر پنڈت صاحب ہے اب ظاہر ہے کہ پنڈت صاحب کی اِن تمام تقریرون سے مطلب یہہ نکلتا ہے کہ جن چیزون کا نام پنڈت صاحب اور اُنکے بہائی الہام رکہتے ہین وہ فقط عام خیالات ہین کہ جو عام انسانون کے دلون مین عام طور پر گذرا کرتے ہین اور جو باقرار پنڈت صاحب احتمال غلطی اور خطا سے خالی نہین ہین لیکن خدا کی کتابون میں جس الہام کو خدا کا کلام اور وحی اللہ اور فرمودۂ حضرتِ احدیت بولا جاتا ہے وہ تو نہی الگ ہے جو انسانی خیالات اور بشری طاقتون سے برتر و اعلیٰ ہے پنڈت صاحب اُس نور آسمانی کی نسبت جو ایک غیبی آواز ہے جس مین انسان کے خیال اور اُسکی طبیعت کا ایک ذرا دخل نہین ہے یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ وہ بوجہ اِسکے کہ نیچر کے برخلاف ہے اور ایک امر خارق عادت ہے اِسلئے ممتنع اور محال ہے اور ہرگز جایز نہین کہ خدا اپنا کلام کسی بشر پر نازل کرے بلکہ الہام اُنہین خیالات کا نام ہے کہ جو عام طور پر لوگون کے دلون مین معمولی اور پیدایشی طریق پر اُٹھا کرتے ہین اور کبہی سچے اور کبہی جہوٹے اور کبہی صحیح اور کبہی غلط اور کبہی پاک اور کبہی ناپاک ہوتے ہین اور اُن مین کوئی ایسی خصوصیت نہین ہوتی کہ جو انسانی طاقتون سے بلندتر ہو بلکہ وہ تمام انسانی طاقتون کی حد مین پیدا ہوتے ہین اور انسانی طبیعت اُنکا سرچشمہ ہے- لیکن افسوس ہے کہ پنڈت صاحب نے اِن چند سطرون کے لکہنے مین اپنا وقت ناحق ضایع کیا اگر پنڈت صاحب اپنی اِس تحریر سے پہلے کتاب ہذا کے حصہ سوم کے صفحہ

وقوع مین آتے رہتے ہین جیسے تمام تغیّرات سماوی وارضی اُسکے خاص ارادہ سے ظہور پذیر

بقیّہ حاشیہ نمبرا ۱ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ کو ذرا غور سے پڑہ لیتے تو انپر صاف کُہل جاتا کہ اِس قسم کے خیالات خدا کا کلام نہین کہلاتے یہہ خیالات خلق اللہ ہین جو انسان کی طبیعت کا لازمہ ذاتی ہے اور خدا کا کلام جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے وہ امر الٰہ ہے جو ایک وہبی اور لدنّی امر ہے خدا کی کلام کے لئے یہہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات مین سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہریک نقصان اور نالائق امر سے منزّہ ہے ایسا ہی اُسکا کلام بھی ہریک سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرحکے نقصان اور نالائق حالت سے منزّہ اور پاک چاہئے کیونکہ جو کلام پاک اور کامل چشمہ سے نکلا ہے اسپر ہرگز یہہ بات جائز نہین کہ کسی نوع کی اُسمین ناپاکی یا نقصان پایا جاوے اور ضرور ہے کہ وہ کلام اُن تمام کمالات سے متّصف ہو کہ جو خدائے قادر و کامل و قدوس و عالم الغیب کے کلام مین ہونی چاہئے لیکن پنڈت صاحب آپ اقراری ہین کہ جس چیز کا نام اُنہون نے الہام رکہا ہوا ہے وہ ہرگز شک اور شبہ اور سہو اور غلطی اور نقصان اور نالیاقتی سے خالی نہین بلکہ اُنکی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ انکا الہام ہمیشہ لوگون کو کفر اور بے ایمانی مین ڈالتا رہا ہے - چنانچہ اُس نے ابتدائی زمانہ کے لوگون کو کبھی یہہ بتلایا کہ گویا انکا خدا درخت ہین اور کبھی پہاڑون کو خدا بنا دیا کبھی طوفان کو کبھی پانی کو کبھی آگ کو کبھی ستارون کو کبھی چاند کو کبھی سورج کو غرض اُسی طرح طرح طرح کے خداؤن کی طرف اُنکو رجوع دیتا رہا اور عقل بہی اُس الہام کی تصدیق کرتی گئی آخر مدّتون کے بعد اب کچہہ تہوڑے ہی عرصہ سے الہام اور عقل کو اصلی خدا کا پتہ لگا لیکن ہم کہتے ہین کہ جس حالت مین پہلے اِس سے ہزارہا مرتبہ پنڈت صاحب کے باپ دادون کے خیالی الہام نے اور نیز اُنکی عقل نے طرح طرح کے دہوکے کہائے ہین اور خداشناسی مین بجائے کچہ کا کچہہ سمجھتے رہے تو اب کیونکر پنڈت صاحب تسلّی کر سکتے ہین کہ اُنکا خیالی الہام اور خیالی اٹکلین خطا اور غلطی سے محفوظ ہین کیا ممکن نہین کہ اسمین بہی کچہہ دہوکا ہی ہو جس حالت مین پنڈت صاحب کا خیالی الہام ہمیشہ خطا اور غلطی مین ابتدا زمانہ سے ڈوبتا رہا ہے تو پہر اُسکا اعتبار کیا رہا غرض پنڈت صاحب کے الہام کی حقیقت اچہی طرح کُہل گئی اور اُنہین کے اقرار سے ثابت ہوگیا کہ اُنہون نے صرف بے بنیاد خیالات کا نام الہام رکہا ہوا ہے اب ظاہر ہے کہ جس چیز پر اکثر اوقات جہوٹ غالب ہے وہ حق شناسی کا آلہ کیونکر ہو سکے انسان کے اپنے ہی خیالات جنکا نام بقول پنڈت صاحب

ہین یہہ امر کبہی ثابت نہین ہوسکتا کہ کبہی انسانون نے متفق ہوکر یا الگ الگ اُن تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الہام ہے کیونکر انسان کو غلطی سے بچا سکتے ہین اور کیونکر اُسکو وہ تاریک خیال ہریک تاریکی سے باہر نکالکر یقین کامل کی روشنی تک پُہنچا سکتے ہین۔ بقول پنڈت صاحب انہین پراگندہ خیالات نے جو اُنکے زعم مین باوصف اس پراگندگی کے الہام کے نام سے موسوم ہین ابتدائے زمانہ مین جو ایک پاک زمانہ تہا ایسے لوگون سے پتہرون کی پوجا کرائی اور چاند اور سورج کو اُنکی نظر مین خدا ٹہرایا کہ جو باقرار پنڈت صاحب الہامی فیض کے پہلے فیضیاب اور الہام پاؤن کے صدر نشین تہے اور سب سے زیادہ خدا کی معرفت کے بہوکے اور پیاسے تہے اور دلی اخلاص سے اپنے لئے کوئی خدا مقرر کرنا چاہتے تہے اور اپنی اندرونی زندگی کو بہت مقدس رکہتے تہے کیونکہ ابہی دُنیا مین گناہ نہین پہیلا تہا اور ست جُگ کا زمانہ تہا اور اپنے تئین خدا کے حوالے کرنا چاہتے تہے اسی غرض سے تو خود بخود اُنکے دل مین یہہ بات گدگدائی تہی کہ آؤ اپنے لئے کوئی خدا مقرر کرین بے خدا ہی نہ رہین ایمان اور ادراک صاف رکہتے تہے تب ہی تو اُنکو ایک باریک بات سوجہی اور خود بخود بیٹہے بٹہائے خدا کی تلاش مین پڑ گئے۔ پس جس حالت مین بقول پنڈت صاحب ایسے پاک لوگ جو پرمیشر کی پر حکمت پیدایش کا پہلا نمونہ تہا اور حال کے زمانہ کے انواع اقسام کے تعصبات اور آلودگیون سے پاک اور دلی جوش سے صانع عالم کی تلاش مین مصروف تہے اور اپنی تازہ پیدائیش اور پیدا کنندہ کے تازہ فعل سے ذاتی واقفیت رکہتے تہے اُنکے الہام اور عقل کا یہہ حال ہو کہ پتہرون اور پہاڑون کی پوجا شروع کردین اور چاند اور سورج اور آگ اور ہوا کو اپنا پیدا کنندہ سمجہہ بیٹہین تو پہر پنڈت صاحب کا ایسا الہام اور ایسی عقل جس نے پہلی دفعہ ہی ایسی رہزنی کی دوسرے لوگون کی طبیعت کو کہ جو غفلت کے زمانون مین اور صدہا ظلمتون کے وقت مین پیدا ہوئے ہین کیونکر راہ راست پر لاویگا کیونکہ یہہ لوگ تو اپنے سلسلۂ نوعی کی تازہ پیدائش سے بہی واقف نہین ہین اور بباعث غلبہ حُب دُنیا اور طرح طرح کے فسادون کی زندگی بہی مقدس نہین رکہتے اور خدا کی قربت کے بہوکے اور پیاسے بہی نہین بلکہ انسانی گورنمنٹ کی قربت کے بہوکے اور پیاسے ہین پس جبکہ پنڈت صاحب کے خیالی الہام کا پاک زمانون مین وہ اثر ہوا کہ مخلوق چیزون کو خدا سمجہہ بیٹہے تو اس تاریک زمانہ مین ایسے الہام کی یہہ تاثیر ہونی چاہئے کہ لوگ خدا سے ہی انکار کرین۔ غرض پنڈت صاحب جو ایسے خیالات کا نام الہام رکہتے ہین جن سے باقرار اُنکے ابتدا سے غلطی ہوتی چلی آئی ہے یہہ پنڈت صاحب

بولیون کو ایجاد کیا تھا جو دنیا مین بولی جاتی ہین اور اگر کوئی یہہ وہم پیش کرے کہ جس طرح طبعی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا خیال یا یون کہو کہ اُنکا خیال الہام سراسر غلط اور جہوٹ ہے اگرچہ انسانی خیالات کا علت العلل ہی خدا ہے اور خدا ہی دلون مین ڈالتا ہے اور عقلون کو راہ دکہاتا ہے لیکن وہ الہام کو جو حقیقت مین خدا کا پاک کلام اور اُسکا آواز اور اُسکی وحی ہے وہ انسان کے فطرتی خیالات سے برتر و اعلیٰ ہے وہ حضرت خداتعالیٰ کی طرف سے اور اُسکے ارادہ سے کاملون کے دلون پر نازل ہوتا اور خدا کا کلام ہونے کی وجہ سے خدا کی برکتون کو اپنی ہمراہ رکہتا ہے خدا کی قدرتون کو اپنی ہمراہ رکہتا ہے خدا کی پاک سچائیون کو اپنی ہمراہ رکہتا ہے لاریب فیہ ہونا اُسمین ایک ذاتی خاصیت ہے اور جس طرح خوشبو عطر کے وجود پر دلالت کرتی ہے اِسی طرح وہ خدا کی ذات اور صفات کے وجود پر قطعی اور یقینی دلالت کرتا ہے لیکن انسان کے اپنے ہی خیالات یہہ مرتبہ حاصل نہین کر سکتے کیونکہ جس طرح انسان پر ضعف مخلوقیت ہے اِسی طرح انسانی خیالات پر وہ ضعف غالب ہے جو کچہہ قادر مطلق کے چشمہ سے نکلتا ہے وہ اَور چیز ہے اور جو کچہہ انسانی طبیعت سے پیدا ہوتا ہے وہ اَور ہے مناسب ہے کہ پنڈت صاحب حصہ سوم کے صفحہ ۱۴۳ سے ۱۵۱ تک پہر دیکہین تا اُنہین کلام الٰہی اور خیالاتِ انسانی مین فرق معلوم ہو۔ اور جو پنڈت صاحب بار بار عقل پر ناز کرتے ہین یہہ ناز اُنکا ہی سراسر بیجا ہے ہم نے اُسی حصہ سوم مین بہ تفصیل لکہہ دیا ہے کہ مصنوعات صانع کے وجود کو بہ حیثیت موجودیت ہرگز ثابت نہین کرتین بلکہ اُس کے وجود کی ضرورت کو ثابت کرتے ہین اور وہ بہی بطور ظنی لیکن خدا کا کلام اُسکی موجودیت کو قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرتا ہے نہ یہہ کہ صرف اُسکی ضرورت کو ثابت کرے اسی طرح مصنوعات کے ملاحظہ سے خدا کا ازلی اور قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ مصنوعات خود ازلی اور قدیم نہین پہر دوسرے کا ازلی ہونا کیونکر ثابت کر سکین۔ حادث جو اپنی ذات مین نو پیدا اور مستحدث ہے خداتعالیٰ کے وجود کی ضرورت کو صرف اُسی حد تک ثابت کریگا جس حد تک حادث کی انتہا ہے یعنے جو اُسکے ظہور اور حدوث کی حد ہے اور پہر بعد اُسکے بذریعہ حادث ثابت نہین ہوتا کہ وجود کائنات سے پہلے خداتعالیٰ ازلی طور پر ہمیشہ موجود تہا یا نہین۔ پس جو علم وجودِ باری بذریعہ وجود حادثات حاصل کیا جاتا ہے نہایت ہی تنگ اور منقبض اور ناقص علم ہے جو انسان کو شکوک اور شبہات کے ورطہ سے ہرگز نہین نکالتا اور جہل کی تاریکی اور ظلمت سے باہر نہین لاتا بلکہ طرح طرح کے تردوات مین ڈالتا ہے اسی وجہ سے جن لوگون کی معرفت کا مدار صرف عقلی علم پر تہا اُنکا خاتمہ اچہا نہین ہوا اور اپنے عقائد

طور پر خدا تعالیٰ بولیوں میں ہمیشہ تغیر تبدل کرتا رہتا ہے کیوں جائز نہیں کہ ابتدا میں بھی ایسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ میں بہت سی تاریکی اور ظلمات کو ساتھ لیگئے انسان اگر تعصب اور ضد سے بکلی الگ ہو کر اور اپنے تئیں ایک سچا طالبِ حق بنا کر اور فی الحقیقت معرفت الٰہی کا بھوکا اور پیاسا بنکر اپنے دل میں آپ ہی سوچے کہ مجھ کو خدا کی ہستی اور اُسکی قادریت اور تمام صفات کاملہ پر یقین حاصل کرنیکے لئے اور عالمِ معاد اور معاملہ جزا سزا کو بطور علم قطعی و ضروری جاننے کے لئے کیا کیا ذخیرۂ معرفت درکار ہے کیا میں اپنی خوشحالی دائمی کو صرف اِسی مرتبہ علم سے حاصل کر سکتا ہوں کہ جو ظنی طور پر بذریعہ عقل حاصل ہوتا ہے یا خداوند کریم و رحیم نے میرے لئے کوئی اَور بھی راہ رکھا ہے۔ کیا اُس نے میری تکمیل معرفت کے لئے کوئی اور راہ نہیں رکھا اور مجھ کو صرف میرے ہی خیالات پر چھوڑ دیا ہے کیا اُس نے اِسقدر مہربانی کرنیسے دریغ کیا ہے کہ جس جگہ میں اپنے کمزور پانو سے پہنچ نہیں سکتا اُس جگہ وہ اپنی ربانی قوت سے مجھ کو پہنچا دی اور جن باریک چیزوں کو میں اپنی ضعیف آنکھ سے دیکھ نہیں سکتا وہ مجھ کو اپنی عمیق نگاہ کی مدد سے آپ دکھا دی کیا یہہ ممکن ہے کہ وہ میرے دلکو ایک دریا کی پیاس لگا کر پھر مجھ کو ایک ناچیز قطرہ پر جو قلتِ معرفت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے روک رکھے۔ کیا اُسکے جود اور بخشش اور رحمت اور قدرت کا یہی تقاضا ہے کیا اُسکی قادریت یہیں تک ہے کہ جو کچھ عاجز بندہ اپنے طور پر ہاتھ پانوں مار کر خدا کے وجود کی نسبت کوئی ڈھکونسلہ اپنے دل میں قایم کرے اُسی پر اُسکی معرفت کو ختم کردے اور اپنی الوہیت کی خاص قوتوں سے اُسکو معرفتِ حقانی کے عالم کا سیر نہ کراوے تو جب طالبِ حق ایسے سوالات اپنے دل سے کریگا تو ضرور وہ اپنے دل سے یہی محکم جواب پاویگا کہ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا بخششوں کا یہی تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ اپنے عاجز بندہ کی آپ دستگیری کرے گمگشتہ کو آپ راہ دکھاوے کمزور کا آپ ہاتھ پکڑے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ قادر ہو کر توانا ہو کر رحیم ہو کر کریم ہو کر حی ہو کر قیوم ہو کر اپنی طرف سے ہمیشہ خاموشی اختیار کرے اور بندہ جاہل اور نابینا اُسکی جستجو میں آپ ٹکریں مارتا پھرے۔

ناتوانان را کجا تاب و توان　　تا نشانی یابند خود زان بی‌نشان　　عقل کوران رہنما جوید براہ　　رہبری از دانش کوران مخواہ
عقلِ ما از بہر زاری و بکاست　　دفع آزارِ جہالت از خداست　　عقلِ طفل است این که گرید زار زار　　شیر جز مادر نیاید زینہار

سو اے ناظرین!! اِس مضمون میں انصاف سے نظر کرو اور غور اور تعمق سے سوچو۔ ہوشیار رہو اور کسی دھوکا دہندہ کے دھوکا میں مت آؤ اپنے دلوں سے آپ ہی پوچھ لو کہ تمہارے دل کسقدر

طور پر بولیاں ایجاد ہوگئی ہوں اور کوئی خاص الہام نہ ہوا ہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ابتداز ما

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یقین کے خواہشمند ہیں کیا فقط تمہارے اپنے ہی افسردہ خیال تمہارے دلوں کو پوری پوری تسلّی دے سکتے ہیں۔ کیا تمہاری روح اس بات کے خواہاں نہیں ہیں کہ تم اس دنیا میں کامل یقین تک پہنچ جاؤ اور نابینائی سے خلاصی پاؤ۔ تم سچ سچ کہو کیا تمہیں اس بات کی طلب نہیں کہ تمہاری ظلمت اور حیرت دور ہو اور وہ شبہات جو تمہارے دلوں میں مخفی ہیں جنکو تم ظاہر بھی نہیں کر سکتے دور ہو جائیں۔ پس اگر الٰہی معرفت کا کچھہ جوش ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس دنیا میں خدا کا قانونِ قدرت یہی ہے کہ اُسنے ہر یک چیز کے دریافت کرنیکے لئے یا حاصل کرنیکے لئے کسی نہ کسی چیز کو آلہ ٹھہرا دیا ہے اور عقل کا صرف یہی کام ہے کہ اُس آلہ کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے لیکن آپ اُس آلہ کا کام نہیں دیسکتی مثلاً آٹا پیسنے کے لئے چکی کی ضرورت کو عقل ثابت کرتی ہے مگر یہہ بات نہیں کہ عقل آپ ہی چکی بنجاوے اور آٹا پیسنے لگے اسی طرح آجتک صدہا آلات کی عقل نے رہبری کی ہے لیکن کام وہی انجام کو پہنچا ہے جسکو آلہ نے انجام دیا ہے اور جس کام کا آلہ میسر نہیں آیا وہاں عقل حیران رہی ہے پس دنیا کے تمام کاروبار پر نظر ڈالکر دیکھہ لو کہ غائیت درجہ کی سعی عقل کی یہی ہے کہ اُسکو کسی کام کے انجام دینے کے لئے کسی آلہ کا خیال دل میں پیدا ہو جائے مثلاً عقل نے یہہ سوچا کہ عبور دریا کے لئے کوئی آلہ چاہئے تو کشتی کی صورت دل میں جم گئی اور پھر کشتی بنانے کا ایک مادہ میسر آگیا جو دریا پر چلتا ہے اور ڈوبتا نہیں سو اُس مادہ کے میسر آنے سے کشتی بن گئی علیٰ ہذا القیاس ہزارہا اور آلات ہیں جن سے دنیا کا دہندا چلتا ہے اور ہر جگہہ عقل کا صرف اتنا منصب ہے کہ وہ آلہ کی ضرورت کو ثابت کرتی ہے اور یہہ بیان کر دیتی ہے کہ اس قسم کا آلہ ہونا چاہئے یہہ نہیں کہ وہ آپ آلہ مطلوبہ کا کام دیسکتی ہے۔ اب سمجھنا چاہئے کہ عقل سلیم اس بات کو بہ بداہت سمجھتی ہے کہ عالمِ ثانی کے واقعات اور صانع عالم کی ہستی اور اُس صانع کی مرضیات اور غیر مرضیات اور جزا سزا کی کیفیات اور کمیات اور ارواح کے خلود اور بقا کے یقینی حالات معلوم کرنا یہہ ایک ایسا باریک اور دقیق امر ہے کہ بجز ایک سماوی آلہ کے صحیح اور یقینی طور پر ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا اور جس طرح عقل نے دنیا کے احسن انتظام کے لئے ہزارہا آیات کی ضرورت ثابت کی ہے اسی طرح اس جگہہ بھی عقل سلیم اُس نادیدہ عالم کا قطعی طور پر پتہ دریافت کرنیکے لئے ایک آسمانی آلہ کی ضرورت قرار دیتی ہے تا اُس قادرِ مطلق کی جسکے سمجھنے میں لاکھوں عقلمندوں نے دہوکے کہائے ہیں یقینی اور

کے لئے عام قانونِ قدرت یہی ہے کہ خدا نے ہریک چیز کو اپنی قدرتِ محض سے پیدا کیا تہا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

قطعی طور پر معلوم ہوجاوے اور اسی طرح عالمِ جزا سزا بھی قطعی طور پر معلوم ہوتا طالبِ حق ظنیات سے ترقی کرکے اسی عالم مین حضرت باریتعالیٰ اور اُسکی صفاتِ کاملہ اور عالمِ آخرت کو بعین الیقین دیکہہ لے۔ اور وہ آلہ جو اِس مرتبہ اعلیٰ یقین تک پُہنچاتا ہے کلامِ الٰہی ہے جسکے ذریعہ سے انسان بہ یقینِ کامل خدایتعالیٰ کے وجود اور اُسکی صفاتِ کاملہ اور عالمِ جزا سزا کو سمجہہ لیتا ہے اور خدا یتعالیٰ نے لاکہون انسانون کو اِس مرتبہ معرفت تک پُہنچا کر ثابت کر دکہایا ہے کہ یہہ آلہ خداشناسی کا فی الواقعہ دُنیا مین موجود ہے۔ اور جو شخص اِس سماوی آلہ سے روشنی حاصل نہین کرتا وہ اُس اندہے کی مانند ہے کہ جو ایک ایسی راہ مین چلتا ہے جس مین جا بجا خندقین ہین اور ہریک طرف بڑے بڑے گڑہے ہین اُسکو کچہہ خبر نہین کہ سلامتی کی راہ کدہر ہے کچہہ پتہ نہین کہ بچاؤ کی طرف کونسی ہے کچہہ خبر نہین کہ انجام قدم اُٹہانے کا کیا ہے نہ آپ دیکہہ سکتا ہے نہ کسی رہنما کا دامن پکڑا ہوا ہے اور نہ یہہ جانتا ہے کہ آخر کس جگہ کا مونہہ دیکہنا نصیب ہے اور نہ یہہ یقین ہے کہ جس مطلب کے لئے اُس نے قدم اُٹہایا ہے وہ مطلب ضرور حاصل ہوجائیگا بلکہ آنکہین بھی اندہی ہین اور دل بھی اندہا ہے۔

پہر ایک اَور وسوسہ جو پنڈت صاحب کے دلکو پکڑتا ہے یہہ ہے کہ الہامی کتاب کسی انسان کے لئے اُسکے ایمان کی بُنیاد نہین ہوسکتی کیون بُنیاد نہین ہوسکتی اِسکی دلیل آپ یہہ لکہتے ہین کہ الہامی کتاب کے تسلیم کرنیسے پہلے ضرور ہے کہ خدا پر ایمان قایم کرلیا جاوے ہریک پیغمبر یا رشی جسپر خدا کا کلام نازل ہوا اُس نے کلام پر ایمان لانے سے پہلے متکلّم کے وجود کو تسلیم کیا ہے کیونکہ کسی کلام پر ایمان لانے سے پہلے خود کلام کرنیوالے کو مان لینا لازمی ہے پس ظاہر ہے کہ پیغمبرون نے کلام کے نازل کنندہ کے وجود کا یقین بذریعہ اُسی کلام کے حاصل نہین کیا بلکہ اُس کلام کے نزول سے پہلے ہی اُنکو اپنی اندرونی فطرت کی گواہی سے وہ یقین حاصل تہا۔ یہہ دلیل پنڈت صاحب نے کلامِ الٰہی کے غیر ضروری ہونے پر گویا اپنی عقل کا تمام رس نچوڑ کر پیش کی ہے لیکن ہریک عاقل پر سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ یہہ پنڈت صاحب کا سراسر وہم ہے کہ جو اُنکے دل مین ایک صداقت کی غلط فہمی سے پیدا ہوا ہے اور وہ یہہ ہے کہ پنڈت صاحب اِن دونون امرون متذکرہ ذیل کو اجتماعِ ضدین قرار دیتے ہین یعنے یہہ کہ بے خبر بندہ پر جو خدا کی ذات اور صفات سے بیخبر ہے کلامِ الٰہی نازل ہو اور ساتہہ ہی وہ قادر خدا بذریعہ اپنی اُس پاک کلام کے اپنے وجود پر آپ مطلع کرے یہہ دونون باتین پنڈت صاحب کی نظر مین ضدین ہین جو ایک جگہ جمع نہین ہوسکتین حالانکہ اِن دونون باتون کا جمع ہونا کسی عاقل کے نزدیک

آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور خود انسان کی فطرت پر نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اجتماع ضدین میں داخل نہیں۔ جس حالت میں انسان بھی اپنے کلام کے ذریعہ سے دوسرے انسان کو اپنے
وجود سے اطلاع دے سکتا ہے تو پھر وہ اطلاع وہی خدا تعالیٰ سے کیوں غیر ممکن ہے کیا وہ پنڈت صاحب
کے نزدیک اس بات پر قادر نہیں کہ بذریعہ اپنے کامل اور قادرانہ کلام کے جو تجلیاتِ الوہیت پر مشتمل ہے
اپنے وجود سے مطلع کرے۔ اور اگر پنڈت صاحب کے دل کو یہ وسوسہ پکڑتا ہے کہ جسقدر نبی آئے وہ بلاتشبہ
کلامِ الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے خدا پر یقین رکھتے تھے پس اس سے ثابت ہے کہ وہ یقین انہیں
کی فطرت اور عقل سے انکو حاصل ہوا تھا لیکن واضح ہو کہ یہ وسوسہ محض قلت تدبر سے ناشی ہے کیونکہ اس
یقین کا باعث کسی طور سے مجرد عقل اور فطرت نہیں ہو سکتے انبیا کسی جنگل میں اکیلے پیدا نہیں ہوئے تھے تا
یہ کہا جائے کہ انہوں نے الہام پانے سے پہلے بذریعہ سلسلہ سماعی بھی جسکی الہامِ الٰہی سے بنیاد چلی آتی
ہے خدا کا نام نہیں سنا تھا اور صرف اپنی فطرت اور عقل سے خدا کے وجود پر یقین رکھتے تھے بلکہ بہ بداہت
ثابت ہے کہ خدا کے وجود کی شہرت اس کلام الٰہی کے ذریعہ سے دنیا میں ہوئی ہے کہ جو ابتدا زمانہ میں
حضرتِ آدم پر نازل ہوا تھا پھر بعد حضرتِ آدم کے جسقدر انبیا وقتاً فوقتاً زمانہ کی اصلاح کے لئے آتے رہے
انکو قبل از وحی خدا کے وجود سے یاد دلانے والی وہی سماعی شہرت تھی جسکی بنیاد حضرتِ آدم کے صحیفہ سے
پڑی تھی پس وہی سماعی شہرت تھی جسکو نبیوں کی مستعد اور پرجوش فطرت نے فی الفور قبول کر لیا تھا اور پھر خدا
نے بذریعہ اپنے خاص کلام کے مراتب اعلیٰ یقین اور معرفت تک انکو پہنچا دیا تھا اور اس نقصان اور قصور کو
پورا کر دیا تھا کہ جو محض سماعی شہرت کی پیروی سے عاید حال تھا۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے
وجود کی شہرت بطور سماعی چلی آتی ہے اور سماعی سلسلہ کی بنیاد وہ الہام ہے جو پہلے پہل خدا تعالیٰ کی طرف
سے حضرت آدم ابو البشر کو ہوا تھا اور اسپر دلیل یہی کافی ہے کہ یہ بات بداہتاً ثابت ہے کہ ابتدا میں خداوند قادرِ
مطلق کی ہستی کا پتہ اسی شے کے ذریعہ سے لگا ہے کہ جسمیں اب بھی پتہ لگانے کی قدرت مستقلہ حاصل
ہے سو وہ قدرت مستقلہ صرف کلامِ الٰہی میں پائی جاتی ہے کیونکہ اب بھی کلامِ الٰہی میں یہ اقتدار موجود و
مشہود ہے کہ وہ امور پنہانی پر جیسا کہ چاہئے صحیح صحیح اطلاع دے سکتا ہے اور گذشتہ خبریں بھی ظاہر کر سکتا
ہے اور ذات باری کی غائبانہ ہستی کا ٹھیک ٹھیک نشان بھی دے سکتا ہے اور اپنے طریق خارق عادت سے اسپر یقین بھی بخش سکتا ہے اور عالم ثانی
کے حقایق اور کیفیتوں پر بھی مفصل طور پر مطلع کر سکتا ہے جیسا کہ اسی زمانہ میں ملہمین کے تجاربِ صحیحہ اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں

ابتدائی زمانہ محض قدرت نمائی کا زمانہ تھا جس مین اسباب معتادہ کی ذرہ آمیزش نہ تھی اور اس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لیکن یہہ جوہر عقل مین موجود نہین ہے چنانچہ یہہ بات بپایہ ثبوت پہنچ چکی ہے کہ جس بچہ نوپیدا کو سلسلہ سماعی کی تعلیم سے بکلی محروم رکہہ کر صرف اسکی عقل پر اسکی خداشناسی کو چھوڑا جاوے تو وہ خدا کی ہستی اور اسکی صفات کاملہ اور عالم جزا سزا سے بکلی بیخبر رہتا ہے۔ پس چونکہ معرفت حقّہ کی تعلیم کا اقتدار صرف کلام الٰہی مین ثابت ہے عقل مین ثابت نہین اس لئے ہریک عاقل کو ماننا پڑتا ہے کہ ایمان اور دین کی بنیاد کلام الٰہی ہے خیالات عقلیہ ہرگز بنیاد نہین ہین اگرچہ استعداد عقلی نفس انسان مین موجود ہے مگر وہ استعداد بغیر رہبری کلام الٰہی کے ناکارہ ہے جیسے استعداد بصارت آنکھون مین موجود تو ہے مگر بغیر آفتاب کے کچہہ چیز نہین اور جس طرح آفتاب کی روشنی اپنے وجود کو بہی ثابت کرتی ہے اور آفتاب کے وجود کی طرف بہی رہبر ہے اسی طرح خدا کا کلام اپنی ذاتی روشنی اور صداقت اور بےمثیل ہونیکی وجہ سے اپنا منجانب اللہ ہونا بہی ثابت کرتا ہے اور خدایتعالٰی کی ہستی کی طرف بہی یقینی اور قطعی طور پر رہبر ہے ۔

پہر پنڈت صاحب نے پرچہ دہرم جیون جنوری سنہ ۱۸۸۳ء مین یہہ دعویٰ کر دیا ہے کہ دانشمند انسان ایسی کتاب تالیف کر سکتا ہے کہ جو کمالات مین مثل قرآن شریف کے یا اس سے بڑہ کر ہو اب چونکہ پنڈت صاحب ہی دانشمندی مین بلکہ اپنی قوم کے ریفارمر اور مصلح ہونیکا دم مارتے ہین اسلئے یہہ بار ثبوت انہین کے ذمہ ہے کہ وہ ایسی کتاب تالیف کر کے دکہلا دین اور جس طرح قرآن شریف باوجود کمال ایجاز جامع تمام حقایق و دقایق ہے اور جس طرح قرآن شریف باوجود التزام حق اور حکمت اور صداقت کے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر ہے اور جس طرح قرآن شریف اعلیٰ درجہ کی پیشین گوئیون اور امور غیبیہ سے بہرا ہوا ہے اور جس طرح قرآن شریف اپنی پاک تاثیرون کی وجہ سے سچے طالبون کے دلون کو پاک کر کے آسمانی روشنی سے منوّر کرتا ہے اور ان مین وہ خاص برکتین پیدا کرتا ہے کہ جو دوسرے مذہبون مین نہین پائی جاتین جیسا کہ ہم نے ان سب باتون کو اپنی کتاب مین ثابت کر دیا ہے اور کامل ثبوت دیدیا ہے اسی طور اور شان کی کوئی اور کتاب تالیف کر کے پیش کرین۔ نداردکسے با تو ناگفتہ کار ✤ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار ✤ لیکن ہم پنڈت صاحب پر ظاہر کرتے ہین کہ کسی انسان کے لئے ہرگز ممکن نہین کہ وہ امور متذکرہ بالا کو جو طاقت انسانی سے بلند تر ہین اپنے کلام مین پیدا کر سکے مگر خدا کے کلام مین ان امور کا جمع ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے کیونکہ جیسا کہ خدا بےمثیل و مانند ہے اسی طرح جو چیز اسی کی طرف سے صادر ہے وہ بےمثیل و مانند چاہئے جسکی نظیر بنانے پر انسان قادر نہ ہو سکے پس قرآن شریف نے جو

زمانہ مین جو کچھہ خدا نے پیدا کیا وہ ایسی اعلیٰ قُدرت سے کیا جسمین عقلِ انسان حیران ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اپنے کمالات مین بےمثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہہ کوئی بیہودہ دعویٰ نہین یہہ وہی قانونِ قُدرت کا مسئلہ ہے
جسپر چلنا انسان کی دانشمندی ہے جس سے انحراف کرنا حماقت کی نشانی ہے ذرا اپنے ہی دل مین سوچکر آپ
انصافاً فرمائیے کہ خدا کے کلام کا بےنظیر ہونا قانونِ قُدرت کے لحاظ سے لازم ہے یا نہین اگر آپکے نزدیک
لازم نہین اور خدا کے کامون مین شرکتِ غیر بھی جایز ہے تو پھر صاف ہی کیون نہین کہتے کہ ہمکو خدا کے
واحد لاشریک ہونے مین ہی کلام ہے کیا آپ اِس مذہبی بات کو سمجھہ نہین سکتے کہ خدا کی وحدانیت تب ہی
تک ہے جب تک اُسکی تمام صفات شرکتِ غیر سے منزہ ہین اگر خدا کے کلام کی یہہ حیثیت ہو کہ انسان بھی
ایسا ہی کلام بنا سکے تو گویا خدا کی ساری حیثیت معلوم ہو گئی گویا اُسکی خدائی کا سارا بھید ہی کھل گیا۔

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اِس بات پر عیسائیون کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہئیے کہ خدائے بےمثل و مانند اور کامل کی کلام
مین کن کن نشانیون کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اُنکی انجیل بوجہ محرف اور مُبدّل ہو جانے کے اُن نشانیون
سے بالکل بےبہرہ اور بےنصیب ہے بلکہ الٰہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستی اور صداقت بھی
کہ جو ایک منصف اور دانشمند مُتکلّم کے کلام مین ہونی چاہئیے انجیل کو نصیب نہین کم بخت مخلوق پرستون نے
خدا کے کلام کو خدا کی ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے
رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا؟ اسی مصنوعی انجیل نے ایک دُنیا کا کسنے خون کیا؟
انہین تالیفات اربعہ نے جن اعتقادون کی طرف مخلوق پرست کا نفسِ امّارہ جھکتا گیا اُسی طرف ترجمہ کرنیکے وقت
اُنکے الفاظ بھی جھکتے گئے کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اُسکے خیالات کی تابع ہوتے ہین غرض انجیل کی ہمیشہ کایا
پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھہ اور ہی چیز ہے اور خدا بھی اُسکی تعلیم موجودہ کے رو سے وہ اصلی خدا نہین کہ جو
ہمیشہ حدوث اور تولّد اور تجسّم اور موت سے پاک تھا بلکہ انجیل کی تعلیم کے رو سے عیسائیون کا خدا ایک نیا خدا ہے یا وہی خدا ہے کہ
جسپر بد قسمتی سے بہت سی مصیبتین آئین اور آخری حال اُسکا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوم
اور غیر متبدّل رہ کر آخر کار تمام قیومی اُسکی خاک مین مل گئی۔ ماسوائے اِسکے عیسائیون کے محققین
کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہین لکھی گئی بلکہ متی وغیرہ نے بہت سی باتین اُس کی
لوگون سے سُن سُنا کر لکھی ہین اور لوقا کی انجیل مین تو خود لوقا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگون نے مسیح کو دیکھا تھا

زمین آسمان اور سورج و چاند وغیرہ اجرام پر نظر ڈالکر دیکھو کہ کیونکر اتنا بڑا کام بغیر مدد اسباب اور معماروں اور مزدوروں کے محض ارادہ سے بہ مجرد حکم کے انجام دے دیا پھر جس حالت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اب ہم اِس جگہ بغرض فائدہ عام یہہ بات بطور قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہین کہ کلام کا وہ کونسا مرتبہ ہے جس مرتبہ پر کوئی کلام واقعہ ہونے سے اِس صفت سے متصف ہو جاتا ہے کہ اُسکو بے نظیر اور منجانب اللہ کہا جائے اور پھر بطور نمونہ کوئی سورہ قرآن شریف کی لکھکر اُسمین یہہ ثابت کرکے دکھلاوینگے کہ وہ تمام وجوہ بے نظیری جو قاعدہ کلیہ مین قرار دی گئی ہین اُس سورہ مین بہ تمام وکمال پائی جاتی ہین اور اگر کسیکو اُن وجوہ بے نظیری کے قبول کرنے مین پھر بھی انکار ہوگا تو یہہ بار ثبوت اُسی کے ذمہ ہوگا کہ کوئی دوسرا کلام پیش کرکے دکھلاوے جسمین وہ تمام وجوہ بے نظیری پائے جاوین۔

سو واضح ہو کہ اگر کوئی کلام اُن تمام چیزون مین سے کہ جو خدا یتعالیٰ کی طرف سے صادر اور اُسکے دست قدرت کی صنعت ہین کسی چیز سے مشابہت کلی رکھتا ہو یعنے اُسمین عجائبات ظاہری و باطنی ایسے طور پر جمع ہون کہ جو مصنوعات الٰہیہ مین سے کسی شئے مین جمع ہین تو اِس صورت مین کہا جائیگا کہ وہ کلام ایسے مرتبہ پر واقع ہے کہ جسکی مثل بنانے سے انسانی طاقتین عاجز ہین کیونکہ جس چیز کی نسبت بے نظیر اور صادر من اللہ ہونا عند الخواص والعوام ایک مسلّم اور مقبول امر ہے جسمین کسیکو اختلاف و نزاع نہین اُسکی وجوہ بے نظیری مین کسی شے کی شراکت تامہ ثابت ہونا بلاشُبہ اِس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ شئے بھی بے نظیر ہی ہے مثلاً اگر کوئی چیز اُس چیز سے بکلی مطابق آجائے جو اپنے مقدار مین دس گز ہے تو اسکی نسبت بھی یہہ علم صحیح قطعی مفید یقین جازم حاصل ہوگا کہ وہ بھی دس گز ہے۔

اب ہم اِن مصنوعات الٰہیہ مین سے ایک لطیف مصنوع کو مثلاً گلاب کے پھول کو بطور مثال قرار دیکر اُسکے وہ عجائبات ظاہری و باطنی لکھتے ہین جنکی رو سے وہ ایسی اعلیٰ حالت پر تسلیم کیا گیا ہے کہ اُسکی نظیر بنانے سے

اُن سے دریافت کرکے مین نے لکھا ہے پس اِس تقریر مین خود لوقا اقراری ہے کہ اُسکی انجیل الہامی نہین کیونکہ الہام کے بعد لوگون سے پوچھنے کی کیا حاجت تہی اسی طرح مرقس کا مسیح کے شاگردون مین سے ہونا ثابت نہین پھر وہ نبی کیونکر ہوا بہرحال چارون انجیلین نہ اپنی صحت پر قایم ہین اور نہ اپنے سب بیانات کے رو سے

مین اُس ابتدائی زمانہ مین خدا کا سارا کام قدرتی پایا جاتا ہے کہ جو آمیزش طبیعت اور سبب سے بکلی پاک اور خالص ربّانی ارادہ سے نکلا ہوا ہے تو پہر کیونکر بے ایمانون کی طرح بولیون کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انسانی طاقتین عاجز ہین اور پہر اس بات کو ثابت کرکے دکہلاوینگے کہ اِن سب عجائبات سے سورہ فاتحہ کے عجائبات اور کمالات بمراتب بڑھکر ہین بلکہ اُن عجائبات کا پلہ بہاری ہے اور اِس مثال کے اختیار کرنے کا موجب یہہ ہوا کہ ایک مرتبہ اِس عاجز نے اپنی نظر کشفی مین سورۃ فاتحہ کو دیکہا کہ ایک ورق پر لکہی ہوئی اِس عاجز کے ہاتہہ مین ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل مین ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکہی ہوئی ہے سُرخ سُرخ اور ملایم گلاب کے پہولون سے اِسقدر لدا ہوا ہے کہ جسکا کچہہ انتہا نہین اور جب یہہ عاجز اِس سورۃ کی کوئی آیت پڑہتا ہے تو اُسمین سے بہت سے گلاب کے پہول ایک خوش آواز کے ساتہہ پرواز کرکے اوپر کی طرف اُڑتے ہین اور وہ پہول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تر و تازہ اور خوشبودار ہین جنکے اوپر چڑہنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہوجاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہین کہ جو اپنی بے مثل لذتون کی کشش سے دُنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہین۔ اِس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پہول کو سورۃ فاتحہ کے ساتہہ ایک روحانی مناسبت ہے سو اِسی مناسبت کے لحاظ سے اِس مثال کو اختیار کیا گیا اور مناسب معلوم ہوا کہ اول بطور مثال گلاب کے پہول کے عجائبات کو کہ جو اُسکے ظاہر و باطن مین پائے جاتے ہین لکہا جائے اور پہر بمقابلہ اُسکے عجائبات کے سورۃ فاتحہ کے عجائبات ظاہری و باطنی قلمبند ہون تا ناظرین باانصاف کو معلوم ہو کہ جو خوبیان گلاب کے پہول مین ظاہراً و باطناً پائی جاتی ہین جنکے رو سے اُسکی نظیر بنانا عادتاً محال سمجہا گیا ہے اُسی طور پر اور اُس سے بہتر خوبیان سورۃ فاتحہ مین موجود ہین اور تا اِس مثال کے لکہنے سے اشارہ کشفی پر بہی عمل ہوجائے۔ پس جاننا چاہئے کہ یہہ امر ہریک عاقل کے نزدیک بغیر کسی تردد اور توقف کے مسلّم الثبوت ہے کہ گلاب کا پہول بہی مثل اور مصنوعات الٰہیہ کے ایسی عمدہ خوبیان اپنی ذات مین جمع رکہتا ہے جنکی مثل بنانے پر

الہامی ہین اور اسی وجہ سے انجیلون کے واقعات مین طرح طرح کی غلطیان پڑگئین اور کچہہ کا کچہہ لکہا گیا۔ غرض اِس بات پر عیسائیون کے کامل محققین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہین ہے بلکہ بہتے داری گانو کی طرح کچہہ خدا کا کچہہ انسان کا ہے ہان بعض ناواقف عیسائی بوجہ اپنی نہایت سادہ لوحی کے

بارہ مین خدا کو اِس بات سے عاجز سمجہا جائے کہ جس طرح اُس نے تمام چیزون کو محض قُدرت سے پیدا کیا تہا وہ بولیون کے پیدا کرنے پر قُدرت نہین رکہتا تہا۔ جس نے خود انسان

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

انسان قادر نہین اور وہ دو طور کی خوبیان ہین ایک وہ کہ جو اُسکی ظاہری صورت مین پائی جاتی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اُسکا رنگ نہائیت خوشنما اور خوب ہے اور اُسکی خوشبو نہایت دلارام اور دلکش ہے اور اُسکے ظاہر بدن مین نہائیت درجہ کی ملائمیت اور تر و تازگی اور نرمی اور نزاکت اور صفائی ہے اور دوسری وہ خوبیان ہین کہ جو باطنی طور پر حکیم مطلق نے اُسمین ڈال رکہے ہین یعنے وہ خواص کہ جو اُسکے جوہر مین پوشیدہ ہین اور وہ یہہ ہین کہ وہ مفرح اور مقوّئ قلب اور مسکن صفرا ہے اور تمام قوی اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور صفرا اور بلغم رقیق کا مسہل بہی ہے اور اسی طرح معدہ اور جگر اور گردہ اور امعا اور رحم اور پہیپہڑہ کو بہی قوت بخشتا ہے اور خفقان حار اور غشی اور ضعفِ قلب کے لئے نہایت مفید ہے اور اسی طرح اور کئی امراض بدنی کو فائدہ مند ہے پس اِنہین دونون طور کی خوبیون کی وجہ سے اُسکی نسبت اعتقاد کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مرتبہ کمال پر واقعہ ہے کہ ہرگز کسی انسان کے لئے ممکن نہین کہ اپنی طرف سے کوئی ایسا پہول بناوے کہ جو اُس پہول کی طرح رنگ مین خوشنما اور خوشبو مین دلکش اور بدن مین نہایت تر و تازہ اور نرم اور نازک اور مصفّا ہو اور باوجود اُسکے باطنی طور پر تمام وہ خواص بہی رکہتا ہو جو گلاب کے پہول مین پائے جاتے ہین۔ اور اگر یہہ سوال کیا جائے کہ کیون گلاب کے پہول کی نسبت ایسا اعتقاد کیا گیا کہ انسانی قوتین اُسکے نظیر بنانے سے عاجز ہین اور کیون جائز نہین کہ کوئی انسان اُسکی نظیر بنا سکے اور جو خوبیان اُسکی ظاہر و باطن مین پائی جاتی ہین وہ مصنوعی پہول مین پیدا کر سکے تو اِس سوال کا جواب یہی ہے کہ ایسا پہول بنانا عادتًا ممتنع ہے اور آجتک کوئی حکیم اور فیلسوف کسی ایسی ترکیب سے کسی قسم کی اُدویہ کو بہم نہین پہنچا سکا کہ جنکے باہم مخلوط اور ممزوج کرنے سے ظاہر و باطن مین گلاب کے پہول کی سی صورت اور سیرت پیدا ہو جائے۔ اب سمجہنا چاہیئے کہ یہی وجوہ بے نظیری کی سورۃ فاتحہ مین بلکہ قرآن شریف کے ہر یک حصّہ اَقل قلیل مین کہ جو چار آیت

کبہی کبہی یہہ دعویٰ کر بیٹہتے ہین کہ انجیل بہی اپنی تعلیم کے رو سے بے مثل و مانند ہے یعنے انسان اُسکی مثل بنانے پر قادر نہین پس اِس سے ثابت ہے کہ تعلیم اُسکی خدا کا کلام ہے اور انجیل کی تعلیم کا بے مثل و مانند ہونا اِس طرح پر بیان کرتے ہین کہ اسمین عفو اور درگذر اور نیکی اور احسان کے لئے بہت سی تاکید ہے

کو بغیر باپ اور ماں کے پیدا کرکے اپنی قدرتِ تامہ کا ثبوت دے دیا ہے پھر بولیوں کے بارہ میں کیوں اُسکی قدرت کو ناقص خیال کیا جائے غرض جبکہ ہر یک عاقل کو یہہ ماننا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے بھی کم ہو پائی جاتی ہیں پہلے ظاہری صورت پر نظر ڈالکر دیکھو کہ کیسی رنگینی عبارت اور خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور کلام میں کمالِ سلاست اور نرمی اور روانگی اور آب و تاب اور لطافت وغیرہ لوازم حُسنِ کلام اپنا کامل جلوہ دکھا رہے ہیں ایسا جلوہ کہ جس پر زیادت متصور نہیں اور وحشت کلمات اور تعقید ترکیبات سے بکلی سالم اور بری ہے۔ ہر یک فقرہ اُسکا نہایت فصیح اور بلیغ ہے اور ہر یک ترکیب اُسکی اپنے اپنے موقعہ پر واقعہ ہے اور ہر یک قسم کا التزام جس سے حُسنِ کلام بڑہتا ہے اور لطافتِ عبارت کھلتی ہے سب اُسمیں پایا جاتا ہے اور جسقدر حُسنِ تقریر کے لئے بلاغت اور خوش بیانی کا اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ ذہن میں آسکتا ہے وہ کامل طور پر اُسمیں موجود اور مشہود ہے اور جسقدر مطلب کے دل نشین کرنیکے لئے حُسنِ بیان درکار ہے وہ سب اُسمیں مہیّا اور موجود ہے اور باوجود اس بلاغتِ معانی اور التزام کمالیت حُسنِ بیان کے صدق اور راستی کی خوشبو سے بھرا ہوا ہے کوئی مبالغہ ایسا نہیں جسمیں جھوٹ کی ذرا آمیزش ہو کوئی رنگینی عبارت اِس قسم کی نہیں جس میں شاعروں کی طرح جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی نجاست اور بدبو سے مدد لی گئی ہو بلکہ جیسے شاعروں کا کلام جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی بدبو سے بھرا ہوا ہوتا ہے یہہ کلام صداقت اور راستی کی لطیف خوشبو سے بھرا ہوا ہے اور پھر اس خوشبو کے ساتھہ خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور رنگینی اور صفائی عبارت کو ایسا جمع کیا گیا ہے کہ جیسے گلاب کے پھول میں خوشبو کے ساتھہ اُسکی خوش رنگی اور صفائی بھی جمع ہوتی ہے۔ یہہ خوبیاں تو باعتبار ظاہر کے ہیں اور باعتبار باطن کے اُسمیں یعنے سورۃ فاتحہ میں یہہ خواص ہیں کہ وہ بڑی بڑی امراضِ روحانی کے علاج پر مشتمل ہے اور تکمیل قوتِ علمی اور عملی کے لئے بہت سا سامان اُسمیں موجود ہے اور بڑے بڑے بگاڑوں کی اصلاح کرتی ہے اور بڑے بڑے معارف اور دقائق اور لطائف کہ جو حکیموں اور فلسفیوں کی نظر سے چھپے رہے اُسمیں مذکور ہیں۔ سالک کے دل کو

اور ہر یک جگہ شر کے مقابلہ سے منع کیا ہے بلکہ بدی کے عوض نیکی کرنا لکھا ہے اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری گال بھی پھیر دینے کا حکم ہے پس اس دلیل سے ثابت ہو گیا کہ وہ بےمثل و مانند اور انسانی طاقتوں سے برتر ہے لاحول ولا قوۃ اے حضرات یہہ نئی منطق آپ کہاں سے لائے جس سے آپ یہہ

پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا زمانہ تھا اور اسمین عام طور پر قانون قدرت یہی تھا کہ ہریک کام بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے کیا جائے تو پھر بولیون کو اُس عام قانون سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسکے پڑھنے سے یقینی قوت بڑھتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے اور بہت سی اعلیٰ درجہ کی صداقتین اور نہایت باریک حقیقتین کہ جو تکمیل نفس ناطقہ کے لئے ضروری ہین اُسکے مبارک مضمون مین بھری ہوئی ہین اور ظاہر ہے کہ یہ کمالات بھی ایسے ہین کہ گلاب کے پھول کے کمالات کی طرح اُن مین بھی عادتاً ممتنع معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی انسان کے کلام مین مجتمع ہوسکین اور یہ امتناع نہ نظری بلکہ بدیہی ہے کیونکہ جن دقایق و معارف عالیہ کو خدا تعالیٰ نے عین ضرورت حقہ کے وقت اپنے بلیغ اور فصیح کلام مین بیان فرما کر ظاہری اور باطنی خوبی کا کمال دکھلایا ہے اور بڑی نازک شرطون کے ساتھہ دونون پہلوؤن ظاہر و باطن کو کمالیت کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچایا ہے یعنے اول تو ایسے معارف عالیہ ضروریہ لکھے ہین کہ جنکے آثار پہلی تعلیمون سے مندرس اور محو ہوگئے تھے اور کسی حکیم یا فیلسوف نے بھی اُن معارف عالیہ پر قدم نہین مارا تھا اور پھر اُن معارف کو غیر ضروری اور فضول طور پر نہین لکھا بلکہ ٹھیک ٹھیک اُسوقت اور اُس زمانہ مین اُنکو بیان فرمایا جس وقت حالت موجودہ زمانہ کی اصلاح کے لئے اُنکا بیان کرنا از بس ضروری تھا اور بغیر اُنکے بیان کرنیکے زمانہ کی ہلاکت اور تباہی متصور تھی اور پھر وہ معارف عالیہ ناقص اور ناتمام طور پر نہین لکھے گئے بلکہ کمّاً و کیفاً کامل درجہ پر واقعہ ہین اور کسی عاقل کی عقل کوئی ایسی دینی صداقت پیش نہین کرسکتی جو اُنسے باہر رہگئی ہو یا کسی باطل پرست کا کوئی ایسا وسوسہ نہین جسکا ازالہ اُس کلام مین موجود نہ ہو۔ ان تمام حقایق و دقایق کے التزام سے کہ جو دوسری طرف ضرورات حقہ کے التزام کے ساتھہ وابستہ ہین فصاحت بلاغت کے اُن اعلیٰ کمالات کو ادا کرنا جن پر زیادت متصور نہ ہو یہ تو نہایت بڑا کام ہے کہ جو بشری طاقتون سے بہ بداہت نظر بلند تر ہے مگر انسان تو ایسا بے ہنر ہے کہ اگر ادنیٰ اور ناکارہ معاملات کو کہ جو حقایق عالیہ سے کچھہ تعلق نہین رکھتے کسی رنگین اور فصیح عبارت مین بالتزام راست بیانی اور حق گوئی کے لکھنا چاہے تو یہ بھی اُسکے

سمجھہ بیٹھے کہ جن نصیحتون مین حلم اور درگذر کی تاکید مزید ہو وہ بے نظیر ہوجایا کرتی ہین اور قوی البشریہ ایسی نصیحتون کے بیان کرنے سے قاصر ہوتی ہین۔ یہی تو سمجھہ کا پھیر ہے کہ ابتک آپکو یہ بھی خبر نہین کہ بیمثل و مانند کا لفظ کسی شے کی نسبت صرف اُنہین حالتون مین بولا جاتا ہے کہ جب وہ شے اپنی ذات مین ایسے مرتبہ پر

باہر نکالکر قانون قدرت کو توڑنا سراسر جہالت اور نادانی ہے اُس زمانہ کی نظیر میں اس زمانہ کے
حالات پیش کرنا درست نہیں ہے مثلاً اب کوئی بچہ انسان کا بغیر ذریعہ ما اور باپ کے پیدا نہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لئے ممکن نہیں جیسا کہ یہ بات ہر عاقل کے نزدیک نہایت بدیہی ہے کہ اگر مثلاً ایک دوکاندار جو کامل درجہ
کا شاعر اور انشا پرداز ہو یہ چاہئے کہ جو اپنی اُس گفتگو کو جو ہر روز اسی رنگا رنگ کے خریداروں اور معاملہ داروں
کے ساتھ کرنی پڑتی ہے کمال بلاغت اور رنگینی عبارت کے ساتھ کیا کرے اور پھر یہ بھی التزام رکھے کہ ہر محل اور
ہر موقعہ میں جس قسم کی گفتگو کرنا ضروری ہے وہی کرے مثلاً جہاں کم بولنا مناسب ہے وہاں کم بولے اور جہاں
بہت مغززنی مصلحت ہے وہاں بہت گفتگو کرے اور جب اُسمیں اور اُسکے خریداروں میں کوئی بحث آپڑے تو وہ طرز
تقریر اختیار کرے جس سے اُس بحث کو اپنے معید مطلب طے کرسکے یا مثلاً ایک حاکم جسکا یہ کام ہے کہ فریقین
اور گواہوں کے بیان کو ٹھیک ٹھیک قلمبند کرے اور ہر یک بیان پر جو واقعی اور ضروری طور پر جرح قدح کرنا چاہئے
وہی کرے اور جیسا کہ تنقیح مقدمہ کے لئے شرط ہے اور تفتیش امر متنازعہ فیہ کے لئے قرین مصلحت ہے سوال
کے موقعہ پر سوال اور جواب کے موقعہ پر جواب لکھے اور جہاں قانونی وجوہ کا بیان کرنا لازم ہو اُنکو درست طور پر
حسب منشاء قانون بیان کرے اور جہاں واقعات کا بہ ترتیب تمام کھولنا واجب ہو اُنکو بہ پابندی ترتیب وصحت
کھولدے اور پھر جو کچھہ فی الواقعہ اپنی رائے ہو اور بتائید اُس رائے کے وجوہات ہیں اُنکو بہ صحت تمام بیان کرے
اور با وصف ان تمام التزامات کے فصاحت بلاغت کے اُس اعلیٰ درجہ پر اُسکا کلام ہو کہ اُس سے بہتر کسی بشر
کے لئے ممکن نہ ہو تو اس قسم کی بلاغت کو بانجام پہنچانا بہ بداہت اُنکے لئے محال ہے سو انسانی فصاحتوں کا
یہی حال ہے کہ بجز فضول اور غیر ضروری اور واہیات باتوں کے قدم ہی نہیں اُٹھہ سکتا اور بغیر جھوٹ اور ہزل
کے اختیار کرنے کے کچھہ بول ہی نہیں سکتے اور اگر کچھہ بولے بھی تو ادھورا ناک ہے تو کان نہیں کان ہیں تو
آنکھہ ندارد سچ بولے تو فصاحت گئی فصاحت کے پیچھے پڑے تو جھوٹ اور فضول گوئی کے انبار کے انبار جمع
کرلئے پیاز کی طرح سب پوست ہی پوست اور بیچ میں کچھہ بھی نہیں پس جس صورت میں عقل سلیم صریح حکم دیتی ہے

واقعہ ہو کہ جسکی نظیر پیش کرنے سے انسانی طاقتیں عاجز رہ جائیں آپ اپنے دعویٰ میں بار بار اسی بات پر زور
دیتے ہیں کہ انجیل میں ہر جگہ اور ہر موقعہ میں عفو اور درگذر کرنیکے لئے تاکید ہے اور ایسی تاکید کسی دوسری کتاب
میں نہیں - بھلا بہت خوب یوں ہی سہی مگر کیا اس سے یہہ ثابت ہوگیا کہ اسقدر تاکید انسان نہیں کرسکتا

ہوتا لیکن اگر اُس ابتدائی زمانہ مین بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی موقوف ہوتا تو پھر کیونکر یہہ دُنیا پیدا ہوسکتی - علاوہ اِسکے جو تغیرّات بولیون مین طبعی طور پر ہوتے رہتے ہین

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرنا کارہ اور خفیف معاملات اور سیدہے سادے واقعات کو بھی ضرورتِ حقّہ اور راستی کے التزام سے رنگین اور بلیغ عبارت مین ادا کرنا ممکن نہین تو پھر اِس بات کا سمجھنا کسقدر آسان ہے کہ معارفِ عالیہ کو ضرورتِ حقّہ کے التزام کے ساتھہ نہائت رنگین اور فصیح عبارت مین جس سے اعلیٰ اور اصفیٰ متصوّر نہ ہو بیان کرنا بالکل خارق عادت اور بشری طاقتون سے بعید ہے اور جیسا کہ گلاب کے پھول کی طرح کوئی پھول کہ جو ظاہر و باطن مین اُس سے مشابہ ہو بنانا عادتاً محال ہے ایسا ہی یہہ بھی محال ہے کیونکہ جب ادنیٰ ادنیٰ امور مین تجربہ صحیحہ شہادت دیتا ہے اور فطرتِ سلیمہ قبول کرتی ہے کہ انسان اپنی کسی ضروری اور راست راست بات کو خواہ وہ بات کسی معاملہ خرید و فروخت سے متعلق ہو یا تحقیقات عدالت وغیرہ سے تعلق رکھتی ہو جب اُسکو اصلح اور انسب طور پر بجا لانا چاہے تو یہہ بات غیر ممکن ہوجاتی ہے کہ اُسکی عبارت خواہ نخواہ ہر محل مین موزون اور مقفّیٰ اور فصیح اور بلیغ بلکہ اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر ہو تو پھر ایسی تقریر کہ جو علاوہ التزام راستی اور صدق کے معارف اور حقائقِ عالیہ سے بھی بھری ہوئی اور ضرورتِ حقّہ کے رو سے صادر ہو اور تمام حقّانی صداقتون پر محیط ہو اور اپنے منصبِ اصلاح حالت موجودہ اور اتمام حجت اور الزام منکرین مین ایک ذرا فروگذاشت نہ کرتی ہو اور مناظرہ اور مباحثہ کے تمام پہلوؤن کی کماحقہٗ رعایت رکھتی ہو اور تمام ضروری دلائل اور ضروری براہین اور ضروری تعلیم اور ضروری سوال اور ضروری جواب پر مشتمل ہو کیونکر باوجود ان مشکلات پیچ در پیچ کے کہ جو پہلی صورت سے صدہا درجہ زیادہ ہین ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھہ کسی بشر کی تحریر مین جمع ہوسکتی ہے کہ وہ بلاغت بھی بے مثل و مانند ہو اور اُس مضمون کو اُس سے زیادہ فصیح عبارت مین بیان کرنا ممکن نہ ہو۔

یہہ تو وہ وجوہ ہین کہ جو سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف مین ایسے طور سے پائی جاتی ہین جنکو گلاب کے پھول

اور انسانی قوتین ان تاکیدون کے بیان سے قاصر ہین کیا رحم اور عفو کی تاکید بُت پرستون کے پستکون مین کچھہ کم ہے بلکہ سچ پوچھو تو آریہ قوم کے بُت پرستون نے رحم کی تاکید کو اِس کمال تک پہنچایا ہے کہ بس حد ہی کردی اُنکے ایک شاستر کا اشلوک اِسوقت ہمکو یاد آیا ہے جس پر تقریباً سارے ہندوؤن کا عمل ہے

اُن تغیّرات مین اور اُس دوسری صورت مین کہ جب بولی عدمِ محض سے پیدا کیجاوے بڑا فرق ہے کسی موجودہ بولی مین کچھہ تغیّر ہونا شئے دیگر ہے اور عدمِ محض سے ایک بولی کا مِن کُل الوجوہ

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی وجوہ بے نظیری سے بکلّی مطابقت ہے لیکن سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف مین ایک اَور خاصہ بزرگ پایا جاتا ہے کہ جو اُسی کلام پاک سے خاص ہے اور وہ یہہ ہے کہ اُسکو توجہ اور اخلاص سے پڑہنا دلکو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوان کو اُٹہاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالب حق کو حضرت احدیت کی طرف کھینچکر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقرّبان حضرتِ احدیت مین ہونی چاہئیے اور جنکو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہین کرسکتا اور اِس روحانی تاثیر کا ثبوت بھی ہم اِس کتاب مین دیچکے ہین اور اگر کوئی طالبِ حق ہو تو بالمواجہ ہم اُسکی تسلّی کرسکتے ہین اور ہروقت تازہ بتازہ ثبوت دینے کو طیار ہین اور نیز اِس بات کو بخوبی یاد رکہنا چاہئیے کہ قرآن شریف کا اپنی کلام مین بےمثیل و مانند ہونا صرف عقلی دلائل مین محصور نہین بلکہ زمانہ دراز کا تجربہ صحیحہ بہی اُسکا مویّد اور مصدّق ہے کیونکہ باوجود اِسکے کہ قرآن شریف برابر تیرہ سو برس سے اپنی تمام خوبیان پیش کرکے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور تمام دُنیا کو بآوازِ بلند کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خواص مین بےمثیل و مانند ہے اور کسی جن یا انس کو اُسکے مقابلہ یا معارضہ کی طاقت نہین مگر پہر بہی کسی متنفس نے اُسکے مقابلہ پر دم نہین مارا بلکہ اُسکی کم سے کم کسی سورۃ مثلاً سورۃ فاتحہ کی ظاہری و باطنی خوبیون کا بہی مقابلہ نہین کرسکا تو دیکہو اِس سے زیادہ بدیہی اور کہلا کہلا معجزہ اور کیا ہوگا کہ عقلی طور پر بہی اُس پاک کلام کا بشری طاقتون سے بلندتر ہونا ثابت ہوتا ہے اور زمانہ دراز کا تجربہ بہی اُسکے مرتبہ اعجاز پر گواہی دیتا ہے - اور اگر کسی کو یہہ دونون طور کی گواہی کہ جو عقل اور تجربہ زمانہ دراز کے رو سے بپایہ ثبوت پہنچ چکی ہے نامنظور ہو اور اپنے علم اور ہنر پر نازان ہو یا دُنیا مین کسی ایسے بشر کی انشا پردازی کا قایل ہو کہ جو قرآن شریف کی طرح کوئی کلام بنا سکتا ہے تو ہم جیسا کہ وعدہ کرچکے ہین کچھہ بطور نمونہ حقایق و دقایق سورۃ فاتحہ کی لکھتے ہین اُسکو چاہئیے کہ بمقابلہ اُن ظاہری و باطنی سورۃ

اور وہ یہہ ہے اہنسا پرمو دہرما یعنے اِس سے بُرا دہرم اور کوئی نہین کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دیجائے اسی اشلوک کے رو سے ہندو لوگ کسی جاندار کو آزار دینا پسند نہین کرتے یہانتک کہ سانپون کے شر کا بہی مقابلہ نہین کرتے بلکہ بجائے اُنکے شر کے اُنکو دودہ پلاتے ہین اور اُنکی پوجا کرتے ہین اِس پوجا

پیدا ہو جانا یہہ اَور بات ہے۔ ماسوا اِن سب باتون کے جبکہ اب بہی خدا تعالی بذریعہ اپنے الہام کے مختلف بولیون کو اپنے بندون پر القا کرتا ہے اور ایسی زبانون مین الہام کرسکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

فاتحہ کی خوبیون کے کوئی اپنا کلام پیش کرے لیکن قبل تفصیل حقایق عالیہ سورۃ فاتحہ کے ہم طول کلام سے یہہ اندیشہ نہ کرکے مکرر بیان کرتے ہین کہ شخص معارض اِس بات کو خوب یاد رکہے کہ جیسا کہ ہم ابہی لکہہ چکے ہین سورۃ فاتحہ مین تمام قرآن شریف کی طرح دو قسم کی خوبیان کہ جو بے مثیل و مانند ہین پائی جاتی ہین یعنے ایک ظاہری صورت مین خوبی اور ایک باطنی خوبی۔ ظاہری خوبی یہہ کہ جیسا کہ بار ہا ذکر کیا گیا ہے اُسکی عبارت مین ایسی رنگینی اور آب و تاب اور نزاکت و لطافت و ملایمت اور بلاغت اور شیرینی اور روانگی اور حُسنِ بیان اور حُسن ترتیب پایا جاتا ہے کہ اُن معانی کو اُس سے بہتر یا اُس سے ساوی کسی دوسری فصیح عبارت مین ادا کرنا ممکن نہین اور اگر تمام دُنیا کے انشا پرداز اور شاعر متفق ہو کر یہہ چاہین کہ اُسی مضمون کو لیکر اپنے طور سے کسی دوسری فصیح عبارت مین لکہین کہ جو سورۃ فاتحہ کی عبارت سے مساوی یا اُس سے بہتر ہو تو یہہ بات بالکل محال اور ممتنع ہے کہ ایسی عبارت لکہہ سکین کیونکہ تیرہ سو برس سے قرآن شریف تمام دُنیا کے سامہنے اپنی بے نظیری کا دعوی پیش کر رہا ہے اگر ممکن ہوتا تو البتہ کوئی مخالف اُسکا معارضہ کرکے دکہلاتا حالانکہ ایسے دعوے کے معارضہ نہ کرنے مین تمام مخالفین کی رسوائی اور ذلت اور قرآن شریف کی شوکت اور عزت ثابت ہوتی ہے پس چونکہ تیرہ سو برس سے ابتک کسی مخالف نے عبارتِ قرآنی کی مثل پیش نہین کی تو اسقدر زمانہ دراز تک تمام مخالفین کا مثل پیش کرنے سے عاجز رہنا اور اپنی نسبت اُن تمام رسوائیون اور ندامتون اور لعنتون کو روا رکہنا کہ جو جہوٹون اور لاجواب رہنے والون کی طرف عائد ہوتے ہین صریح اِس بات پر دلیل ہے کہ فی الحقیقۃ اُنکی علمی طاقت مقابلہ سے عاجز رہی ہے اور اگر کوئی اِس امر کو تسلیم نہ کرے تو یہہ بارِ ثبوت اُسی کی گردن پر ہے کہ وہ آپ یا کسی اپنے مددگار سے عبارت قرآن کی مثل بنا کر پیش کرے مثلاً سورۃ فاتحہ کے مضمون کو لیکر کوئی دوسری فصیح عبارت بنا کر دکہلاوے جو کمال بلاغت اور فصاحت مین اُسکے برابر ہوسکے اور جب تک ایسا نہ کرے تب تک وہ ثبوت

کا نام اُنکے مذہب مین ناگ پوجا ہے بعض ہندو اِسقدر رحم دل ہوتے ہین کہ بالون مین جو جوئین پڑ جاتی ہین اُنکو بہی اپنے بالون سے نہین نکالتے بلکہ اُنکے آرام کی نظر سے اپنے تمام بدن کے بال نہین کٹاتے اور تہب دُکہہ اُٹہاتے ہین تا اُنکے استہان مین صورت تفرقہ پیدا نہ ہو اور بعض ہندو اپنے مونہہ پر تہیلی چڑہا کر رکہتے ہین

ہے جن زبانون کا اُن بندون کو کچھہ بھی علم حاصل نہین جیساکہ ہم حاشیہ در حاشیہ نمبرا
مین اِسکا ثبوت دے چکے ہین تو اِس صورت مین کسقدر حماقت ہے کہ یہہ خیال کیا جائے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو مخالفین کے تیرہ سو برس خاموش اور لاجواب رہنے سے اہل حق کے ہاتھہ مین ہے کسی طور سے
ضعیف الاعتبار نہین ہو سکتا بلکہ مخالفین کے سیکڑون برسون کی خاموشی اور لاجواب رہنے نے اُسکو وہ
کامل مرتبہ ثبوت کا بخشا ہے کہ جو گلاب کے پہول وغیرہ کو وہ ثبوت بے نظیری کا حاصل نہین کیونکہ دُنیا کے
حکیمون اور صنعت کارون کو کسی دوسری چیز مین اِس طور پر معارضہ کے لئے کبہی ترغیب نہین دی گئی
اور نہ اُسکی مثل بنانے سے عاجز رہنے کی حالت مین کبہی اُنکو یہہ خوف دلایا گیا کہ وہ طرح طرح کی تباہی اور
ہلاکت مین ڈالے جائینگے پس ظاہر ہے کہ جس بداہت اور چمک اور دمک سے قرآن شریف کی بلاغت اور
فصاحت کا انسانی طاقتون سے بلند تر ہونا ثابت ہے اِس طرح پر گلاب کی لطافت اور رنگینی وغیرہ کا بےنظیر
ہونا ہرگز ثابت نہین پس یہہ تو سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف کی ظاہری خوبی کا بیان ہے جسمین اُسکا بےنظیر
ومانند ہونا اور بشری طاقتون سے برتر ہونا مخالفین کے عاجز رہنے سے بپایہ ثبوت پُہنچ گیا ہے اب
ہم باطنی خوبیون کو بہی دوبارا ذکر کرتے ہین تا اچھی طرح غور کرنیوالون کے ذہن مین آجائین سو جاننا چاہئے
کہ جیسا خداوند حکیم مطلق نے گلاب کے پہول مین بدن انسان کے لئے طرح طرح کے منافع رکہے ہین
کہ وہ دلکو قوت دیتا ہے اور قوی اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور کئی اور مرضون کو مفید ہے ایسا ہی خداوند
کریم نے سورۃ فاتحہ مین تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضون کے شفا رکہی ہے اور باطنی بیماریون کا
اُسمین وہ علاج موجود ہے کہ جو اُسکے غیر مین ہرگز نہین پایا گیا کیونکہ اُسمین وہ کامل صداقتین بہری ہوئی ہین
کہ جو روئے زمین سے نابود ہوگئی تہین اور دُنیا مین اُنکا نام ونشان باقی نہین رہا تہا پس وہ پاک کلام
فضول اور بیفائدہ طور پر دُنیا مین نہین آیا بلکہ وہ آسمانی نور اُسوقت تجلی فرما ہوا جبکہ دُنیا کو اُسکی نہایت ضرورت
تہی اور اُن تعلیمون کو لایا جنکا دُنیا مین پہیلانا دنیا کی اصلاح کے لئے نہایت ضروری تہا غرض جن پاک

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور پانی چن کر پیتے ہین تا کوئی جیو اُنکے مونہہ کے اندر نہ چلا جائے اور اِس طرح پر وہ کسی جیو گہات کے موجب
نہ ٹہرین — اب دیکھئے اِس کمال کا رحم اور عفو انجیل مین کہان ہے لیکن باوجود اِس کے کوئی عیسائی یہہ
رائے ظاہر نہین کرتا کہ ہندو شاستر کی وہ تعلیم بےنظیر اور انسانی طاقتون سے باہر ہے پہر انجیل کی تعلیم

کہ اس القا کے خداوند علیم مطلق کو ابتدائی زمانہ مین قدرت حاصل نہین تہی کیونکہ جس حالت مین اُسکی غیر محدود قدرت کا اب بہی بدیہی طور پر ثبوت ملتا ہے کہ وہ اپنے بندون کو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تعلیمون کی بعاست درجہ ضرورت تہی اور جن معارف حقایق کے شایع کرنے کی شدت سے حاجت تہی انہیں ضروری اور لابدی اور حقانی صداقتون کو عین ضرورت کے وقتون مین اور ٹہیک ٹہیک حاجت کے موقعہ مین ایک ہمثیل بلاغت اور فصاحت کے پیرایہ مین بیان فرمایا اور باوصف اس التزام کے جو کچہہ گمراہون کی ہدایت کے لیئے اور حالت موجودہ کی اصلاح کے لیئے بیان کرنا واجب تہا اُس سے ایک ذرا ترک نہ کیا اور جو کچہہ غیر واجب اور فضول اور بیہودہ تہا اُسکا کسی فقرہ مین کچہہ دخل ہونا نہ پایا غرض وہ انوار اور پاک صداقتیں باوصف اُس شان عالی کے کہ جو اُنکو بوجہ اعلیٰ درجہ کے معارف ہونے کے حاصل ہے ایک نہایت درجہ کی عظمت اور برکت یہہ رکہتے ہین کہ وہ عبث اور فضول طور پر ظاہر نہین کی گئین بلکہ جن جن اقسام انواع کی ظلمت دُنیا مین پہیلی ہوئی تہی اور جس جس قسم کا جہل اور فساد علمی اور عملی اور اعتقادی امور مین حالت زمانہ پر غالب آگیا تہا اُس ہریک قسم کے فساد کے مقابلہ پر پورے پورے زور سے اُن سب ظلمتون کو اُٹہانے کے لیئے اور روشنی کو پہیلانے کے لیئے عین ضروری وقت پر باران رحمت کی طرح اُن صداقتون کو دُنیا مین ظاہر کیا گیا اور حقیقت مین وہ باران رحمت ہی تہا کہ سخت پیاسون کی جان رکہنے کے لیئے آسمان سے اُترا اور دُنیا کی روحانی حیات اسی بات پر موقوف تہی کہ وہ آب حیات نازل ہو اور کوئی قطرہ اُسکا ایسا نہ تہا کہ کسی موجود الوقت بیماری کی دوا نہ ہو اور حالت موجودہ زمانہ نے صدہا سال تک اپنی معمولی گمراہی پر رہکر یہہ ثابت کر دیا تہا کہ وہ اُن بیماریون کے علاج کو خود بخود بغیر اترنے اُس نور کے حاصل نہین کر سکتا اور نہ اپنی ظلمت کو آپ اُٹہا سکتا ہے بلکہ ایک آسمانی نور کا محتاج ہے کہ جو اپنی سچائی کی شعاعون سے دُنیا کو روشن کرے اور اُنکو دکہاوے جنہون نے کبہی نہین دیکہا اور اُنکو سمجہاوے جنہون نے کبہی نہین سمجہا اُس آسمانی نور نے دُنیا مین آکر صرف یہی کام نہین کیا کہ ایسے معارف حقہ ضروریہ پیش کیئے جنکا صفحہ زمین پر

کہ جو حلم اور عفو اور رحم کی تاکید مین اس سے کچہہ بڑہ کر نہین کیونکر بے نظیر ہو سکتی ہے افسوس حضرات عیسائی ذرا نہین سوچتے کہ اخلاقی امور کو کیقدر شد و مد سے بیان کرنا اس بات کو مستلزم نہین کہ انسان ایسی شدومد سے بیان نہین کر سکتا اور اگر مستلزم ہے تو کوئی برہان منطقی اسپر قایم کرنی چاہیئے تا اُس برہان کے

الیسی بولیون کا الہام کر دیتا ہے جن بولیون سے وہ بندے نا آشنا محض ہین اور جنکو نہ اُنہون نے اپنے ماباپ سے سیکہا اور نہ کسی اُستاد سے تعلیم پائی تو پہر کیا وجہ کہ ابتداء

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نشان باقی نہین رہا تہا بلکہ اپنے روحانی خاصہ کے زور سے اُن جواہر حق اور حکمت کو بہت سے سینون مین بہر دیا اور بہت سے دلون کو اپنے دلربا چہرہ کی طرف کہینچ لایا اور اپنی قوی تاثیر سے بہتون کو علم اور عمل کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا۔ اب یہہ دونون قسم کی خوبیان کہ جو سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف مین پائی جاتی ہین کلام الٰہی کی بے نظیری ثابت کرنیکے لئے ایسے روشن دلائل ہین کہ جیسی وہ خوبیان جو گلاب کے پہول مین سب کے نزدیک انسانی طاقتون سے اعلیٰ تسلیم کئے گئے ہین بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر یہہ خوبیان بدیہی طور پر عادت سے خارج اور طاقت انسانی سے باہر ہین اِس شان کی خوبیان گلاب کے پہول مین ہرگز نہین پائی جاتین ان خوبیون کی عظمت اور شوکت اور بے نظیری اُسوقت کہلتی ہے جب انسان سب کو من حیث الاجتماع اپنے خیال مین لاوے اور اُس اجتماعی ہیئت پر غور اور تدبر سے نظر ڈالے مثلاً اول اِسبات کو تصور کر نیسے کہ ایک کلام کی عبارت ایسے اعلیٰ درجہ کی فصیح اور بلیغ اور ملایم اور شیرین اور سلیس اور خوش طرز اور رنگین ہو کہ اگر کوئی انسان کوئی ایسی عبارت اپنی طرف سے بنانا چاہے کہ جو تمام و کمال اُنہین معانی پر مشتمل ہو کہ جو اُس بلیغ کلام مین پائی جاتی ہین تو ہرگز ممکن نہ ہو کہ وہ انسانی عبارت اُس پایہ بلاغت و رنگینی کو پہنچ سکے پہر ساتہہ ہی یہہ دوسرا تصور کر نیسے کہ اُس عبارت کا مضمون ایسے حقایق و دقایق پر مشتمل ہو کہ جو فی الحقیقۃ اعلیٰ درجہ کی صداقتین ہون اور کوئی فقرہ اور کوئی لفظ اور کوئی حرف ایسا نہ ہو کہ جو حکیمانہ بیان پر مبنی نہ ہو۔ پہر ساتہہ ہی یہہ تیسرا تصور کر نیسے کہ وہ صداقتین ایسی ہون کہ حالت موجودہ زمانہ کو اُنکی نہایت ضرورت ہو۔ پہر ساتہہ ہی یہہ چوتہا تصور کر نیسے کہ وہ صداقتین ایسی بے مثیل و مانند ہون کہ کسی حکیم یا فیلسوف کا پتہ نہ مل سکتا ہو کہ اُن صداقتون کو اپنی نظر اور فکر سے دریافت کر نیوالا ہو چکا ہو۔ پہر ساتہہ ہی یہہ پانچوان تصور کر نیسے کہ جس زمانہ مین وہ صداقتین ظاہر ہوئی ہون ایک تازہ نعمت کی طرح ظاہر ہوئی ہون اور اُس زمانہ کے لوگ اُنکے ظہور سے پہلے اِس راہ راست سے بکلی بیخبر ہون۔

ذریعہ سے انجیل کی تعلیم اور ہندوؤن کی پُستک بے نظیر ہجا ہین مگر جب تک کوئی دلیل بیان نہ ہو تب تک ہم کیونکر ایسی تعلیمون کا بے نظیر ہونا تسلیم کرین جنکے استخراج کے لئے صریحاً انسان کے نفس مین قوت پاتے ہین کیا ہم نرا دعویٰ ہی کسی دلیل کے بغیر تسلیم کر لین یا ایک امر بدیہی البطلان کو حق محض مان لین کیا کرین ہ

پیدائش مین جو عین حاجت کا زمانہ ہے انسان کو بولیان تعلیم کرنا خدا یتعالی کی قدرت کاملہ سے بعید خیال کیا جائے اور کیون خدا کو کمزور اور عاجز ٹھہراکر انسان پر اسقدر مصیبتین ڈالی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پہر ساتہہ ہی یہہ جہٹا تصوّر کرنے سے کہ اُس کلام مین ایک آسمانی برکت بہی ثابت ہو کہ جو اُسکی متابعت سے طالب حق کو خداوند کریم کے ساتہہ ایک سچا پیوند اور ایک حقیقی اُنس پیدا ہو جائے اور وہ انوار اُس مین چمکنے لگین کہ جو مردان خدا مین چمکنے چاہئین یہہ کل مجموعی ایک ایسی حالت مین معلوم ہوتا ہے کہ عقل سلیم بلا توقف وتردّد حکم دیتی ہے کہ بشری کلام کا ان تمام مراتب کاملہ پر مشتمل ہونا ممتنع اور محال اور خارق عادت ہے اور بلاشُبہ ان تمام فضائل ظاہری و باطنی کو بہ نظر یکجائی دیکہنے سے ایک رعب ناک حالت اُن مین پائی جاتی ہے کہ جو عقلمند کو اِس بات کا یقین دلاتی ہے کہ اِس کل مجموعی کا انسانی طاقتون سے انجام پذیر ہونا عقل اور قیاس سے باہر ہے اور ایسی رعب ناک حالت گلاب کے پہول مین ہرگز پائی نہین جاتی کیونکہ قرآن شریف مین یہہ خصوصیت زیادہ ہے کہ اُسکی صفات مذکورہ کہ جو بے نظیری کا مدار ہین نہایت بدیہی الثبوت ہین اور اسی وجہ سے جب معارض کو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا ایک حرف بہی ایسے موقعہ پر نہین کہا گیا کہ جو حکمت اور مصلحت سے دور ہو اور اُسکا ایک فقرہ بہی ایسا نہین کہ جو زمانہ کی اصلاح کے لئے اشد ضروری نہ ہو اور یہہ بلاغت کا یہہ کمال کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ اُسکی ایک سطر کی عبارت تبدیل کر کے بجائے اُسکے کوئی دوسری عبارت لکہہ سکین تو ان پر بہی کمالات کے مشاہدہ کرنے سے معارض کے دل پر ایک بزرگ رعب پڑ جاتا ہے ہان کوئی نادان جس نے ان باتون مین کبہی غور نہین کی شائد بباعث نادانی سوال کرے کہ اِس بات کا ثبوت کیا ہے کہ یہہ ساری خوبیان سورۃ فاتحہ اور تمام قرآن شریف مین متحقق اور ثابت ہین سو واضح ہو کہ اِس بات کا یہی ثبوت ہے کہ جنہون نے قرآن شریف کے بےمثل کمالات پر غور کی اور اُسکی عبارت کو ایسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پر پایا کہ اُسکی نظیر بنانے سے عاجز رہ گئے اور پہر اُس کے دقایق و حقایق کو ایسے مرتبہ عالیہ پر دیکہا کہ تمام زمانہ مین اُسکی نظیر نظر نہ آئی اور اُس مین وہ تاثیرات عجیبہ مشاہدہ کین کہ جو انسانی کلمات مین ہرگز نہین

تو اب ظاہر ہے کہ یہہ کیسا نکما جہگڑا اور کس درجہ کی نادانی ہے کہ ایک بے اصل اور بے ثبوت بات پر اصرار کرتے ہین اور جو راستہ صاف اور سیدہا نظر آتا ہے اُس پر قدم رکہنا نہین چاہتے اور لُطف یہہ کہ انجیل کی تعلیم کامل ہی نہین چہ جائیکہ اُسکو بے نظیر کہا جائے تمام محققین کا اِس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ اخلاق کا کامل مرتبہ

جائین جنکی تفصیل مین یہہ بیان کیا جائے کہ انسان پیدا ہوکر پہر ایک مُدت دراز تک گونگا اور بے زبان رہا اور اُس بدبختی کے زمانہ مین بصد دقّت و مصیبت صرف اشارات سے کام

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہوا کرتین اور پہر اُسمین یہہ صفت پاک دیکہی کہ وہ بطور ہزل اور فضول گوئی کے نازل نہین ہوا بلکہ عین ضرورت حقہ کے وقت نازل ہوا تو اُنہون نے ان تمام کمالات کے مشاہدہ کرنے سے بے اختیار اُسکی بےمثل عظمت کو تسلیم کرلیا اور اُنہین سے جو لوگ بباعث شقاوتِ ازلی نعمت ایمان سے محروم رہے اُنکے دلون پر بہی اسقدر ہیبت اور رُعب اُس بےمثل کلام کا پڑا کہ اُنہون نے بہی مبہوت اور سراسیمہ ہوکر یہہ کہا کہ یہہ تو سحر مبین ہے۔ اور پہر منصف کو اس بات سے بہی قرآنِ شریف کے بےمثل و مانند ہونے پر ایک قوی دلیل ملتی ہے اور روشن ثبوت ہاتہہ مین آتا ہے کہ باوجود اسکے کہ مخالفین کو تیرہ سو برس سے خود قرآنِ شریف مقابلہ کرنیکی سخت غیرت دلاتا ہے اور لاجواب رہ کر مخالفت اور انکار کرنے والون کا نام شریر اور پلید اور لعنتی اور جہنمی رکہتا ہے مگر پہر بہی مخالفین نے نامردون اور مخنثون کی طرح کمال بےشرمی اور بیحیائی سے اِس تمام ذلت اور بےآبروئی اور بےعزتی کو اپنے لئے منظور کیا اور یہہ روا رکہا کہ انکا نام جہوٹا اور ذلیل اور بیحیا اور خبیث اور پلید اور شریر اور بےایمان اور جہنمی رکہا جاوے مگر ایک قلیل المقدار سورۃ کا مقابلہ نہ کرسکے اور نہ اُن خوبیون اور صفتون اور عظمتون اور صداقتون مین کچہہ نقص نکال سکے کہ جنکو کلامِ الٰہی نے پیش کیا ہے حالانکہ ہمارے مخالفین پر درحالت انکار لازم تہا اور اب بہی لازم ہے کہ اگر وہ اپنے کفر اور بےایمانی کو چہوڑنا نہین چاہتے تو وہ قرآنِ شریف کی کسی سورت کی نظیر پیش کرین اور کوئی ایسا کلام بطور معارضہ ہمارے سامنے لاوین کہ جسمین یہہ تمام ظاہری و باطنی خوبیان پائی جاتی ہون کہ جو قرآنِ شریف کی ہر یک اقل قلیل سورۃ مین پائی جاتی ہین یعنے عبارت اُسکی ایسی اعلیٰ درجہ کی بلاغت پر با وصف التزامِ راستی اور صداقت اور باوصف التزام ضرورتِ حقہ کے واقعہ ہو کہ ہرگز کسی بشر کے لئے ممکن نہ ہو کہ وہ معانی کسی دوسری ایسی ہی فصیح عبارت مین لا سکے اور مضمون اُسکا نہایت

صرف اسمین منحصر نہین ہوسکتا کہ ہر جگہ و ہر محل مین عفو اور درگذر کو اختیار کیا جائے اگر انسان کو صرف عفو اور درگذر کا ہی حکم دیا جاتا تو صدہا کام کہ جو غضب اور انتقام پر موقوف ہین فوت ہوجاتے۔ انسان کی صورتِ فطرت کہ جسپر قایم ہونیسے وہ انسان کہلاتا ہے یہہ ہے کہ خدا نے اُسکی سرشت مین

نکالتا رہا اور جو لمبی تقریرین یا باریک باتین اشارات سے ادا نہ ہو سکین اُنکے ادا کرنے سے قاصر رہ کر اُن نقصانون کو اُٹھاتا رہا کہ جو اُن تقریرون کی عدم تفہیم اور تفہّم سے عاید حال

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعلیٰ درجہ کی صداقتون پر مشتمل ہو اور پھر وہ صداقتین بھی ایسی ہون کہ فضول طور پر نہ لکھی گئی ہون بلکہ کمال درجہ کی ضرورت نے اُنکا لکھنا واجب کیا ہو اور نیز وہ صداقتین ایسی ہون کہ قبل اُنکے ظہور کے تمام دُنیا اُن سے بیخبر ہو اور اُنکا ظہور ایک نئی نعمت کی طرح ہو اور پھر اُن تمام خوبیون کے ساتھ ایک یہہ روحانی خاصہ بھی اُن مین موجود ہو کہ قرآنِ شریف کی طرح ان مین وہ صریح تاثیرین بھی پائی جائین جنکا ثبوت ہم نے اِس کتاب مین دیا ہے اور ہر وقت طالبِ حق کے لئے تازہ سے تازہ ثبوت دینے کو طیار ہین اور جب تک کوئی معارض ایسی نظیر پیش نہ کرے تب تک اُسی کا عاجز رہنا قرآنِ شریف کی بے نظیری کو ثابت کرتا ہے اور یہہ وجوہ بے نظیری قرآن شریف کی جو اسجگہ لکھی گئی یہہ تو ہم نے بطور تنزّل اور کفایت شعاری کے لکھی ہین اور اگر ہم قرآنِ شریف کی اُن تمام دوسری خوبیون کو بھی کہ جو اُسمین پائی جاتی ہین نظیر طلب کرنیکے لئے لازمی شرط ٹھہراوین مثلاً اپنے مخالفون کو یہہ کہین کہ جیسا قرآنِ شریف تمام حقائق اور معارف دینیہ پر محیط اور مشتمل ہے اور کوئی دینی صداقت اُس سے باہر نہین اور جیسا وہ صدہا امورِ غیبیہ و پیش گوئیون پر احاطہ رکھتا ہے اور پیش گوئیان بھی ایسی قادرانہ کہ جنمین اپنی عزّت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست پائی جاتی ہے یہہ تمام خوبیان بھی ہمراہ متذکّرہ بالا خوبیون کے اپنے معارضانہ کلام مین پیش کر کے دکھلاوین تو اِس شرط سے اُنکو تباہی پر تباہی اور موت پر موت آ جائیگی مگر چونکہ جسقدر پہلے اِس سے قرآنِ شریف کی خوبیان لکھی گئی ہین وُہی دشمنِ کور باطن کے ملزم اور لاجواب اور عاجز کرنے کے لئے کافی ہین اور اُنہین سے ہمارے مخالفون پر وہ حالت وارد ہو گی جس سے مُردون سے بد تر ہو جائینگے اِس لئے قرآنِ شریف کی تمام خوبیون کو نظیر طلب کرنے کے لئے پیش کرنا غیر ضروری ہے اور نیز تمام خوبیون کے لکھنے سے کتاب مین بھی بہت سا طول ہو جائیگا سو اسیقدر قلیل ہو ذی کے لئے کافی ہتیار

جیسا عفو اور درگذر کی استعداد رکھی ہے ایسا ہی غضب اور انتقام کی خواہش بھی رکھی ہے اور ان تمام قوّتون پر عقل کو بطور افسر کے مقرر کیا ہے پس انسان اپنی حقیقی انسانیت تک تب پہنچتا ہے کہ جب فطرتی صورت کے موافق یہہ دونون طور کی قوّتین عقل کی تابع ہو کر چلتی رہین یعنے یہہ قوّتین مثل رعایا کے ہون اور عقل

ہونی ضروری تھی اور باوجود اِن سب تکالیف کے کہ جو انسان پر پیدا ہوتی ہے ٹر گیئن خدا نے اُسکے دردون کا کچھہ علاج نہ کیا اور اُسکی حاجتون کو پورا نہ کرسکا اور اگرچہ خدا نے اپنی قدرت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سمجھہ کر پیش کیا گیا۔ اب باوصف اِسکے کہ بہ تمام تر رعایت و تخفیف قرآن شریف کی کسی اقل قلیل سورہ کی نظیر مخالفون سے طلب کیجاتی ہے مگر پھر بھی ہریک باخبر آدمی پر ظاہر ہے کہ مخالفین باوجود سخت حرص اور شدت عناد اور پرلے درجہ کی مخالفت اور عداوت کے مقابلہ اور معارضہ سے قدیم سے عاجز رہے ہین اور اب بھی عاجز ہین اور کسی کو دم مارنے کی جگہہ نہین اور باوجود اِس بات کے کہ اِس مقابلہ سے اُنکا عاجز رہنا اُنکو ذلیل بناتا ہے جہنمی ٹہراتا ہے کافر اور بے ایمان کا اُنکو لقب دیتا ہے بے حیا اور بے شرم اُنکا نام رکہتا ہے مگر مُردہ کی طرح اُنکے موہنہ سے کوئی آواز نہین نکلتی پس لاجواب رہنے کی ساری ذلتون کو قبول کرنا اور تمام ذلیل نامون کو اپنی لئے روا رکہنا اور تمام قسم کی بیحیائی اور بے شرمی کی خس وخاشاک کو اپنے سر پر اُٹھا لینا اِس بات پر نہایت روشن دلیل ہے کہ اِن ذلیل چمگادرون کی اُس آفتابِ حقیقت کے آگے کچھہ پیش نہین جاتی پس جبکہ اُس آفتاب صداقت کی اِسقدر تیز شعاعین چارون طرف سے چھوٹ رہی ہین کہ اُنکے سامنے ہمارے دشمن خفاش سیرت اندہے ہو رہے ہین تو اِس صورت مین یہہ بالکل مکابرہ اور سخت جہالت ہے کہ گلاب کے پہول کی خوبیون کو کہ جو بہ نسبت قرآنی خوبیون کے ضعیف اور کمزور اور قلیل الثبوت ہین اِس مرتبہ بے نظیری پر سمجھا جائے کہ انسانی قوتین اُنکی مثل بنانے سے عاجز ہین مگر اُن اعلیٰ درجہ کی خوبیون کو کہ جو ہر درجہ گلاب کے پہول کی ظاہری و باطنی خوبیون سے افضل و بہتر اور قوی الثبوت ہین ایسا خیال کیا جائے کہ گویا انسان اُنکی نظیر بنانے پر قادر ہے حالانکہ جس حالت مین انسان مین یہہ قدرت نہین پائی جاتی کہ ایک گلاب کے پہول کی جو صرف ایک ساعت تروتازہ اور خوشنما نظر آتا ہے اور دوسری ساعت مین نہایت افسردہ اور پژمردہ اور بدنما ہو جاتا ہے اور اُسکا وہ لطیف رنگ اُڑجاتا ہے اور اُسکے پات ایک دوسرے سے الگ ہو کر گر پڑتے ہین نظیر بنا سکے تو پہر ایسے حقیقی پہول کا مقابلہ کیونکر ہو سکے جسکے لئے مالکِ ازلی نے بہار جاودان رکہی ہے اور جسکو ہمیشہ

مثل بادشاہ و عادل اُنکی پرورش اور فیض رسانی اور رفع تنازعہ اور مشکل کشائی مین مشغول رہے مثلاً ایک وقت غضب نمودار ہوتا ہے اور حقیقت مین اُسوقت حلم کے ظاہر ہونیکا موقعہ ہوتا ہے پس ایسے وقت مین عقل اپنی فہمائش سے غضب کو فرو کرتی ہے اور حلم کو حرکت دیتی ہے اور بعض وقت غضب کرنیکا وقت ہوتا ہے

کاملہ سے انسان کو عدم محض سے بنایا پہ اُسکو زبان عطا کی آنکھیں دین کان دیئے اور طرح طرح کی ترقیات کے لئے استعداد بخشی اسی طرح اپنی قدرتِ کاملہ سے اسقدر نعمتیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بادِ خزان کے صدمات سے محفوظ رکہا ہے اور جسکی طراوت اور ملائمت اور حسن اور نزاکت مین کبہی فرق نہین آتا اور کبہی افسردگی اور پژمردگی اُسکی ذاتِ بابرکات مین راہ نہین پاتی بلکہ جسقدر پرانا ہوتا جاتا ہے اُسیقدر اُسکی تازگی اور طراوت زیادہ سے زیادہ کہلتی جاتی ہے اور اُسکے عجائبات زیادہ سے زیادہ منکشف ہوتے جاتے ہین اور اُسکے حقایق دقایق لوگون پر بکثرت ظاہر ہوتے جاتے ہین تو پہر ایسے حقیقی پہول کے اعلیٰ درجہ کے فضائل اور مراتب سے انکار کرنا پرلے درجہ کی کور باطنی ہے یا نہین بہرحال اگر کوئی ایسا ہی نابینا ہو کہ جو اپنی اِس کور باطنی سے اِن خوبیون کی شانِ عظیم کو نہ سمجہتا ہو تو یہہ بارِ ثبوت اُسی نادان کی گردن پر ہے کہ جو کچہہ ہم نے بے نظیری کلام الٰہی کا ثبوت دیا ہے اور جسقدر ہم نے وجوہ متفرقہ سے اُس پاک کلام کا انسانی طاقتون سے بلند تر ہونا بپایۂ ثبوت پہنچایا ہے اُن سب فضائل قرآنی کی نظیر پیش کرے اور کسی انسان کے کلام مین ایسے ہی کمالات ظاہری و باطنی دکہلاوے جنکا کلامِ الٰہی مین پایا جانا ہم نے ثابت کر دیا ہے اب اتمامِ حجت کے لئے کچہہ دقایق و حقایق سورۂ فاتحہ کے ذیل مین لکہے جاتے ہین مگر اول سورۃ فاتحہ کو لکہہ کر پہر اُسکے معارفِ عالیہ کا لکہنا شروع کرینگے اور سورۃ فاتحہ یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین اِس سورۃ کی تفسیر جسمین کسیقدر بطور نمونہ اِس سورۃ کے معارف و حقایق مذکور ہین ذیل مین لکہے جاتے ہین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتون مین سے پہلی آیت ہے اور قرآنِ شریف کی دوسری سورتون پر بہی لکہی گئی ہے اور ایک اور جگہ بہی قرآنِ شریف مین یہہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اِس آیت کا قرآنِ شریف مین بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت مین اسقدر تکرار نہین پایا جاتا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور حلم پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے وقت مین عقل غضب کو مشتعل کرتی ہے اور حلم کو درمیان سے اُٹہالیتی ہے خلاصہ یہہ کہ تحقیق عمیق سے ثابت ہوا ہے کہ انسان اِس دُنیا مین بہت سی مختلف قوتون کے ساتہہ بہیجا گیا ہے اور اُسکا کمال فطرتی یہہ ہے کہ ہر یک قوت کو اپنے اپنے موقعہ پر استعمال مین لاوے غضب کی جگہہ پر غضب

عطا فرمائین جنکو انسان گن نہین سکتا لیکن وہی قادرِ خدا بولی جو انسان کے لئے نہائیت ضروری تہی انسان کو سکہلا نہ سکا یہانتک کہ انسان نے مُدّت دراز تک بے زبانی کی تکلیفین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور چونکہ اسلام مین یہہ سُنّت ٹہر گئی ہے کہ ہر یک کام کے ابتدا مین جسمین خیرا ور برکت مطلوب ہو بطریق تبرّک اور استمداد اس آئیت کو پڑہ لیتے ہین اِس لئے یہہ آئیت دشمنون اور دوستون اور چہوٹون اور بڑون مین شہرت پاگئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بیخبر مطلق ہو تب بہی امید قوی ہے کہ اِس آئیت سے ہرگز اُسکو بیخبری نہین ہوگی۔

اب یہہ آئیت جن کامل صداقتون پر مشتمل ہے اُنکو بہی سُن لینا چاہئے سو منجملہ اُنکے ایک یہہ ہے کہ اصل مطلب اِس آئیت کے نزول سے یہہ ہے کہ تا عاجز اور بے خبر بندون کو اِس نکتۂ معرفت کی تعلیم کی جائے کہ ذات واجب الوجود کا اسمِ اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربّانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور منزّہ عن جمیع رزایل اور معبودِ برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اِس اسمِ اعظم کی بہت سی صفات مین سے جو دو صفتین بسم اللہ مین بیان کی گئی ہین یعنے صفت رحمانیت و رحیمیت اِنہین دو صفتون کے تقاضا سے کلامِ الٰہی کا نزول اور اُسکے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دُنیا مین اُترنا اور بندون کو اُس سے مطلع کیا جانا یہہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بہی تفصیل سے لکہا جائیگا) یہہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور مین آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندون کی بہلائی کے لئے پیدا کیا ہے یہہ تمام جود اور بخشش صفتِ رحمانیت کے رو سے ہی اور کوئی شخص دعویٰ نہین کر سکتا کہ یہہ چیزین میرے کسی عمل کی پاداش مین بنائی گئی ہین اِسی طرح خدا کا کلام بہی کہ جو بندون کی اصلاح اور رہنمائی کیلئے اُترا وہ بہی اِس صفت کے رو سے اُترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہین کہ یہہ دعویٰ کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر مین خدا کا پاک کلام کہ جو اُسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

رحم کی جگہ پر رحم یہہ نہین کہ نرا حلم ہی حلم ہو اور دوسری تمام قوتون کو معطّل اور بیکار چہوڑ دے ہان منجملہ تمام اندرونی قوتون کی قوتِ حلم کو بہی اپنے موقعہ پر ظاہر کرنا ایک انسان کی خوبی ہے مگر انسان کی فطرت کا درخت جسکو خدا نے کئی شاخون پر جو اُسکی مختلف قوتین ہین منقسم کیا ہے صرف ایک شاخ کے سرسبز ہونے سے کامل

اُٹھا کر آپ بولی کو ایجاد کیا۔ کیا یہہ ایسا اعتقاد ہے جس سے خدا کی قُدرت الوہیت قابلِ تعریف ٹھہر سکتی ہے۔ کیا کوئی ایماندار اُس کامل اور قادرِ مُطلق کی نسبت ایسی بدظنی کر سکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وجہ یہہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت مین زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزاروں لوگ گذرے ہین لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اُسکے فرائض اور احکام کو دنیا مین لایا اور اُسکے ارادوں سے خلق اللہ کو مطلع کیا اُنہین خاص وقتون مین نازل ہوا ہے کہ جب اُسکے نازل ہونے کی ضرورت تہی ہان یہہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام اُنہین لوگون پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی مین اعلیٰ درجہ رکہتے ہون کیونکہ پاک کو پلید سے کچہ میل اور مناسبت نہین لیکن یہہ ہرگز ضرور نہین کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلامِ الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضروراتِ حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضروراتِ حقہ پیدا ہوگئین اور زمانہ کی اصلاح کے لئے واجب معلوم ہوا کہ کلامِ الٰہی نازل ہو اُسی زمانہ مین خدا تعالیٰ نے جو حکیمِ مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ مین گولاکہون آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہون اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکہتے ہون اُنپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہین ہوتا کہ جو شریعتِ حقانی پر مشتمل ہو ہان مکالمات ومخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنون سے ہو جاتے ہین اور وہ بھی اُسوقت کہ جب حکمتِ الٰہیہ کے نزدیک اُن مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورتِ حقہ پیدا ہو اور اُن دونون طور کی ضرورتون مین فرق یہہ ہے کہ شریعتِ حقانی کا نازل ہونا اُس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دُنیا کے لوگ بباعث ضلالت اور گمراہی کے جادۂ استقامت سے منحرف ہوگئے ہون اور اُنکے راہِ راست پر لانیکے لئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو اُنکی آفاتِ موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور اُنکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اُٹھا سکے اور جس طور کا علاج حالتِ فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پُرزور بیان سے کر سکے لیکن جو مکالمات ومخاطبات اولیاء اللہ کے ساتہ ہوتے ہین اُنکی

نہین کہلا سکتا بلکہ وہ اُسی حالت مین کامل کہلائیگا کہ جب ساری شاخین اُسکی سرسبز وشاداب ہون اور کوئی شاخ حدِ موزونیت سے کم یا زیادہ نہ ہو یہہ بات بہ بداہتِ عقل ثابت ہے کہ ہمیشہ اور ہر جگہ ہی خلق خلق اچہا نہین ہو سکتا کہ شریر کی شرارت سے درگذر کیجائے بلکہ خود قانونِ فطرت ہی اس خیال کا ناقص

ہے کہ وہ اپنی قدرت نمائی کے پہلے زمانہ میں ہے جبکہ خدائی کی طاقتیں بیخبر بندون پر ظاہر کرنا منظور تھا بعض ضروری قدرتون کے دکھلانے سے عاجز رہا کیا قریب قیاس ہے کہ جبر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لئے غالباً اُس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہین بلکہ بسا اوقات صرف اسیقدر اُن مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کے لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ مین کوئی بشارت اُسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیون اور رسولون پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اُس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اُسکے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب تمام رات کا اندھیرا ہوجاتا ہے اور کچھہ نور باقی نہین رہتا تو اُسیوقت تم سمجھہ جاتے ہو کہ اب ماہِ نو کی آمد نزدیک ہے اسی طرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اُس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجھتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگون کا حال تباہ ہوجاتا ہے تو اُسوقت عقلمند لوگ بارانِ رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہین اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون مین بھی بعض مہینے برسات کے لئے مقرر کر رکھے ہین یعنے وہ مہینے جن مین فی الحقیقۃ مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور اُن مہینون مین جو مینہہ برستا ہے اُس سے یہہ نتیجہ نہین نکالا جاتا کہ خاص اُن مہینون مین لوگ زیادہ نیکی کرتے ہین اور دوسرے مہینون مین فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین بلکہ یہہ سمجھنا چاہئے کہ یہہ وہ مہینے ہین جن مین زمیندارون کو بارش کی ضرورت ہے اور جن مین بارش کا ہوجانا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلامِ الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کے جہت سے نہین ہے یعنے علّت موجبہ اُس کلام کے نزول کی یہہ نہین ہوسکتی کہ کوئی شخص نہایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تھا یا راستی کا بھوکا اور پیاسا تھا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکھہ چکے ہین کتبِ آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورتِ حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دُنیا پر طاری ہوکر ایک

ہونا ظاہر کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مدبر حقیقی نے انتظامِ عالم اسی مین رکھا ہے جو کبھی نرمی اور کبھی درشتی کیجائے اور کبھی عفو اور کبھی سزا دیجائے اور اگر صرف نرمی ہی ہو یا صرف درشتی ہی ہو تو پھر نظامِ عالم کی کل ہی بگڑ جاتی ہے پس اس سے ثابت ہے کہ ہمیشہ اور ہر محل مین عفو کرنا حقیقی نیکی نہین ہے بلکہ ایسی

نے چندین ہزار مخلوقات کو بغیر مدد مادہ اور ہیولی کے ایک حکم سے پیدا کر دکھایا وہ ہیولیون کی ایجاد پر قادر نہین ہو سکتا تھا کیا کوئی عقل اِس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ جس نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آسمانی نور کو چاہتی ہے تا وہ نور نازل ہو کر اُس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام مین فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یہہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنون کی رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کی ظلمانی حالت بھی اپنی پوشیدہ خوبیون مین لیلۃ القدر کا ہی حکم رکھتی ہے اور اُس ظلمانی حالت کے دنون مین صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکھتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تہی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک اپنے کمال کو پہنچکر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تہی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکھ کر اور ظلمت زدہ بندون پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتین زمین کی طرف متوجہ ہوئین سو وہ ظلمانی حالت دنیا کے لئے مبارک ہو گئی اور دُنیا نے اُس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دُنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دُنیا کے لئے اُس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کسی آنکھ نے نہین دیکھی پس یہہ خدا کی کمال رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تہی کہ جو اُس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا جسکا نام فرقان ہے جو حق اور باطل مین فرق کرتا ہے جسنے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلا دیا وہ اُسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتھ مرچکی تہی اور برّ اور بحر مین ایک بہاری فساد واقعہ ہو چکا تھا پس اُس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھایا جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا یعنے زمین مرگئی تہی اب خدا اُسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اِس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کے لئے ہوا یہہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبہی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدون کی خبر لیتی ہے اور باران رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبہی روحانی طور پر جوش مار کر اُن بہوکون اور پیاسون کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہین اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے اُنکے پاس نہین

تعلیم کو کامل تعلیم سمجھنا ایک غلطی ہے جو اُن لوگون کو لگی ہوئی ہے جنکی نگاہین انسان کی فطرت کے پورے گہراؤ تک نہین پہنچتین اور جنکی نظر اُن تمام قوتون کے دیکھنے سے بند رہتی ہے جو انسان کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرنیکے لئے عطا کی گئی ہین۔ جو شخص گلے تار بجا ایک ہی قوت کو استعمال

انسان کو ایک بڑی مصلحت کے لئے پیدا کیا اور اپنے خاص ارادہ سے اُسکو اشرف المخلوقات
بنایا وہ اُسکی پیدایش کو ادہورا چھوڑ دیتا اور پھر انسان اتفاقی طور پر اپنے نقصان کی آپ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ رہتی پس رحمانِ مُطلق جیسا جسم کی غذا کو اُسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورتِ حقّہ کے وقت مہیّا کر دیتا ہے ہاں یہہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام اُنہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور اُنہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہو اُسپر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورتِ حقّہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالی یوں ہی بلا ضرورت حقّہ کسی کی طہارتِ لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اُس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اُسیوقت نازل ہوتی ہے جب فی الحقیقت اُسکے نزول کی ضرورت پیش آ جائے اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ وحیُ اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالی کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بیخبر ہیں۔
پھر بعد اِسکے سمجھنا چاہئے کہ کسی فرد انسانی کا کلامِ الٰہی کے فیض سے فی الحقیقۃ مستفیض ہو جانا اور اُسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزلِ مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالی نے بعد ذکر صفتِ رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلامِ الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اعراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جس قدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جد و جہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اُسیقدر کلامِ الٰہی کی تاثیر اُسکے دلپر ہوتی ہے اور اُسیقدر وہ اُسکے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علاماتِ خاصہ مقبولان الٰہی کی اُسمیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت کہ جو بسم اللہ الرحمن الرحیم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کیا جاتا ہے اور دوسری تمام اخلاقی قوتوں کو بیکار چھوڑ دیتا ہے وہ گویا اُس فطرت کو جو خدا نے عطا کی ہے منقلب کرنا چاہتا ہے اور فعل حکیم مطلق کو اپنی کوتہ فہمی سے قابل اعتراض ٹھہراتا ہے کیا یہہ کچھ خوبی کی بات ہے کہ ہم ہر یک وقت بغیر لحاظ موقعہ و مصلحت اپنے گنہگاروں کے گناہوں سے درگذر

تکمیل کرتا کیا جس ذات کو اُن تمام بولیون کا قدیم سے علم حاصل ہے اور جسکی نظر عمیق کے آگے سب موجود ہونیوالی چیزین موجود بالفعل کا حکم رکہتی ہین اور جسکی قدرت تامہ ہریک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین مودع ہے یہہ ہے کہ یہہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنیکے لئے نازل ہوئی ہے اور اِسکے پڑہنے سے مدعا یہہ ہے کہ تا اُس ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیجائے جسکی صفتون میں سے ایک یہہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کے لئے محض تفضّل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنے سعی اور کوشش کرنیوالون کی کوششون کو ضائع نہین کرتا بلکہ اُنکے جد وجہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور اُنکی محنت کا پہل اُنکو عطا فرماتا ہے اور یہہ دونون صفتین یعنے رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہین کہ بغیر اُنکے کوئی کام دُنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہنچ نہین سکتا اور اگر غور کر کے دیکہو تو ظاہر ہوگا کہ دُنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کے لئے یہہ دونون صفتین ہر وقت اور ہر لحظہ کام مین لگی ہوئی ہین خدا کی رحمانیت اُسوقت سے ظاہر ہو رہی ہے کہ جب انسان ابہی پیدا ہی نہین ہوا تہا سو وہ رحمانیت انسان کے لئے ایسے اسباب بہم پہنچاتی ہے کہ جو اُسکی طاقت سے باہر ہین اور جنکو وہ کسی حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہین کر سکتا اور وہ اسباب کسی عمل کی پاداش مین نہین دیئے جاتے بلکہ تفضّل اور احسان کی راہ سے عطا ہوتے ہین جیسے نبیون کا آنا کتابون کا نازل ہونا بارشون کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کامون مین لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی قوتون اور طاقتون کے ساتہہ مشرف ہو کر اس دنیا مین آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مُدت تک عمر پانا یہہ وہ سب اُمور ہین کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور مین آتے ہین اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقون کو پا کر خداداد قوتون کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہانتک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو

کیا کرین اور کبہی اِس قسم کی ہمدردی نہ کرین جسمین شریر کی شرارت کا علاج ہو کر آئندہ کو اُسکی طبیعت سدہر جائے۔ ظاہر ہے کہ جیسے بات بات مین سزا دینا اور انتقام لینا مذموم وخلاف اخلاق ہے اسی طرح یہہ بہی خیر خواہی حقیقی کے برخلاف ہے کہ ہمیشہ یہی اُصول ٹہرایا جاوے کہ جب کبہی کسی سے کوئی

طور کی تعلیم و تفہیم کر سکتی ہے وہ اِس لائق ہے کہ اُسکی نسبت یہہ گمان کیا جائے کہ اُس نے دیدہ و دانستہ انسان کو بے زبانی کی حالت مین دیکھہ کر پھر اُسکو زبان سکھلانے سے دریغ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اُسوقت عادت الہیہ اِس طرح پر جاری ہے کہ وہ اُسکی کوششون کو ضایع ہونے نہین دیتا بلکہ اُن کوششون پر ثمراتِ حسنہ مُترتب کرتا ہے پس یہہ اُسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مُردہ محنتون مین جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہئے کہ آیتِ ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہہ ہے کہ قرآنِ شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کیجائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اِس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے اُن سب اسباب کو محض لُطف اور احسان سے میسّر کر دے کہ جو کلامِ الٰہی کی متابعت مین جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہین جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسّر آجانا طاقتون اور قوتون کا قایم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسائش اور امن مین خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آپڑنا کہ جو دلکو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہہ سب اُمور صفتِ رحمانیت سے حاصل ہوتے ہین۔ اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اِس غرض سے ہے کہ تا وہ ذاتِ کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششون پر ثمراتِ حسنہ مُترتب کرے اور انسان کی محنتون کو ضایع ہونے سے بچاوے اور اُسکی سعی اور جد جہد کے بعد اُسکے کام مین برکت ڈالے پس اِس طور پر خدا تعالیٰ کی دونون صفتون رحمانیت اور رحیمیت سے کلامِ الٰہی کے شروع کرنے کے وقت بلکہ ہر ایک ذیشان کام کے ابتدا مین تبرک اور استمداد چاہنا یہہ نہایت اعلیٰ درجہ کی صداقت ہے جس سے انسان کو حقیقت توحید کی حاصل ہوتی ہے اور اپنے جہل اور بیخبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر مبدءِ فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹہرتی ہے اور اپنے تئین بکلّی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھہ کر خداوند قادرِ مطلق سے اُسکی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتین طلب کرتا ہے اور اگرچہ خدا تعالیٰ

مجرمانہ حرکت صادر ہو تو جھٹ پٹ اُسکے جُرم کو معاف کیا جائے۔ جو شخص ہمیشہ مجرم کو سزا کے بغیر چھوڑ دیتا ہے وہ ایسا ہی نظامِ عالم کا دشمن ہے جیسے وہ شخص کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین انتقام اور کینہ کشی پر مستعد رہتا ہے۔ نادان لوگ ہر محل مین عفو اور درگذر کرنا پسند کرتے ہین یہہ نہین سوچتے کہ ہمیشہ

کیا یہانتک کہ انسان اُسکی کم التفاتی کی وجہ سے مدّت دراز تک حیوانون اور وحشیون کی طرح اپنی زندگی کو بسر کرتا رہا اور پھر آخر کار اُسکو آپ ہی سوجھی کہ کوئی بولی ایجاد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی یہہ صفتین خود بخود اپنے کام مین لگی ہوئی ہین مگر اُس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہہ قانونِ قدرت مقرّر کر دیا ہے کہ اُسکی دعا اور استمداد کو کامیابی مین بہت سا دخل ہے۔ جو لوگ اپنی مہمات مین دلی صدق سے دُعا مانگتے ہین اور اُنکی دُعا پورے پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضانِ الٰہی اُنکی مشکل کشائی کی طرف توجّہ کرتا ہے۔ ہریک انسان جو اپنی کمزوریون پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصورون کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہین ڈالتا بلکہ سچی عبودیت اُسکو یہہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اُس سے مدد طلب کرنی چاہئے یہہ سچی عبودیت کا جوش ہریک ایسے دل مین پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قایم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے لیکن صادق آدمی جس کے روح مین کسی قسم کے غرور اور عُجب نے جگہ نہین پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئین کسی کام کے انجام دینے کے لایق نہین پاتا اور اپنے نفس مین کچھ قوّت اور طاقت نہین دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اُسکی کمزور روح آسمانی قوّت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اُسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال وجلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اُسکی رحمانیّت اور رحیمیت ہریک کام کے انجام کے لئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اِس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اِس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوّت سے قوّت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات مین کامیابی حاصل کرے۔ اِس بات کے ثبوت کے واسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پر از تکلّف درکار نہین ہین بلکہ ہریک انسان کے روح مین اِسکے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اِسکی صحت پر بہ تواتر شہادت دیتے ہین۔

درگذر کرنے سے نظام عالم مین ابتری پیدا ہوتی ہے اور یہہ فعل خود مجرم کے حق مین بھی مُضر ہے کیونکہ اُس سے اُسکی بدی کی عادت پکتی جاتی ہے اور شرارت کا ملکہ راسخ ہوتا جاتا ہے ایک چور کو سزا کے بغیر چھوڑ دو پھر دیکھو کہ دوسری مرتبہ کیا رنگ دکھاتا ہے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے اپنی اُس کتاب مین

کرنی چاہئیے یہہ خیال ایسا بدیہی البطلان ہے کہ خدا کی وہ کامل قدرتین اور کامل رحم اور کامل تربیت کہ جو ہریک زمانہ مین مشہود چلی آئی ہے وہ اُسکی تکذیب کر رہے ہین۔ جس خدا کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہین ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اُسپر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقۃ قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اِس عالم کی کشتی چل رہی ہے اُسکی عادتِ قدیمہ کے رو سے یہہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئین حقیر اور ذلیل سمجھ کر اپنے کامون مین اُسکا سہارا طلب کرتے ہین اور اُسکے نام سے اپنے کامون کو شروع کرتے ہین تو وہ اُنکو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت سے رو بخدا ہو جاتے ہین تو اُسکی تائیدین اُنکے شامل حال ہو جاتے ہین غرض ہریک شاندار کام کے شروع مین اُس مبدءِ فیوض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچونکی سی عاجزی اختیار کر کے اُن نخوتون سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دُنیا کے مغرور دانشمندون کے دلون مین بھری ہوتی ہین اور پھر اپنی کمزوری اور امدادِ الٰہی پر یقین کامل کر کے اُس معرفت سے حصہ پا لیتا ہے کہ جو خاص اہل اللہ کو دیجاتی ہے اور بلاشبہ جسقدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جسقدر اِسپر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرا لیتا ہے جسقدر اِسکے چھوڑنے مین اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اُسیقدر اُسکی توحید صاف ہوتی ہے اور اُسیقدر عجب اور خود بینی کی آلائشون سے پاک ہوتا جاتا ہے اور اُسیقدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اُسکے چہرہ پر سے اُٹھ جاتی ہے اور سادگی اور بھولاپن کا نور اُسکے مونہہ پر چمکنے لگتا ہے پس یہہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنا فی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہانتک کہ وہ دیکھتا ہے کہ میرا کچھ بھی اپنا نہین بلکہ سب کچھ مین خدا سے پاتا ہون۔ جہان کہین یہہ طریق کسی نے اختیار کیا وہین توحید کی خوشبو پہلی دفعہ مین ہی اُسکو پہنچنے

جو حکمت سے بھری ہوئی ہے فرمایا و لکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب۔ من قتل نفساً بغیر نفسٍ او فسادٍ فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا یعنے اے دانشمندو قاتل کے قتل کرنے اور موذی کی اُسیقدر ایذا دینے مین تمہاری زندگی ہے۔ جس نے ایک انسان کو ناحق بے موجب قتل

عجائب الہامات اب بھی نا معلوم بولیوں کو اپنے بندوں پر منکشف کر دیتے ہین اُسکی نسبت یہہ گمان کہ ایسے الہامات سے ابتدا زمانہ مین جبکہ اُنکی نہائیت ضرورت تہی خدا نے دریغ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ قوتِ شامہ مین کچہہ فساد نہ ہو غرض اِس صداقت کے التزام مین طالبِ صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جل شانہ کے متصرف مطلق اور مبدءِ فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہہ دونون ایسے امر ہین کہ جو حق کے طالبون کا مقصود ہے اور مرتبۂ فنا کے حاصل کرنیکے لئے ایک ضروری شرط ہے اِس ضروری شرط کے سمجھنے کے لئے یہی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ عالمگیر ہو مگر تاہم اُسیپر پڑتی ہے کہ جو بارش کے موقعہ پر آکہڑا ہوتا ہے اسی طرح جو لوگ طلب کرتے ہین وہی پاتے ہین اور جو ڈہونڈتے ہین اُنہین کو ملتا ہے۔ جو لوگ کسی کام کے شروع کرنیکے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بہروسا رکہتے ہین اور خدا تعالیٰ پر بہروسہ نہین رکہتے وہ اُس ذات قادرِ مطلق کا کہ جو اپنی قیومی کے ساتہہ تمام عالم پر محیط ہے کچہہ قدر شناخت نہین کرتے اور اُنکا ایمان اُس خشک ٹہنی کی طرح ہوتا ہے کہ جسکو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچہہ علاقہ نہین رہا اور جو ایسی خشک ہو گئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پہول اور پہل سے کچہہ بہی حصہ حاصل نہین کر سکتے صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذرا سی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے پس ایسا ہی خشک فلسفیون کا ایمان ہے کہ جو قیومِ عالم کے سہارے پر نظر نہین رکہتے اور اُس مبدءِ فیوض کو جسکا نام اللہ ہے ہر یک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال مین اپنا محتاج الیہ قرار نہین دیتے پس یہہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دور پڑے ہوئے ہین جیسے نور سے ظلمت دور ہے انہین یہہ سمجہہ ہی نہین کہ اپنے تئین ہیچ اور لاشیء سمجہہ کر قادرِ مطلق کی طاقت عظمیٰ کے نیچے آپڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اُسکے ارادون سے بالکل کہویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرف پر ایمان لاتا ہے۔ اِس جگہ اُن خشک فلسفیون کے اِس مقولہ کو بھی کچہہ

کر دیا اُس نے گویا تمام انسانون کو قتل کر دیا الا۔ اور ایسا ہی فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربٰی یعنے خدا تمکو فرماتا ہے کہ تم عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ اپنے اپنے محل پر کرو۔ سو جاننا چاہئے کہ انجیل کی تعلیم اِس کمال کے مرتبہ سے جس سے نظامِ عالم مربوط و مضبوط ہے تنزل و فرو تر ہے

کیا سخت نادانی اور کور باطنی ہے۔ اور اگر کسی کے دل مین یہہ وہم گذرے کہ اب جنگلی آدمیون کو جو بے زبانی کی حالت مین محض اشارات سے گذارہ کرتے ہین کیون بذریعہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چیز نہین سمجھنا چاہئے کہ جو کہتے ہین کہ کسی کام کے شروع کرنے مین استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت مین پہلے سے طاقتین ڈال رکھی ہین پس اُن طاقتون کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہین کہ بے شک یہہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجا لانے کے لئے کچھہ کچھہ ہمکو طاقتین بھی دی ہین مگر پھر بھی اُس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہین ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہین ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہین چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہمکو محروم کرنا روا نہین رکھا جو کچھہ ہمکو اُس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھہ اُس سے مانگا جاتا ہے اُسکی نہایت نہین علاوہ اِسکے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہین اُنکے حاصل کرنے کے لئے کچھہ بھی ہمکو طاقت نہین دی گئی اب اگر غور کرکے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام مین لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہین مثلاً ہماری بدنی طاقتین ہماری تندرستی پر موقوف ہین اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچھہ اُن مین سے سماوی اور کچھہ ارضی ہین اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہین اور یہہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگون کی سمجھہ کے موافق کہی ہے لیکن جسقدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتون پر احاطہ کر رہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکے کُنہ تک عقولِ بشریہ پہنچ ہی نہین سکتین اور اُسکے سمجھانے کی اِس جگہ ضرورت بھی نہین کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکھا ہے وہی مخالف کے الزام اور افحام کے لئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور اِس تعلیم کو کامل خیال کرنا بھی بھاری غلطی ہے ایسی تعلیم ہرگز کامل نہین ہوسکتی بلکہ یہہ اُن ایام کی تدبیر ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل کا اندرونی رحم بہت کم ہوگیا تھا اور بے رحمی اور بے مروّتی اور سنگدلی اور قساوتِ قلبی اور کینہ کشی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اور خدا کو منظور تھا کہ جیسا وہ لوگ مبالغہ سے کینہ کشی کی طرف

الہام کے کسی بولی سے مطلع نہین کیاجاتا اور کیون کوئی بچہ نوزاد جنگل مین رکہنے سے خدا کی طرف سے کوئی الہام نہین پاتا تو یہہ خدا کے صفات کی ایک غلط فہمی ہے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور یہہ طریق کچہہ نیا طریق نہین ہے بلکہ یہہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھہ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستے پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ انہین قوانین قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہہ قوانین کچہہ نئے نہین ہین یہہ عیسائیون کے خدا کی طرح کچہہ مستحدث بات نہین بلکہ خدا کا یہہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندہا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرت تجارب سے ہریک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہو ہر عاقل سمجہہ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضُعف اور ناتوانی مین پڑے ہوئے ہین اور بغیر خدا کی مددون کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہین اگر ایک ذات متصرّف مُطلق ہر لحظہ اور ہردم ہماری خبرگیران نہو اور پہر اُسکی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہوجائین بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لین پس اپنے کامون کو خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امور عظیمہ سے اوق اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اُسکی طرف کہنچے جاتے ہین کیونکہ فی الحقیقتہ ہریک برکت اسی راہ سے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرّف مُطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جسکا نام قرآن شریف کی اصطلاح مین اللہ ہے خود متوجّہ ہوکر اول اپنی صفت رحمانیّت کو ظاہر کرے اور جو کچہہ قبل از سعی درکار ہے اُسکو محض اپنے تفضّل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور مین لاوے پہر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام و کمال کرچکی اور انسان توفیق پاکر اپنی قوتون کے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجا لاوے تو پہر دوسرا کام اللہ تعالیٰ کا یہہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچہہ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اُسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اُسکی محنتون کو

مائل تہے ایسا ہی بمبالغہ تمام رحم اور درگذر کی طرف مائل کیا جاوے لیکن یہہ رحم اور درگذر کی تعلیم ایسی تعلیم نہ تہی کہ جو ہمیشہ کے لئے قایم رہ سکتی کیونکہ حقیقی مرکز پر اُسکی بُنیاد نہ تہی بلکہ اُس قانون کی طرح جو مختص المقام ہوتا ہے صرف سرکش یہودیون کی اصلاح کے لئے ایک خاص مصلحت تہی اور صرف چند روزہ انتظام تہا

القا اور الہام ایسا امر نہین ہے کہ جو ہر جگہ جا بیجا بلالحاظ مادہ قابلہ کے ہوجایا کرے بلکہ القا اور الہام کے لئے مادہ قابلہ کا ہونا نہایت ضروری شرط ہے اور دوسری شرط

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ضایع ہونے سے بچا کر گوہر مراد عطا فرماوے اِسی صفتِ ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈہونڈہتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اُسکو دیا جاتا ہے جو کہٹکہٹاتا ہے اُسکے واسطے کہولا جاتا ہے یعنے خدا تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضایع ہونے نہین دیتا اور آخر جوئیندہ یابندہ ہو جاتا ہے غرض یہہ صداقتین ایسی بیّن الظہور ہین کہ ہریک شخص خود تجربہ کرکے اِنکی سچائی کو شناخت کرسکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہین کہ بشرطیکہ قدر عقلمندی کے یہہ بدیہی صداقتین اُسپر چہپی رہین ہان یہہ بات اُن عام لوگون پر نہین کہلتی کہ جو دلون کی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسبابِ معتادہ پر اُنکی نظر ٹہہری رہتی ہے اور جو ذات متصرّف فی الاسباب ہے اُسکے تصرّفات لطیفہ پر اُنکو علم حاصل نہین ہوتا اور نہ اُنکی عقل اِسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اِس بات کو سوچ لین کہ ہزارہا بلکہ بے شمار ایسے اسباب سماوی و ارضی انسان کے ہریک جسم کی آرایش کے لئے درکار ہین جنکا بہم پہنچنا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت مین نہین بلکہ ایک ہی ذات مستجمع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانون کے اوپر سے زمینون کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور اُن پر ہر طور تصرف اور قدرت رکہتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہین وہ اِس بات کو بلا تردّد بلکہ بدیہی طور پر سمجہتے ہین اور جو اُن سے بہی اعلیٰ اور صاحبِ تجربہ ہین وہ اِس مسئلہ مین حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے ہین لیکن یہہ شُبہ کرنا کہ یہہ استعانت بعض اوقات کیون بے فائدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیون خدا کی ربّانیت و رحیمیت ہریک وقت استعانت مین تجلّی نہین فرماتی پس یہہ شُبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اُن دعاؤن کو کہ جو خلوص کے ساتہہ کیجائین ضرور سُنتا ہے اور جس طرح مناسب ہو مدد چاہنے والون کے لئے مدد بہی کرتا ہے مگر کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ انسان کی استدعا اور دعا مین خلوص نہین ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتہہ امدادِ الٰہی چاہتا ہے اور نہ اُسکی روحانی حالت درست ہوتی ہے بلکہ اُسکے

اور مسیح کو خوب معلوم تہا کہ خدا جلدتر اِس عارضی تعلیم کو نیست و نابود کرکے اُس کامل کتاب کو دُنیا کی تعلیم کے لئے بہیجیگا کہ جو حقیقی نیکی کی طرف تمام دُنیا کو بُلائیگی اور بندگانِ خدا پر حق اور حکمت کا دروازہ کہول دیگی اِسلئے اُسکو کہنا پڑا کہ ابہی بہت سی باتین قابلِ تعلیم باقی ہین جنکی تم ہنوز برداشت نہین کرسکتے مگر میرے

یہہ بھی ہے کہ اُس الہام کے لئے ضرورت حقّہ بھی پائی جائے۔ ابتدا مین جب خدا نے
انسان کو پیدا کیا اُسوقت بذریعہ الہام بولیون کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا کہ جسمین دونون طور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

ہوتون مین دُعا اور اُسکے دل مین غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اُسکی دعا کو سُن
تو لیتا ہے اور اُسکے لئے جو کچھہ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے
لیکن نادان انسان خدا کی اُن الطاف خفیہ کو شناخت نہین کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بیخبری کے شکوہ
اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اِس آیت کے مضمون کو نہین سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئا و
ھو خیر لکم و عسیٰ ان تحبوا شیئا و ھو شر لکم واللہ یعلم و انتم لا تعلمون یعنے یہہ ممکن ہے کہ تم
ایک چیز کو بُری سمجھو اور وہ اصل مین تمہارے لئے اچھی ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو
اور وہ اصل مین تمہارے لئے بُری ہو اور خدا چیزون کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔
اب ہماری اِس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کسقدر عالیشان صداقت ہے جسمین حقیقی
توحید اور عبودیت اور خلوص مین ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اَور کتاب مین
نہین پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم مین پائی جاتی ہے تو وہ اُس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتون
کے جو ہم نیچے لکھتے ہین نکالکر پیش کرے۔

اِس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنون نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے
اِن معترضین مین سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہین جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین
مین اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب باوا نرائن سنگھہ نام وکیل امرتسری ہین جنہون نے
پادری کے اعتراض کو سچ سمجھہ کر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی لوچ اعتراض اپنے رسالہ
وِدیا پرکاشک مین درج کر دیا ہے سو ہم اُس اعتراض کو معہ جواب اُسکے کے لکھنا مناسب سمجھتے ہین تا
منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے

بعد ایک دوسرا آنیوالا ہے وہ سب باتین کہولدیگا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچائیگا۔ سو حضرت مسیح تو
انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑکر آسمانون پر جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگون کے
ہاتھہ مین رہی اور پھر اُسی نبی معصوم کی پیشین گوئی کے بموجب قرآن شریف کو خدا نے نازل کیا اور

کی شرائط موجود تہی- اول ذاتی قابلیت پہلے انسان مین جیسا کہ چاہئے الہام پانیکے لئے موجود تہی دوسری ضرورتِ حقّہ بھی الہام کی مقتضی تہی کیونکہ اُسوقت بجز خدا تعالیٰ

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے وہ اُنکو تاریکی دکہائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اُسکو بدبو تصوّر کرتے ہین سو اب جاننا چاہئے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلاغت پر مذکورۂ بالا لوگون نے کیا ہے وہ یہہ ہے کہ الرحمن الرحیم جو بسم اللہ مین واقع ہے یہہ فصیح طرز پر نہین اگر رحیم الرحمن ہوتا تو یہہ فصیح اور صحیح طرز تہی کیونکہ خدا کا نام رحمان باعتبار اُس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اُس رحمت کے لئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہہ اعتراض ہے کہ اُن دونون صاحبون نے اپنی آنکھین بند کرکے اُس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جن مین بڑے بڑے شاعر بھی تہے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کرچکے ہین بلکہ بڑے بڑے معاند اِس کلام کی شانِ عظیم سے نہایت درجہ تعجب مین پڑ گئے اور اکثر اُن مین سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاقِ سخن سے عارف اور باانصاف تہے وہ طرزِ قرآنی کو طاقتِ انسانی سے باہر دیکہہ کر ایک معجزہ عظیم یقین کرکے ایمان لے آئے جنکی شہادتین جابجا قرآن شریف مین درج ہین اور جو لوگ سخت کور باطن تہے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت مین اُنکو بھی کہنا پڑا کہ یہہ سحر عظیم ہے جسکا مقابلہ نہین ہوسکتا چنانچہ اُنکا یہہ بیان بہی فرقان مجید کے کئی مقام مین موجود ہے اب اُسی کلام معجز نظام پر ایسے لوگ اعتراض کرنے لگے جن مین سے ایک تو وہ شخص ہے جسکو دو سطرین عربی کی بہی صحیح اور بلیغ طور پر لکھنے کا ملکہ نہین اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہوا تو بجز ٹوٹے پہوٹے اور بے ربط اور غلط فقرون کے کچھ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کرکے دیکھ لے اور دوسرا وہ شخص ہے جو علم عربی سے بکلّی بے بہرہ بلکہ فارسی بہی اچھی طرح نہیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ایسی جامع شریعت عطا فرمائی جسمین نہ توریت کی طرح خواہ نخواہ ہر جگہ اور ہر محل مین دانت کے عوض دانت نکالنا ضروری لکہا اور نہ انجیل کی طرح یہہ حکم دیا کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین دست دراز لوگون کے طمانچے کہانے چاہئے بلکہ وہ کامل کلام عارضی خیالات سے ہٹا کر حقیقی نیکی کی طرف ترغیب دیتا ہے اور جس

کے اور کوئی حضرت آدم کے لئے رفیق شفیق نہ تھا کہ جو اُنکو بولنا سکھاتا پھر اپنی تعلیم سے
شائستگی اور تہذیب کے مرتبہ تک پہنچاتا بلکہ حضرت آدم کے لئے صرف ایک خدا تعالیٰ ہی تھا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

جانتا اور افسوس کہ عیسائی مقدم الذکر کو یہہ بھی خبر نہیں کہ یورپ کے اہل علم کہ جو اُسکے بزرگ اور پیشرو ہین جنکا پورٹ صاحب وغیرہ انگریزون نے
ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہین اور پھر دانا کو زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ جب ایک کتاب جو خود ایک
اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اُسکی کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہین تو کیا ایسا مسلّم الثبوت
کلام کسی نادان اجنبی ژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بے نصیب اور توغل علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ بلکہ کسی ادنیٰ
عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھ کر بات کرتے ہین خود اپنی نادانی دکھلاتے ہین
اور یہہ نہین سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعرون کی گواہی کے مخالف کوئی نکتہ چینی کرنا حقیقت مین اپنی
جہالت اور خرفطرتی دکھلانا ہے بہلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ مین ذرا ایک آدہ گھنٹہ تک ہمکو بولکر تو
دکہلاوے تا اول یہی لوگون پر کُھلے کہ اُسکو سیدہی سادی اور با محاورہ اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہین کیونکہ ہمکو یقین ہے
کہ اُسکو ہرگز نہین آتی اور ہم بہ یقین تمام جانتے ہین کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اُسکے سامنے بولنے کے لئے پیش کرین تو وہ عربون کی طرح
اور اُنکے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ مین پھنسا رہ جائے اور اگر شک ہے تو اُسکو قسم ہے کہ آزما کر دیکھ
لے اور ہم خود اسبات کے ذمہ وار ہین کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کرین تو ہم کوئی عربی آدمی بہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر
ایک جلسہ کرینگے جسمین چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہونگے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی
اپنی ساتھ لے آوین اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کو کوئی قصہ جو اُسی وقت اُنکو بتلایا جائیگا عربی زبان مین بیان کرنا ہوگا
پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کہ جو مقابل پر حاضر ہونگے اپنی زبان مین بیان فرماوین پھر اگر منصفون نے یہہ رائے دیدی کہ عماد الدین صاحب
نے ٹھیک ٹھیک عربون کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لین گے کہ اُنکا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا کچھ جائے تعجب نہین
بلکہ اُسیوقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام اُنکو دیئے جاوینگے لیکن اگر اُسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنی
ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پھیلانے لگے یا اپنی رسوائی اور نالیاقتی سے ڈر کر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہہ اطلاع بھی نہ دی کہ مین ایسے مقابلہ کیلئے مستعد ہون

بات مین واقعی طور پر بھلائی پیدا ہو خواہ وہ بات درشت ہو خواہ نرم اُسی کے کرنیکے لئے تاکید فرماتا ہے
جیسا فرمایا ہے وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله الجزو نمبر ۲۵ یعنے بدی
کی پاداش مین اُصول انصاف تو یہی ہے کہ بدکن آدمی اسیقدر بدی کا سزاوار ہے جسقدر اُسنے بدی

جس نے تمام ضروری حوائج آدم کو پورا کیا اور اُسکو آپ حُسنِ تربیت اور حسن تادیب سے بمرتبۂ حقیقی انسانیت کے پہنچایا ہان بعد اُسکے جب اولاد حضرتِ آدم کی دُنیا مین پہیلی

بقیۂ حاشیہ نمبر ۱۱ تو پہر ہم بجز اِسکے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہین اور کیا کہہ سکتے ہین - اور یہہ بھی یاد رکہنا چاہئیے کہ اگر عماد الدین عطا تو لد ثانی بھی پاوین تب ہی وہ کسی اہلِ زبان کا مقابلہ نہین کر سکتے پہر جس حالت مین وہ عربون کی سامنے بھی بول نہین سکتے اور فی الفور گونگا بننے کے لئے طیار ہین تو پہر اُن عیسائیون اور آریون کی ایسی سمجہہ پر ہزار حیف اور دو ہزار لعنت ہی کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کرکے اُس بے مثل کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہین کہ جسنے سید العرب پر نازل ہوکر عرب کی تمام فصیحون اور بلیغون سے اپنی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونیسے سبعہ معلقہ مکہ کی دروازہ پر سے اُتار گیا اور معلقہ مذکورہ کی شاعرون مین سے جو شاعر اُسوقت بقید حیات تہا وہ بلا توقف اُس کتاب پر ایمان لایا پہر دوسرا افسوس یہہ کہ اِن نادان عیسائی کو اتنیک یہہ ہی خبر نہین کہ بلاغتِ حقیقی اِس امر مین محدود نہین کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل مین خواہ نخواہ مقدم رکہا جائے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہہ ہی کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جاوے سو اِس جگہ بھی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنے مین کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنایا گیا ہی چنانچہ اِس ترتیب طبعی کا مُفصّل ذکر اِسی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتون مین آویگا اور اب ہم سورۃ ممدوحہ کی دوسری آیتون کو تفصیل سے لکہتے ہین اور وہ یہہ ہی - الحمد للہ - تمام محامد اُس ذات معبودِ برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہین جسکا نام اللہ ہی ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین کہ قرآنِ شریف کی اصطلاح مین اللہ اُس ذاتِ کامل کا نام ہی کہ جو معبودِ برحق اور مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور تمام رزائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک قُرآن شریف مین اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسمار و صفات کا موصوف ٹہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہہ رتبہ نہین دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ اُن تمام صفتون پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسمار اور صفات کا موصوف ہے اِس لئے اُسکا مفہوم یہہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہین اور اُسمین کوئی دوسرا شریک نہین اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالاتِ تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی

کی ہی پر جو شخص عفو کر کے کوئی اصلاح کا کام بجا لائے یعنے ایسا عفو نہ ہو جسکا نتیجہ کوئی خرابی ہو سو اُسکا اجر خدا پر ہے - اور ایسا ہی جامعیت اور کمال شریعت کی طرف اِس آئت مین بہی اشارہ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنے آج مین نے علم دین کو مرتبہ کمال تک پہنچایا اور اپنی نعمت کو

گئی اور جو علوم خدا تعالیٰ نے آدم کو سکھلائے تھے وہ اُسکی اولاد مین بخوبی رواج پکڑ گئے تب بعض انسان بعض انسانون کے اُستاد اور معلّم بن بیٹھے اور ہر یک بچہ کے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن مین لا سکتا ہے وہ سب خوبیان اللہ تعالیٰ مین موجود ہین اور کوئی ایسی خوبی نہین کہ عقل اُس خوبی کے امکان پر شہادت دے مگر اللہ تعالیٰ بدقسمت انسان کی طرح اُس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش ہی نہین کر سکتی کہ جو خدا مین نہ پائی جائے جہانتک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیان سوچ سکتا ہے وہ سب اُسمین موجود ہین اور اُسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد مین من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رزائل سے بکلّی منزّہ ہے اب دیکھو یہہ ایسی صداقت ہے جس سے سچا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ تمام مذہبون پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دُنیا مین کوئی بھی ایسا مذہب نہین ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رزائل سے منزہ اور تمام محامد کاملہ سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤن کو کارخانہ ربوبیت مین شریک سمجھتے ہین اور خدا کے کامون مین اُنکو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہین بلکہ یہہ سمجھہ رہے ہین کہ وہ خدا کے ارادون کو بدلنے والے اور اُسکی تقدیرون کو زیر و زبر کرنیوالے ہین اور نیز ہندو لوگ کئی انسانون اور دوسرے جانورون کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہہ خیال کرتے ہین کہ کسی زمانہ مین اُنکا پرمیشر ایسی جونون مین تولد پاکر اُن تمام آلائشون اور آلودگیون سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزون کے عائد حال ہین اور نیز اُنہین چیزون کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دُکھہ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی آفات مین گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ تمام اعتقادات خدا تعالیٰ کی خوبیون مین بٹہ لگاتے ہین اور اُسکے ازلی و ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے ہین۔ اور آریہ سماج والے جو اُنکے مہذب بھائی نکلے ہین جنکا یہہ گمان ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک وید کی لکیر پر چلتے ہین وہ خدا تعالیٰ کو خالقیّت سے ہی جواب دیتے ہین اور تمام روحون کو اُسکی ذات کامل کی طرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہین حالانکہ عقل سلیم

اُمّت محمدیہ پر پورا کیا۔ اب اِس تمام تحقیقات سے ظاہر ہے کہ انجیل کی تعلیم کامل بھی نہین چہ جائیکہ اُسکو بے نظیر اور لاثانی کہا جائے ہان اگر انجیل لفظاً و معناً خدا کا کلام ہوتا اور اُسمین ایسی خوبیان پائی جاتین جنکا انسان کے کلام مین پائے جانا ممتنع اور محال ہے تب وہ بلاشبہ بے نظیر ٹھہرتی مگر وہ خوبیان تو انجیل

اُسکے والدین بولی سکہانے کے لئے رفیق شفیق نکل آئے مگر آدم کے لئے بجز ایک خدا کے اور کوئی نہ تہا جو اُسکو بولی سکہاتا اور ادب انسانیت سے ادب آموز کرتا اُسکے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا تعالی کی نسبت صریح یہہ نقص سمجہتی ہے کہ وہ دُنیا کا مالک کہلا کر پہر کسی چیز کا رب اور خالق نہ ہو اور دُنیا کی زندگی اُسکے سہارے سے نہین بلکہ اپنے ذاتی وجوب کے رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہہ دونون سوال پیش کئے جائین کہ آیا خداوند قادرِ مطلق کے محامد تامہ کے لئے یہہ بات اصلح اور انسب ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور مین لاکر اُن سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اُسی کی ربوبیت تک ختم ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قدرت اُسکی ذاتِ کامل مین موجود ہو اور پیدائش اور موت کے نقصانون سے پاک ہو یا یہہ باتین اُسکی شان کے لائق ہین کہ جسقدر مخلوقات اُسکے قبضۂ تصرف مین ہین یہہ چیزین اُسکی مخلوق نہیں ہین اور نہ اُسکے سہارے سے اپنا وجود رکہتی ہین اور نہ اپنے وجود اور بقا مین اُسکی محتاج ہین اور نہ وہ اُنکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قدرت اُسمین پائی جاتی ہے اور نہ پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک ہے تو ہرگز عقل یہہ فتویٰ نہین دیتی کہ وہ جو دُنیا کا مالک ہے وہ دُنیا کا پیدا کنندہ نہین اور ہزارہا پُرحکمت صنعتین کہ جو روحون اور جسمون مین پائی جاتی ہین وہ خود بخود ہین اور اُنکا بنانے والا کوئی نہین اور خدا جو ان سب چیزون کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہہ فتویٰ دیتی ہے کہ اُسکو پیدا کرنے سے عاجز سمجہا جاوے یا ناطاقت اور ناقص ٹہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خوری کی نالائق اور قبیح عادت کو اُسکی طرف منسوب کیا جائے یا موت اور درد اور دُکہ اور بےعلمی اور جہالت کو اُسپر روا رکہا جائے بلکہ صاف یہہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالی ان تمام رزیلتون اور نقصانون سے پاک ہونا چاہئے اور اُس مین کمال تام چاہئیے اور کمال تام قدرتِ تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالی مین قدرتِ تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کر سکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچا سکا تو اُسمین کمالِ تام بہی نہ رہا اور جب کمالِ تام نہ رہا تو محامد کاملہ سے وہ بےنصیب رہا۔

مین سے اُسی زمانہ مین رخصت ہوگئین جب حضرات عیسائیون نے نفسانیت سے اُسمین تصرف کرنا شروع کیا نہ وہ الفاظ رہے نہ وہ معانی رہے نہ وہ حکمت اور نہ وہ معرفت سو اب اے حضرات آپ لوگ ذرہ ہوش سنبہالکر جواب دین کہ جب ایک طرف تکمیلِ ایمان بمثل کتاب پر موقوف ہے اور دوسری

بجائے اُستاد اور معلّم اور ما اور باپ کے اکیلا خدا ہی تھا جس نے اُسکو پیدا کر کے آپ سب کچھہ اُسکو سکھایا غرض آدم کے لئے یہہ ضرورت حقاً و وجوباً پیش آگئی تھی کہ خدا اُسکی تربیت آپ فرماتا اور اُسکے مایحتاج کا آپ بندوبست کرتا لیکن اُسکی اولاد کے لئے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

یہہ ہندؤن اور آریون کا حال ہے اور جو کچھہ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کر رہے ہین وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے دانا انسان سمجھہ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جائے کہ کیا اُس ذاتِ کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جائز ہے کہ باوجود اِسکے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کامون مین جو قدیم سے وہ کرتا رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ یا بیٹے کے تمام دُنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحون اور جسمون کو وہ قوتین بخشی ہون جنکی اُنہین حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبّر ہو بلکہ اُنکے وجود سے پہلے جو کچھہ اُنکو زندگی کے لئے درکار تہا وہ سب اپنی صفتِ رحمانیت سے ظہور مین لایا اور بغیر انتظار عمل کسی عامل کے سورج اور چاند اور بے شمار ستارے اور زمین اور ہزارہا نعمتین جو زمین پر پائی جاتی ہین محض اپنے فضل و کرم سے انسانون کے لئے پیدا کی ہون اور اِن سب کامون مین کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن پہر وہی کامل خدا آخری زمانہ مین اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کر کے مغفرت اور نجات دینے کے لئے بیٹے کا محتاج ہو جائے اور پہر بیٹا بھی ایسا ناقص بیٹا جسکو باپ سے کچھہ بھی مناسبت نہین جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشہ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اُسکی الوہیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۸ باب ۱۲۔ آیت مین اُسکی عاجزانہ حالت کو اِس طرح بیان کیا ہے کہ اُس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اِس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اِس زمانہ کے لوگون کو کوئی نشان دیا نجائیگا اور اُسکے مصلوب ہونیکے وقت بھی یہودیون نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اُس نے اُنکو زندہ ہو کر نہ دکہلایا اور اپنی خدائی اور قدرتِ کاملہ کا

طرف آپ لوگون کا یہہ حال کہ نہ قرآن شریف کو مانین اور نہ ایسی کوئی دوسری کتاب لا کر دکہلا دین جو بےمثیل ہو تو پھر آپ لوگ کمال ایمان و یقین کے درجہ تک کیونکر پہنچ سکتے ہین اور کیون بیکر بیٹھے ہین کیا کسی کتاب کے نازل ہونے کی انتظار ہے یا برہمو جی بننے کا ارادہ ہے اور ایمان اور خدا کی

یہہ ضرورت پیش نہین آئی کیونکہ اب کروڑہا انسان مختلف بولیان بولتے اور اپنے بچون کو سکہاتے ہین ماسوا اسکے جیساکہ ہم نے ابہی اوپر بیان کیا ہے ذاتی قابلیت بہی کہ جو الہام پانے کے لئے ضروری شرط ہے ہریک فرد بنی آدم مین نہین پائی جاتی تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ایکذرہ ثبوت نہ دیا اور اگر بعض معجزات بہی دکہلائے تو وہ دکہلائے کہ اُس سے پہلے اَور نبی بکثرت دکہلا چکے تہے بلکہ اُسی زمانہ مین ایک حوض کا پانی ہی بہی ایسے ہی عجائبات ظہور مین آتے تہے (دیکہو باب پنجم انجیل یوحنا) غرض وہ اپنی خدا ہونیکا کوئی نشان دکہلا نہ سکا جیساکہ آیت مذکورہ بالا مین خود اُسکا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیون) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بہر دیکہی کہ جو انسانون مین سے وہ انسان دیکہتے ہین کہ جو بد قسمت اور بے نصیب کہلاتے ہین اور پہر مُدّت تک ظلمت خانہ رحم مین قید رہ کر اور اُس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدرو ہے پیدا ہوکر ہریک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کرلیا اور بشری آلودگیون اور نقصانون مین سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا اور پہر اُس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بیقدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب مین آپ ہی اقرار کرلیا اور پہر درصورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیون سے فضائل علمی اور عملی مین کم بہی تہا اور اُسکی تعلیم بہی ایک ناقص تعلیم تہی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تہی تو پہر کیونکر جائز ہے کہ خداوند قادرِ مُطلق اور ازلی اور ابدی پر یہہ بہتان باندہا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات مین کامل اور غنی اور قادرِ مطلق رہ کر آخر کار ایسے ناقص بیٹے کا محتاج ہوگیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو بیکبارگی کہو دیا مین ہرگز باور نہین کرتا کہ کوئی دانا اُس ذاتِ کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے ایسی ایسی ذلتین جائز رکہی اور ظاہر ہے کہ اگر ابن مریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعریفون سے الگ کرلیا جاوے تو انجیلون سے اُسکے واقعی حالات کا یہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہین اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیون مین سے ایک نبی تہا اور اُس بزرگ اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کچہہ پروا نہین اب دیکہئے کہ قرآن شریف کی بے نظیری کے انکار نے آپکو کہان سے کہان تک پہنچایا اور ابہی ٹہریئے اسی پر ختم نہین آپکے اِس اعتقاد سے تو خدا کی ہستی کی بہی خیر نظر نہین آتی کیونکہ جیساکہ ہم پہلے لکہہ چکے ہین بڑا بہاری نشان خدا کی ہستی کا یہی ہے کہ جو کچہہ اُسکی طرف سے ہے وہ ایسی حالت بے نظیری

اگر کسی مین ذاتی قابلیت پائی جائے تو وہ اب بھی بذریعہ الہام اپنے مایحتاج مین خدا تعالیٰ سے اطلاع پا سکتا ہے اور خدا اُسکو ہرگز ضایع نہین چھوڑتا خدا کی نظر عمیق ہریک انسان کی استعداد کے گہراؤ تک پہنچی ہوئی ہے وہ صاحبِ استعداد کو اپنی استعداد ظاہر کرنے سے کبھی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پس رو تہا اور خود اُس بزرگی کو ہرگز نہین پہنچا تھا یعنے اُسکی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تہی مستقل تعلیم نہ تہی اور وہ خود انجیلون مین اقرار کرتا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون بلکہ ایک بندہ عاجز ہون اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اُس نے گرفتار ہونے سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کے لئے دُعا کی اور چاہتا تھا کہ دُعا اُسکی قبول ہو جائے مگر اُسکی وہ دُعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہین وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح عاجز ہی عاجز تہا مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولّد پا کر مدت تک بہوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دُکھ اُٹھاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بہوک کے دُکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پہلون سے خالی پڑی ہوئی تہی اس لئے محروم رہا اور یہہ بہی نہ ہو سکا کہ دو چار انجیرین اپنے کہانے کے لئے پیدا کر لیتا غرض ایک مدت تک ایسی ایسی آلودگیون مین رہ کر اور ایسے ایسے دُکھ اُٹھا کر باقرار عیسائیون کے مرگیا اور اس جہان سے اُٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا خداوند قادرِ مطلق کی ذات مین ایسی ہی صفاتِ ناقصہ ہونی چاہئے کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبون اور نقصانون سے بہرا ہوا ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ماں یعنے مریم کے پیٹ مین سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے ان بیچارون کو خدائی سے کچھ بہی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہہ چاہتا تہا کہ جب کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا ہی پیدا ہو سکتا ہے یہہ نہین کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدہی سے گدہا پیدا ہو تو جہان کہین کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہو تو پہر اُس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو بلکہ جسقدر بچے پیدا ہوتے جائین وہ سب خدا ہی ہون تا وہ پاک رحم مخلوق کے شرکت سے منزہ رہے اور فقط خداؤن ہی کے پیدا ہونیکی ایک کان ہو پس قیاس مذکورہ بالا کے رو سے لازم تہا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بہائی بہی جو ہین کچھ خدائی مین سے حصہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ تو رب الارباب ہی کہلاتی کیونکہ یہہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی قوتون مین اسی سے فیضیاب ہین عیسائیون نے ابنِ مریم کی بیجا تعریفون مین بہت سا افترا بہی کیا مگر پہر

پر واقعہ ہے کہ اُس صانع بے مثل پر دلالت کر رہا ہے اب جبکہ وہ بے نظیری انجیل مین ثابت نہ ہوئی اور قرآنِ شریف کو آپ لوگون نے قبول نہ کیا تو اس صورت مین آپ لوگون کو یہہ ماننا پڑا کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہے اُسکا بے نظیر ہونا ضروری نہین اور اس اعتقاد سے آپ لوگون کو یہہ لازم آیا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

محروم نہین رکہتا اور ایسا کبہی نہین ہوتا کہ ایک شخص خدا کے علم مین استعداد معرفت اور ولایت یا نبوّت اور رسالت کی رکہتا ہے اور پہر بعض حوادث ارضی کے باعث سے یا جنگلی پیدائش ہونے کی وجہ سے وہ اُسی حالت مین مرجائے اور خدا اُسکو اُس مرتبہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

بہی اُس کے نقصانون کو چہپا نہ سکے اور اُسکی آلودگیون کا آپ اقرار کرکے پہر خواہ نخواہ اُسکو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا یون تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابون کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہین بلکہ ایک آیت کے رو سے آپ ہی خدا ہین مگر ہم دیکہتے ہین کہ بدھ مت والے اپنے افترا اور اختراع مین اُنسے اچہے رہے کیونکہ اُنہون نے بدھ کو خدا ٹہرا کر پہر ہرگز اُسکے لئے یہہ تجویز نہین کیا کہ اُس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولّد پایا تہا یا کسی قسم کی نجاست کہائی تہی بلکہ اُنکا بدھ کی نسبت یہہ اعتقاد ہے کہ وہ موہنہ کے راستہ سے پیدا ہوا تہا پر افسوس عیسائیون نے بہت سی جعلسازیان توکین مگر یہہ جعلسازی نہ سوجہی کہ مسیح کو بہی موہنہ کے راستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہہ سوجہی کہ موت جو حقیقتِ الوہیّت سے بکلی منافی ہے اُسپر وارد نہ کرتے اور نہ یہہ خیال آیا کہ جہان مریم کے بیٹے نے انجیلون مین اقرار کیا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ دانا مطلق ہون نہ خود بخود آیا ہون نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون نہ دُعا کی قبولیت میرے ہاتہ مین ہے مین صرف ایک عاجز بندہ اور مسکین آدم زاد ہون کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بہیجا ہوا آیا ہون اِن سب مقامون کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہیئے ۔ اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون مین ہے وہ بجز پاک اور مقدّس مذہبِ اسلام کے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی لیکن اگر برہمو لوگ کہین کہ صداقتِ مذکورہ بالا کے ہم قایل ہین تو جاننا چاہیئے کہ وہ بہی اپنے اِس بیان مین جہوٹے ہین کیونکہ ہم اسی مضمون مین لکہہ چکے ہین کہ برہمو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہین اور جو حقیقی اور کامل ہادی مین صفات

کہ یہہ اقرار کرین کہ جو چیزین خدا کی طرف سے صادر ہین اُنکے بنانے مین کوئی دوسرا بہی قادر ہے تو اِس قول کے بموجب معرفت صانع عالم پر کوئی نشان نہ رہا گویا آپکے مذہب کا یہہ خلاصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر کوئی عقلی دلیل قایم نہین ہوسکتی تو اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ کیا آپکے دہریہ بننے مین کچہہ کسر بہی رہ گئی کیا

اقصی تک نہ پہنچاوے جس تک پہنچنے کے لئے اُسکو استعداد دی گئی تہی بلکہ جنگلی اور
بے زبان اور وحشی اور جاہل وہی رہتا ہے کہ جو اپنی فطرت مین ناقص اور ناکارہ اور
چارپایون کی طرح ہے۔ ماسوا اِسکے جبکہ خدا نے کروڑہا انسانون کو طرح طرح کی بولیان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کاملہ ہونی چاہئے اُن صفات سے اُسکو خالی سمجھتے ہین بلکہ اِسقدر ایمان بھی اُنہین نصیب نہین کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہہ اعتقاد رکھین کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اُس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دُنیا مین ظاہر کیا ہے برخلاف اِسکے وہ تو یہہ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ ایک مُردہ یا ایک پتھر کی طرح کسی گوشۂ گمنامی مین پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتین کر کے اُسکے وجود کا پتہ لگایا اور اُسکی خدائی کو دُنیا مین مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی مثل اپنے اور بھائیون کے محامد کاملہ حضرت احدیت سے منکر ہین بلکہ جن تعریفون سے اُسکو یاد کرنا چاہئے وہ تمام تعریفین اپنے نفس کی طرف منسوب کرتے ہین رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اِس جگہ سورۃ فاتحہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتین بیان فرمائین یعنے رب العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور ان ہر چہار صفتون مین سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکہا اور پہر بعد اُسکے صفت رحمان کو ذکر کیا پہر صفت رحیم کو بیان فرمایا پہر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجھنا چاہئے کہ یہہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیون اختیار کی اِسمین نکتہ یہہ ہے کہ اِن صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت مین اسی ترتیب سے یہہ صفتین ظہور پذیر ہوتی ہین۔ اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ دُنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہر یک عاقل اُسکو سمجھ سکتا ہے پہلا فیضان **فیضان اعم** ہے یہہ وہ فیضان مُطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر یک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پہر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر

آپ لوگون مین سے ایسی کوئی بھی روح نہین کہ جو اِس باریک دقیقہ کو سمجھے کہ قرآن سے انکار کرنا حقیقت مین رحمان پر حملہ ہے جس کتاب کے رو سے اُسکی صفات کا ہمثیل ہونا ثابت ہوتا ہے اُسکے وجود کا پتہ لگتا ہے اُسکا منزہ اور مُقدّس ہونا مانا جاتا ہے اُسکی وحدانیت پہیلتی ہے اِسکی گم گشتہ توحید پہر قایم ہوتی

عطا کر کے دوسرے لوگون کے لئے عام تعلیم کا دروازہ کہول دیا ہے تو اس صورت
مین بجز اُس صورت خاص کے کہ جس مین کوئی نشان ظاہر کرنا منظور ہو اور سب صورتون
مین بطور الہام بولی سیکہنے کی کچہہ بھی ضرورت نہین اور خدا تعالیٰ کہ جو حکیم مُطلق ہے بغیر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاندار اس سے باہر نہین اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہر یک
چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لمحہ منقطع ہو جائے
تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہوتا تو مخلوقات مین سے کچہہ بھی نہ ہوتا اسکا نام قرآنِ شریف مین
ربوبیّت ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام **رب العٰلمین** ہے۔ جیسا کہ اُس نے دوسری جگہ
بھی فرمایا ہے **وھو رب کل شیئ** الجز و نمبر ۸۔ یعنے خدا ہر یک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون
مین سے اُسکی ربوبیت مین سے باہر نہین سو خدا نے سورۃ فاتحہ مین سب صفات فیضانی مین سے پہلے
صفت رب العلمین کو بیان فرمایا اور کہا **الحمد للہ رب العلمین** یہہ اس لئے کہا کہ سب فیضانی صفتون
مین سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے یہی صفت مقدم الظہور اور تمام
صفاتِ فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہر یک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے۔ پہر دوسرا قسم
فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقعہ ہے **فیضانِ عام** ہے اسمین اور فیضان اعم مین یہہ فرق ہے
کہ فیضانِ اعم تو ایک عام ربوبیّت ہے جسکے ذریعہ سے کُل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہہ فیضان جسکا
نام فیضانِ عام ہے یہہ ایک خاص عنائت ازلیہ ہے جو جانداروں کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی
روح چیزون کی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اُسکا نام فیضانِ عام ہے اور اس فیضان
کی یہہ تعریف ہے کہ یہہ بلا استحقاق اور بغیر اسکے کہ کسی کا کچہہ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت
اُنکے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہین اور اسی فیضان کی برکت سے ہر یک جاندار جیتا جاگتا کہاتا

ہے اُسی کتاب سے آپ لوگ مونہہ پہیرتے ہین بدقسمتی ہے یا نہین۔ صاحبو اب بے نظیری و حقانیت
قرآنِ شریف بالکل کہل گئی ہے تمہارے چھپانے سے چھپ نہین سکتی جیسے تم دیکھتے ہو کہ موسم کے
آنے سے پہلون کو نکلنے اور پکنے سے کوئی روک نہین سکتا ایسا ہی اب صداقتِ قرآنی کے ظاہر ہونیکا

ضرورت کے کوئی کام نہین کرتا اور عبث اور بیفائیدہ طریقون کو خواہ نخواہ لازم نہین پکڑتا۔

بعض نادان آریا ایک سنسکرت کو پرمیشر کی بولی ٹھہراکر دوسری تمام بولیان جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہریک ذی روح کے لئے تمام اسباب زندگی کے جو اُسکے لئے یا اُسکے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہین میسر نظر آتے ہین اور یہہ سب آثار اسی فیضان کے ہین کہ جو کچھہ روحون کو جسمانی تربیت کے لئے درکار ہے سب کچھہ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحون کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بہی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہین اُنکے لئے قدیم سے عین ضرورتون کے وقتون مین کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے غرض اسی فیضانِ رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کے لئے سطح زمین روشنی کے لئے چاند اور سورج دم لینے کے لئے ہوا پینے کے لئے پانی کہانیکے لئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کے لئے لاکہون طرح کی ادویہ اور پوشاک کے لئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزین اور ہدایت پانے کے لئے صحف ربانی موجود ہین اور کوئی یہہ دعویٰ نہین کرسکتا کہ یہہ تمام چیزین میرے عملون کی برکت سے پیدا ہوگئین ہین اور مین نے ہی کسی پہلے جنم مین کوئی نیک عمل کیا تہا جسکی پاداش مین یہہ بے شمار نعمتین خدا نے بنی آدم کو عنایت کین پس ثابت ہے کہ یہہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحون کے آرام کے لئے ظہور پذیر ہورہا ہے یہہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض مین نہین فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تا ہر یک جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھہ اُسکی فطرت مین حاجتین ڈالی گئین وہ پوری ہوجائین پس اِس فیضان مین عنایتِ ازلیہ کا کام یہہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور اُنکی بائسیت اور نابائسیت کی خبر رکہے تا وہ ضائع نہ ہوجائین اور اُن کی استعدادین

وقت آگیا ہے اور کوئی نہین جو اُسکو روک سکے سو اب تم چاند پر خاک مت ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اُلٹ کر تمہاری ہی آنکہون پر گر پڑے۔

بعض عیسائی انجیل کو بطور نظیر پیش کرنے سے نا اُمید ہوکر فیضی کی سواطع الالہام پیش کرتے ہین اور کہتے ہین

صدہا عجائب اور غرائب صنع باری سے بھری ہوئی ہین انسان کا ایجاد قرار دیتے ہین۔
گویا انسان کے ہاتھہ مین بھی ایک قسم کی خدائی ہے کہ پرمیشر نے تو صرف ایک بولی ظاہر کی مگر
آدمیوں نے وہ قوت دکہلائی کہ بیسیون بولیان اُس سے بہتر ایجاد کرلین۔ بہلا ہم آریہ لوگون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چیز کتان مین غذرین اور اس صفت فیضانی کا خدا تعالیٰ کی ذات مین پایا جانا قانونِ قُدرت کے ملاحظہ سے
نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اِسمین کلام نہین کہ جو کچھہ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر
وغیرہ ضروریات دُنیا مین پائی جاتی ہین جن پر تمام ذی روحون کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے
ظہور پذیر ہین اور ہر یک متنفس بلاتمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیک و بد حسب حاجت اپنے ان
فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اِس سے محروم نہین اور اِس فیضان کا
نام قُرآن شریف مین **رحمانیت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ مین بعد صفت
رب العلمین **رحمٰن** آیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن۔ اسی صفت کی طرف قرآن شریف
کے کئی ایک اَور مقامات مین بہی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ اُنکے یہہ ہے واذا قیل لھم
اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تأمرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی
جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا وھو الذی جعل اللیل
والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض
ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ یعنے جب کافرون اور بیدینون اور دہریون کو
کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہین کہ
رحمان کیا چیز ہے (پہر بطور جواب فرمایا) رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جس نے
آسمان مین بُرج بنائے بُرجون مین آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے

کہ فیضی کی یہہ کتاب ساری بے نقط ہے اِس لئے وہ بہی اپنی فصاحت بلاغت مین قرآن کی
طرح بلکہ اُس سے بہتر ہے لیکن افسوس یہہ ہے کہ ان نادانون کو اتنی بھی سمجھہ نہین کہ یہہ بیہودہ حرکت
حقیقی فصاحت بلاغت کے دائرہ سے خارج ہے اور ایسا کام نہین ہے جس کے التزام سے کوئی کتاب

سے پوچھتے ہین کہ اگر یہی سچ ہے کہ سنسکرت ہی پرمیشر کے مونہہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانین انسانون کی صنعت ہین اور پرمیشر کے مونہہ سے دور رہی ہوئی ہین تو ذرا بتلاؤ توسہی کہ وہ کونسے کمالاتِ خاصہ ہین جو سنسکرت مین پائے جاتے ہین اور دوسری زبانین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ روشنی پہنچاتے ہین اُسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کے لئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہین تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ اُن دقائق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شخص شکرِ نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہین کہ جو زمین پر بُردباری سے چلتے ہین اور جب جاہل لوگ اُنسے سخت کلامی سے پیش آئین تو سلامتی اور رحمت کے لفظون سے انکا معاوضہ کرتے ہین یعنے بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دُعا دیتے ہین اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہین کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندون کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بےشمار نعمتون سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس اِن آیات مین خدا تعالیٰ نے اچھی طرح کھولدیا کہ رحمان کا لفظ اُن معنون کر کے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اُسکی رحمت وسیع عام طور پر ہر یک بُرے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہ اور بھی اسی رحمت عام کی طرف اشارہ فرمایا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیٔ یعنے مین اپنا عذاب جسکو لائق اُسکے دیکھتا ہون پہنچاتا ہون اور میری رحمت نے ہر یک چیز کو گھیر رکھا ہے اور پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا قل من یکلوءکم باللیل والنہار من الرحمن یعنے اُن کافرون اور نافرمانون کو کہہ کہ اگر خدا مین صفت رحمانیّت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اُسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنے اسی کی رحمانیّت کا اثر ہے کہ وہ کافرون اور بےایمانون کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہین پکڑتا پھر ایک جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقہم

بےنظیر اور بےمثل ہو جائے بلکہ بے نقطہ عبارتون کا لکھنا نہایت درجہ سہل اور آسان ہے اور کوئی ایسی صنعت نہین ہے جسکا انجام دینا انسان پر سخت اور مُشکل ہو اسی وجہ سے بہت سے منشیون نے اپنی عربی اور فارسی کے املا مین اس قسم کی بے نقطہ عبارتین لکھی ہین اور اب بھی لکھتے ہین بلکہ بعض منشیون کی ایسی

اُن سے عاری ہین کیونکہ پرمیشر کی کلام کو انسان کے مصنوع پر ضرور فضیلت ہونی چاہئیے کیونکہ وہ اُسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات مین اپنی صفات مین اپنے کامون مین سب سے افضل اور بے مثل و مانند ہے اگر ہم یہہ فرض کرلین کہ سنسکرت پرمیشر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صافات ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمٰن الجزو نمبر ۲۹ یعنے کیا ان لوگون نے اپنے سرون پر پرندون کو اُڑتے ہوئے نہین دیکھا کہ کبھی وہ بازو کُھلے ہوئے ہوتے ہین اور کبھی سمیٹ لیتے ہین رحمٰن ہی ہے کہ اُنکو گرنے سے تہام رکھتا ہے یعنے فیضانِ رحمانیّت ایسا تمام ذی روحون پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین مل سکتے ہین وہ بھی اُس فیضان کے وسیع دریا مین خوشی اور سرور سے تیر رہے ہین۔ اور چونکہ ربوبیّت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ مین رب العلمین کی صفت بیان فرماکر پھر اُسکے رحمان ہونیکی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی اُن کی ملحوظ رہے۔ تیسری قسم فیضان کی **فیضانِ خاص** ہے ہمین اور فیضانِ عام مین یہہ فرق ہے کہ فیضانِ عام مین مستفیض پر لازم نہین کہ حصولِ فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بنا دے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اُس فیضان مین جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہین خدا تعالیٰ آپ ہی ہر یک ذی روح کو اُسکی ضروریات جنکا وہ حسبِ فطرت محتاج ہے عنائت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کردیتا ہے لیکن فیضانِ خاص مین جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دُعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اِس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اُسی پر وارد ہوتا ہے جو اُسکے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانونِ قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہہ بات نہائیت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ مین سعی کرنیوالے اور غافل رہنے والے دونون برابر نہین ہو سکتے بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ مین کوشش کرتے ہین

عبارتین بھی موجود ہین جنکے تمام حروف نقطہ دار ہین اور کوئی بے نقطہ حرف اُنمین داخل نہین لیکن قرآنِ شریف کی فصاحت بلاغت جن لوازم اور خصائص سے مخصوص ہے وہ ایک ایسا امر ہے جسکو دانشمند انسان سوچنے ہی بہ یقینِ دل سمجھہ سکتا ہے کہ وہ پاک کلام انسانی طاقتون کے احاطہ سے خارج ہے

کا کلام ہے جو ہندؤن کے باپ دادون پر نازل ہوا ہے اور دوسری زبانین دوسرے لوگون کے باپ دادون نے بوجہ اِسکے کہ وہ ہندؤن کے باپ دادون سے زیادہ زیرک اور دانا تھے آپ بنالی ہین مگر کیا ہم یہہ بھی فرض کرسکتے ہین کہ وہ لوگ ہندؤن

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اور ہریک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہوجاتے ہین ایک خاص رحمت اُنکے شامل حال ہوجاتی ہے اِس فیضان کے رو سے خداتعالیٰ کا نام قُرآن شریف مین رحیم ہے اور یہہ مرتبہ صفتِ رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونیکے مرتبہ صفت رحمانیت سے مُتوخر ہے کیونکہ خداتعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور مین آئی ہے پھر بعد اُسکے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی پس اسی ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۂ فاتحہ مین صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد مین ذکر فرمایا اور کہا الرحمن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان مین کئی مقامات قرآنِ شریف مین ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہ فرمایا ہے وکان بالمؤمنین رحیما ط یعنے خدا کی رحیمیت صرف ایمانداروں سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنے بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہین۔ اِس جگہ دیکھنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتھہ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہ مومنین کے ساتھہ خاص نہین کیا اور کسی جگہ یہہ نہین فرمایا کہ کان بالمؤمنین رحمانا بلکہ جو مومنین سے رحمتِ خاص متعلق ہے ہر جگہ اسکو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے پھر دوسری جگہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یعنے رحیمیتِ الٰہی انہین لوگون سے قریب ہے جو نیکو کار ہین پھر ایک اَور جگہ فرمایا ہے ان الذین اٰمنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم ط یعنے جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنون سے یا نفس پرستیون سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ مین کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے اُمیدوار ہین اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنے اُسکا فیضانِ رحیمیت ضرور اُن لوگون کے شامل حال ہوجاتا ہے

کیونکہ جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہین قُرآن شریف نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو حریری اور فیضی وغیرہ انشاء پردازون کی طرح فضولِ بیان کے پیرایہ مین ادا نہین کیا اور نہ کسی قسم کے لغو اور ہزل یا کذب کو اُس پاک کلام مین دخل ہے بلکہ فرقانِ مجید نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو صداقت اور حکمت اور ضرورتِ حقہ کے

کے پرمیشر سے بھی کچھ بڑھ کر ہیں جنکی قُدرت کاملہ نے صدہا عُمدہ زبانین بنا کر دکھلادین اور پرمیشر صرف ایک ہی بولی بنا کر رہ گیا جن لوگون کی تار و پود مین شرک گھسا ہوا ہے اُنہون نے اپنے پرمیشر کو بہت سی باتون مین ایک برابر درجہ کا شخص سمجھہ رکھا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو اُسکے مستحق ہین کوئی ایسا نہین جس نے اُسکو طلب کیا اور نہ پایا۔ عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست۔ چوتہا قسم فیضان کا **فیضان اخص** ہے یہہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہین ہو سکتا بلکہ اسکے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہہ ہے کہ یہہ عالمِ اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہ ہے بکلّی معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرتِ کاملہ حضرتِ احدیّت کے بغیر آمیزش اسبابِ معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکار دکھلاوے کیونکہ اِس آخری فیضان مین کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھہ پہلے فیضانون کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصوّر ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے۔ یعنی نہ مفیض کے بالارادہ فیضان مین کوئی شُبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے مین کچھہ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اُسکی فیاضی اور جزادہی روز روشن کی طرح کُہل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت مین وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قُدرتِ خاص سے ایک نعمتِ عُظمیٰ اور لذّتِ کُبریٰ اُسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت مین اُسکو اپنے اعمالِ صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہائیت اصفیٰ اور نہائیت اعلیٰ اور نہائیت مرغوب اور نہائیت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہین ہے۔ اور ایسے فیضانِ اکمل اور اتم اور ابقیٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اِس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اِس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال

التزام سے ادا کیا ہے اور کمال ایجاز سے تمام دینی صداقتون پر احاطہ کر کے دکھایا ہے چنانچہ اُسمین ہریک مخالف اور منکر کے ساکت کرنیکے لئے براہین ساطعہ بہری پڑی ہین اور مومنین کی تکمیل یقین کے لئے ہزارہا دقائق حقائق کا ایک دریائے عمیق و شفاف اُسمین بہتا ہوا نظر آرہا ہے جن اُمور مین فساد

کیون نہ ہوا نادی جو ہوئے خدا کے شریک جو ٹھہرے اور اگر کسی کے دل مین یہہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کفائیت کیون نہ کی یہہ وہم بھی قلتِ تدبر سے ناشی ہے اگر کوئی دانا اقالیم مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبایع متفرقہ پر نظر کرے تو بہ یقینِ کامل اسکو معلوم ہوگا کہ ایک ہی بولی ان سب کے مناسب حال نہین تھی بعض ملکون کے لوگ بعض طور کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرے کیونکہ یہہ فیضان تجلیاتِ عُظمیٰ کا مظہر ہے جن مین شرط ہے کہ محسنِ حقیقی کا جمال بطور عریان اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہ جائے اور کوئی پردہ اسبابِ معتادہ کا درمیان نہ ہو اور ہر یک دقیقہ معرفتِ تامہ کا مکمنِ قوت سے حیز فعل مین آجائے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اُسکی نسبت آپ خدا نے یہہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر یک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اُس فیضان مین وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتین ہون جنکی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور ابقیٰ احاطہ رکھتی ہو کہ جسپر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصوّر نہ ہو اور یہہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے اُن تجلیاتِ عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہین کرسکتا اور وہ اشعہ تامہ کاملہ دائمہ اُسمین سما نہین سکتے بلکہ اسکے ظہور کے لئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسبابِ معتادہ کی ظلمت سے بکلّی پاک اور منزہ اور ذاتِ واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔ ہان اِس فیضان اخص سے اُن کامل انسانون کو اسی زندگی مین کچھہ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہین اور اپنے نفس کے ارادون اور خواہشون سے الگ ہو کر بکلّی خدا کی طرف جُھک جاتے ہین کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہین اور اگرچہ بظاہر صورت اِس عالم مین ہین لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم مین سکونت رکھتے ہین پس چونکہ وہ اپنے دل کو اِس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہین اور عادتِ

دیکھا ہے اُنہین کی اصلاح کے لئے زور مارا ہے۔ جس شدت سے کسی افراط یا تفریط کا غلبہ پایا ہے اُسی شدت سے اُسکی مدافعت بھی کی ہے جن انواع اقسام کی بیماریان پھیلی ہوئی دیکھی ہین اُن سب کا علاج لکھا ہے۔ مذاہب باطلہ کے ہر یک وہم کو مٹایا ہے ہر یک اعتراض کا جواب دیا ہے کوئی صداقت

حروف اور الفاظ کے بولنے پر بہ آسانی قادر ہین اور بعض مُلکون کے لوگون کو اُن حروف
اور الفاظ کا بولنا ایک مصیبت ہے پس کیونکر ممکن تھا کہ حکیم مُطلق صرف ایک ہی بولی
سے پیار کر کے قاعدہ وضع الشیٔ فی موضعہ کی رعایت نہ کرتا اور طبایع مختلفہ کے لئے جو
مصلحت عامہ تہی اُسکو ترک کر دیتا کیا مناسب تھا کہ وہ جُدا جُدا طبعیتون کے لوگون کو ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بشریت کو توڑ کر اور یکبارگی غیر اللہ سے مونہہ پھیر کر وہ طریق جو خارقِ عادت ہے اختیار کر لیتے ہین
اِس لئے خداوند کریم بھی اُنکے ساتھہ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارقِ عادت اُن پر اپنے وہ انوارِ خاصہ
ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسرون پر بجز موت کے ظاہر نہین ہو سکتے غرض بباعث امور متذکرہ بالا وہ اِس
عالم مین بھی فیضانِ اخص کے نور سے کچہہ حصہ پا لیتے ہین اور یہہ فیضان ہر یک فیض سے خاص تر اور خاتمہ
تمام فیضانون کا ہے اور اسکو پانے والا سعادتِ عظمیٰ کو پہنچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پا لیتا ہے کہ جو
تمام خوشیون کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اِس سے محروم رہا وہ ہمیشہ کی دوزخ مین پڑا اِس فیضان کی رو سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین اپنا نام
مالک یوم الدین بیان فرمایا ہے دین کی لفظ پر الف لام لانے سے یہہ غرض ہے کہ تا یہہ معنے ظاہر ہون کہ جزا سے مراد وہ کامل جزا ہے جسکی
تفصیل فرقان مجید مین مندرج ہے اور وہ کامل جزا بجز تجلّی مالکیت تامہ کی کہ جو ہدم بنیان اسباب کو مستلزم ہے ظہور مین نہین آ سکتی چنانچہ
اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرما کر کہا ہے لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار یعنی اُس دن ربوبیت الٰہیہ بغیر توسط اسباب
عادیہ کی اپنی تجلّی آپ دکہائیگی اور یہی مشہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوتِ عظمیٰ اور قدرت کاملہ حضرت باریتعالیٰ کی اور سب ہیچ ہین تب سارا آرام
و سرور اور سب جزا اور پاداش بنظر صاف و صریح خدائی کی طرف سے دکھلائی دیگا اور کوئی پردہ اور حجاب درمیان نہین رہیگا اور کسی
قسم کی شک کی گنجائش نہین رہیگی تب جنہون نے اُسکے لئے اپنے تئین منقطع کر لیا تہا وہ اپنے تئین ایک کامل سعادت مین دیکھینگے کہ جو اُنکے جسم
جان اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جائیگی اور کوئی حصہ وجود اُنکے کا ایسا نہین ہوگا کہ جو اِس سعادتِ عظمیٰ کے پانے
سے بے نصیب رہا ہو اور اِس جگہ مالک یوم الدین کے لفظ مین یہہ بھی اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب

نہین جسکو بیان نہین کیا کوئی فرقہ ضالہ نہین جسکا رد نہین لکھا اور پہر کمال یہہ کہ کوئی کلمہ نہین کہ بلا ضرورت
لکھا ہو اور کوئی بات نہین کہ بے موقع بیان کی ہو اور کوئی لفظ نہین کہ لغو طور پر تحریر پایا ہو اور پہر باوصف التزام
اِن سب امور کے فصاحت کا وہ مرتبہ کامل دکھلایا جس سے زیادہ تر متصور نہین اور بلاغت کو اُس کمال

ہی بولی کے تنگ پنجرہ مین قید کردیتا علاوہ اِسکے انواع واقسام کی بولیون کے بنانے مین خداوند تعالیٰ کی زیادت قدرت ثابت ہوتی ہے- اور عاجز بندون کا مختلف زبانون مین اُسکی تعریف کرنا عبودیت کے بازار کی ایک رونق ہے-

تمہیدِ چہارم- خداوند تعالیٰ کے تمام مصنوعات پر نظر کرنے سے یہہ اصول ثابت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور لذت یا درد جو کچھہ بنی آدم کو پہنچیگا اُسکا اصل موجب خدا ئیتعالیٰ کی ذات ہوگی اور مالک امر مجازات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا یعنی اُسی کا وصل یا فصل سعادتِ ابدی یا شقاوتِ ابدی کا موجب ٹہریگا اِس طرح پر کہ جو لوگ اُسکی ذات پر ایمان لائے تہے اور توحید اختیار کی تہی اور اُسکی خالص محبت سے اپنے دلون کو رنگین کرلیا تہا اُن پر انوارِ رحمت اُس ذات کامل کے صاف اور آشکارا طور پر نازل ہونگے اور جنکو ایمان اور محبتِ الٰہیہ حاصل نہین ہوئی وہ اِس لذت اور راحت سے محروم رہینگے اور عذابِ الیم مین مبتلا ہو جائینگے- یہہ فیوضِ اربعہ ہین جنکو ہم نے تفصیل وار لکھہ دیا ہے اب ظاہر ہے کہ صفتِ رحمان کو صفتِ رحیم پر مقدم رکہنا نہایت ضروری اور مقتضائے بلاغت کاملہ ہے کیونکہ صحیفۂ قدرت پر جب نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل خدا ئیتعالیٰ کی عام ربوبیت پر نظر پڑتی ہے پہر اُسکی رحمانیت پر پہر اُسکی رحیمیت پر پہر اُسکے مالکِ یوم الدین ہونے پر اور کمال بلاغت اِسیکا نام ہے کہ جو صحیفۂ فطرت مین ترتیب ہو وہی ترتیب صحیفۂ الہام مین بہی ملحوظ رہے کیونکہ کلام مین ترتیبِ قدرتی کو منقلب کرنا گویا قانونِ قدرت کو منقلب کرنا ہے اور نظامِ طبعی کو اُلٹا دینا ہی کلامِ بلیغ کے لئے یہہ نہایت ضروری ہے کہ نظامِ کلام کا نظامِ طبعی کے ایسا مطابق ہو کہ گویا اُسکی عکسی تصویر ہو اور جو امر طبعاً اور وقوعاً مقدم ہو اُسکو وضعاً بہی مقدم رکہا جائے سو آیت موصوفہ مین یہہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے کہ باوجود کمال فصاحت اور خوش بیانی کے واقعی ترتیب کا نقشہ کہینچکر دکہلا دیا ہے اور وہی طرز بیان اختیار کی ہے جو کہ ہر یک صاحبِ نظر کو نظامِ عالم مین بدیہی طور پر نظر آرہی ہے کیا یہہ نہایت سیدہا راستہ نہین ہے کہ جس ترتیب سے نعماءِ الٰہی صحیفۂ فطرت

تک پہنچا یا کہ کمال حسنِ ترتیب اور موجز اور مدلل بیان سے علم اوّلین اور آخرین ایک چہوٹی سی کتاب مین بہر دیا تاکہ انسان جسکی عمر تہوڑی اور کام بہت ہین بے شمار دردسر سے چہوٹ جائے اور تا اسلام کو اِس بلاغت سے اشاعتِ مسائل مین مدد پہنچے اور حفظ کرنا اور یاد رکہنا آسان ہو اب بمقابلہ اِس فصاحت وبلاغت کے

ہوتا ہے کہ جو عجائب اور غرائب اُس نے اپنے مصنوعات مین رکھے ہین وہ دو قسم کے ہین ایک تو عام فہم ہین۔ مثلاً سارے لوگ جانتے ہین کہ انسان کی دو آنکھہ اور دو کان ایک ناک اور دو پانو وغیرہ اعضا ہین۔ یہہ تو وہ اُمور ہین کہ جو نظر سرسری سے معلوم ہوتے ہین دوسرے وہ اُمور ہین جن مین دقّت نظر درکار ہے مثلاً آنکھہ کی وہ ترکیب جسکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین واقعہ ہین اُسی ترتیب سے صحیفۂ الہام مین بھی واقعہ ہون سو ایسی عُمدہ اور پُر حکمت ترتیب پر اعتراض کرنا حقیقت مین اُنہین اندہون کا کام ہے جن کی بصیرت اور بصارت دونون یکبارگی جاتی رہی ہین۔

چشمِ بداندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر۔ اب ہم پہر تقریر کو دوہرا کر اس بات کا ذکر کرتے ہین کہ جو کچہہ خدا تعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ مین ربّ العالمین کی صفت سے لیکر مالکِ یوم الدین تک بیان فرمایا ہے یہہ حسب تصریح قرآنِ شریف چار عالیشان صداقتین ہین جنکا اس جگہ کہولکر بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ پہلی صداقت یہہ کہ خدا تعالیٰ ربّ العلمین ہے یعنے عالم کے اشیا مین سے جو کچہہ موجود ہے سب کا ربّ اور مالک خدا ہے اور جو کچہہ عالم مین نمودار ہو چکا ہے اور دیکہا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اُس پر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزین مخلوق ہی ہین اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرتِ باریتعالیٰ کے اَور کسی چیز کے لئے حاصل نہین غرض عالم بجمیع اجزائہٖ مخلوق اور خدا کی پیدائش ہے اور کوئی چیز اجزاءِ عالم مین سے ایسی نہین کہ جو خدا کی پیدائش نہ ہو اور خدا تعالیٰ اپنی ربوبیتِ تامہ کے ساتھہ عالم کے ذرہ ذرہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اُسکی ربوبیت ہر وقت کام مین لگی ہوئی ہے یہہ نہین کہ خدا تعالیٰ دُنیا کو بنا کر اُسکے انتظام سے الگ ہو بیٹہا ہے اور اُسے نیچر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام مین دخل بھی نہین دیتا اور جیسے کوئی کل بعد بنائے جانے کے پہر بنانیوالے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے ایسا ہی مصنوعاتِ صانعِ حقیقی سے بے علاقہ ہین بلکہ وہ ربّ العلمین اپنی ربوبیتِ تامہ کی آب پاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اُسکی ربوبیت کا

انسانون کی کتابون کو دیکہنا چاہیئے کہ کیونکر وہ جہوٹ اور ہزل اور بیہودگی سے بہری ہوئی ہین اور کیونکر غیر ضروری اور فضول طور پر اُنکی عبارتین لکہی گئی ہین اور اُنکو ہرگز میسّر نہین آیا کہ الفاظ کو معانی مقصودہ کے تابع کرین بلکہ اُنکے معانی الفاظ کے پیچہے بہکتے پہرتے ہین اور رعایت حق اور حکمت اور ضرورت

ذریعہ سے دونون آنکھین شئے واحد کی طرح بالاتفاق کام کرتی ہین اور ہریک چھوٹی بڑی چیز کو دیکھہ سکتے ہین یا کانون کی بناوٹ کی وہ طرز جس سے وہ مختلف آوازون کو بہ حیثیت اختلاف سُن سکتے ہین یہہ وہ اُمور ہین جو سرسری نظر سے دریافت نہین ہوسکتے بلکہ جو لوگ ماہر فنِ طبعی و طبابت ہین اُنہون نے زمانہ دراز تک تدبّر اور تفکّر کرکے ان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ منہہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہین کہ اُسکے رشح فیض سے خالی ہو بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اُس مبدء فیوض کی فی الحقیقۃ بلا ایک ذرہ التفاوت کے ایسی ہی حاجت ہے کہ گویا ابھی تک اُس نے کچھہ بھی نہین بنایا اور جیسا دُنیا اپنے وجود اور نمود کے لئے اُسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کے لئے اُسکی ربوبیت کی حاجتمند ہی وہی ہے جو ہر دم دُنیا کو سنبھالے ہوئی ہے اور دُنیا کا ہر ذرہ اُسی سے تر و تازہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کر رہا ہی یہہ نہین کہ بلا ارادہ کسی شئے کے ربوبیت کا موجب ہو غرض آیات قُرآنی کی رو سے جنکا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہین اس صداقت کا یہہ منشا ہی کہ ہر یک چیز کہ جو عالم مین پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور اپنے تمام حالات اور اپنے تمام اوقات مین خدا تعالٰی کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہین ہے جسکو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اُس مُتصرّف مُطلق کے حاصل کرسکتا ہو۔ اور نیز حسب توضیح اُسی کلام پاک کی اِس صداقت اور ایسا ہی دوسری صداقتون مین یہہ معنے بھی ملحوظ ہین کہ رب العلمین وغیرہ صفتین جو خدا تعالٰی مین پائی جاتی ہین یہہ اُسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہین اور کوئی دوسرا اُن مین شریک نہین جیسا کہ اِس سورۃ کے پہلے فقرہ مین یعنے الحمد للہ مین یہہ بیان ہُو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہین۔ دوسری صداقت رحمٰن ہے کہ جو بعد رب العلمین بیان فرمایا گیا اور رحمٰن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہین یہہ ہین کہ جسقدر جاندار ہین خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد

و مصلحت سے بکُلّی عاری اور خالی ہین اور جب اُنہون نے صداقت اور ضرورتِ حقّہ کے التزام کو چھوڑ دیا اور ہر ہر لفظ مین جھوٹ بولنا یا بیہودہ گوئی اختیار کرنا یا لغو اور غیر ضروری طور پر الفاظ کو مونہہ سے نکالنا اختیار کرلیا تو پھر اُنکو قرآنِ شریف کی بلاغت سے کیا نسبت اور اِس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ چونکہ قُرآنی فصاحت

صداقتون کو دریافت کیا ہے۔ اور ابھی صدہا دقائق اور حقائق ترکیب انسان کے ایسے بھی مخفی ہین جن پر کسی حکیم کا ذہن آجتک محیط نہین ہوا۔ اور کچھہ شک نہین کہ ان دقائق اور حقائق سے اعلیٰ غرض یہہ ہے کہ انسان اُس حکیم علی الاطلاق کی قدرتِ کاملہ کا اعتراف کرے جس نے اُسکی پیدائش مین ایسے عجائب غرائب کام کئے ہین لیکن اس جگہ کوئی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُن سب کے قیام اور بقاء وجود اور بقاے نوع کیلئے اور اُنکی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کی رو سے ہریک قسم کے اسبابِ مطلوبہ میسّر کر دیئے ہین اور ہمیشہ میسّر کرتا رہتا ہے اور یہہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہین۔ تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمن کے مذکور ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ خدا تعالیٰ سعی کرنیوالون کی سعی پر بمقتضاے رحمتِ خاصہ ثمراتِ حسنہ مترتّب کرتا ہے توبہ کرنیوالون کے گناہ بخشتا ہے مانگنے والون کو دیتا ہے کہٹ کہٹانے والون کے لئے کہولتا ہے۔ چوتہی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مُندرج ہے مالک یوم الدین ہے یعنی کمال و کامل جزا سزا کہ جو ہریک قسم کے امتحان و ابتلا اور توسطِ اسباب غفلتِ افزا سے منزّہ ہے اور ہریک کدورت اور کثافت اور شک اور شُبہ اور نقصان سے پاک ہے اور تجلیاتِ عظمیٰ کا مظہر ہے اُسکا مالک بھی وہی اللہ قادر مُطلق ہے اور وہ اِس بات سے ہرگز عاجز نہین کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کی طرح روشن ہے ظہور مین لاوے اور اِس صداقت عظمیٰ کی ظاہر کرنیسے حضرت احدیت کا یہہ مطلب ہے کہ تا ہریک نفس پر بطورِ حق الیقین امورِ مفصّلۂ ذیل کہل جائین۔ اوّل یہہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالکِ حقیقی کی طرف سے اور اُسی کے ارادۂ خاص سے بندون پر وارد ہوتا ہے اور ایسا کہُل جانا دُنیا مین ممکن نہین کیونکہ اِس عالم مین یہہ بات عام لوگون پر ظاہر نہین ہوتی کہ جو کچھہ خیر و شر و راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیون پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو ان مین سے یہہ آواز نہین آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطورِ شہود و محسوس مُنکشف نہین ہوتا کہ جو کچھہ وہ بہگت رہا ہے حقیقت مین

بلاغت فضول طریقون سے بکلّی پاک اور منزّہ ہے پس اِس صورت مین حکیم مُطلق کی شانِ مقدس سے بالکل دور تہا کہ وہ فضول گو شاعرون کی طرح بے نقط یا با نقط عبارت مین اپنا کلام نازل کرتا کیونکہ یہہ سب لغو حرکتین ہین جن مین کچھہ بہی فائدہ نہین اور حکیم مطلق کی شان اِس سے بلند و برتر ہے کہ کوئی لغو

بے سمجھہ آدمی یہہ اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا نے اِس کام کو جسکی غرض معرفت الہی تھی ایسا ادقّ اور باریک کیون بنایا جسکی سمجھہ کے لئے ایک زمانۂ دراز تک فکر اور نظر کی ورزش بکار ہے اور پھر بھی یہہ توقّع نہین کہ تمام اسرار حکمیہ باستیفاء تمام حاصل ہوجائینگے اور اِسی وقّت کے باعث سے ابتک انسان کو گویا دریا مین سے ایک قطرہ بھی حاصل

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱

وہ اُسکے عملون کا بدلہ ہے - دوسرے اِس صداقت مین اِس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھہ چیز نہین ہین اور فاعلِ حقیقی خدا ہے اور وہی ایک ذاتِ عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدء اور ہریک جزا سزا کا مالک ہے - تیسرے اِس صداقت مین اِس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادتِ عظمیٰ اور شقاوتِ عظمیٰ کیا چیز ہے یعنے سعادتِ عظمیٰ وہ فوز عظیم کی حالت ہے کہ جب نور اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہوجائے اور کوئی عضو اور قوّت اُس سے باہر نہ رہے - اور شقاوتِ عُظمیٰ وہ عذابِ الیم ہے کہ جو بباعث نافرمانی اور ناپاکی اور بُعد اور دوری کے دلون سے مشتعل ہوکر بدنون پر مستولی ہوجائے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو اور یہہ تجلّیاتِ عُظمیٰ اِس عالم مین ظاہر نہین ہوسکتین کیونکہ اِس تنگ اور منقبض اور مکدّر عالم کو جو بوجہ پوشش اسباب ہوکر ایک ناقص حالت مین پڑا ہے اُنکے ظہور کی برداشت نہین بلکہ اِس عالم پر ابتلا اور آزمایش غالب ہے اور اُسکی راحت اور رنج دونون ناپایدار اور ناقص ہین اور نیز اِس عالم مین جو کچھہ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزا کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہو رہا ہے اِس لئے یہہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الجزا نہین ہوسکتا بلکہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنے یوم الجزا وہ عالم ہوگا کہ جو اِس عالم کے ختم ہونیکے بعد آویگا اور وہی عالم تجلّیاتِ عظمیٰ کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہہ ہے اور چونکہ یہہ عالم دُنیوی اپنی اصل وضع کے رو سے دار الجزا نہین بلکہ دار الابتلا ہے اِس لئے جو کچھہ عُسر و یسر و راحت و تکلیف اور غم اور خوشی اِس عالم مین لوگون پر وارد ہوتی ہے اُسکو خدا تعالیٰ کے

حرکت اختیار کرے - جس صورت مین اُس نے آپ ہی فرمایا ہے والذین ھم عن اللغو معرضون یعنے ایماندار وہ لوگ ہین جو لغو کامون سے پرہیز کرتے ہین اور اپنا وقت بیہودہ کامون مین نہین کھوتے تو پھر آپ ہی کیونکر بیہودہ کام کرتا جس حالت مین اپنی کتاب کی اُس نے یہہ تعریف کی ہے کہ اُسکی شان

نہین ہوا چاہئیے تھا کہ سب عجائب اور غرائب واضح ہوتے تا کہ جس غرض کے لئے حکیم مطلق نے بدن انسان مین مودع کئے تھے وہ غرض حاصل ہو جاتی سو اس وہم کا جواب اور اسی قسم کے اور وہمون کا جواب جو مصنوعات الہیّہ کے عجائبات اور خواص دقیقہ اور مخفیہ کی نسبت کسی کے دل مین خلجان کرین یہہ ہے کہ بلاشُبہ خدا کا اپنے تمام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

لُطف یا قہر پر دلالت قطعی نہین مثلاً کسی کا دولتمند ہوجانا اِس بات پر دلالت قطعی نہین کرتا کہ خدا تعالیٰ اُس پر خوش ہے اور نہ کسی کا مفلس اور نادار ہونا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُس پر ناراض ہے بلکہ یہہ دونون طور کے ابتلا ہین تا دولتمند کو اُسکی دولت مین اور مُفلس کو اُسکی مفلسی مین جانچا جائے یہہ چار صداقتین ہین جنکا قرآن شریف مین مفصل بیان موجود ہے اور قُرآن شریف کے پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ اِن صداقتون کی تفصیل مین آیاتِ قُرآنی ایک دریا کی طرح بہتی ہوئی چلی جاتی ہین اور اگر ہم اِس جگہ مفصّل طور پر اُن تمام آیات کو لکھتے تو بہت سے اجزا کتاب کے اِسمین خرچ ہو جاتے سو ہم نے اِس نظر سے کہ انشاءاللہ عنقریب براہین قُرآنی کے موقعہ پر وہ تمام آیات بہ تفصیل لکھے جائینگے اِن تمہیدی مباحث مین صرف سورۃ فاتحہ کے قول و دل کلمات پر کفایت کی۔

اب بعد اِسکے ہم بیان کرنا چاہتے ہین کہ یہہ چارون صداقتین کہ جو بیّن الثبوت اور بدیہی الصدق ہین ایسے بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کے ہین کہ یہہ بات دلائل قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانے کے وقت یہہ چارون صداقتین دُنیا سے گُم ہو چکی تہین اور کوئی قوم پردۂ زمین پر ایسی موجود نہین تہی کہ جو بغیر آمیزش افراط یا تفریط کے اِن صداقتون کی پابند ہو پھر جب قُرآن شریف نازل ہوا تو اُس کلام مقدّس نے نئے سرے اِن گم شدہ صداقتون کو زاویہ گمنامی سے باہر نکالا اور گمراہون کو اِنکے حقّانی وجود سے اطلاع دی اور دُنیا مین اِنکو پہیلایا اور ایک عالم کو اُنکی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مین فرمایا ہے والقرآن الحکیم ۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ یعنے قرآن حکمت سے پُر ہے باطل کو اُسکے آگے پیچہے سے گُذر نہین تو اِس صورت مین وہ کیونکر آپ ہی باطل کو اُسمین بہر دیتا اِس کام کے لئے تو فیضی جیسا ہی کوئی نادان فضول گو چاہئیے۔

مصنوعات مین اور ہر یک چیز مین جو اُسکی طرف سے صادر ہو قانون قُدرت یہی ہے کہ اُس نے عجائبات بدیہہ پر کفایت نہین کی بلکہ ہر یک چیز مین (جو اُسکے دست قُدرت سے ظہور پذیر ہے) عجائبات دقیقہ بھی (جو نہائت گہرے اور عمیق ہین) مخفی رکھے ہین مگر خدا کے اِس کام کو عبث اور بے سود سمجہنا سراسر نادانی ہے جاننا چاہئے کہ خدا نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نور سے منور کیا لیکن اِس بات کے ثبوت کے لئے کہ کیونکر تمام قومین اِن صداقتون سے بیخبر اور ناواقف محض تہین یہی ایک کافی دلیل ہے کہ اب بہی دُنیا مین کوئی قوم بجز دین حق اسلام کے ٹہیک ٹہیک اور کامل طور پر اِن صداقتون پر قایم نہین اور جو شخص کسی ایسی قوم کے وجود کا دعوی کرے تو بار ثبوت اُسی کے ذمہ ہے۔ ماسوا اِسکے قرآنی شہادت کہ جو ہر یک دوست و دشمن مین شایع ہونیکی وجہ سے ہر یک مخاصم پر حجت ہے اِسبات کے لئے ثبوت کافی ہے اور وہ شہادتین جابجا فرقان مجید مین بکثرت موجود ہین۔ اور خود کسی تاریخ دان اور واقف حقیقت کو اِس سے بیخبری نہین ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تک ہر یک قوم کی ضلالت اور گمراہی کمال کے درجہ تک پُہنچ چکی تہی اور کسی صداقت پر کامل طور پر اُنکا قیام نہین رہا تہا چنانچہ اگر اول یہودیون ہی کے حال پر نظر کرین تو ظاہر ہوگا کہ اُنکو خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ مین بہت سے شک اور شبہات پیدا ہوگئے تہے اور اُنہون نے ایک ذات رب العلمین پر کفایت نہ کر کے صدہا ارباب متفرقہ اپنے لئے بنا رکہے تہے یعنی مخلوق پرستی اور دیوتا پرستی کا بنہایت درجہ اُنمین بازار گرم تہا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اُنکا یہہ حال قرآن شریف مین بیان کر کے فرمایا ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ یعنی یہودیون نے اپنے مولویون اور درویشون کو کہ جو مخلوق اور غیر خدا ہین اپنے رب اور قاضی الحاجات ٹہرا رکہا ہے اور نیز اکثرون کا یہودیون مین سے بعض نیچریون کی طرح یہہ اعتقاد ہوگیا تہا کہ انتظام دُنیا کا قوانین منضبطہ متعینہ پر چل رہا ہے اور اُس قانون مین مختارانہ تصرف کرنے سے خدا تعالیٰ قاصر اور عاجز ہے گویا اُس کے دونون ہاتہہ بند سے ہوئے ہین نہ اُس قاعدہ کے برخلاف کچہہ ایجاد کر سکتا ہے اور نہ فنا کر سکتا ہے بلکہ جب سے کہ اُس نے اِس عالم کا ایک خاص طور پر شیرازہ باندہ کر اُسکی پیدائش سے فراغت پالی ہے تب سے یہہ کل اپنے ہی پُرزون کی صلاحیت کی وجہ سے خود بخود چل رہی ہے اور رب العلمین

الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبین خدا کے کلام کو اِس طرح پر بے نقط سمجھنا چاہئے کہ وہ لغو اور جہوٹ اور بیہودہ گوئی کے نقطون سے منزہ اور معرّا ہے اور اُسکی فصاحت بلاغت وہ بے بہا جوہر ہے جس سے دُنیا کو فائدہ پُہنچتا ہے روحانی بیماریون سے شفا حاصل ہوتی ہے حقاین اور

انسان کو دوسرے حیوانات کی طرح اِس وضع فطرت پر پیدا نہین کیا کہ اُسکا علم چند بدیہی اور محسوس باتون مین محصور اور محدود رہے بلکہ اسکو یہہ استعداد بخشی ہے کہ وہ نظر اور فکر سے غیر متناہی علوم مین ترقیات کرتا رہے اور اسی غرض سے اُسکو عقل کا گوہر شب چراغ جو دوسرے حیوانات کو نہین ملا عطا ہوا ظاہر ہے کہ اگر یہہ تمام عجایب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسی قسم کا تصرف اور دخل اُس کَل کے چلنے مین نہین رکھتا اور نہ اُسکو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق اور اپنی خوشنودی ناخوشنودی کے رو سے اپنی ربوبیت کو بہ تفاوت مراتب ظاہر کرے یا اپنے ارادۂ خاص سے کسی طور کا تغیر اور تبدل کرے بلکہ یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسم قرار دیکر عالم جسمانی کی طرح اور اُسکا ایک جز سمجھتے ہین اور اُنکی نظر ناقص مین یہہ سمایا ہوا ہے کہ بہت سی باتین کہ جو مخلوق پر جایز ہین وہ خدا پر بھی جایز ہین اور اُسکو من کل الوجوہ منزہ خیال نہین کرتے اور اُنکی توریت مین جو محرف اور مبدل ہے خدا تعالیٰ کی نسبت کئی طور کی بے ادبیان پائی جاتی ہین چنانچہ پیدایش کے ۳۲ باب مین لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ یعقوب سے تمام رات صبح تک کشتی لڑ گیا اور اُس پر غالب نہ ہوا اسی طرح برخلاف اِس اُصول کے کہ خدا تعالیٰ ہر یک مافی العالم کا رب ہے بعض مردون کو اُنہون نے خدا کے بیٹے قرار دے رکھا ہے اور کسی جگہ عورتون کو خدا کی بیٹیان لکھا گیا ہے اور کسی جگہ بائبل مین یہہ بھی فرما دیا ہے کہ تم سب خدا ہی ہو اور سچ تو یہہ ہے کہ عیسائیون نے بھی اِنہین تعلیمون سے مخلوق پرستی کا سبق سیکھا ہے کیونکہ جب عیسائیون نے معلوم کیا کہ بائبل کی تعلیم بہت سے لوگون کو خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیان بلکہ خدا ہی بناتی ہے تو اُنہون نے کہا کہ آؤ ہم بھی اپنے ابن مریم کو انہین مین داخل کرین تا وہ دوسرے بیٹون سے کم نہ رہ جائے اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ عیسائیون نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا کر کوئی نئی بات نہین

دقایق کا جاننا حق کے طالبون پر آسان ہوتا ہے کیونکہ خدا کا فصیح کلام معارف حقہ کو کمال ایجاز سے کمال ترتیب سے کمال صفائی اور خوش بیانی سے لکھتا ہے اور وہ طریق اختیار کرتا ہے جس سے دلون پر اعلیٰ درجہ کا اثر پڑے اور تھوڑی عبارت مین وہ علوم الہیہ سما جائین جن پر دُنیا کی ابتدا سے کسی

غرائب الٰہی بدیہی طور پر واضح اور لائح ہوتے جن مین نظر اور فکر کی کچھ بھی حاجت نہ ہوتی تو پھر انسان جسکا کمال اُسکی قوتِ نظریہ کی تکمیل پر موقوف ہے کن چیزون مین نظر اور فکر کرتا اور اگر نظر اور فکر نہ کرتا تو پھر کیونکر اپنے کمال کو پہنچتا۔ سو چونکہ تمام انسانیت انسان کے استعمال قُوّتِ نظریہ سے وابستہ ہے اِس لئے اُس حکیمِ مطلق نے اکثر دقائق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ نکالی بلکہ پہلے بے ایمانون اور مشرکون کے قدم بہ قدم مارا ہے غرض حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ مین یہودیون کی یہہ حالت تہی کہ مخلوق پرستی بدرجۂ غائت اُنپر غالب آگئی تہی اور عقاید حقہ سے بہت دور جا پڑے تہے یہانتک کہ بعض اُنکے ہندؤن کی طرح تناسخ کے بہی قائل تہے اور بعض جزا سزا کے قطعاً منکر تہے اور بعض مجازات کو صرف دُنیا مین محصور سمجھتے تہے اور قیامت کے قائل نہ تہے اور بعض یونانیون کے نقشِ قدم پر چلکر مادّہ اور روحون کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تہے اور بعض دہریون کی طرح روح کو فانی سمجھتے تہے اور بعض فلیسفون کیطرح یہہ مذہب تہا کہ خدا تعالیٰ رب العلمین اور مدبر بالارادہ نہین ہے غرض مجذوم کے بدن کی طرح تمام خیالات اُنکے فاسد ہو گئے تہے اور خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالکِ یوم الدین ہونے پر اعتقاد نہین رکہتے تہے نہ اِن صفتون کو اُسکی ذات سے مخصوص سمجھتے تہے اور نہ اِن صفتون کا کامل طور پر خدا تعالیٰ مین پایا جانا یقین رکہتے تہے بلکہ بہت سی بدگمانیان اور بے ایمانیان اور آلودگیان اُنکے اعتقادون مین بہر گئی تہین اور توریت کی تعلیم کو اُنہون نے نہایت بدشکل چیز کی طرح بنا کر شرک اور بدی کی بدبو کو پہیلانا شروع کر رکہا تہا بس وہ لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور جسم قرار دینے مین اور اُسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ صفات کے معطل جاننے مین اور اِن صفتون مین دوسری چیزون کو شریک کر دینے مین اکثر مشرکین کے پیشوا اور سابقین اولین مین سے ہین۔

کتاب یا دفتر نے احاطہ نہین کیا یہی حقیقی فصاحت بلاغت ہے جو تکمیل نفس انسانی کے لئے ممد و معاون ہے جسکے ذریعہ سے حق کے طالب کمال مطلوب تک پہنچتے ہین اور یہی وہ صنعت ربانی ہے جسکا انجام پذیر ہونا بجز الٰہی طاقت اور اُسکے علم وسیع کے ممکن نہین خدا تعالیٰ اپنے کلام کے

اور حقائق کو ایسے طور پر مخفی رکہا ہے کہ جب تک انسان اپنی خدا داد قوت کو بکمال اجتہاد استعمال مین نہ لاوے ان دقائق کا انکشاف نہین ہوتا اِس سے حکیمِ مُطلق کا یہہ ارادہ ہے کہ ترقی کرنے کا راستہ کہلا رہے اور جس سعادت کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اُس سعادت تک وہ پہنچ جائے غرض خدا کے جتنے کام ہین وہ صِرف موٹی صنعت پر ختم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

یہہ تو یہودیون کا حال ہوا مگر افسوس کہ عیسائیون نے تہوڑے ہی دلون مین اُس سے بدتر اپنا حال بنالیا اور مذکورہ بالا صداقتون مین سے کسی صداقت پر قائم نہ رہے اور جو خدا کی صفات کاملہ تہی وہ سب ابن مریم پر تہاپ دی اور اُنکے مذہب کا خلاصہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ جمیع ما فی العالم کا رب نہین ہے بلکہ مسیح اُسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچہہ عالم مین پیدا ہوا وہ بزعم باطل اُنکے بطور قاعدہ کُلیہ مخلوق اور حادث نہین بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صریح مخلوق ہوکر پہر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے اور اُسکی عجیب ذات مین ایک ایسا اعجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اُسکا محکوم ہے مگر پہر بھی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہین اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے مگر پہر بھی عیسائیون کے بے بُنیاد زعم مین قادرِ مُطلق ہے اور عاجز

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ایک ایک فقرہ کی سچائی کا ذمہ وار ہے اور جو کچہہ اُسکی تقریر مین واقعہ ہے خواہ وہ اخبار اور آثار گذشتہ ہین خواہ وہ آیندہ کی خبرین اور پیش گوئیان ہین اور خواہ وہ علمی اور دینی صداقتین ہین وہ تمام کذب اور ہزل اور بیہودہ گوئی کے داغ سے منزہ ہین اور اگر ایک ذرہ بھی خلاف گوئی یا فضولی اور لاف وگذاف اُن مین پایا جاوے تو پہر وہ خدا کا کلام ہی نہین رہتا اس لئے وہ خود اپنے تمام بیانات کو بپایۂ ثبوت پہنچاتا ہے لیکن کوئی شاعر اِس بات کا ذمہ وار نہین ہوسکتا اور نہ کبہی ہوا کہ اسکا کلام ہر یک قسم کے کذب اور ہزل اور غیر ضروری باتون سے پاک اور ضروری اور لابدی امور پر احاطہ رکہتا ہے پہر جبکہ شاعرون کی فضول باتون کو وہ مراتب حاصل نہین ہین کہ جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام کو حاصل ہین اور نہ اِس بارے مین شاعر کچہہ دم مارتے ہین اور نہ ذمہ وار بنتے ہین بلکہ اپنے عجز کے آپ ہی اقراری ہین تو کلامِ الٰہی

نہیں ہو سکتے بلکہ اُنہیں جسقدر کہودتے جاؤ زیادہ سے زیادہ باریکیاں نکلتی ہیں پس جبکہ اُن تمام چیزوں کی نسبت جو خدا کی طرف سے ہیں یہہ عام قانون ثابت ہو چکا کہ وہ سب نکات دقیقہ اور اسرار عمیقہ سے پُر ہیں تو اِسے قانونِ قُدرت کی متابعت سے یہہ بھی ہر یک عاقل کو ماننا پڑا کہ خدا کا کلام بھی نکاتِ دقیقہ سے خالی نہیں ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ا نہیں۔ اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے امورِ غیبیہ کے بارہ میں نادان محض ہی رہا تنک کہ قیامت کی بھی خبر نہیں کب آئیگی مگر پہر بھی عیسائیوں کے خوش عقیدہ کے رو سے عالم الغیب ہے۔ اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیا کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے مگر پہر بھی حضرات مسیحیوں کی نظر میں خدا ہے۔ اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بیگناہ نہیں ہے مگر پہر بھی عیسائیوں کے خیال میں نیک اور بے گناہ ہے غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہوں نے ضدین کو جمع کر دکہایا اور تناقض کو جائز سمجھہ لیا اور گو اُنکے اعتقاد کے قایم ہونے سے مسیح کا دروغ گو ہونا لازم آیا مگر اُنہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو رب العلمین قرار دیا اور رب العلمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دُکہہ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اور تولد کو روا رکہا ہے نادانوں نے خدا کو بھی ایک کہیل بنا لیا ہے عیسائیوں پر کیا حصر ہے اُن سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے

مقابلہ پر اُنکا ناچیز کلام پیش کرنا کیسی سفاہت اور نادانی ہے شاعر تو اگر مر بھی جاویں تو صداقت اور راستی و ضرورت حقہ کا اپنے کلام میں التزام نکر سکیں وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہیں سکتے اور اُنکی ساری کل فضول اور جھوٹ پر ہی چلتی ہے اگر جہوٹ نہیں یا فضول گوئی نہیں تو پہر شعر بھی نہیں اگر تم اُنکا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کسقدر حقایق و دقایق اُن میں جمع ہیں کسقدر راستی اور صداقت کا التزام ہے کسقدر حق اور حکمت پر قیام ہے کس ضرورتِ حقہ سے وہ باتیں اُنکے مونہہ سے نکلی ہیں اور کیا کیا اسرار بے مثل و مانند اُن میں لپٹے ہوئے ہیں تو تمہیں معلوم ہو کہ اِن تمام خوبیوں میں سے کوئی بھی خوبی اُنکی مُردہ عبارات میں پائی نہیں جاتی اُنکا تو یہہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا اُسی طرف جُھک گئے اور جو مضمون دلکو اچھا لگا وہی جھک ماری نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہہ خیال ہے کہ

چاہیئے بلکہ اُسمین سب سے زیادہ لطائف چاہیئے کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے اور حکیم مُطلق کے علوم قدیم کا مخزن ہے جسکو خدا نے اِس بات کا آلہ بنایا ہے کہ تمام قوانین قُدرتیہ جو فی السموات والارض پائے جاتے ہین اِنکی اصلاح کے لئے اُسمین سامان موجود ہو پس اگر وہ ناقص ہو تو اتنے بڑے کام اِس سے کیونکر انصرام ہو سکین اگر وہ تمام غلطیون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

گئے ہین کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے کوئی کہتا ہے نہین کرشن کی خدائی اُس سے قوی تر ہے اسی طرح کوئی بدہ کو کوئی کسی کو کوئی کسیکو خدا ٹھہراتا ہے ایسا ہی آخری زمانہ کے اِن سادہ لوحون نے بھی پہلے مشرکون کی ریس کرکے ابنِ مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرالیا غرض عیسائی لوگ نہ خداوند حقیقی کو ربّ العلمین سمجھتے ہین نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہین اور نہ جزا سزا اُسکے ہاتھ مین یقین رکھتے ہین بلکہ اُنکے گمان مین حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابنِ مریم ہی ہے اگر رب ہے تو وہی ہے اگر رحمان ہے تو وہی ہے اگر رحیم ہے تو وہی ہے اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے ایسا ہی عام ہندو اور آریا بھی اِن صداقتون سے منحرف ہین کیونکہ اُن مین سے جو آریہ ہین وہ تو خدا تعالیٰ کو خالق ہی نہین سمجھتے اور اپنی روحون کا رب اُسکو قرار نہین دیتے اور جو اُن مین سے بُت پرست ہین وہ صفت ربوبیت کو اُس ربّ العلمین سے خاص نہین سمجھتے اور تنتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار مین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اِس کلام کے بولنے کے لئے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اِسکے ترک کرنے مین کونسا سخت نقصان عائد حال ہے ناحق بیفائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہین سر کی جگہ پانو پانو کی جگہ سر لگاتے ہین سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہین شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہین نادار ناطاقت اور ناتوان اور گئے گذرے ہین آنکھین اندھی اور اُسپر عشوہ گری اُنکی نسبت نہایت ہی نرمی کیجئے تو یہ کہئے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہین اور اُنکے اشعار بیتِ عنکبوت ہین۔ اُنکی نسبت خداوند کریم نے خوب فرمایا ہے والشعراء یتبعھم الغاؤن ٭ الم تر انھم فی کل واد یھیمون ٭ وانھم یقولون ما لا یفعلون ٭ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٭ الجزو نمبر ۱۹ یعنے شاعرون کے پیچھے وہی لوگ چلتے ہین جنہون نے حق اور حکمت کا

سے انسان کو پاک نہ کرسکتا تو پہر صرف بعض غلطیون سے پاک کرنا حقیقت مین ایسا تھا کہ گویا منزل تک پہنچانے سے پہلے راستہ مین ہی چہوڑ دیتا غرض جب خدا کا قانون قدرت (ہریک چیز مین جو اُسکی طرف سے صادر ہے) یہی ثابت ہوا کہ اُن سب مین خداوند تعالی نے دقایق عمیقہ بہی ضرور رکہے ہین صرف موٹی باتون پر ختم نہین کیا۔ تو اس تحقیق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا یتعالی کا شریک ٹہراتے ہین اور اُن سے مرادین مانگتے ہین اور یہہ ہر دو فریق خدا یتعالی کی رحمانیت کے بہی انکاری ہین اور اپنے وید کے روسے یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا یتعالی مین نہین پائی جاتی اور جو کچہہ دُنیا کے لئے خدا نے بنایا ہے یہہ خود دُنیا کے نیک عملون کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا ورنہ پرمیشر خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہین کرسکتا اور نہ کبہی کی۔ اسی طرح خدا یتعالی کو کامل طور پر رحیم بہی نہین سمجہتے کیونکہ اُن لوگون کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسا ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع اور زاری اور اعمال صالح مین مشغول رہے خدا اُسکے گناہون کو جو اُس سے صادر ہو چکے ہین ہرگز نہین بخشیگا جب تک وہ کئی لاکہہ جونون کو بہگت کر اپنی سزا نہ پالے۔ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا پہر نہ وہان توبہ کام آوے نہ بندگی نہ خوف الہی نہ عشق الہی نہ اور کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خدا یتعالی کی رحیمیت سے بکلی ناامید ہوگیا علی ہذا القیاس یہہ لوگ یوم الجزا پر جسکے روسے خدا یتعالی

راستہ چہوڑ دیا ہے کیا تو نہین دیکہتا شاعر تو وہ لوگ ہین جو قافیہ اور ردیف اور مضمون کی تلاش مین ہریک جنگل مین بہٹکتے پہرتے ہین حقانی باتون پر اُنکا قدم نہین جمتا اور جو کچہہ کہتے ہین وہ کرتے نہین سو ظالم لوگ جو خدا کے حقانی کلام کو شاعرون کے کلام سے تشبیہ دیتے ہین اُنہین عنقریب معلوم ہوگا کہ کس طرف پہرینگے اب دانا کو سوچنا چاہئے کہ کیا اس سے زیادہ تر ناانصافی کوئی اور بہی ہوگی کہ حق محض کو لغو محض سے تشبیہ دیجائے یا ظلمت کو نور سے برابر ٹہرایا جائے کیا ایسی کتابین اُس کتاب مقدس سے کچہہ نسبت رکہتی ہین جنکے چہرہ پر فضول گوئی کا داغ اور جہوٹ اور بیہودہ درائی کا یہہ اسقدر پہیل گیا ہے جسکو دیکہہ کر ہریک پاک دل آدمی کو نفرت اور کراہت آتی ہے۔ کیا ایسی کتابین اُن صحف مطہرہ سے مشابہ کہلائینگی جن کتابون کا مادہ مجذوم کے خون کی طرح بگڑا ہوا ہے نہین ہرگز نہین اگرچہ تعصب وہ سخت بلا ہے کہ جو نہ عقل کو چہوڑتا ہے اور نہ سمجہہ کو

سے جھوٹ اُن لوگون کا کُھل گیا جنکا یہہ دعویٰ ہے کہ خدا کے کلام مین صرف چند احکام سریع الفہم چاہئے اور لطائف دقیقہ اُسمین نہین چاہئے اور نہ ہین اس جگہ اُنہون نے اپنے اِس وہم کے مضبوط کرنے کی غرض سے ایک دلیل بنائی ہوئی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کُتب الہامیہ کم علمون اور کم فہمون یا اُمیون اور بدوٗن کے لئے نازل ہوئی ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مالکِ یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہین رکھتے اور جن طریقون متذکرۂ بالا کے رو سے انسان اپنی سعادتِ عظمیٰ تک پہنچتا ہے یا شقاوتِ عظمیٰ مین پڑتا ہے اُس کامل سعادت اور شقاوت کے ظہور سے انکاری ہین اور نجاتِ اُخروی کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھہ رہے ہین بلکہ وہ نجاتِ ابدی کے قائل ہی نہین ہین اور اُنکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کے لئے نہ اِس جگہ آرام ہے اور نہ اُس جگہ اور نیز اُنکے زعم باطل مین دُنیا بھی آخرت کی طرح ایک کامل دار الجزا ہے جسکو دُنیا مین بہت سی دولت دی گئی وہ اُسکے نیک عملون کے عوض مین کہ جو کسی پہلے جنم مین اِسنے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دُنیا مین اپنے نفس آمارہ کی خواہشون کے پورا کرنے مین اُس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسی جہان مین خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولتِ دُنیا دینا کہ وہ اُس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھہ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کے لئے آلہ بنا وے یہہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ کی

اور نہ قوّت سامعہ اُس سے سلیم رہتی ہے اور نہ قوّت باصرہ لیکن انسان کو یہہ بھی تو سوچ لینا چاہئے کہ جن دو چیزون مین کچھہ بھی مشابہت اور مناسبت نہین اُنکو خواہ نخواہ ایک دوسرے کا شبیہ قرار دینے کا آخری نتیجہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے کہ ایسے شخصون کو دانشمند لوگ پاگل اور دیوانہ کہنے لگتے ہین۔ اے حضرات عیسائیان آپ لوگ ہندوٗن کی چال نہ چلین آپ لوگون مین سے قرآن شریف ہی کے اُترنے کے زمانہ مین ایسے نیک سرشت پادری بہت گذرے ہین جنکے آنسو قرآن شریف کو سُنکر نہین تھمتے تھے اُن بزرگ قسیسون کو یاد کرو جنکی شہادتین قرآنِ شریف مین درج ہین اور جو فرقانِ مجید کو سُنکر تھوڑی پر گر کر روتے تھے قرآن ہی کی عظمت شان نے اُن سے کلمہ پڑھوایا تمام کُتب الہامیہ پر اپنی فضیلت کا اقرار کروایا اب آپ لوگون کی آنکھون مین وہی قرآن حریری اور فیضی کے واہیات کلام سے برابر نہین

پس اُنکی تعلیم ویسی ہی چاہئیے جو کہ بقدر عقول اُن لوگون کے ہو کیونکہ اُمّی اور ناخواندہ آدمی نکات دقیقہ سے منتفع نہین ہوسکتے اور نہ اُن پر مطلع ہو سکتے ہین لیکن واضح ہو کہ یہہ وہم محض کوتہ اندیشی سے اُنکے دلون کو پکڑتا ہے اور اس لسبت اور ناچیز خیال سے بغائیت درجہ سفاہت اور جہالت کی بدبو آتی ہے کاش کہ وہ کلامِ الٰہی کو غور سے دیکھتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طرف نسبت کرنا نہائت درجہ کی بے ادبی ہے کیونکہ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا ہندؤن کا پرمیشر آپ ہی لوگون کو بدفعلی اور پلیدی مین ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو اُنکا نفس پاک ہو نفسانی لذات کے وسیع دروازے اُنپر کھولتا ہے اور پہلے جنمون کے نیک عملون کا اجر اُنکو یہہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم مین وہ طرح طرح کے اسباب تنعم پاکر اور نفس امّارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثریٰ مین جا پڑین اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال مین یہہ بھرا ہوا ہے کہ میرے ہاتھہ مین جسقدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہے یہہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے وہ کیا کچھہ نفس امّارہ کی پیروی نہین کریگا لیکن اگر وہ یہہ سمجھتا کہ دُنیا دار الجزا نہین ہے بلکہ دار الابتلا ہے اور جو کچھہ مجھکو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا یہہ ظاہر کیا جاوے کہ مین کس طور پر اُسمین تصرف کرتا ہون کوئی ایسی شے نہین ہے جو میری ملکیت یا میرا حق ہو تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اِس بات مین دیکھتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف مین خرچ کرنے اور نیز وہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یہہ بڑا گفر خدا کو نہین بہاتا اگر آپ لوگ کوئی نظیر قرآن شریف کی اُسکے ظاہری و باطنی کمالات مین ثابت کر دکھاتے تو پھر جھگڑا ہی کیا تھا پر آپ تو ایسی نظیر پیش کرنے سے بکلی عاجز اور ساکت ہین پھر معلوم نہین کہ تم آنکھین رکھتے ہوئے کیون نہین دیکھتے کان رکھتے ہوئے کیون نہین سُنتے دل رکھتے ہوئے کیون نہین سمجھتے اگر حریری اور فیضی تم سے ہی عاقل ہوتے تو وہ آپ ہی دعوی کرتے کہ ہم نے قرآن شریف کی نظیر بنالی ہے پر خدا نہ کرے کہ کسی لکھے پڑھے آدمی کی ایسی لسبت عقل ہو بھلا تم آپ ہی بتلاؤ کہ وہ کونسا کلام تمہارے نبل مین ہے جسمین قرآن شریف کی طرح یہہ دعوی موجود ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت

تا کہ اُنہین معلوم ہوتا کہ خدا کی مقدس اور کامل کلام پر ایسا گمان کرنا گویا چاند پر خاک ڈالنا ہے اور اب بھی ایسے لوگ اگر اس کتاب کو ذرا آنکھہ کہولکر پڑہین اور وہ صدہا دقایق عمیقہ اور حقایقِ دقیقہ کلامِ الٰہی کے جو ہم نے اِس کتاب مین اپنے موقعہ پر کمال وضاحت سے لکھے ہین بنظر تامل و تیقظ مشاہدہ کرین تو اُنکا خیالِ فاسد ایسا دور ہو جائیگا جیسا کہ آفتاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ثابت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شُکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ مین نے نعمت پایا اور بغیر کسی استحقاق کے مجھہ کو ملا ہے غرض آریا لوگون کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العلمین ہے نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دایمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے۔

اب ہم یہہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ برہمو سماج والون کا معارف مذکورہ بالا کی نسبت کیا حال ہے یعنے وہ ہر چہار صداقتین کہ جو ابہی مذکور ہوئی ہین برہمو لوگ اُن پر ثابت قدم ہین یا نہین سو واضح ہو کہ برہمو لوگ اِن

بقیہ حاشیہ نمبر ۳

لمکافرین ط الجزو نمبر ۱ یعنے انکو کہہ دے کہ اگر تمام جن اور آدمی اِس بات پر اتفاق کرلین کہ قرآن کی مثل کوئی کلام لاوین تو یہہ بات اُنکے لئے ممکن نہین اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاوین اور اگر تم کو قرآن کے منزل من اللہ ہونے مین شک ہے تو تم بھی کوئی ایک سورۃ اُس کی مانند بنا کر دکھلاؤ اور اگر نہ بناؤ اور یاد رکھو کہ ہرگز نہین بنا سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین جو کافرون کے لئے طیار کی گئی ہے۔ پھر مین مکرر کہتا ہون کہ قبل اِسکے جو تم لوگ اِس فکر مین پڑو کہ قرآن شریف کے مثل و مانند کوئی دوسرا کلام تلاش کیا جائے اول تمکو اِس بات کا دیکھہ لینا نہایت ضروری ہے کہ اُس دوسری کلام نے وہ دعویٰ بھی کیا ہے یا نہین جس دعویٰ کو آیات مذکورہ بالا مین ابھی تم سُن چکے ہو کیونکہ اگر کسی متکلم نے ایسا دعویٰ ہی نہین کیا کہ میرا کلام بےمثل و مانند ہے جسکے مقابلہ اور معارضہ سے فی الحقیقت تمام جن و انس عاجز و ساکت ہین تو ایسے متکلم کے کلام کو خواہ نخواہ بےمثل و مانند سمجھہ لینا حقیقت مین اُسی مثل مشہور کا مصداق ہے کہ مدعی سُست و گواہ چُست۔ ما سوا اِسکے کسی کلام کو قرآن شریف کی نظیر اور شبیہ ٹھہرانے مین اِس بات کا ثبوت بھی پیدا کر لینا چاہئے کہ جن کمالاتِ ظاہری و باطنی پر قرآن شریف مشتمل ہے اُنہین کمالات پر وہ کلام بھی اشتمال رکھتا ہے جسکو بطور نظیر پیش کیا گیا ہے کیونکہ اگر نظیر پیش کردہ کو کمالاتِ قرآنیہ سے کچھہ بھی حصہ

کے نکلنے سے تاریکی دور ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ امرِ محسوس اور مشہود کے مقابلہ پر کسی قیاس کی پیش نہین جاتی جب متواتر تجربہ سے ایک چیز کی کوئی خاصیت معلوم ہو گئی تو پہر مجرد قیاس کو اپنی دستاویز بنا کر اِس امرِ واقعی سے جو بہ پایہ ثبوت پہنچ چکا ہے انکار کرنا اسی کا نام جنون اور سودا ہے اگر یہہ لوگ عقلِ خداداد کو ذرا کام مین لاوین تو ان پر ظاہر ہو کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ چارون صداقتون پر جیسا کہ چاہئے ثبات اور قیام نہین رکہتے بلکہ اُن معارفِ عالیہ کے کامل مفہوم پر اُنکو اطلاع ہی نہین۔ اول خدا کا رب العالمین ہونا کہ جو ربوبیت تامہ سے مراد ہے یہ ہمو لوگون کی سمجھ اور عقل سے ابتک چہپا ہوا ہے اور وہ لوگ ربوبیتِ الہیہ کا دُنیا پر اِس سے زیادہ اثر نہین سمجھتے کہ اُس نے کسی قوت

حاصل نہین تو پہر ایسی نظیر پیش کرنا بجز اپنی جہالت اور حماقت دکہلانیکے کس غرض پر مبنی ہوگا۔ یہہ بات خوب یاد رکہو کہ جیسے اُن تمام چیزون کی نظیر اور شبیہ بنانا کہ جو صادر من اللہ ہین غیر ممکن اور ممتنع ہے ایسا ہی قرآنِ شریف کی نظیر بنانا بھی حد امکان سے خارج ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے عرب کے نامی شاعرون کو کہ جنکی عربی مادری زبان تہی اور جو طبعی طور پر اور نیز کسبی طور پر مذاق کلام سے خوب واقف تہے ماننا پڑا کہ قرآنِ شریف انسانی طاقتون سے بلند تر ہے اور کچہہ عرب پر موقوف نہین بلکہ خود تم مین سے کئی اندہے تہے کہ جو اُس کامل روشنی سے بینا ہو گئے اور کئی بہرے تہے کہ اُس سے سُننے لگ گئے اور اب بھی وہ روشنی چارون طرف سے تاریکی کو اُٹہاتی جاتی ہے اور قرآنِ شریف کے انوارِ حقہ دلون کو منور کرتے جاتے ہین واقعی یہہ حال ہوا ہے کہ جسقدر لوگون کی آنکہین کہلتی جاتی ہین اُسیقدر قرآنِ شریف کی عظمت کے قائل ہوتے جاتے ہین چنانچہ بڑے بڑے متعصب انگریزون مین سے جو کہ حکیم اور فلاسفر کہلاتے تہے خود بول اُٹہے کہ قرآنِ شریف اپنی فصاحت اور بلاغت مین بے نظیر ہے یہانتک کہ گاڈفری ہگنس صاحب جیسے سرگرم عیسائی کو اپنی کتاب کے دفعہ ۱۴۴ مین لکہنا پڑا کہ حقیقت مین جیسی عالی عبارتین قرآن مین پائی جاتی ہین اُس سے زیادہ غالباً دُنیا بہر مین نہین مل سکتین اور ایسا ہی نوٹ صاحب کو بمجبوری اپنی کتاب مین یہی گواہی دینی پڑی۔

آریا سماج والے جو خدا کے الہام اور کلام کو وید پر ختم کئے بیٹہے ہین وہ بھی عیسائیون کی طرح قرآنِ شریف

خود وہ قیاس ہی فاسد ہے اور بعینہٖ وہ ایسا مقولہ ہے جیسے کوئی بناتات کے خواص
دقیقہ سے انکار کرکے یہہ کہے کہ اگر خدا نے بالارادہ خلق اللہ کی نفع رسانی کی غرض سے
یہہ کام کیا ہے کہ انسان کی شفا کے لئے بناتات و جمادات وغیرہ مین طرح طرح کے خواص
رکھے ہین تو پھر اُن خواص کو اسقدر تہ در تہ کیون چھپایا کہ اُنکی ناواقفیّت سے ایک زمانہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ تمام عالم معہ اُسکی تمام قوّتون اور طاقتون کے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ تمام قوّتین اور طاقتین مستقل طور پر اپنے اپنے کام مین لگی ہوئی ہین اور خدا تعالیٰ کو قدرت نہین ہے کہ اُنمین کچھ تصرّف کرے یا کچھ تغیّر اور تبدّل ظہور مین لاوے اور اُنکے زعم باطل مین قوانین تجربیہ کی مُستحکم اور پائدار بُنیاد نے قادرِ مُطلق کو معطّل اور بیکار کی طرح کر دیا ہے اور اُن مین تصرّف کرنے کے لئے کوئی راہ اُسپر کُھلا نہین اور ایسی کوئی بھی تدبیر اُسکو یاد نہین جس سے وہ مثلاً کسی مادّہ حار کو اُسکی تاثیر حرارت سے روک سکے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ کی بے نظیری سے انکار کرکے اپنے وید کی نسبت فصاحت بلاغت کا دعویٰ کرتے ہین لیکن ہم اس امر کو بار بار غافل لوگون پر ظاہر کرنا فرض سمجھتے ہین کہ قرآنِ شریف کی بے نظیری سے صرف وہ شخص انکار کر سکتا ہے جسکو یہہ طاقت ہو کہ جو کچھ قرآنِ شریف کی وجوہ بے نظیری اِس کتاب مین بطور نمونہ درج کی گئی ہین کسی دوسری کتاب سے نکالکر دکھلا سکے سو اگر آریا سماج والون کو اپنے وید پر یہہ امید ہے کہ وہ قرآنِ شریف کا مقابلہ کر سکے گا تو اُنہین بھی اختیار ہے کہ وید کا نمونہ دکھلاوین مگر صرف دعویٰ ہی دعویٰ کرنا اور اوباشانہ باتین مونہہ پر لانا نیک طینت آدمیون کا کام نہین انسان کی ساری شرافت اور عقل اِسی مین ہے کہ اگر اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل ہو تو پیش کرے ورنہ ایسا دعویٰ کرنے سے ہی زبان بند رکھے جسکا ماحصل بجز فضول گوئی و ژاژ خائی اَور کچھ بھی نہین۔ سمجھنا چاہئے کہ قرآنِ شریف کی بلاغت ایک پاک اور مُقدّس بلاغت ہے جسکا مقصدِ اعلیٰ یہہ ہے کہ حکمت اور راستی کی روشنی کو فصیح کلام مین بیان کرکے تمام حقایق اور دقایق علمِ دین ایک موجز اور مدلّل عبارت مین بھر دیئے جائین اور جہان تفصیل کی اشد ضرورت ہو وہان تفصیل ہو اور جہان اجمال کافی ہو وہان اجمال ہو اور کوئی صداقتِ دینی ایسی نہ ہو جسکا مفصلاً یا مجملاً ذکر نہ کیا جائے اور باوصف اِسکے ضرورتِ حقّہ کے تقاضا سے ذکر ہو نہ غیر ضروری

دراز تک لوگ بے علاج ہی مرتے رہے اور اب تک جمیع خواص مخفیہ پر احاطہ نہ ہوا لیکن ظاہر ہے کہ بعد تحقق خدا کے عام قانون کے (جو کہ زمین و آسمان مین ایک ہی طرز پر پایا جاتا ہے) ایسے ایسے شبہات مین مبتلا ہونا انہین لوگون کا کام ہے جو قوانینِ قدرتیہ مین ذرہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یا کسی مادہ بارد کو اسکی برودت کے اثرون سے بند کر سکے یا آگ مین اسکی خاصیت احراق کی ظاہر نہ ہونے دے اور اگر اسکو کوئی تدبیر یاد بھی ہے تو صرف انہین حدود تک جن پر علم انسان کا محیط ہے اس سے زیادہ نہین یعنے جو کچھ محدود اور محصور طور پر کوائف و خواص عالم کے متعلق انسان نے دریافت کیا ہے اور جو کچھ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

طور پر اور پھر کلام بھی ایسا فصیح اور سلیس اور متین ہو کہ جس سے بہتر بنانا ہرگز کسی کے لئے ممکن نہ ہو اور پھر وہ کلام روحانی برکات بھی اپنے ہمراہ رکھتا ہو یہی قرآن شریف کا دعویٰ ہے جسکو اس نے آپ ثابت کر دیا ہے اور جا بجا فرما بھی دیا ہے کہ کسی مخلوق کے لئے ممکن نہین کہ اس کی نظیر بنا سکے۔ اب جو شخص منصفانہ طور پر بحث کرنا چاہتا ہے اس پر یہہ امر پوشیدہ نہین کہ قرآن شریف کے ساتھ مقابلہ کرنیکے لئے ایسی کتاب کا پیش کرنا ضروری ہے جس مین وہی خوبیان پائی جائین جو اسمین پائی جاتی ہین۔ سچ ہے کہ وید مین شاعرانہ تلازمات پائے جاتے ہین اور شاعرون کی طرح انواع اقسام کے استعارات بھی موجود ہین۔ مثلاً رگ وید مین ایک جگہ آگ کو ایک دولتمند فرض کر لیا ہے جسکے پاس بہت سے جواہرات ہین اور اسکی روشنی کو جوہر تابان سے تشبیہ دی ہے بعض جگہ اسکو ایک سپہ سالار مقرر کیا ہے جسکی کالی جھنڈی ہے اور دھوئین کو جو آگ پر اٹھتا ہے ایک علم سیہ ٹھہرایا ہے۔ ایک جگہ اس حرارت کو جو بخارات پانی کو اٹھاتی ہے چور مقرر کیا ہے اور اسکا نام بلحاظِ قوتِ ماسکہ ورترا رکھا ہے اور بخارات کو گوین ٹھہرایا ہے اور اندر جس سے وید مین آسمان کا فضا اور خاص کر کے کرہ زمہریر مراد ہے اسکو اس مثال مین قصاب سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ جس طرح قصاب گائے کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اسی طرح اندر نے ورترا کے سر پر ایسا بجر مارا جو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پانی قطرہ قطرہ ہو کر بہ نکلا لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کے تلازمات کو قرآنِ شریف سے کچھ بھی مناسبت

غور نہین کرتے اور قبل اِسکے کہ خدا کی صفات اور عادات کو (جس طرز سے وہ آئینۂ فطرت مین ظاہر ہو رہی ہین) بخوبی دریافت کرین پہلے ہی اُسکی ذات اور اُسکی صفات کا حُلیہ لکھنے کو بیٹھ جاتے ہین ورنہ اگر انسان ذرا بھی آنکھ کھولکر ہر ایک طرف نظر ڈالے تو عادت اللہ کسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تا دمِ حال بشری تجارب کے احاطہ مین آچکا ہے یہین تک خدا کی قُدرتون کی حد بست ہے اور اِس سے بڑہ کر اُسکی قُدرتِ تامہ اور ربوبیّتِ عامہ کوئی کام نہین کر سکتی گویا خدا کی قُدرتین اور حکمتین اُسکی تمامی یہی ہین جنکو انسان دریافت کر چکا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اعتقاد ربوبیتِ تامہ اور قُدرتِ کاملہ کے مفہوم سے کلّی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

نہین صرف شاعرانہ خیالات ہین اور پھر بھی ایسے قابلِ تعریف و باوقعت نہین بلکہ اکثر مقامات سخت نکتہ چینی کے لائق ہین مثلاً استعارۂ مذکورہ بالا جسمین اندر کو ایک بوچڑ سے تشبیہ دی ہے جسکا کام گائے کا گوشت فروخت کرنا ہے یہہ ایک ایسا مضمون ہے کہ جو لطیف طبع شاعرون کے کلام مین ہرگز نہین آسکتا کیونکہ شاعر کو یہہ بھی خیال کر لینا لازم ہے کہ میرے اِس مضمون سے عام لوگ کراہت تو نہین کرینگے مگر اِس شُرتی مین یہہ خیال نظرانداز ہو گیا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہندو لوگ جو وید کے مخاطب ہین وہ گائے کے گوشت کا نام سُننے سے متنفر ہین اور اُنکی طبیعتون پر ایسا ذکر سخت گران گذرتا ہے اور پھر اندر کو جو وید مین ایک بزرگ دیوتا مقرر ہو چکا ہے بوچڑ سے تشبیہ دینا اور بعد بزرگ قرار دینے کے پھر اُسکی ہجو ملیح کرنا شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بےادبی ہے۔ ماسوا اسکے اِس تشبیہ مین ایک اور بھی نقص ہے وہ یہہ ہے کہ تشبیہ اس امر مین چاہئے کہ مشہور اور معروف ہو لیکن یہہ کہنا کہ اندر نے ورترا کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جیسے بوچڑ گائے کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے یہہ تشبیہ فنِ بلاغت کے رو سے تب درست بیٹھتی ہے کہ جب یہہ ثابت ہو کہ وید کے زمانہ مین عام طور پر گائی کا گوشت بازارون مین بکتا تھا اور بوچڑ لوگ ٹکرے ٹکرے کرکے وہ گوشت آریا لوگون کو دیتے تھے مگر حال کے آریا لوگ ہرگز اِسکے قائل نہین۔ اب ظاہر ہے کہ کلام مین ایسی تشبیہ بیان کرنا جسکا خارج مین وجود ہی نہین بلکہ جس سے لوگ متنفر ہین دائرۂ فصاحت بلاغت سے بالکل خارج ہے اگر ایک لڑکا بھی اپنے کلام مین ایسی تشبیہ بیان کرے تو وہ دانشمندون کے نزدیک قابلِ ملامت اور سادہ لوح ٹھہرتا ہے کیونکہ تشبیہ کا لُطف تب ہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب مشابہت ایسی ظاہر ہو کہ جس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے سامعین

ایک یا دو چیز مین محصور نہین اور نہ ایسی پوشیدہ ہے جسکا سمجہنا مشکل ہو بلکہ یہہ بات اجلی بدیہات ہے کہ جواہر لطیفہ اور مصنوعات عالیہ تو یک طرف رہے ایک ادنی مکہی بہی (جو حقیر اور ذلیل اور مکروہ جانور ہے) اِس قانونِ قدرت سے باہر نہین تو پہر نعوذ باللہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ منافی ہے کیونکہ ربوبیت نامہ اور قدرتِ کاملہ وہ ہے کہ جو اُس ذات غیر محدود کی طرح غیر محدود ہے اور کوئی انسانی قاعدہ اور قانون اُسپر احاطہ نہین کر سکتا۔

نہین محصور ہر گز راستہ قدرت نمائی کا ✦ خدا کی قدرتون کا حصر دعوی ہے خدائی کا ✦ جاننا چاہئے کہ جواہر غیر محدود

اُس سے بخوبی واقفیت رکہتے ہون اور اُنکی نظر مین وہ چیز بدیہی الظہور اور مسلّم الوجود ہو اور نیز اُنکی طبیعتین بہی اُسکے ذکر سے کراہت نہ کرتی ہون لیکن کون ثابت کر سکتا ہے کہ وید کے زمانہ مین ہندؤن مین گائے کا گوشت بیچنا اور خریدنا اور کہانا ایک عام رواج تہا جس سے آریا قوم کو نفرت نہ تہی اور اگر یہہ بہی خیال کیا جائے کہ خود وید کا ہی ذکر کرنا اُس رواج پر ثبوت ہے تو ایسا خیال کرنے سے بہی بکلی اعتراض مرتفع نہین ہو سکتا کیونکہ گائے کے لہو اور گوشت سے پانی کو عمدہ مشابہت حاصل نہین ہان گائے کے دودہ کو مصفا پانی سے مشابہت حاصل ہے سو اگر مثلاً رگوید سنہتا اشٹک اول سکت ۶۱ کی یہہ شرتی جس مین یہہ لکہا ہے اے اندر ور ترا پر اپنا بجر چلا اور اُسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوچر گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ اس طرح پر ہوتے کہ جب اندر نے اپنے بجر سے ور ترا کو دبایا تو اُسمین سے اس طرح پر پانی بہ نکلا جیسے شیردار گائے کا پستان دبانے سے دودہ بہ نکلتا ہے تو وہ تلازم جسکا بیان کرنا مقصود تہا وہ بہی قایم رہتا اور تشبیہ بہی نہایت مطابق آجاتی ماسوا اسکے کسی طبیعت کو اس تشبیہ سے نفرت بہی نہین کیونکہ ہندو لوگ بہی بلا دغدغہ گائے کا دودہ پی لیتے ہین۔

قطع نظر اِن سب باتون کے ایسے شاعرانہ تلازمات مین ہماری بحث ہی نہین اور قرآن شریف کے سامنے اِن لغویات کا ذکر کرنا ایک بیہودہ حرکت اور ناحق کی دردسری ہے جس بلاغتِ حقیقی کو قرآن شریف پیش کرتا ہے وہ تو ایک دوسرا ہی عالم ہے جس سے لغو اور جہوٹ اور بیہودہ باتون کو کچہہ بہی تعلق نہین بلکہ حکمت اور معرفت کے بے انتہا دریا کو اوّل اور اوّل عبارت مین با التزام فصاحت و بلاغت بیان کیا

کیا یہہ گمان ہوسکتا ہے کہ خدا کا کلام کہ جو اُسکی ذات کی طرح مقدّس اور کمال رنگ سے رنگین چاہئے ایسا ادنی اور ارزل ہے کہ دقایقِ مخفیہ مین ایک مکہی کے مرتبہ تک بھی نہین پہنچتا اور اِس جگہ یہہ بھی واضح رہے کہ خدا نے ضروریات دین مین سے کسی امر کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور غیر محصور ہے وہ کسی قانون کے اندر آہی نہین سکتا کیونکہ جو چیز اول سے آخر تک قواعدِ معلومہ مفہومہ کے سلسلہ کے اندر داخل ہو اور کوئی جز اُسکا اُس سلسلہ سے باہر نہ ہو اور نہ غیر معلوم اور نا مفہوم ہو تو وہ چیز محدود ہوتی ہے اب اگر خدا تعالی کی قدرتِ کاملہ و ربوبیت تامہ کو قوانینِ محدودہ محصورہ مین ہی منحصر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہے اور جمیع دقایق الہیات پر احاطہ کر کے ایسا کمال دکھلایا ہے جس سے انسانی قوتین عاجز ہین لیکن وید کی نسبت کیا کہین اور کیا لکہین اور کیا تحریر مین لاوین جس مین بجائے حقائق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہین کروڑہا بندگانِ خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکایا ہم وید نے آریون کو صدہا دیوتاؤن کا پرستار کس نے بنایا ہم وید نے کیا اُسمین کوئی ایسی شُرتی بھی ہے جو کہ صاف صاف اور وانشکاف طور پر مخلوق پرستی سے منع کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور اُن تمام شُرتیون کو جو مخلوق پرستی کی تعلیم پر مشتمل ہین محل اعتراض ٹھہراوے کوئی بھی نہین پہر وہ بلاغت جو حق اور حکمت کی روشنی دکھلانے پر منحصر ہے کیونکر اُسکو نصیب ہوسکتی ہے کیا ہم ایسے کلام کو بلیغ کہہ سکتے ہین جسکی نسبت دعوی تو یہہ کیا جاتا ہے کہ اُسکا مقصود اصلی شرک کا مٹانا اور توحید کا قایم کرنا ہے لیکن وہ گونگون کی طرح اُس دعوی کو بپایۂ صداقت پہنچانے سے عاجز رہا ہے۔ ہر ایک عاقل جانتا ہے کہ وجوہ بلاغت مین سے نہایت ضروری ایک یہہ وجہ ہے کہ جس بات کا ظاہر کرنا اور کہولنا مقصود ہو اُسکو اُس طرح کہولکر تبلایا جاوے کہ طالبِ حق کی تسلّی کے لئے کافی ہو اور سب کو معلوم ہے کہ وہی شخص فصیح کہلاتا ہے جو کہ اپنے مطلب کو ایسے عُمدہ طور پر ادا کرے کہ گویا اپنے ما فی الضمیر کا نقشہ کہینچکر دکھلاوے اب اگر آریا صاحبون کا دعوی یہہ ہوتا کہ وید کا اصلی مطلب مخلوق پرستی کی تعلیم ہے تو شایدٗ اُسکی نسبت گمان ہوسکتا کہ وہ بلاغت کے درجہ سے بکُلّی ساقط نہین کیونکہ گو وید نے حقیقی بلاغت کے مذاق پر مخلوق پرستی پر کوئی دلیل بیان نہین کی اور اُسکو ثابت کر کے نہین دکھلایا مگر تاہم واضح کلام سے کہ بلاغت

اخفا نہین کیا اور دقایق عمیقہ وہ دقایق ہین جو ماسوا اصل اعتقاد کے بالائی امور ہین اور
اُن نفوس کے لئے مقرّر کئے گئے ہین جن مین صلاحیت اور استعداد تحصیل کمالاتِ فاضلہ
کی پائی جاتی ہے اور جو لوگ ہر یک غبی اور بلید کی طرح اُس مسائل پر کفائیت کرنا نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سمجہا جائے تو جس چیز کو غیر محدود تسلیم کیا گیا ہے اُسکا محدود ہونا لازم آجائیگا پس برہمو سماج والون کی یہی
بہاری غلطی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتون اور ربوبیتون کو اپنے تنگ اور منقبض تجارب کے دایرہ
مین گہیرنا چاہتے ہین اور نہین سمجہتے کہ جو اُمور ایک قانون مشخص مقرر کے نیچے آجائین اُنکا مفہوم محدود ہونیکو

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کی ایک جُزء ہے اپنا منشا دیوتاؤن کی پوجا کی نسبت کہولکر بیان کر دیا اور اگنی اور وایو اور اندر وغیرہ کی تعریف مین
صدہا منتر جنتر بنا ڈالی اور اُن چیزون سے گوئین اور گہوڑے اور بہت سا مال ہی مانگا لیکن اگر یہہ دعویٰ کیا جائے
کہ وید نے اپنی قوّت بیانی اور کمال بلاغت سے توحید کے بیان کرنے مین زور لگایا ہے اور مُشرکین کے
اوہام اور وساوس کو دلائیل واضحہ سے مٹایا ہے اور جو جو براہین اقامتِ توحید اور ازالۂ شرک کے لئے ضروری
ہین وہ سب بیان کئے ہین اور وحدانیت الٰہی کو ثابت کرکے دکہلایا ہے اور آگ وغیرہ کی پرستش سے منع کیا ہے
تو یہہ دعویٰ کسی طرح سرسبز نہین ہوسکتا کون اِس بات کو نہین جانتا کہ وید کے مضمون اسی کی طرف جُہکے
ہوئے ہین کہ تم آگ کی پرستش کرو اندر کے بہجن گاؤ سورج کے آگے ہاتہہ جوڑو اب ظاہر ہے کہ جس حالت
مین بقول تمہارے وید کا یہہ منشا تہا کہ توحید کو بیان کرے اور سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے روکے اور
مُشرکون کو توحید کے درجہ تک پہنچاوے اور بگڑے ہوئے لوگون کو اصلاح پر لاوے اور مخلوق پرستون کو
خدا پرست بناوے اور اہل شرک کے تمام وساوس مٹاوے لیکن بجائے اُسکے کہ وہ اپنے اِس منشا کو پورا
کرتا جا بجا اُسکے بیان سے مخلوق پرستی کی تعلیم جمتی گئی جس تعلیم نے کروڑون کی کشتی کو ڈبو یا لاکہون کو ورطۂ
شرک و کفر مین غرق کیا ایک جگہ بہی سو نہہ کہولکر وید نے بیان نہ کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ آگ
وغیرہ کی پوجا مت کرو بجز خدا کے اور کسی چیز سے مرادین مت مانگو خدا کو بے مثل و مانند سمجہو اِس صورت مین
ہر یک عاقل آپ ہی انصاف کرے کہ کیا فصیح کلام کی یہی نشانیان ہوا کرتی ہین کہ ما فی الضمیر کچہہ ہے اور مونہہ
سے کچہہ اور یہی نکلتا جاتا ہے اِسقدر لغو بیانی تو مجانین اور مسلوب الحواسون کے کلام مین بہی نہین ہوتی وہ

چاہتے وہ بذریعہ اُن دقائق کے حکمت اور معرفت مین ترقی کرتے ہین اور حق الیقین کے
اُس بلند منار تک پہنچ جاتے ہین جو انسانی استعدادون کے لئے اقصیٰ مراتب سے ہے
اور ظاہر ہے کہ اگر اسرار علمیہ سارے کے سارے بدیہات ہی ہوتے تو پھر دانا اور نادان

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ لازم پڑا ہوا ہے اور جو حکمتین اور قدرتین ذات غیر محدود مین پائی جاتی ہین اُنکا غیر محدود ہونا واجب ہے۔
کیا کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ اُس ذاتِ قادرِ مطلق کو اِس اِس طور پر بنانا یاد ہے اور اِس سے زیادہ نہین
کیا اُسکی غیر متناہی قدرتین انسانی قیاس کے پیمانہ سے وزن کیجاسکتی ہین یا اُسکی قادرانہ اور غیر متناہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بھی اِسقدر قوّت بیانی رکھتے ہین کہ اپنا دلی منشا ظاہر کر دیتے ہین جب پانی کی خواہش ہو آگ نہین مانگتے اور اگر روٹی کی طلب ہو تو پتھر نہین طلب کرتے مگر مین حیران ہون کہ وید کی بلاغت کس قسم کی بلاغت ہے جسکا منشا تو توحید تھا مگر برخلاف اِسکے صدہا دیوتاؤن کا جھگڑا شروع کر دیا جو کلام اپنا منشا ظاہر کرنے سے بھی عاجز ہے خدا نہ کرے کہ وہ فصیح و بلیغ ہو کلام بلیغ مین ایسی خرابی کب پڑ سکتی ہے کہ جو امر اصل مقصود بالذات ہو وہی صفائی اور شائستگی سے بیان نہ ہو سکے بلاغت کی اول شرط یہی ہے کہ متکلّم اپنا ما فی الضمیر ظاہر کرنے پر بخوبی قادر ہو اور جس امر کو ظاہر کرنا چاہئے ایسا صفائی سے ظاہر کرے کہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہ جائے گونگون کی طرح مبہم اور بے سر و پا بات نہ کہی ہان جس بات کو مخفی رکھنا اور بطور اسرار بیان کرنا مصلحت ہو اُسکو مخفی طور پر بیان کرنا ہی بلاغت ہے مگر توحید جس سے کُل معاملہ نجات کا وابستہ ہے ایسا امر نہین ہے جسکو مخفی رکھنا جائز ہو پس یہہ کہنا بھی درست نہین ہے کہ وید نے بالارادہ مضمون توحید کو چیستیون اور پہیلیون کی طرح بیان کیا ہے اور دانستہ دھوکا دینے والی عبارتین درج کی ہین کیونکہ اِس سے یہہ ماننا پڑیگا کہ وید نے عمداً چندین کروڑ آدمیون کو ورطۂ ہلاکت مین ڈالنا چاہا اور جان بوجھ کر ایسی عبارتین لکھی ہین جن کے پڑھنے سے مخلوق پرستی کی تعلیم پھیلتی ہے بلکہ اِس صورت مین تمام ہندؤن کی یہہ رائے درست ہوگی کہ وید کا دلی منشا یہی تھا کہ آریا قوم کو دیوتاؤن کا پوجاری بنا دے اور اگر وید کا دلی ارادہ مخلوق پرستی کے برخلاف سمجھین تو پھر یہہ کہنا پڑیگا کہ اُسکو بات کرنے کا سلیقہ بالکل یاد نہین اور اُسمین یہہ لیاقت ہی نہین کہ اپنے منشا کو مخاطبین پر اچھی طرح ظاہر کر سکے تو اِس صورت مین وید کا بلاغت کے مرتبہ سے ساقط ہونا ایسا

ین فرق کیا ہوتا اس طور سے تو سارے علم ہی برباد ہو جاتے اور جو عُمدہ معیار استعدادون
کی شناخت کے لئے ہے اور جس ذریعہ سے انسان کی قُوّت نظریہ بڑہتی ہے اور استکمال
نفس ہوتا ہے وہ مفقود ہو جاتا اور جب وہ ذریعہ ہی مفقود ہو جاتا تو پہر انسان کن اُمور مین نظر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ حکمتین تصرف فی العالم سے کسی وقت عاجز ہو سکتی ہین بلاشُبہ اُسکا پُر زور ہاتہہ ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور
کسی مخلوق کا قیام اور بقا اپنی مستحکم پیدائش کے موجب سے نہین بلکہ اُسی کے سہارے اور آسرے
سے ہے اور اُسکی ربّانی طاقتون کے آگے بے شمار میدان قُدرتون کے پڑے ہین نہ اندرونی طور پر کسی جگہ

ظاہر ہے کہ حاجت بیان نہین ایسے کلام کسی عاقل کے نزدیک بلیغ و فصیح نہین کہلا سکتے جنکے الفاظ معانی
پر دلالت نہین کرتے بلکہ برخلاف مراد اور مفاسد کی طرف کہینچتے ہین جس شرتی پر نظر ڈالکر دیکہو بجائے رہبری
کے رہزنی کر رہی ہے یہہ خوب بلاغت ہے اور عجب فصاحت مافی الضمیر سمجہانے کا طریق بہی وید ہی پر
ختم ہے یون تو کسی صاحب کو شائد یقین نہ آوے مگر ہم بطور نمونہ رگوید مین لسے جو کہ سب ویدون مین اعلیٰ
اور افضل شمار کیا جاتا ہے کسیقدر ایسی شرتیان لکہتے ہین جنکی نسبت آریاؤن کا خیال ہے کہ اُن مین توحید کی
تعلیم ہے اور پہر بعد اُسکے کسیقدر بطور نمونہ وہ آیات لکہین گے جو کہ قُرآن شریف نے توحید کے بارے مین
لکہی ہین تا ہر یک کو معلوم ہو کہ وید اور فرقان مین سے کس نے مسئلہ توحید کو صفائی و شائستگی و پُر زور بیان
اور بلیغ تقریر مین بیان کیا ہے اور کس کا بیان مہمل اور بے سر و پا اور طرح طرح کے شکوک و شُبہات مین
ڈالتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم لکہہ چُکے ہین بلاغت کے آزمانے کے لئے یہی سہل طریق ہے کہ جن دو کلامون کا
موازنہ و مقابلہ منظور ہو اُنکی قُوّت بیانی کو دیکہا جائے کہ کس مرتبہ تک ہے اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے
کے لئے کیسی کیسی موشگافی و دقیقہ رسی اُنہون نے کی ہے اور کہانتک اپنے مدلّل و موجز بیان سے جہل کی
تاریکی کو اُٹہانے کے لئے علم کی روشنی دکہلائی ہے اور وحدانیتِ الٰہی کی خوبیان اور شرک کی قباحتین ظاہر
کی ہین لیکن اگر کسی کو یہہ شک ہو کہ شائد رگوید مین ایسی شُرتیان بہی ہونگی جو کہ بیان توحید مین قرآن شریف
کا مقابلہ کر سکین تو اُسے اختیار ہے کہ وہی شُرتیان بید مذکور سے بیان کرے تا آریہ لوگ جو رگوید کر رہے
ہین سب ویدون سے پہلے اُسیکا فیصلہ ہو جائے اِس جگہ یہہ بہی یاد رہے کہ قرآن شریف کی بے نظیر بلاغت

اور فکر کرتا اور اگر وہ نظر اور فکر نہ کرتا تو ایک حد معلوم اور محدود پر اُسکو بھی مثل اور جانداروں کے ٹھہرنا پڑتا اور ترقیات غیر متناہی کی قابلیت نہ رکھتا پس اِس صورت مین جس سعادت کے لئے وہ پیدا کیا گیا تھا اُس سعادت سے محروم رہ جاتا سو جس خدا نے انسان کو نظر اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انتہا ہے اور نہ بیرونی طور پر کوئی کنارہ ہے جس طرح یہہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مشتعل آگ کی تیزی فرو کرنے کے لئے خارج مین کوئی ایسے اسباب پیدا کرے جن سے اُس آگ کی تیزی جاتی رہی اسی طرح یہہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اُس آگ کی خاصیت احراق دور کرنیکے لئے اُسی کے وجود مین کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جن سے

اور اُسکے ہزارہا دقائق و حقائق جن کے مقابلہ پر انسانی قوتین ساقط و عاجز ہین اپنے موقعہ پر ذکر کئے جائینگے اِس جگہ صرف بعض آریون کے اصرار سے جو کہ بمقابلہ قرآن شریف وید کی بلاغت کا دعویٰ کرتے ہین کسیقدر آیات قرآنی اِس غرض سے لکھی جاتی ہین تا کہ اُنکی زبان درازی کو ایسے آسان طور پر روکا جائے جس سے منصفین پر وید کا بالکل ہیچ اور ناچیز ہونا کھل جائے اور یہہ بات ظاہر ہو جائے کہ وید مین اِسقدر قوت بیانی بھی نہیں کہ وہ اپنے منشاء و مراد کو صفائی سے بیان کر سکے چہ جائیکہ اُسکو قرآن شریف کی اعلیٰ بلاغتون کے ساتھہ دم مارنے کی طاقت ہو کیونکہ اِس موقعہ سے ہر یک منصف سمجھہ سکتا ہے کہ جو کتاب اپنے مطلب کو صفائی سے بھی بیان نہین کر سکتی اُسپر اور مراتب بلاغت و فصاحت کی توقع رکھنا کمال حماقت ہے اگر وید اِس سہل اور آسان طریق مین مقابلہ قرآن شریف کر سکیگا تو پہر شاید وہ اُن دقائق قرآنیہ مین بھی مقابلہ کر سکے جن مین قرآن شریف کا یہہ دعویٰ ہے کہ اُسکے مقابلہ سے دوسری تمام کتابین عاجز ہین لیکن اگر اسی جگہ آریا صاحبوں کا وید مُردہ کی طرح بحس و حرکت رہ گیا اور ایک ذرہ سی بات مین بھی قرآن شریف کے سامنے دم نہ مار سکا تو پہر ایسے وید پر ناز کر کے یہہ خیال کرنا کہ وہ قرآن شریف کے اعلیٰ حقایق و دقایق کا مقابلہ کریگا کمال درجہ کی نادانی ہے اور اِس جگہ یہہ بھی ناظرین پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ چونکہ محققین ہنود نے اُپنشدون کو ویدون مین داخل نہین سمجھا اور نہ اپنے پرمیشر کا کلام اُنکو قرار دیا ہے بلکہ صاف صاف یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ وہ بعض لوگون کے اپنے ہی خیالات ہین جیسا کہ پنڈت دیانند کی بھی یہی رائے ہے اور تمام نامی اور لائق پنڈت اسی رائے پر متفق ہین اسلئے غیر ضروری معلوم ہوا کہ اُپنشدون کے مضامین کی تفتیش کیجائے

فکر کرنے کی قوتین عنایت کین ہین اور اُسکو ایک کمال حاصل کرنے کی استعداد بخشی ہے اُسکی نسبت یہہ کیونکر بدگمان کیا جائے کہ وہ اپنی کتاب نازل کرکے انسان کو کسی کمال تک پہنچانا نہین چاہتا بلکہ کمال سے روکتا ہے۔کیا یہہ بات سچ نہین ہے کہ خدا نے اپنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خاصیت احراق دور ہو جائے کیونکہ اُسکی غیر متناہی حکمتون اور قدرتون کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہین اور جب ہم اُسکی حکمتون اور قدرتون کو غیر متناہی مان چکے تو ہمپر یہہ بھی فرض ہے کہ ہم اِس بات کو بھی مان لیں کہ اُسکی تمام حکمتون اور قدرتون پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اُسکی ناپیداکنار حکمتون اور قدرتون

کیونکہ جب وہ عبارتین وید مین داخل ہی نہین ہین بلکہ باقرار پنڈت دیانند اور دوسرے محققین کے وید کی تعلیم کے مطابق ہی نہین ایک فضول اور بے تعلق حواشے ہین کہ جو بعض ناسمجھ برہمنون نے پیچھے سے چڑھا دیئے ہین تو اِس صورت مین گو اُپنشدون مین کیسی ہی غلطیان کیون نہ ہون مگر اِس جگہ اُنکا بیان کرنا محض طول بلا طائل ہے ہان خالص ویدون مین سے جنکو آریہ لوگ اپنے پرمیشر کا کلام اور ست ودیا لون کا پستک سمجھ رہے ہین کسیقدر شرتیان بطور نمونہ بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو ہم رگوید مین سے کئی ایک شرتیان جنکی نسبت آریون کا خیال ہے کہ توحید کی تعلیم دیتے ہین ذیل مین لکھتے ہین اور وہ یہہ ہین۔

مین **اگنی دیوتا** کے جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور **دیوتاؤن** کو نذرین پہنچانے والا اور بڑا ثروت والا ہے مہما کرتا ہون۔ایسا ہو کہ **اگنی** جسکا مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہین **دیوتاؤن** کو اِس طرف متوجہ کرے۔اے **اگنی** جو کہ دو لکڑیون کے باہم رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اِس پاک کٹے ہوئے کشا پر **دیوتاؤن** کو لا تو ہماری جانب سے اُنکا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔اے **اگنی** آج ہماری خوشذائقہ قربانی **دیوتاؤن** کو اُنکے کہانے کے واسطے پیش کر۔اے **اگنی وایو سورج** وغیرہ **دیوتاؤن** کو ہماری نذر پیش کر۔اے بے عیب **اگنی** تو منجملہ اور **دیوتاؤن** کے ایک ہوشیار **دیوتا** ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمین اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتون کا تو ہی بخشنے والا ہے۔**اگنی** کا مبارک نام لیکر پکارو جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے۔اے **اگنی** سُرخ گھوڑون کے سوامی ہمارے استت سے پرسن ہو **تینتیس دیوتاؤن** کو یہان لا۔اے **اگنی** جیسا کہ تہے لوگ اپنے گہرون مین تجھے محفوظ جگہ مین ہمیشہ روشن

کلام کو اسی لئے بھیجا ہے کہ تا انسانوں کو ظلمات سے نور کی طرف نکالے پس اگر خدا کی کتاب ظلمتوں سے نہیں نکال سکتی بلکہ ارسطو اور افلاطون کی کتابیں نکال سکتی ہیں تو پھر کیا خدا کا یہہ فرمانا کہ ساری تاریکیوں سے میری کتاب ہی نجات دیتی ہے بڑا دعویٰ ہی ہوا جب ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے کوئی قانون نہیں بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمیں معلوم ہی نہیں اُسکی پیمائش کرنے سے ہم عاجز ہیں ہم بنی آدم کی دُنیا کا نہایت ہی تنگ اور چھوٹا سا دایرہ ہیں اور پھر اُس دایرہ کا بھی پورا پورا ہمیں علم حاصل نہیں پس اِس صورت میں ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اِس اقل قلیل پیمانہ سے خدا تعالیٰ کی غیر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کرتے ہیں تو جو سب کی زندگانی کا باعث ہے ہمارے فایدہ کے لئے دولت والا ہو جا۔ اے عاقل **اگنی** تو نہایت ہے یعنے اپنے جسم کا آپ جلانیوالا ہے آج ہماری خوش ذایقہ قربانی **دیوتاؤں** کو اُنکے کہانے کے لئے پیش کر۔ **اگنی دیوتا** جو کہ ہمیشہ جوان رہتا ہے بڑا عاقل ہے اور یگ کرنیوالے کے گہر کا محافظ ہے اور نذروں کا لیجانیوالا ہے جسکا مونہہ **دیوتاؤں** تک نذریں پہنچانے کا وسیلہ ہے اور گہر کی آگ سے روشن ہوا ہے۔ لازوال **اگنی** اپنی خوراک کو اپنی **لاٹ** سے ملاکر اور اُسکو جلد ہی سے تناول کر کے خشک لکڑی پر چڑہ گئی ہے جلانے والے عنصر کا شعلہ چالاک گہوڑے کی مانند ہلتا ہے اور بادل کی مانند بلند ہو کر گرجتا ہے۔ اے **اگنی** یگ جسکو کوئی نہیں روک سکتا اور جسکی تو ہر طرف سے رکشا کرنیوالا ہے وہ **دیوتاؤں** کو پہنچتا ہے۔ اے **اگنی** جسقدر تیرے سے ہوسکے اپنی نذر دینے والے کو فایدہ پہنچا وہ یقیناً تیرے ہی پاس اے **اینگرا** واپس آویگا۔ **اگنی** کے وسیلہ سے پوجاری کو ایسی آسودگی حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور جو شہرت کا چشمہ اور انسان کی نسل بڑہانیوالی ہے۔ اے **اندر** اے **وایو** یہہ یگ تمہارے واسطے چھڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کہانا لیکر ادہر آؤ۔ اے **اندر** جس کی استت سب کرتے ہیں ایسا ہو کہ پہیلنے والے سوم کا رس تیرے میں سرایت کرے اور تجہے فہم برتر حاصل کرنے کے لئے موافق ہو۔ جو کچہہ عمدہ تعریفیں اور **دیوتاؤں** کی ہوسکتی ہیں اُن سب کا **اندر** بھی مستحق ہے۔ جو لوگ **اندر** کا دہیان کرتے ہیں خواہ لڑائی میں یا حصول اولاد کے لئے اور عاقل جو فہم کے طالب ہیں سب کی آرزو پوری ہوتی ہے۔ **اندر** کا شکم سوم کا رس کثرت سے پینے کے باعث سمندر کی مانند پہولتا ہے اور تالو

بات کی سچائی تجربہ اور قیاس سے بالکل کہل جائے تو اُسکے سامنے کس کی پیش جا سکتی ہے ہم نے جسقدر صداقتین کہ نہائت نازک اور اعلیٰ درجہ کی ہین قُرآن شریف سے نکالکر اِس کتاب مین لکہی ہین اِسکا دیکہنا ہمارے اِس بیان کے لئے شاہد ناطق اور قول

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ محدود حکمتون اور قدرتون کو نامنے لگین غرض خدا تعالیٰ کی ربوبیت تامہ اور قُدرتِ کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ آبپاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہین اُس ربوبیت تامہ سے برہمو سماج والے منکر ہین ما سوا اِسکے برہمو سماج والے ربوبیت الٰہیہ کو روحانی

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

کی نمی کی مانند ہمیشہ تر رہتا ہے اندر سب دیوتاؤن سے طاقت مین زیادہ ہے اور تمام دیوتاؤن پر اُسکو فوقیت حاصل ہے بڑے دیوتاؤن کو نمسکار چہوٹے دیوتاؤن کو نمسکار نوجوان دیوتاؤن کو نمسکار بوڑہے دیوتاؤن کو نمسکار ہم سب دیوتاؤن کی حتی المقدور پوجا کرتے ہین۔ اے اندر کوسیکا رشی کے پوتر جلد آ اور مجہہ رشی کو پیدا مالدار کر دے۔ (تمام براہمنون کے شجرہ مین لکہا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا دشوامتر تہا اور سیاناوید کا بہاشیکار اِسکی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا یہہ قصہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرا نیکا مین درج ہے کہ کوسیکا اشر اتہا کے پوتر نے یہہ دل مین خواہش کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرا بیٹا ہو تپ جپ اختیار کیا تہا جس تپ کی جلدی مین خود اندر ہی نے اُس کے گہر جنم لے لیا اور آپ ہی اُسکا بیٹا بن گیا) اندر نے جس کی بہت انسان تعریف کرتے ہین متحرک ہواؤن کی ہمراہ وسیون اور سمیون پر یعنے راکشون پر حملہ آور ہو کر اپنے سحر سے اُن کو قتل کیا من بعد اُس نے اپنے گورے ہمراہیون پر کہیت تقسیم کر دی اور سورج اور پانی کو رہا کیا (اس جگہ گورے ہمراہیون سے مراد جیسا کہ طرز وید کے ملازمات کی ہے پانی کے قطرے ہین اور مطلب اس شرتی کا یہہ ہے کہ کرۂ زمہریر کی تاثیر سے قطراتِ پانی جو شکل مین گورے گورے معلوم ہوتے ہین بادل سے مُترشح ہو کر کہیتون پر گر پڑے بعض کسی کہیت پر اور بعض کسی کہیت پر اور سب پانی بہہ گیا اور سورج نکل آیا فرنگستانی مُفسرون نے یہہ معنے کئے ہین کہ اندر نے بزعم آریا لوگون کے آریا قوم پر جو بہ نسبت قدیم باشندون کے گورے رنگ کے تہے کہیت اُن قدیم لوگون کی تقسیم کر دی مگر یہہ معنے درست نہین ہین وید کا سیاق سباق صریح اِسکے

فیصل ہے اور اُن سب دقائق حقائق قرآنیہ پر مطلع ہونے سے ہریک شخص کو بشرطیکہ نرا اندہا نہو یہہ ماننا پڑیگا کہ صدہا حقائق اور معارف جو افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے خواب مین بہی نہین آئے تہے اِن سب پر قرآن شریف محیط ہے پس کیا اِس سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا کہ خدا کا کلام

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طور پر ہی تام اور کامل نہین سمجہتے اور خدا تعالیٰ کو اس قُدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہین کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کی تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسانون کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔
اسی طرح وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہہ ہے کہ جس

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

برخلاف ہے اسے اندر تیرے ہی سبب سے خوراک کی ہرجگہ کثرت ہے اور وہ بآسانی دستیاب ہوسکتی ہے۔ اسے بجر کے کہانے والے چراگاہون کو سرسبز کردے اور بہت دولت عطا کر۔ ہم اندر کی طرف اُسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنے کے لئے رجوع ہوتے ہین کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے۔ اسے **سورج** اور **چاند** ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قُوت زیادہ کرو تم بہت آدمیون کے فائدہ کے واسطے پیدا ہوئے ہو بہتون کو تمہارا ہی آسرا ہے۔ **سورج** کے نکلنے پر ستارے معہ رات کے چورون کی مانند بہاگ جاتے ہین ہم **سورج دیوتا** کے پاس جاتے ہین جو **دیوتاؤن** کے درمیان نہائت عُمدہ دیوتا ہے۔ اسے **چاند** ہمین تہمت سے بچا گناہ سے محفوظ رکہہ ہماری توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہو جا ایسا ہو کہ تیری قُوت زیادہ ہو اسے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے اور مُشکلون سے نجات دینے والا ہمارے مکان پر دلیر بہادرون کی ہمراہ آ۔ اسے **چاند** اور **اگنی** تم مرتبہ مین برابر ہو ہماری تعریفون کو آپسمین بانٹ لو کیونکہ تم ہمیشہ **دیوتاؤن** کے سردار ہی ہو۔ مین **جل دیوتا** کو جس مین ہمارے مویشی پانی پیتے ہین بُلاتا ہون دریا جو بہ رہے ہین اُنکو نذرین چڑہانی چاہئین۔ ایسا ہو کہ وہ جل جو سورج کے قریب ہین اور وہ جو سورج کے شریک رہتے ہین ہماری اس ریت پر مہربان ہون۔ اسے **دہرتی دیوتا** ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جائے تجہہ پر کانٹے نہ رہین اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہو جائے اور ہمین بڑی خوشی دے۔ ایسا ہو کہ **درونا دیوتا** ہمارا خاص مہربان ہو جائے ایسا ہو کہ **متر ادیوتا** ہماری نگہبانی کرے ایسا ہو کہ یہہ دونون ملکر ہمین نہائت دولتمند کردین۔ اسے **نشتری دیوتا** تو اور تیری بی بی گیک **دیوتاؤن**

جامع دقایق دینیہ ہے اور مین اِس بات کو مکرر لکھتا ہون کہ خدا نے اِس طرز کے اختیار کرنے مین انسان پر کوئی مصیبت نہین ڈالی بلکہ اول اُسکو قوت نظریہ عنایت کی اور پھر نظر کرنے کا سامان بھی عطا فرمایا یہی عطیات الٰہی ہین جن سے انسان کا ستارۂ اقبال چمکتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ طرح خدا تعالیٰ نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دستِ قُدرت سے ظاہر فرمائے ہین اور اِس چندروزہ جسمانی آسائش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزین اپنے ہاتھ سے بنا دی ہین اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اُس عالم کی آسائش

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

سے ہماری سفارش کرو۔ اے **اگنی دیوتاؤن** کو یہان لا۔ انکو تین جگہ بٹھا اور اُنہین آراستہ کر اور تو دیوتا کا ہم پیالہ ہو۔ اے **اگنی** سُرخ گھوڑون کے سوامی یعنے لال لاٹون والے ہم سے خوش ہو کر **تینتیس دیوتاؤن** کو یہان لا۔ ہم **اگنی** کے جو مذہبی رسوم مین روشن کیجاتی ہے پرستش کرتے ہین۔ تمام [illegible] نے اے اگنی تجھے **دیوتاؤن** کا بُلانے والا کارکن پروہت بڑی دولت بخشنے والا جلد سُننے والا اور نہایت مشہور پاکر اپنے یگون مین رکھا ہے۔ **اگنی** ہوا سے بھڑک کر اور مشتعل ہو کر بڑی بڑی لکڑیون مین سلگ گھس جاتی ہے اے اگنی جب تو سانڈھ کی طرح بن مین گھس جاتی ہے تب تو جس طرف جائے تیرا راستہ سیاہ ہوتا جاتا ہے یعنے لکڑیون کو جلا کر بھسم کرتی جاتی ہے اور سب چیزون کو جو آگے آتی ہین خواہ ساکن ہون یا متحرک جلا دیتی ہے مین اگنی کی جو ہر قسم کی دولت کا دینے والا ہے پوجا کرتا ہون **اگنی** جس مین ایسی روشنی ہے جو کہ اور کو حاصل نہین ہوسکتی وہ یگ کے مکان مین سب کی زیبائش ہے جیسے گھر کے زیبائش عورت ہوتی ہے۔ **اگنی** جو بن مین پیدا ہوا ہے اور انسان کا دوست ہے اپنے پوجاری کی اِس طرح حفاظت کرتا ہے جیسے راجہ لئیق آدمی پر مہربانی کرتا ہے ایسا ہو کہ وہ ہمپر مہربان ہو۔ جب اے **اگنی دیوتا** تو خشک لکڑی کے رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے تب تمام تیرے پوجاری پاک رسم ادا کرتے ہین ایسا ہو کہ وہ **اگنی** جو رنگ برنگ روشنی کی مالک ہے اِس اپنے پوجاری کی خواہشون کو غور سے سُنے۔ ہمیشہ اُنگلیان ہماری اگنی سے ایسی محبت کرتی ہین جیسی عورتین اپنے خاوندون سے کرتی ہین اے اگنی جب کہ پوجاری تجھے اپنے گھر مین روشن کرتا ہے اور تجھے بھوگ لگاتا ہے جس کی وہ ہر روز خواہش رکھتا ہے

ہے اور انسان اور حیوان میں امتیاز حاصل ہوتی ہے حیوانات کو خدا نے سوچنے کی طاقت
نہیں دی اور نہ اُنہوں نے کچھ سوچا پھر دیکھو کہ وہ ویسے کے ویسے رہے یا نہیں اور یہ
وسواس کہ خدا نے اپنی کتاب اُمیوں اور بدوؤں کے لئے بھیجی ہے اُنکی سمجھ کے موافق

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے جسکی شقاوت اور سعادت ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنے اپنا پاک اور روشن کلام دُنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہو اور جس علم کی متعدد روحوں کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات میں اُنکی ہلاکت ہے اِن سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اِس کامل رحمانیت کو برہمو سماج والے تسلیم

تواے اگنی دو طرح سے زیادہ ہو کر اُسکی اوقات بسری کے لوازم زیادہ کرتی ہے۔ ایسا ہو کہ قوت ہاضمہ کی اگنی جو خوراک سے تعلق رکھتی ہے بھگتوں اور نامور بزرگوں کی خدمت کرنیوالے کو بطور چشمہ حرارت غریزی کے دیجاوے اور ایسا ہو کہ اگنی سے اُسکا مضبوط اور بے عیب اور جوان اور فہیم لڑکا پیدا ہو۔ ایسا ہو کہ اے اگنی تیرے دولتمند پوجاری بہت خوراک حاصل کریں ایسا ہو کہ وہ بدیاوان جو تیری تعریف کرتے ہیں اور تجھے روشن کرتے ہیں اُنکی عمر دراز ہو ایسا ہو کہ ہم لڑائیوں میں اپنے دشمنوں سے لوٹ حاصل کریں جل میں بوٹیاں ہیں اِس واسطے اے برہم جاری جل کی تعریف کرنے میں مستعد ہو۔ اے جل تمام بیماریوں کے کھونے والی بوٹیوں کو میرے بدن کے فائدہ کے واسطے پکا اندر کا ہتھیار اُسکے مخالفوں پر پڑا اپنے تیز اور عمدہ تیر سے اُس نے اُنکے شہر غارت کئے تب اندر اپنا بجر لیکر ورترا کی جانب متوجہ ہوا اور اُسکو مار کر اپنی طبیعت خوش کی۔ اے جنگل کے مالکو پسندیدہ صورت والو تم دونوں ہمارا شیرین سوم کا رس دل پسند اگون سمیت اندر کے واسطے طیار کرو سوم کے رس کا بقیہ کرچھیوں میں لاؤ اور اُسکو کشا کے پتیوں پر چھڑ کاؤ اور جو باقی بچا اُسکو گائے کی کھال پر رکھ دو یعنے ہتھیلی پر جو کہ گائے کی کھال کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ اے سوم کی رس کے پینے والے اندر گو ہم مستحق نہ ہوں پر تو ہمیں ہزار ہا عمدہ گوئیں اور گھوڑے دیکر مالا مال کر۔ اے خوبصورت اور طاقتور اندر خوراک کے مالک تیری شفقت ہمیشہ قایم رہتی ہے ہمیں ہزاروں عمدہ گھوڑے اور گوئیں دے ہر ایک کو جو ہمیں گالی دیتا ہے غارت کر ہر ایک جو ہمیں نقصان پہنچاتا ہے قتل کر اور ہمیں ہزاروں گھوڑے اور گوئیں دے اے اندر جو ہماری بہتری میں راضی ہوتا ہے ایسا کر کہ ہمیں خوراک بافراط ملے اور مضبوط اور

چاہیئے) ٹھیک نہین ہے اول تو اسمین یہہ جھوٹ ہے کہ وہ کلام بُرا ہیون کی تعلیم کے لئے
نازل ہوا ہے خدا نے تو آپ ہی فرما دیا ہے کہ تمام دُنیا اور مختلف طبایع کی اصلاح کے لئے
یہہ کتاب نازل ہوئی ہے جیسے اُمی اِس کتاب مین مخاطب ہین ایسے ہی عیسائی اور یہودی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین کرتے اور اُنکے زعم مین گو خدا نے انسان کے شکم پُر کرنیکے لئے ہر یک طرح کی مدد کی اور کوئی دقیقہ تائید کا اُٹھا نہ رکھا مگر وہ مدد روحانی تربیت مین نہ کر سکا گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے مین جو اصلی اور حقیقی تربیت تھی دانستہ دریغ کیا اور اُسکے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب پیدا نہ کئے جیسے

بہت دودہ پینے والی گوین ہمارے ہاتھہ آوین جنکے باعث سے ہم عیش وعشرت مین مشغول رہین - اے اندر اور اگنی مین جو دولت کا خواہشمند ہون تم دونون کو اپنے دل مین رشتہ دار اور قرابتی تصوّر کرتا ہون اور اک جو تم نے مجھے عطا کیا ہے کسی دوسرے نے کبھی نہین دیا اور اس طرح بہرہ مند ہوکر مین نے یہہ منتر جس مین مین نے اپنی خوراک کی خواہش ظاہر کی ہے تمہاری تعریف مین بنایا ہے - اے اندر اور اگنی نعمتوں کے عطا کرنیوالو خواہ پاتال لوگ مرت لوگ یا سرگ لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور ارگ پیو - ای اندر اور اگنی نعمتون کے عطا کرنیوالو خواہ سرگ لوگ پاتال لوگ یا مرت لوگ جہان کہین تم ہو وہان سے یہان آؤ اور کُھلا ہوا ارگ پیو - اے اندر اور اگنی بجر گھانے والو شہرون کی غارت کرنیوالو ہمین دولت عطا کرو لڑائیون مین ہماری مدد کرو ایسا ہو کہ مترا دیوتا - ورن دیوتا ادتی دیوی - سمندر دیوتا دھرتی دیوی آسمان دیوتا یہہ سب ملکر ہماری اس دعا پر متوجہ ہون - اے انسانون پر مہربانی کرنے والے اندر تو بہی مخلوق ہی ہے پر پیدائش کے وقت سے آجتک کوئی تیرا نظیر نہین ہوا تو تینو لوگ اور تینون کُرہ آتش اور تمام اِس عالم کا جو مخلوقات سے پُر ہے سہارا دینے والا ہے - اے اندر جو سب دیوتاؤن مین اول درجہ کا دیوتا ہے ہم تجھے بُلاتے ہین تو نے لڑائیون مین فتوحات حاصل کی ہین ایسا ہو کہ اندر جو کہ کارساز تُند اور تمام مانع چیزون کا جڑہ سے اُکھاڑنے والا ہے ہمارے رتھہ کو لڑائیون مین سب سے آگے رکھے - تو اے اندر فتح کرتا ہے لیکن لوٹ کو نہین روکتا چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین اور بڑی سخت لڑائیون مین ہم تجھے اے خونخوار سیگو اپنی اپنی حفاظت کے لئے تیز کرتے ہین - ایسا ہو کہ

اور مجوسی اور صابئین اور لامذہب اور دہریہ وغیرہ تمام فرقے مخاطب ہین اور سب کے خیالات
فاسدہ کا اُسمین رد موجود ہے اور سب کو سنایا گیا ہے قل یاایہا الناس انی رسول اللہ
الیکم جمیعا الجزو نمبر ۹ پہر جبکہ ثابت ہے کہ قرآن شریف کو تمام دنیا کے طبائع سے کام پڑا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کئے بلکہ انسان کو صرف اُسی کی عقل ناقص کے ہاتہہ مین چہوڑ دیا اور کوئی
ایسا کامل نور اپنی طرف سے اُسکی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پُر غبار آنکہہ روشن ہوکر
سیدھا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مُہلک خطرات سے بچ جاتی۔ اسی طرح برہمو سماج والے خداتعالیٰ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اندر ہمارا ساتہی ہوا اور ایسا ہو کہ ہم سیدہے راستہ سے خوراک کثیر حاصل کرین اور ایسا ہو کہ **متر دیوتا۔**
ورن دیوتا ادتی دیوی سمندر دیوتا دہرتی دیوی اکاش دیوتا ہمارے واسطے خوراک
کی حفاظت کرین ہم سوم کا رس اُسکو جو بہت سی مہمات کا سر کرنیوالا سب دیوتاؤن سے اچہا دیوتا نعمتون
کا عطا کرنیوالا سچی طاقت والا ہے اور اندر ہے جو دولت کا لحاظ کرتا ہے اور اُس شخص سے دولت چہین لیتا ہے
جو یگ نہین کرتا جیسے رہزن مسافر سے چہین لیتا ہے اور اُسے یگ کرنیوالے کو دیتا ہے چہڑاتے ہین اے
اندر تیری سب تعریف کرتے ہین ایسی کرپا کر کہ اور لوگون سے ہمین نقصان نہ پہنچے تو بڑا طاقت والا ہے
زیادتی و تعدی سے ہمین محفوظ رکہہ اے انسانون تمہاری ہر روزہ زندگی کا باعث وہ اندر ہے جو صبح
کی کرنون کے ساتہہ بیعقل کو عقل دیتا ہے اور بے شکل کو شکل عطا کرتا ہے۔ تونے اے اندر بہمراہی
مروت دیوتا یعنے ہوا جو ہر چیز کو اُڑا لیجاتی ہے اور دشوار گذار مقامون مین پہنچ سکتی ہے گوؤن کا کہوج
لگایا جو غار مین چورون نے چہپا رکہی ہین ایسا ہو کہ اے **مروت دیوتا** تم دلیر **اندر** کے ہمراہ دونون خوشی
مناتے ہوئے اور یکسان شان و شوکت کے ساتہہ نمودار ہو۔ اے **اجیت اندر** ایسی لڑائیون مین ہماری
حفاظت کر جہان سے بہت لوٹ ہمارے ہاتہہ آوے۔ ہم **اندر** کو جو ہمارے دشمنون کے مقابلہ مین بجر
کو گہماتا ہے اور جو ہمارا مددگار ہے بہت فارغ البالی اور بے شمار دولت حاصل کرنیکے لئے بلاتے ہین۔ اے
مینہہ کے برسانے والے تمام خواہشون کے پورا کرنے والے اِس بادل کو کہولدے تو ہمیشہ ہماری درخواستین
قبول کرتا ہے۔ مینہہ کے برسانے والا طاقتور مالک **اندر** ہمیشہ درخواستین قبول کرنیوالا انسانون کو

تو تم خود ہی سوچو کہ اِس صورت مین لازم تھا یا نہین کہ وہ ہریک طور کی طبیعت پر اپنی عظمت اور حقانیّت کو ظاہر کرتا اور ہریک طور کے شُبہات کو مٹاتا ماسوا اِسکے اگرچہ اِس کلام مین اُمّی بھی مخاطب ہین مگر یہہ تو نہین کہ خدا اُمیون کو اُمّی ہی رکہنا چاہتا تھا بلکہ وہ یہہ چاہتا تھا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ کامل رحیمیّت یہہ ہے کہ خدا تعالی مستعد روحون کو اُنکی فطرتی جوشون کے مطابق اور اُنکے پُرجوش اخلاص کے اندازہ پر اور اُنکے صدق سے بھری ہوئی کوششون کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محجوبہ سے اُنکو ملبب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلون کو کہولین اُسیقدر اُنکے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اپنی طاقت عطا کرتا ہے جیسی سانڈہ گودنکی ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے۔ ہم اے اندر جو کہ ہرجگہ انسانون مین موجود ہے تجھے بُلاتے ہین ایسا ہو کہ تو صرف ہمارا ہی ہو جائے۔ اے **اندر** تیری حمائت کا ہمارے پاس ایک ذاتی ہتھیار ہے جسکے وسیلہ سے ہم اپنے مخالفون پر ظفریاب ہو سکتے ہین۔ **اندر دیوتا** بڑا طاقت والا اور عالی رتبہ ہے ایسا ہو کہ قدر و منزلت ہمیشہ بجلی بردار کے قبضہ مین رہے اُسکی جرّار فوجین آسمان کی مانند ہمیشہ عظیم ہون۔ حقیقت مین اندر کے گانے کے لائق یا پڑھنے کے لائق تعریف بار بار کرنی چاہئے تاکہ وہ سوما کا رس پیوے۔ اے **اندر دیوتا** یہان آؤ اور اقسام اقسام کے ارگون سے اور کہانون سے سیر ہو کر اور قوت حاصل کر کر اپنے دشمنون پر ظفریاب ہو۔ اے **اندر** نعمتون کے بخشنے والے اور اپنے پوجاریون کی رکشا کرنیوالے مین نے تیری تعریف کی ہے جو تجھہ تک پُہنچ گئی ہے اور جسکو تو نے منظور کیا ہے۔ اے متمول **اندر** اِس رسم مین ہمین دولت حاصل کرنیکے لئے دلیر کر کیونکہ ہم قوی اور مشہور ہین۔ اے **اندر** ہمین بے اندازہ بے شمار اور لازوال دولت بخش جو مویشی اور خوراک اور زندگانی کا چشمہ ہے۔ اے **اندر** ہمین نامور کر اور ایسی دولت دے جو ہزارون طریقون سے حاصل ہو اور وہ کہانیکی چیزین جو کہیتون سے جہکڑون مین آتی ہین عطا کر۔ ہم **اندر** کو اپنے مال کی حفاظت کے واسطے مدح کر کر بُلاتے ہین ایسا اندر جو دولت کا مالک ہے اور جسکی لوگ تعریف کرتے ہین اور جو یگ کرنے کی جگہ آمد و رفت رکہتا ہے۔ اے ستا کرتو **اندر** شام دید کے پڑہنے والے تیری استت کرتے ہین رگوید کے پڑہنے والے تیری تعریف کرتے ہین جو کہ تعریف کے لائق ہے اور برہمن تجھے بانس کی مانند بلند کرتے ہین۔ **اندر** نعمتین بخشنے والا اپنے پوجاری کے مطلب سے واقف ہے جس نے

کہ جو طاقتیں انسانیت اور عقل کی اُنکی فطرت مین موجود ہین وہ کمین قوت سے حیز فعل مین آجائین اگر نادان کو ہمیشہ کے لئے نادان ہی رکہنا ہے تو پہر تعلیم کا کیا فائدہ ہوا خدا نے تو علم اور حکمت کی طرف آپ ہی رغبت دیدی ہے دیکھو اِس آئت مین علم اور حکمت کی کیسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لئے آسمانی دروازے کہولے جائین اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اُنکو پانی بھی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہوجائین اور شک اور شُبہ کی موت سے بکلّی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اِس صداقت سے انکاری ہین اور بقول اُنکے انسان کچھہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بہاڑ کی چوٹیون پر سوم کا پودہ لاکر بہت پرستش کی ہے اِس واسطے اندر مروت کی فوج کے ہمراہ آتا ہے اے سوم کی رس پینے والے اندر اپنے بڑے ایال والے مضبوط اور خوبصورت گہوڑون کو جوت کر ہماری تعریفین سُننے کے لئے یہان آ۔ اے باسو دیوتا ہماری اِس پوجا مین آکر شامل ہو ہماری منتر اور تعریف اور دعایون کو قبول کر ہمارے یگ پر مہربان ہو اور بہت خوراک دے۔ منتر جوکہ ترقی کا باعث ہے اندر کی سہا مین بار بار پڑہنا چاہئے جوکہ بہت سے دشمنون کو پراگندہ کرنیوالا ہے تاکہ یہہ طاقت ور دیوتا ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے دوستون سے شفقت سے بولے۔ ہم اندر کی طرف اُسکی شفقت اور دولت اور کامل طاقت حاصل کرنیکے لئے رجوع ہوتے ہین کیونکہ وہ طاقتور اندر دولت بخش کر ہماری رکشا کرنے کے قابل ہے۔ اے اندر جب کہ تو اپنے دشمنون کو غارت کرتا ہے اُسوقت آسمان اور زمین تجہے سہارا نہین دے سکتے مینہہ برسانا تیرے اختیار مین ہے ہمین بڑی فیاضی سے گائین عطا کر۔ اے تعریف کی مستحق اندر ایسا ہو کہ ہم ہمیشہ تیری تعریف کرتے رہین ایسا ہو کہ اِس تعریف سے اے بڑی عمر والے تیری قوت زیادہ ہو اور ایسا ہو کہ یہہ ہماری تعریف تجہے پسند آوے تاکہ ہمین خوشی حاصل ہو۔ ہم اگنی کو جو دیوتاؤن کا پیغمبر اور اُنکے بلانے والا اور بہت ثروت والا اور اِس یگ کا سمپورن کرنے والا ہی منتخب کرتے ہین۔ اے روشن اگنی ہم نے تجہے کبہی کا ہوم کرکے بلایا ہے ہمارے دشمنون کو جلا دے جنکے محافظ ناپاک ارواح ہین۔ اُس اگنی کے یگ مین تعریف کرو کہ جو بڑا عاقل صادق اور روشن ہے اور بیماری کا کہونے والا ہے۔ اے روشن اگنی دیوتاؤن کے پیغمبر اُس نذر پیش کرنے والے کی حفاظت

تاکید ہے یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت عنایت کرتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو بہت سا مال دیا گیا اور پہر فرمایا ہے ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون الجزو نمبر یعنے رسول تمکو کتاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسا بدقسمت ہے کہ گو کیسا ہی دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اسکی آنکھوں سے دریا بہ نکلے اور گو اُس یار عزیز کے لئے خاک مین ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے۔ اور اُنکے نزدیک وہ کچہ ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبون پر رحم ہی نہین اور اپنے خاص نشانون سے ڈہونڈہنے والون کو تسلی نہین بخشتا اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کر جو کہ تیری پوجا کرتا ہے۔ اے صاف کرنیوالے اُس شخص پر مہربان ہو جو دیوتاؤن کے خوش کرنے کے واسطے اگنی کی خدمت مین حاضر ہوتا ہے۔ اے روشن اور صاف کرنیوالے اگنی ہمارے یگ اور ہمارے بہوگ مین **دیوتاؤن** کو لا ہم نے تیری تعریف وہ منتر پڑہ کر کی ہے جو سب سے آخر تصنیف ہوا ہے ہمین خوراک عطا کر اور دولت جو اولاد کا چشمہ ہے عنایت فرما۔ اے **اگنی دیوتا** ہمارا بہوگ **دیوتاؤن** کو پہنچا اور ایسا ہو کہ نذرین دینے والے کو یعنے اگنی کو اُسکے عوض مین علم نصیب ہوا۔ اے اگنی معہ تمام دیوتاؤن کے سوم کارس پینے کو ہماری پوجا مین آ اور نذر پیش کر۔ اے دانا **اگنی** کانوا یعنے رشی لوگ تجہے بلاتے ہین اور تیرے گُن گاتے ہین اے اگنی معہ دیوتاؤن کے آ۔ اے اگنی نیک کامون کے ترقی دینے والون کو یعنے دیوتاؤن کو جنکی ہم پوجا کرتے ہین اس نذر مین معہ اُنکی بی بیون کے شریک کر۔ اے روشن زبان والے اُنہین سوم کارس پینے کو دے۔ اُن دیوتاؤن کو جنکی ہم پرستش اور تعریف کرتے ہین سوم کارس اگ چہڑ چینی کے وقت پلا۔ اے **اگنی دیوتا** اپنی چالاک اور طاقتور گہوڑیان جنکو نام روہت نامزد کرتے ہین اپنی رتہہ مین جوت اور اُنکے وسیلہ سے یہان دیوتاؤن کو لا۔ اے **اگنی** انعام کے دینے والے اور تو دیوتا کے ساتہہ یگ مین حصہ لینے والے گہر کی آگ ہو کر پوجاری کی خاطر دیوتاؤن کی پرستش کر۔ تجہے اے **اگنی** سوم کارس پینے کو شوق سے بلایا ہے **مروت** کو ساتہہ لیکر آ۔ نہ کسی دیوتا کو اور نہ انسان کو اُس یگ مین کچہ اختیار حاصل ہے جو کہ تیرے واسطے اے طاقت والے حاصل ہوا ہے اے اگنی مروت کو ساتہہ لیکر آ۔ اے **اگنی** دیوتاؤن کی خوبصورت رانیون کو اور توا شتری کو سوم کارس پینے

اور حکمت اور وہ تمام حقائق اور معارف سکہاتا ہے جنکا خود بخود معلوم کرلینا تمہارے لئے ممکن نہ تھا اور پھر فرمایا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء الجزو نمبر یعنے خدا سے وہی لوگ ڈرتے ہین جو اہلِ علم ہین اور پھر فرماتا ہے قل رب زدنی علما الجزو نمبر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندون کا کچھ علاج نہین کرتا بلکہ اُنکو اُنہین کے خیالات مین آوارہ چھوڑتا ہے اور اس سے زیادہ اُنکو کچھ بھی معرفت عطا نہین کرتا کہ صرف اپنی اٹکلین دوڑایا کرین اور اُنہین اٹکلون مین ہی ساری عمر کہوہ کر اپنی ظلمانی حالت مین ہی مرجائین مگر کیا یہہ سچ ہے کہ خداوندِ کریم ایسا ہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کے واسطے یہان لا۔ اے اگنی ہمارے اس بہوگ کی اور ان نئے منترون کو دیوتاؤن کو خبر کر۔ اے اگنی تو سب سے پہلے انیگرا رشی تہا تو دیوتا اور دیوتاؤن کا مددگار دوست تہا تیرے ہی یگ مین عاقل فہیم اور روشن ہتیار والی مروت پیدا ہوئی تہی۔ اے اگنی تو سب سے پہلا اور سب انیگراؤن کا سردار ہے دیوتاؤن کی پوجا کو تیرے ہی باعث سے برکت حاصل ہوتی ہے تو دانا ہے رنگ برنگ رنگون والا ہے تمام دُنیا کے فایدے کے واسطے ہی فہیم ہے وَدّیایون کی اولاد ہی اور انسان کے فایدہ کے واسطے انیک روپ دہارن کر رکہے ہین۔ اے ہوا پر فوقیت رکہنے والے اگنی اپنے پوجاری کو درشن دے تاکہ اُسکو معلوم ہو کہ میری پوجا قبول ہوئی تہے بل سے اکاش اور دہرتی لرزان ہے تو نے اُس بوجہ کو اُٹہایا ہے جس کے لئے پروہت مقرر کیا گیا تہا تو نے بزرگ دیوتاؤن کی پرستش کی ہے۔ تو اے اگنی خواہشون کی پورا کرنے والی ہے اپنے پوجاریون کی دولت کی زیادہ کرنے والی ہے۔ اے اگنی دولت کی خاطر ہم تیری پوجا کرتے ہین اس ہوم کے کرنے والے کا نام کردے ایسا ہو کہ تیری کرپا سے جو ہماری اولاد ہو تو ہر ہم بہدرسم ادا کرین دہرتی اکاش اور تمام دیوتاؤن سمیت ہمین بچا۔ اے اگنی اس ہماری غلطی کو اور اس طریق کو جسمین ہم گمراہ ہوگئے معاف کر تیری تعریف کرنی چاہئے کیونکہ تو اُن لوگون کی جو تجہہ کو نذر لائق ارگ دیتے ہین حفاظت کرنیوالی ہے۔ اے پاک اگنی جو بہوگ لینے ہر طرف جاتی ہے یگ کے کرنے مین جو تیرے روبرو ہے جا جیسے پہلے زمانہ مین منش انگرا اور تیاتی یعنے راجگان سلف جاتے تہے اور دیوتاؤن کو یہان لا اور اُنہین پاک کشا پر بٹہا اور اُن مین ایسا بلدان بخش کر جس سے وہ مشکور ہون

دُعاکر کہ خدایا مجھے مراتبِ علمیہ مین ترقی بخش اور پھر فرماتا ہے من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاٰخرۃ اعمی واضل سبیلا الجزو نمبر یعنے جو شخص اِس جہان مین اندھا رہا اور علمِ الٰہی مین بصیرت پیدا نہ کی وہ اُس دوسرے جہان مین بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھون سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا ہی کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈہونڈھنے والون کو سراسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کھٹکھٹانے والون پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اُسکی طرف دوڑتے ہین اُنکی کمزوری پر رحم نہین کرتا اور اُنکا ہاتھ نہین پکڑتا اور اُن سچے طالبون کو گڑھے مین گرنے دیتا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اے اگنی تو ہماری اِس منتر سے جو ہم اپنی لیاقت اور آگاہی کے موافق پڑھتے ہین ترقی پا - اور ہمین دولتمند کر اور ہمین نیک سمجھ دے اور بہت خوراک دے ہم منتر پڑھکر طاقتور اگنی کو جسکے اور رشی بھی تعریف کرتے ہین بہت آدمیون کے فائدہ کے واسطے جو دیوتاؤن کے پرستار ہین مناتے ہین - آدمی اُس اگنی کی طرف رجوع لاتے ہین جو بل کے زیادہ کرنیوالی ہے ہم اے اگنی نذرین چڑھاکر تیری پوجا کرتے ہین اے بہت خوراک دینے والے ہمپر آج مہربان ہو - اے اگنی تو خوشی کی دینے والی دیوتاؤن کے بُلانے والی اور مُنکے پیغمبر اور انسان کی محافظ ہے وہ نیک اور دیرپا کام جو دیوتا کرتے ہین سب تیرے مین جمع ہین - اے نوجوان اور نیک فال اگنی جو کچھ کہ ہم تجھ کو پیش کرین تو ہمپر مہربان ہوکر یا تو اب یا کسی اور وقت طاقتور دیوتاؤن کے پاس لیجا - اے اگنی اِس طور پر تیرا پوجاری تیری پوجا کرتا ہے اور تو اپنی روشنی سے آپ روشن ہے آدمی بعد سات کاروبار کرنیوالے پروہتون کی ہوم کرکر اُس اگنی کو جو اُنکے دشمنون پر فتحیاب ہے روشن کرتے ہین - اے اگنی جو کہ فنا کرنے والی ہے تو نے اور دوسرے دیوتاؤن نے بلکر ورترا کو قتل کیا ہے دیوتاؤن نے دہرتی اور سُرگ اور اکاس کو مخلوقات کے واسطے فراخ رہنے کی جگہ بنایا ہے ایسا ہو کہ دولت والا اگنی بروقت ضرورت کے کانوا پر اِس طرح مہربان ہو جیسا کہ لڑائی مین گھوڑا مویشی کے واسطے ہنہناتا ہے - اُس اگنی کی کرنین جسکو کانوا نے سورج سے زیادہ روشن کردیا ہے سرافرازی سے جھکتے ہین ہم اُسکی تعریفین کرنے ہین ہم اُسکو بلند کرتے ہین اے اگنی خوراک کے بخشنے والی ہمارے خزانے پُر کردے کیونکہ دیوتاؤن کی دوستی تیرے ذریعہ سے

بدتر ہوگا اور پھر یہہ دُعا سکہاتا ہے اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم الجزو نمبر ۱ یعنے اے باریتعالٰی ہمیں وہ صراط مستقیم ظاہر کر جو تُو نے اُن تمام اہل کمال لوگون پر ظاہر کیا جن پر تیرا فضل اور کرم تھا چونکہ اہل کمال لوگون کا صراط مستقیم

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور خود لُطف فرماکر چند قدم آگے نہین آتا اور اپنے جلوۂ خاص سے مُشکلات کے لمبے قصہ کو کوتاہ نہین کرتا سبحانہٗ وتعالٰی عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے خدا تعالٰی کے مالک یوم الدین ہونے سے بھی بے خبر ہین کیونکہ یوم الجزا کے مالک ہونے کی حقیقت یہہ ہے کہ خدا تعالٰی کی ملکیت تامہ کہ جو تجلیات عظمیٰ پر موقوف ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حاصل ہوسکتی ہے تو طرح طرح کی خوراکون کی مالک ہے ہمین خوش کر کیونکہ تو بزرگ ہے۔ اے **اگنی** ہماری حفاظت کے لئے سورج دیوتا کی مانند ہو سیدہی کہڑی ہوجا تو خوراک کی دینے والی ہے جسکے کارن ہم تجھے ہر ہم چیز اکر بُلاتے ہین اور بہروہت تجھے نذرین چڑہاتے ہین ۔ اے جوان اور چمکدار **اگنی** ہمین ناپاک روحون سے اور کینہ ور آدمی سے جو بخشش نہین کرتا اور موذی جانورون سے اور اُن لوگون سے جو ہمارے مارنے کی فکر مین ہین بچا۔ اے **اگنی** تجھی منو نے انسان کی بہت سی نسلون پر روشنی کرنے کے لئے روکا تہا تو جو یگ کے لئے پیدا ہوئی ہے اور چڑہاوے سے سیر ہوتی ہے تو جسکو سب آدمی نمسکار کرتے ہین روشن ہوگئی ہے۔ **اگنی** کے شعلے روشن طاقتور اور خوفناک ہین اُنکا اعتماد نہ کرنا چاہئیے وہ طاقتور ناپاک روحون کو اور دیگر ہمارے مخالفون کو ہمیشہ ضرور بالکل جلا دیتے ہین۔ اے **اگنی** جو امیر ہے اور جو کہ تمام مخلوقات کی فریادرسی کرنے والی ہے صبح سے نذرین دینے والے کے پاس بہت قسم کی دولت مع عمدہ گہر کے لا آج یہان دیوتاؤن کو اُٹھتے ہی لا۔ آج ہم **اگنی** کو جو پیغمبر مکانون کے دینے والی ہر دل عزیز ہومین کے جہنڈے والی روشنی بخشنے والی اور علی الصباح جو پوجاری پوجا کرتا ہے اُسکی حفاظت کرنے والی ہے منتخب کرتے ہین۔ مین **اگنی** کے جو سب دیوتاؤن سے بہتر اور کم عمر کا دیوتا ہے انسان کا مہمان ہے جسکو سب بُلاتے ہین اور جو چڑہاوا چڑہانے والے کا رفیق ہے سب مخلوقات کو جانتا ہے پرارتہنا کیا کرتا ہون تاکہ وہ اور دیوتاؤن کو لینے جائے۔ اے یگ کرنیوالی اور سر بگیانی **اگنی** سب آدمی تجھے روشن کرتے ہین بہت لوگ بلاتے ہین عاقل دیوتاؤن کو جلدی سے یہان لا۔

یہی ہے کہ وہ علیٰ وجہ البصیرت حقایق کو معلوم کرتے ہین نہ اندھون کی طرح پس اِس دُعا کا ماحصل تو یہی ہوا کہ خداوند او وہ تمام علومِ حقّہ اور معارفِ صحیحہ اور اسرارِ عمیقہ اور حقایقِ دقیقہ جو دُنیا کے تمام اہلِ کمال لوگون کو متفرّق طور پر وقتاً فوقتاً تو عنایت کرتا رہا ہے اب وہ سب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظہور مین آکر پہر اُس ملکیتِ تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندون کو دیجاوے یعنے اول اُس مالک حقیقی کی ملکیتِ تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہو جائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلّی درمیان سے اُٹھہ جائین اور زید و عمر کا دخل درمیانہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریان طور پر نظر آوے اور جب یہہ معرفتِ کاملہ اپنا جلوہ دکہا چکی تو پہر جزا

تو اے اگنی انسانون کے یگون کی حفاظت کرنیوالی ہے اور دیوتاؤن کی پیغمبر ہے آج یہان دیوتاؤن کو جو صبح اُٹھتے ہین اور سورج کا دہیان کرتے ہین لا۔ اے اسونون دیوتاؤ تم صبح کے یگ کے واسطے جاگو ایسا ہو کہ وہ دونو دیوتا سوم کا رس پینے کے لئے یہان آوین۔ ہم دونو اسونون کو جو دونو دیوتا ہین اور نہایت اچھے رتہہ بان ہین اور ایک عمدہ گاڑی مین سوار ہوتے ہین اور سُرگ تک پہنچتے ہین بُلاتے ہین۔ اے اسونون دیوتاؤ اپنی چابک سے جو کہ تمہارے گہوڑون کی جہاگون سے تر ہے اور اُسکی پٹخار سے بڑی آواز ہوتی ہے سوم کے ارگ کو ہلادو۔ اے اسونون دیوتاؤ ارگ جر غبی والے کے رہنے کی جگہ جہان تم اپنی رتہہ مین سوار ہو کر جاتے ہو تم سے دور نہین ہے۔ مین سونے کے ہاتہہ والے سورج کو اپنی حفاظت کے لئے بُلاتا ہون وہ پوجاریون کا درجہ مقرر کرتا ہے۔ سورج کی پوجا ہی کا مددگار نہین ہے ہماری حفاظت کے لئے تعریف کرو ہم اُسکی پوجا کرنے کے لئے آرزو رکہتے ہین۔ دوستو بیٹہہ جاؤ درحقیقت ہم سورج کی تعریف کرینگے کیونکہ وہ درحقیقت دولت کا بخشنے والا ہے عاقل ہمیشہ سورج کے اُس بڑے درجہ کا دہیان کرتے ہین جب سے آنکہہ آسمان کی سیر کرتی ہے سوانا آدمی جو کہ ہوشیار رہتے ہین اور تعریف کرنے مین بڑے سرگرم ہین سورج کے اعلیٰ درجہ کی ہم تعریف کرتے ہین۔ سرب گیانی سورج دیوتا کو اُسکے گہوڑے بلندی پر لیجاتے ہین تاکہ وہ تمام دُنیا کو دکہائی دے۔ تو اے سورج سب سے زیادہ چلتا ہے تو سب کو دکہائی دیتا ہے تو چشمہ روشنی کا ہے تو تمام آسمان پر چمکتا ہے۔ تو اے سورج مارت دیوتا کے سامنے نکلتا ہے تو انسان کے روبرو نکلتا ہے اور تو اِس طرح نکلتا ہے کہ تمام دیولوگ تجہے دیکھہ سکے۔ تو اُس

ہم مین جمع کر- سو دیکھئے کہ اِس دُعا مین بھی علم اور حکمت ہی خدا سے چاہی ہے اور وہ علم مانگا ہے جو تمام دُنیا مین متفرّق تھا- خلاصہ یہہ کہ گو خدا تعالیٰ نے اُصولِ نجات کو بہت واضح اور آسان طور پر اپنی کتاب مین بیان کر دیا ہے جسکے معلوم کرنے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بھی بطور کامل ظہور مین آوے یعنے من حیث الورود بھی کامل ہو اور من حیث الوجود بھی- من حیث الورود اِس طرح پر کہ ہر یک جزا باب کو جزا کے وارد ہونے کے ساتھہ ہی یہہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہہ فی الحقیقت اُسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہہ بھی متحقق ہو کہ اِس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

روشنی کے ساتھہ نمودار ہوتا ہے جسکے ساتھہ تو صاف کرنے والا بُرائی سے بچانیوالا ہے- تو فراخ آسمان کو دن اور رات کا اندازہ کرتا ہوا اور سب مخلوقات کو دیکھتا ہوا طے کرتا ہے- تو اے سورج آرام دہندہ روشنی سے چمکتا ہوا نمودار ہو کر اور سب سے بلند آسمان پر چڑھ کر میرے دل کی بیماری اور میرے بدن کی زردی کھو دے- روشنی کو تاریکی کے پرے دیکھہ کر ہم سورج دیوتا کے پاس جاتے ہین جو دیوتاؤن کے درمیان ایک دیدہ دیوتا ہے- اے چاند دیوتا تو ہر دم کے کام کرنے سے نیکی کا کرنے والا ہے تو اپنی قوّتون کے باعث سے صاحبِ طاقت اور سرب بیاپی ہے تو اپنی بخشش کے باعث نعمتون کا دینے والا اور اپنی بزرگی سے بزرگ ہے تو نے اسے انسان کے رہنما یگ کے چڑھاؤن سے خوب پرورش پائی ہے- تیرے کام ورن راجہ کے مانند ہین تیرا کلام اے چاند بڑا ہے تو عزیز متر دیوتا کی مانند سب کا صاف کرنے والا ہے تو اریمان دیوتا کی مانند سب کا بڑھانیوالا ہے- چونکہ تیرے مین وہ سب کلین ہین جو تیرے سبب سے آسمان زمین پہاڑیون اور پانی سب مین برگت ہے اس لئے اے چاند راجہ ہم سے اچھی طرح پیش آ اور بلا خفگی ہماری نذرین قبول کر- تو اے چاند جو تعریف کا شائق اور پودون کا گورو ہے ہماری جان ہے اگر تو چاہیگا تو ہم نہین مرینگے- تو اے چاند اُس شخص کو جو تیری پوجا کرتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا بڈھا دولت دیتا ہے تا کہ وہ اُس سے حظ اُٹھاوے اور زندہ رہے- اے چاند راجا ہمین اُس سے جو نقصان پہنچانے کی فکر مین ہے محفوظ رکھہ تجھہ جیسے دیوتا کا دوست کبھی نہین مر سکتا- اے چاند دیوتا ہماری ایسی مدد کر کہ جس سے بھوگ لگانے والے کو

جاننے مین کسی نوع کی دقت اور ابہام نہین اور سب خواندہ اور ناخواندہ اُسمین برابر ہین لیکن اُس حکیمِ مُطلق نے علمِ الٰہی کے دقائق اور اسرارِ عالیہ مین یہہ چاہا ہے کہ انسان محنت کرکے اُنکو دریافت کرے تا یہی محنت اُسکے لئے موجبِ تکمیلِ نفس ہوجائے کیونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو ربّ العالمین ہےکوئی دوسرا نہین اور اِن دونون باتون مین ایسا تحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہجائے۔ اور مین حیث الوجود اثر مرحبہ کامل ہو کہ انسان کو دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہوجائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہو تا وہ شخص جو نیکیون مین سبقت لیگیا ہے اپنی اُس سعادتِ عظمٰی کو کہ جو تمام

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ہماری اِس بلدان کو اور تعریف کو قبول فرماکر اے چاند دیوتا ہمارے پاس آ اور ہماری رسم کا ترقی دینے والا ہو چونکہ ہم منترون سے واقف ہین اِس سبب سے ہم تیری تعریف کرکر تیرا رُتبہ بڑھاتے ہین اے کرپا ندہان چاند ادہر آ۔ اے دولت بخشنے والے ہماری کہو نیوالی دولت سے آگاہ خوراک کے بڑھانے والے چاند دیوتا ہمارا ایک لائق مددگار ہو۔ اے چاند دیوتا ہمارے دلون مین ایسا خوش رہ جیسے مویشی سبزہ زارون مین یا انسان اپنے گہرون مین خوش رہتا ہے۔ اے چاند دیوتا ایسا ہو کہ قوت تیرے مین ہر طرف سے آوے ہمارے واسطے خوراک مہیا کرنے مین سرگرم ہو۔ اے خوش چاند دیوتا سب بیلون کے ساتہہ بڑہتا جا ہمارا دوست ہو خوراک کی طرف سے آسودہ حالی بخش تا ہم بہلے ہولین۔ چاند دیوتا اُس شخص کو جو کہ نذرین چڑہاتا ہے دودہ والی گائے چالاک گہوڑا اور ایک بیٹا جو کہ کاروبار مین ہوشیار خانگی تعلقات مین ہنرمند یوجا مین سرگرم مجلس مین لائق اور جو اپنے باپ کی عزت کا باعث ہو دیتا ہے۔ ہم اے چاند دیوتا تجہے رن مین اٹل ہزارون آدمیون کی گروہون مین لڑکر فتحیاب ہونیوالا طاقت زایل نہ ہونے دینےوالا گیون کے درمیان پیدا اور روشن مکان مین رہنے والا مشہور اور بہادر جانکر خوش ہوتے ہین۔ تونے اے چاند دیوتا یہہ پودے پانی اور گوئین پیدا کی ہین تونے کشادہ آسمان کو پہیلایا ہے تونے تاریکی کو روشنی سے پراگندہ کردیا ہے اے طاقتور چاند دیوتا اپنی روشن دماغی کے ساتہہ اپنی دولت کا ایک حصہ دے ایسا ہو کہ کوئی مخالف تجہے دق نہ کرسکے تو کسی دوبرابر کے مخالفون کی بہادری پر فوقیت رکہتا ہے ہمین رن مین ہمارے دشمنون سے

تمام قوی انسانیہ کا قیام اور بقا محنت اور ورزش پر ہی موقوف ہے اگر انسان ہمیشہ آنکھہ بند رکھے اور کبھی اُس سے دیکھنے کا کام نہ لے (تو جیسا کہ تجارب طبیہ سے ثابت ہو گیا ہے) تھوڑے ہی دنوں کے بعد اندھا ہو جائیگا اور اگر کان بند رکھے تو بہرہ ہو جائیگا اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سعادتوں کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدیوں میں سبقت لیگیا ہے اپنی اُس شقاوتِ عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتوں کی آخری حد ہے پہنچ جائے اور تا ہر یک فریق اُس اعلیٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اُسکے لئے ممکن ہے یعنی اُس کامل اور دائمی مکافات کو پالے کہ جو اس عالمِ بے بقا اور زوال پذیر میں جسکا تمام رنج و راحت موت کے ساتھہ ختم ہو جاتا ہے بمنصۂ ظہور نہیں آسکتی بلکہ اُسکے کامل ظہور کے لئے مالکِ حقیقی نے اپنے لطف کامل اور قہر عظیم کے دکھلانے کی غرض سے یعنے جمالی و جلالی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بجا سورج روشن صبح کے اِس طرح ساتھہ آتا ہے جیسے مرد نوجوان خوبصورت عورت کے پیچھے چلتا ہے اُسوقت وہرم آتما لوگ مقرری وقت کی رسموں کو کرتے ہیں اور مبارک سورج کو اچھے انعام کی خاطر پوجتے ہیں یعنے اُسکی پرستش کرتے ہیں۔ سورج کی تیز رفتار ہمایون فال ہاتھہ پاؤن کے مضبوط راستہ طے کرنیوالے گھوڑے جنکی ہم نے پرستش کی ہے اور جو تعریف کئے جانیکے مستحق ہیں آسمان کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں اور جلد زمین اور آسمان کے گرد پھر آئے ہیں۔ ایسا دیوتا پن اور جلال سورج کا ہے کہ جب وہ غروب ہو جاتا ہے وہ پھیلی ہوئی روشنی کو جو ادہورے کام پر پھیلی ہوئی تھی اپنے میں چھپا لیتا ہے جب وہ اپنے گھوڑوں کو کھول دیتا ہے اُسوقت رات کی تاریکی سب پر چھا جاتی ہے۔ آفتاب متر دیوتا اور ورن دیوتا کے سامنے اپنی روشن صورت آسمان کے درمیان ظاہر کرتا ہے اور اُسکی کرنیں ایک تو اُسکی بیحد روشن طاقت کو پھیلاتی ہیں اور دوسری جب وہ چلی جاتی ہیں تب رات کی تاریکی لاتی ہیں آج دیوتاؤ سورج کے نکلتے ہی ہمیں نالایق باتوں سے بچاؤ اور ایسا ہو کہ متر دیوتا ورن دیوتا ادتی دیوی سمند دیوتا دہرتی دیوی اکاس دیوتا اِس ہماری دعا کو متوجہ ہو کر سنیں۔

اب ناظرین اِس کتاب کے خود خیال فرماویں کہ اِسقدر شرتیوں سے جنکا ایک ذخیرۂ کلان بیان لکھہ کر کئی صفحے ہم نے سیاہ کئے ہیں کیا کچھہ خدا کا بھی پتہ مل سکتا ہے اور حضرات آریا سماج والے انصافاً ہمکو بتلاویں کہ رگوید نے اِن شرتیوں میں اپنا منشا ظاہر کرنے میں کونسی بلاغت دکھلائی ہے اور آپ ہی بولیں کہ کیا اُسکی تقریر فصیح تقریروں کی طرح پُر زور اور مدلّل ہے یا بلوچ اور لچر ہے منصفین

اگر ہاتہہ پانون حرکت سے بند رہے تو آخر یہہ نتیجہ ہوگا کہ اُن مین نہ حس باقی رہیگی اور نہ حرکت اسی طرح اگر قوّتِ حافظہ سے کبہی کام نہ لے تو حافظہ مین فتور پڑیگا اور اگر قوّتِ متفکرّہ کو بیکار چہوڑ دے تو وہ بہی گہٹتے گہٹتے کالعدم ہو جائیگی سو یہہ اُسکا فضل و کرم ہے کہ اُسنے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صفتون کی پوری پوری تجلّی ظاہر کرنیکے قصد سے ایک اور عالم جو ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکہا ہے تا خدا تعالیٰ مین جو صفت مجازات ہے جسکا کامل طور پر اِس منقبض اور فانی عالم مین ظہور نہین ہو سکتا وہ اِس ابدی اور وسیع عالم مین ظہور پذیر ہو جائے اور تا اُن تجلّیاتِ تامہ اور کاملہ سے انسان اُس اعلیٰ درجہ کے شہودِ تام تک بہی پہنچ جائے کہ جو اسکی بشری طاقتون کیلئے حدِ امکان مین داخل ہے اور چونکہ اعلیٰ درجہ کی مکافاتِ عند العقل اِسی مین منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وارد ہو وہ انسان کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

پر پوشیدہ نہین کہ اِن شُرتیون مین بجائے اِسکے کہ حق الامر کو اپنی خوش بیانی کے ذریعہ سے ظاہر کیا جاتا اور راستی کے پہیلانے کے لئے کوشش کیجاتی خود مضمون شُرتیون کا ایسا بے سر و پا اور مُہمل ہے جس سے سامع اُسکا ایک دبدہا مین پڑ جاتا ہے کبہی ایک چیز کو خالق ٹہراتا ہے اور اُس سے مرادین مانگتا ہے کبہی اُسی کو مخلوق بناتا ہے اور دوسرے کی محتاج قرار دیتا ہے کبہی کسی کے لئے خدا کی صفتین قایم کرتا ہے۔ اور پہر اُسی کی طرف فانی چیزون کی صفتین منسوب کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ جس نے اِسقدر کلام کو طول دیا اور پہر ماحصل اُسکا خاک بہی نہین نہ توحید کا مدعی ہو کر توحید کو بیان کیا ہے نہ مخلوق پرستی کا مدعی ہو کر مخلوق پرستی کو بپایۂ ثبوت پہنچایا ہے بلکہ سراسیمہ اور مخبط الحواس آدمی کی طرح ایسی تقریر بے بنیاد اور متناقض کی ہے کہ جس سے ہندو مذہب مین عجب طرح کی گڑبڑ پڑ گئی ہے اور کوئی کسی دیوتا کا پوجاری اور کوئی کسی دیوتا کا بہجن گا رہا ہے کیا ایسی تقریر سراپا فضول و مُہمل اس لایق ہو سکتی ہے کہ کوئی دانا اُسکو بلیغ و فصیح کہے شائد بعض ہندو صاحب جنہون نے فقط وید کا نام سُن رکہا ہے اور کبہی اُس مقدس کتاب کا درشن نہین کیا وہ دلمین یہہ وسوسہ کرین کہ یہہ شُرتیان جو رگوید مین سے لکہی گئی ہین وہ صحیح طور پر نہین لکہی گئین یا شائد اُن سے بہتر وید مذکور مین اَور شُرتیان ہونگی جن مین وید نے وحدانیتِ الٰہی کے بیان کرنے مین دادِ فصاحت دی ہوگی یا مخلوق پرستی کو فصیح اور مدلّل تقریر مین جو لازمہ فصاحت و بلاغت ہے عطا کیا ہوگا سو ایسے وسواسی آدمیون کے جواب مین عرض کیا جاتا ہے کہ ہم نے یہہ تمام شُرتیان رگوید سنہتا اشٹک اول سکت سے

بندون کو اُس طریقہ پر چلانا چاہا جس پر اُنکی قوّتِ نظریہ کا کمال موقوف ہے اور اگر خدا تعالیٰ محنت کرنے سے بکلّی آزاد رکھنا چاہتا تو پھر یہہ بھی مناسب نہ تھا کہ اپنی آخری کتاب کو تمام لوگون کے لئے (جو مختلف زبانین رکھتے ہین) ایک ہی زبان مین جس سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ظاہر و باطن جو جسم و جان پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور نیز اعلیٰ درجہ کا یقین مالکِ حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالکِ حقیقی اسبابِ مُعتادہ کو بکلّی نیست و نابود کر کے عریان طور پر جلوہ گر ہو اِس لئے یہہ صداقت قصویٰ جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تبھی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتین مذکورہ بالا متحقق جائیز کہ جو عند العقل اُسکی تعریف مین داخل ہین کیونکہ انتہائی معرفت بجز اِسکے عند العقل ممکن نہین کہ مالکِ حقیقی کا جمال

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

۱۱۵ سکت تک بطور نمونہ منتخب کر کے لکھے ہین اگر کسیکو یہہ دعویٰ ہو کہ وہ شُرتیان صحیح نہین ہین تو اُسپر لازم ہے کہ جو اُسکی دانست مین صحیح ترجمہ ہو وہ پیش کرے تا منصف لوگ آپ دیکھہ لین کہ یہہ شُرتیان صحیح ہین یا اُسکی پیش کردہ صحیح ہین – اور اگر کسی کو یہہ دعویٰ ہو کہ اگرچہ یہہ شُرتیان مہمل اور بے سرو پا ہین مگر اسی رگوید مین ایسی شُرتیان بھی پائی جاتی ہین جن مین وحدانیت الٰہی کا بیان نہایت صفائی و شائستگی سے موجود ہے تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ ہمراہ اِن شُرتیون کے اُن شُرتیون کو بھی پیش کرے تاکہ اگر کسی طرح ہاتھہ پانو مار کر وید کی بلاغت و خوش بیانی ثابت ہو سکے تو ثابت ہو جائے ہمکو کسی صاحب سے ناحق کی ضد نہین ہے ہم اپنے سچّے دل سے کہتے ہین کہ ہم نے بڑی غور اور تدبر سے وید پر نظر کر کے اُسکو طریقہ شائستہ بیانی سے بالکل دور اور مہجور پایا ہے اور ہم بڑے افسوس سے لکھتے ہین کہ ایسی پراگندہ باتین کیونکر آریا سماج والون کے دلون کو بھا رہی ہین اور کیون ایسے کچے اور پست خیالات پر فریفتہ ہو رہے ہین اگر وید کا کلام باوجود اِس فضول طوالت اور مہمل بیانی اور خبطِ مضمون کے پھر بھی فصیح اور بلیغ ہی ہے تو پھر غیر فصیح کلام دنیا مین کس کو کہنا چاہئے اور اگر آریا سماج والون کو یہہ معلوم نہین کہ کلام فصیح کسے کہتے ہین تو لازم ہے کہ وہ ذرا آنکھہ کھولکر بمقابلہ طول طویل وید کے کلام کے جو اوپر تحریر ہو چکا ہے قرآن شریف کی چند آیات پر نظر ڈالین کہ کس لطافت و ایجاز سے مسائل کثیرہ وحدانیت کو قلیل و دل عبارت مین بیان کرتا ہے اور کس جہد و کوشش سے مسئلہ توحید کو دل مین بٹھاتا ہے اور کیسی فصیح اور مدلل تقریر سے توحید الٰہی کو قلوبِ صافیہ مین

وہ ناآشنا ہیں بہیجا کیونکہ غیر زبان کا دریافت کرنا بھی بغیر محنت کے گو تہوڑی ہی ہو ممکن نہیں۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بطور حق الیقین مشہود ہو یعنی ظہور اور بروز تام ہو جیسے زیادت متصور نہ ہو علیٰ ہذا القیاس انتہائی مکافات بہی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونوں دُنیا کی زندگی میں ملکر فرمان بردار یا نافرمان اور سرکش تہی ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونوں مورد انعام

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مُنقش کرتا ہے اگر اُسکی مانند وید مذکور میں شُرتیاں موجود ہوں تو پیش کرنی چاہئیں ورنہ بیہودہ بکبک کرنا اور لاجواب رہ کر پہر خُبث اور شر سے باز نہ آنا اُن لوگوں کا کام ہے جن لوگوں کو خدا اور ایمانداری سے کچہ بھی غرض نہیں اور نہ حیا اور شرم سے کچہ سروکار ہے اب یہاں ہم بطور نمونہ بمقابلہ وید کی شرتیوں کے کسیقدر آیات قُرآن شریف جو وحدانیت الٰہی کو بیان کرتے ہیں لکہتے ہیں تا ہر یک کو معلوم ہو جائے کہ وید اور قُرآن شریف میں سے کس کی عبارت میں لطافت اور ایجاز اور زور بیان پایا جاتا ہے اور کس کی عبارت طرح طرح کے شکوک اور شُبہات میں ڈالتی ہے اور فضول اور طول طویل ہے اور آیات ممدوحہ یہہ ہیں۔

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض ۳ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ۳ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا ما کان معہ من الہ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا ۱۵ قل ادعوا شرکائکم ثم کیدون فلا تنظرون ۹ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون ۹ تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ۱۵ قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ ھو الغنی لہ ما فی السموات وما فی الارض ان عندکم من سلطان بھذا اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۱۱ انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما

تمہید پنجم - جس معجزہ کو عقل شناخت کر کے اُسکے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دی وہ اُن معجزات سے ہزارہا درجہ افضل ہوتا ہے کہ جو صرف بطور کتھا یا قصّہ کے مد

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوں یا دونوں سزامیں پکڑے جائیں اور مکافات کاملہ کا بحر مواج یکسان ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہوجائے لیکن برہمو سماج والے اِس صداقت سے بھی اِنکاری ہیں بلکہ اِس

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فی الارض وکفیٰ باللہ وکیلا ۱۲ ویجعلون لله البنات سبحانه ولهم ما یشتهون ۱۴ الکم الذکر وله الانثیٰ تلك اذا قسمة ضیزیٰ ۱۵ یاٰیها الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون ط هو الذی فی السماءِ اله وفی الارض اله ۲۵ هو الاول والاٰخر والظاهر والباطن - لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار - لیس کمثله شیئ وهو السمیع البصیر - خلق کل شیئ فقدره تقدیرا ۸ له الحمد فی الاولیٰ والاٰخرة وله الحکم والیه ترجعون ۲۰ ان الله لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذالك لمن یشاء فمن یرجو لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرك بعبادة ربه احدا ۱۶ لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظیم ۲۱ ولا تدع مع الله الٰها اٰخر کل شیئ هالك الا وجهه له الحکم والیه ترجعون ۲۰ وقضیٰ ربك الا تعبدوا الا ایاه وبالوالدین احسانا ۱۵ وان جاهداك لتشرك بی ما لیس لك به علم فلا تطعهما ۲۱ ان یمسسك بضر فلا کاشف له الا هو وان یمسسك بخیر فهو علیٰ کل شیئ قدیر ط وهو القاهر فوق عباده وهو الحکیم الخبیر ۷ له دعوة الحق والذین یدعون من دونه لا یستجیبون لهم بشیئ الا کباسط کفیه الی الماء لیبلغ فاه وما هو ببالغه وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۱۳ من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون بشیئ من علمه الا بما شاء ۳ وهم من خشیته مشفقون ولله الاسماء

منقولات مین بیان کئے جاتے ہین اِس ترجیح کے دو باعث ہین ایک تو یہ کہ منقولی مُعجزات ہمارے لئے جو صدہا سال اُس زمانہ سے پیچھے پیدا ہوئے ہین جب معجزات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ صداقت قُصوی کا وجود اُنکے نزدیک متحقق ہی نہین اور بزعم اُنکے انسان کی قسمت مین نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدّر ہے نہ انتہائی مکافات کا۔ اور مکافات اُنکے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

الحسنی فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون انما تعبدون من دون اللہ اوثانا وتخلقون افکا فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور الھم ارجل یمشون بہا ام لھم اید یبطشون بہا ام لھم اعین یبصرون بہا ام لھم اٰذان یسمعون بہا ولا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا الیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون ان کل من فی السموات والارض الا اٰتی الرحمن عبدا ومن یقل منھم انی الہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم وکذالک نجزی الظالمین فاٰمنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلٰثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد یاء یہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز ان القوۃ للہ جمیعا وجعلوا للہ شرکاء الجن وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم سبحانہ وتعالی عما یصفون وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون ما کان للہ ان یتخذ ولدا سبحانہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ان الذین

دکھلائے گئے تھے مشہود اور محسوس کا حکم نہیں رکھتے اور اخبار منقولہ ہونے کے باعث سے وہ درجہ اُنکو حاصل بھی نہیں ہوسکتا جو مشاہدات اور مرئیات کو حاصل ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو صرف اپنے ہی بے بُنیاد تصوّرات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہوجائینگے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اٰمنوا والذین ھادوا والصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینھم یوم القیمۃ ان اللہ علی کلشیٔ شھید ط الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات والارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس ط وکثیر حق علیہ العذاب ؕ۔ **ترجمہ** اللہ جو جامع صفاتِ کاملہ اور مستحق عبادت ہے اُسکا وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حیّ بالذات اور قایم بالذات ہے۔ بجز اُسکے کوئی چیز حیّ بالذات اور قایم بالذات نہیں یعنے اُسکے بغیر کسی چیز میں یہہ صفت پائی نہیں جاتی کہ بغیر کسی علّتِ موجدہ کے آپ ہی موجود اور قایم رہ سکے یا کہ اِس عالم کی جو کمال حکمت اور ترتیب محکم اور موزون سے بنایا گیا ہے علّتِ موجبہ ہوسکے اور یہہ امر اُس صانع عالم جامع صفاتِ کاملہ کی ہستی کو ثابت کرنیوالا ہے تفصیل اِس استدلال لطیف کی یہہ ہے کہ یہہ بات بہ بداہت ثابت ہے کہ عالم کے اشیا میں سے ہر یک موجود جو نظر آتا ہے اُسکا وجود اور قیام نظراً علیٰ ذاتہ ضروری نہیں مثلاً زمین کروی الشکل ہے اور قطر اُسکا بعض کے گمان کے موافق تخمیناً چار ہزار کوس پختہ ہے مگر اِس بات پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوسکتی کہ کیوں یہی شکل اور یہی مقدار اُسکے لئے ضروری ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اِس سے زیادہ یا اِس سے کم ہو یا برخلاف شکل حاصل کے کسی اور شکل سے متشکل ہو اور جب اِسپر کوئی دلیل قائم نہ ہوئی تو یہہ شکل اور یہہ مقدار جسکے مجموعہ کا نام وجود ہے زمین کے لئے ضروری نہ ہوا اور علی ہٰذالقیاس عالم کی تمام اشیا کا وجود اور قیام غیر ضروری ٹھہرا اور صرف یہی بات نہیں کہ وجود ہر یک ممکن کا نظراً علیٰ ذاتہ غیر ضروری ہے بلکہ بعض صورتیں ایسی نظر آتی ہیں کہ اکثر چیزوں کے معدوم ہونے کے اسباب بھی قایم ہوجاتے ہیں پھر وہ چیزیں معدوم نہیں ہوتیں مثلاً باوجود اُسکے کہ سخت سخت قحط اور وبا پڑتی ہیں مگر پھر بھی ابتدا زمانہ سے تخم ہر یک چیز کا بچتا چلا آیا ہے

دوسرے یہہ کہ جن لوگون نے منقولی معجزات کو جو تصرف عقل سے بالاتر مین مشاہدہ کیا ہے اُنکے لئے بھی وہ تسلّی تام کا موجب نہین ٹھہر سکتی کیونکہ بہت سے ایسے عجائبات

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہین ہوگا کہ جو خاص خدا تعالیٰ کے ارادہ سے نیک بندون پر بصورتِ نعمت اور بد بندون پر بصورتِ عذاب اُتریگا پس اُنکا یہہ مذہب نہین ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حالانکہ عند العقل جائز بلکہ واجب تھا کہ ہزارہا شدائد اور حوادث مین سے جو ابتدا سے دُنیا پر نازل ہوتی رہی کبھی کسی دفعہ ایسا ہی ہوتا کہ شدت قحط کے وقت غلہ جو کہ خوراک انسان کی ہے بالکل مفقود ہوجاتا یا کوئی قسم غلہ کی مفقود ہوجاتی یا کبھی شدّت وبا کے وقت نوع انسان کا نام ونشان باقی نہ رہتا یا کوئی اور انواع حیوانات مین سے مفقود ہوجاتے یا کبھی اتفاقی طور پر سورج یا چاند کی کُل بگڑ جاتی یا دوسری بے شمار چیزون سے جو عالم کی درستی نظام کے لئے ضروری ہین کسی چیز کے وجود مین خلل راہ پا جاتا کیونکہ کروڑہا چیزون کا اختلال اور فساد سے سالم رہنا اور کبھی اُن پر آفت نازل نہ ہونا قیاس سے بعید ہے پس جو چیزین نہ ضروری الوجود ہین نہ ضروری البقاء بلکہ اُنکا کبھی نہ کبھی بگڑ جانا اُنکے باقی رہنے سے زیادہ تر قرینِ قیاس ہے اُن پر کبھی زوال نہ آنا اور احسن طور پر بہ ترتیب محکم اور ترکیب ابلغ اُنکا وجود اور قیام پایا جانا اور کروڑہا ضروریات عالم مین سے کبھی کسی چیز کا مفقود نہ ہونا صریح اِس بات پر نشان ہے کہ اُن مکتب کے لئے ایک محیی اور محافظ اور قیوم ہے جو جامع صفاتِ کاملہ یعنے مدبّر اور حکیم اور رحمان اور رحیم اور اپنی ذات مین ازلی ابدی اور ہریک نقصان سے پاک ہے جسپر کبھی موت اور فنا طاری نہین ہوتی بلکہ اونگھہ اور نیند سے بھی جو فی الجملہ موت سے مشابہ ہے پاک ہے سو وہی ذات جامع صفات کاملہ ہے جس نے اِس عالم امکانی کو برعایت کمال حکمت وموزونیت وجود عطا کیا اور ہستی کو نیستی پر ترجیح بخشی اور وہی بوجہ اپنی کمالیت اور خالقیت اور ربوبیّت اور قیّومیت کے مستحق عبادت ہے۔ یہان تک تو ترجمہ اِس آیت کا ہوا اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض اب بنظرِ انصاف دیکھنا چاہئے کہ کس بلاغت اور لطافت اور متانت اور حکمت سے اِس آیت مین وجودِ صانع عالم پر دلیل بیان فرمائی ہے اور کسقدر تھوڑے لفظون مین معانی کثیرہ اور لطائف حکمیہ کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے اور ما فی السموات وما فی الارض کے لئے ایسی محکم دلیل

بھی ہین کہ ارباب شعبدہ بازی اُنکو دکہلاتے پہرتے ہین گو وہ مکر اور فریب ہی ہین
مگر اب مخالف بداندیش پر کیونکر ثابت کر کے دکہلاوین کہ انبیا سے جو عجائبات اِس قسم کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور وہی اپنے نیک بندون پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذت دائمی کا فیضان کریگا جس لذّت کاملہ کو
سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورتِ مشہودہ اور محسوسہ مین بہی مشاہدہ کرینگے اور قُوی انسانیہ مین سے کوئی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

سے وجود ایک خالق کامل الصفات کا ثابت کر دکہایا ہے جسکے کامل اور محیط بیان کے برابر کسی حکیم نے آجتک
کوئی تقریر بیان نہین کی بلکہ حکمار ناقص الفہم نے ارواح اور اجسام کو حادث ہی نہین سمجہا اور اِس رازِ دقیق سے
بیخبر رہے کہ حیات حقیقی اور ہستی حقیقی اور قیامِ حقیقی صرف خدا ہی کے لئے مسلّم ہے یہہ عمیق معرفت اسی آیت سے
انسان کو حاصل ہوتی ہے جسمین خدا نے فرمایا کہ حقیقی طور پر زندگی اور بقار زندگی صرف اللہ کے لئے حاصل ہے جو
جامع صفاتِ کاملہ ہے اُسکے بغیر کسی دوسری چیز کو وجودِ حقیقی اور قیامِ حقیقی حاصل نہین اور اسی بات کو صانع
عالم کی ضرورت کے لئے دلیل ٹہرایا اور فرمایا لہ مافی السموات ومافی الارض یعنے جب کہ عالم کے لئے
نہ حیاتِ حقیقی حاصل ہے نہ قیامِ حقیقی تو بالضرور اُسکو ایک علّتِ موجبہ کی حاجت ہے جسکے ذریعہ سے اُسکو
حیات اور قیام حاصل ہوا اور ضرور ہے کہ ایسی علّتِ موجبہ جامع صفاتِ کاملہ اور مدبّر بالارادہ اور حکیم اور عالم الغیب ہو
سو وہی اللہ ہے کیونکہ اللہ بموجب اصطلاح قُرآنِ شریف کے اُس ذات کا نام ہے جو مستجمع کمالاتِ تامہ ہے
اسی وجہ سے قُرآنِ شریف مین اللہ کے اسم کو جمیع صفاتِ کاملہ کا موصوف ٹہرایا ہے اور جا بجا فرمایا ہے کہ اللہ
وہ ہے جو کہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مدبّر بالارادہ ہے حکیم ہے عالم الغیب ہے قادرِ مُطلق ہے
ازلی ابدی ہے وغیرہ وغیرہ سو یہہ قُرآنِ شریف کی ایک اصطلاح ٹہر گئی ہے کہ اللہ ایک ذات جامع جمیع صفاتِ کاملہ
کا نام ہے اسی جہت سے اِس آیت کے سر پر بہی اللہ کا اسم لائے اور فرمایا اللہ لا الہ الا ھو الحي القيّوم
یعنے اِس عالمِ بے ثبات کا قیّوم ذات جامع الکمالات ہے یہہ اِس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہہ عالم جس ترتیبِ
محکم اور ترکیب ابلغ سے موجود اور مترتب ہے اُسکے لئے یہہ گمان کرنا باطل ہے کہ اُنہین چیزون مین سے بعض
چیزین بعض کے لئے علّتِ موجبہ ہو سکتی ہین بلکہ اِس حکیمانہ کام کے لئے جو سراسر حکمت سے بہرا ہوا ہے ایک ایسے
صانع کی ضرورت ہے جو اپنی ذات مین مدبّر بالارادہ اور حکیم اور علیم اور رحیم اور غیر فانی اور تمام صفاتِ کاملہ سے

ظاہر ہوئے ہین کہ کسی نے سانپ بناکر دکھلادیا اور کسی نے مُردہ کو زندہ کرکے دکھلادیا
یہہ اس قسم کی دست بازیون سے مُنزّہ ہین جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہین یہہ مشکلات

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ قوّتِ ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذّت اُٹھانے سے محروم نہین رہیگی اور جسم اور جان دونون راحت یا عذابِ اُخروی مین یعنے جیسی کہ صورت ہو شریک ہوجائینگے غرض برہمو سماج والون کا اعتقاد بالکل اِس صداقت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مُتحقّق ہو سو وہی الہ ہے جسکو اپنی ذات مین کمال تام حاصل ہے۔ پہر بعد ثبوت وجودِ صانعِ عالم کے طالبِ حق کو اِس بات کا سمجہانا ضروری تھا کہ وہ صانع ہریک طرح کی شرکت سے پاک ہے سو اِسکی طرف اشارہ فرمایا قل ھو اللہ احد اللہ الصمد الخ - اِس آقل عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہین دیکہنا چاہئے کہ کس لطافت اور عُمدگی سے ہریک قسم کی شراکت سے وجودِ حضرت باری کا منزّہ ہونا بیان فرمایا ہے اِسکی تفصیل یہہ ہے کہ شرکت از روئے حصرِ عقلی چار قسم پر ہے کبہی شرکت عدد مین ہوتی ہے اور کبہی مرتبہ مین اور کبہی نسب مین اور کبہی فعل اور تاثیر مین سو اِس سورہ مین اُن چارون قسمون کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کہولکر بتلادیا کہ وہ اپنے عدد مین ایک ہے دو یا تین نہین اور وہ صمد ہے یعنے اپنے مرتبۂ وجوب اور محتاج الیہ ہونے مین منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اُسکے تمام چیزین ممکن الوجود اور ہالک الذات ہین جو اُسکی طرف ہردم محتاج ہین اور وہ لم یلد ہے یعنے اُسکا کوئی بیٹا نہین تا بوجہ بیٹا ہونے کے اُسکا شریک ٹہر جائے اور وہ لم یولد ہے یعنے اُسکا کوئی باپ نہین تا بوجہ باپ ہونے کے اُسکا شریک بنجائے اور وہ لم یکن لہ کفوًا ہے یعنے اُسکے کامون مین کوئی اُس سے برابری کرنیوالا نہین تا باعتبار فعل کے اُسکا شریک قرار پاوے سو اِس طور سے ظاہر فرمادیا کہ خدا تعالیٰ چارون قسم کی شرکت سے پاک اور منزّہ ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے پہر بعد اِسکے اُسکے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایک عقلی دلیل بیان فرمائی اور کہا لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا - وما کان معہ من الہ الخ - یعنی اگر زمین آسمان مین بجز اُس ایک ذات جامع صفات کاملہ کے کوئی اَور بہی خدا ہوتا تو وہ دونو بگڑ جاتے کیونکہ ضرور تہا کہ کبہی وہ جماعت خدائیون کی ایک دوسرے کے برخلاف کام کرتے پس اسی پہوٹ اور اختلاف سے عالم مین فساد راہ پاتا اور نیز اگر الگ الگ خالق ہوتے تو ہر واحد اُن مین سے اپنی ہی مخلوق کی بہلائی چاہتا اور اُنکے آرام کے لئے دوسرون کا برباد کرنا روا رکہتا پس یہہ بہی موجب فساد عالم ٹہرتا یہانتک تو دلیل لمّی سے خدا کا واحد لاشریک ہونا ثابت کیا پہر بعد اِسکے خدا کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر

کچھہ ہمارے ہی زمانہ مین پیدا نہین ہوئین بلکہ ممکن ہے کہ اُنہین زمانون مین یہہ مشکلات پیدا ہو گئی ہون مثلاً جب ہم یوحنا کی انجیل کے پانچوین باب کی دوسری آیت سے پانچوین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے برخلاف اور اُسکے مفہومِ کامل کی منافی ہے یہانتک کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجاتِ اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتون کے مناسب حال سعادتِ علمی کی تکمیل کے لئے قرآن شریف مین بیان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

دلیل اتنی بیان فرمائی اور کہا قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا الخ یعنے مُشرکین اور منکرین وجودِ حضرتِ باری کو کہہ کہ اگر خدا کے کارخانہ مین کوئی اور لوگ بھی شریک ہین یا اسباب موجودہ ہی کافی ہین تو اِسوقت کہ تم اسلام کے دلائلِ حقیت اور اُسکی شوکت اور قوت کے مقابلہ پر مقہور ہو رہے ہو اُن اپنے شرکاء کو مدد کے لئے بلاؤ اور یاد رکھو کہ وہ ہرگز تمہاری مشکل کشائی نہ کرینگے اور نہ بلا کو تمہارے سر پر سے ٹال سکینگے اے رسول ان مشرکین کو کہہ کہ تم اپنے شرکاء کو جنکی پرستش کرتے ہو میرے مقابلہ پر بلاؤ اور جو تدبیر میرے مغلوب کرنے کے لئے کر سکتے ہو وہ سب تدبیرین کرو اور مجھے ذرہ مُہلت مت دو اور یہہ بات سمجھہ رکھو کہ میرا حامی اور ناصر اور کارساز وہ خدا ہے جس نے قرآن تمکو نازل کیا ہے اور وہ اپنے سچے اور صالح رسولون کی آپ کارسازی کرتا ہے مگر جن چیزون کو تم لوگ اپنی مدد کے لئے پُکارتے ہو وہ ممکن نہین ہے جو تمہاری مدد کر سکین اور نہ کچھہ اپنی مدد کر سکتے ہین ۔ پھر بعد اِسکے خدا کا ہریک نقصان اور عیب سے پاک ہونا قانونِ قُدرت کے رو سے ثابت کیا اور فرمایا تسبح له السموات السبع والارض ومن فیھن الخ یعنے ساتون آسمان اور زمین اور جو کچھہ اُن مین ہے خدا کی تقدیس کرتے ہین اور کوئی چیز نہین جو اُسکی تقدیس نہین کرتی پر تم اُنکی تقدیسون کو سمجھتے نہین یعنے زمین آسمان پر نظرِ غور کرنے سے خدا کا کامل اور مقدس ہونا اور بیٹون اور شریکون سے پاک ہونا ثابت ہو رہا ہے مگر اُنکے لئے جو سمجھہ رکھتے ہین پھر بعد اِسکے جزئی طور پر مخلوق پرستون کو ملزم کیا اور انکا خطا پر ہونا ظاہر فرمایا اور کہا قالوا اتخذ الله ولدا سبحانه هو الغنی الخ یعنے بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا بیٹا رکھتا ہے حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے اور خدا ہریک نقصان سے پاک ہے وہ تو غنی اور بے نیاز ہے جسکو کسی کی حاجت نہین جو کچھہ آسمان و زمین مین ہے سب اُسی کا ہے کیا تم خدا پر ایسا بہتان لگاتے ہو جسکی تائید مین تمہارے پاس کسی

آیت تک دیکھتے ہین تو اُس مین یہہ لکھا ہوا پاتے ہین اور اورشلیم مین باب الضان کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی مین بیتِ حسدا کہلاتا ہے اُس کے پانچ اُسارے ہین اُن مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیا گیا ہے اور اسی طرح عذابِ اُخروی کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری تُوتون کے مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے فُرقانِ مجید مین مُندرج ہے موردِ اعتراض سمجھتے ہین مگر ایسی سمجھہ پر تیر بر تیر کہ جو ایک بدیہی اور کامل صداقت کو عیب کی صورت مین تصور کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

نوع کا علم نہین خدا کیون بیٹون کا محتاج ہونے لگا وہ کامل ہے اور فرائض الوہیت کے ادا کرنے کے لئے وہ ہی اکیلا کافی ہے کسی اور منصوبہ کی حاجت نہین۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ خدا بیٹیان رکھتا ہے حالانکہ وہ اِن سب نقصانون سے پاک ہے کیا تمہارے لئے بیٹے اور اُسکے لئے بیٹیان یہہ تو ٹہیک ٹہیک تقسیم نہ ہوئی اے لوگو تم اُس خدائے واحد لاشریک کی پرستش کرو جس نے تمکو اور تمہارے باپ دادون کو پیدا کیا چاہئے کہ تم اُس قادرِ توانا سے ڈرو جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو تمہارے لئے چہت بنایا اور آسمان سے پانی اُتار کر طرح طرح کے رزق تمہارے لئے پہلوؤن مین سے پیدا کئے سو تم دیدہ و دانستہ اُنہین چیزون کو خدا کا شریک مت ٹہراؤ جو تمہارے فایدہ کے لئے بنائی گئی ہین خدا ایک ہے جسکا کوئی شریک نہین وہی آسمان مین خدا ہے اور وہی زمین مین خدا وہی اول ہے اور وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن آنکہین اُسکی کُنہ دریافت کرنے سے عاجز ہین اور اُسکو آنکہون کی کُنہ معلوم ہے وہ سب کا خالق ہے اور کوئی چیز اُسکی مانند نہین اور اُسکے خالق ہونے پر یہہ دلیل واضح ہے کہ ہر یک چیز کو ایک اندازۂ مقرری مین محصور اور محدود پیدا کیا ہے جس سے وجود اُس ایک حاطر و محدِّد کا ثابت ہوتا ہے اُسکے لئے تمام محامد ثابت ہین اور دُنیا و آخرت مین وہی منعمِ حقیقی ہے اور اُسی کے ہاتہہ مین ہر یک حکم ہے اور وہی تمام چیزون کا مرجع و مآب ہے۔ خدا ہر یک گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہیگا پر شرک کو ہرگز نہین بخشیگا سو جو شخص خدا کی مُلاقات کا طالب ہے اُسے لازم ہے کہ ایسا عمل اختیار کرے جس مین کسی نوع کا فساد نہ ہو اور کسی چیز کو خدا کی بندگی مین شریک نہ کرے۔ تو خدا کی ساتہہ کسی دوسری چیز کو ہرگز شریک مت ٹہراؤ خدا کا شریک ٹہرانا سخت ظلم ہے۔ تو بجز خدا کے کسی اور سے مرادین مت

ناتوانون اور اندہون اور لنگڑون اور پژمُردون کی ایک بڑی بھیڑ پڑی تہی جو پانی کے ہلنے کی منتظر تہی کیونکہ ایک فرشتہ بعض وقت اُس حوض مین اُتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سعادتِ عظمیٰ یا شقاوتِ عظمیٰ کے پانے کے لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالیٰ توجہ خاص فرما کر امر مکافات کو کامل طور پر نازل کرے اور کامل طور پر نازل ہونے کے یہی معنے ہین کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ نہ پہنچا ہو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مانگ سب ہلاک ہو جائینگے ایک اُسی کی ذات باقی رہ جاویگی اُسی کے ہاتھ مین حکم ہے اور وہی تمہارا مرجع ہے۔ تیرے خدا نے یہہ چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور اپنے مان باپ سے احسان کرتا وہ اور اگر تجہے اِس بات کی طرف بہکاوین کہ تو میرے ساتھہ کسی اور کو شریک ٹہراوے تو اُنکا کہا مت مان۔ اگر تجہے کوئی تکلیف پہنچے تو بجز خدا اور کوئی تیرا یار نہین کہ اُس تکلیف کو دور کرے اور اگر تجہے کچہہ بھلائی پہنچے تو ہر یک بھلائی کے پہنچانے پر خدا ہی قادر ہے کوئی دوسرا نہین اُسی کا تمام بندون پر تسلط اور تصرف ہے اور وہی صاحبِ حکمت کاملہ اور ہر یک چیز کی حقیقت سے آگاہ ہے تمام حاجتون کو اُس سے مانگنا چاہئے اور جو لوگ بجز اُسکے اور اور چیزون سے اپنی حاجت مانگتے ہین وہ چیزین اُنکی دعاؤن کا کچہہ جواب نہین دیتین ایسے لوگون کی یہہ مثال ہے جیسے کوئی پانی کی طرف دونون ہاتہہ پہیلا کر کہے کہ اے پانی میرے مونہہ مین آجا سو ظاہر ہے کہ پانی مین یہہ طاقت نہین کہ کسی کی آواز سُنے اور خود بخود اُسکے مونہہ مین پہنچ جائے اِسی طرح مشرک لوگ بھی اپنے معبودون سے عبث طور پر مدد طلب کرتے ہین جس پر کوئی فائدہ مترتب نہین ہو سکتا گو کوئی مقربِ الٰہی ہو مگر کسی کی مجال نہین کہ خواہ نخواہ سفارش کرکے کسی مجرم کو رہا کراوے خدا کا علم اُنکی پیش و پس پر محیط ہو رہا ہے اور اُنکو خدا کے علوم سے صرف اُسیقدر اطلاع ہوتی ہے جن باتون پر وہ آپ مطلع کرے اِس سے زیادہ نہین اور وہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہین۔ اور خدا کے تمام کامل نام اُسی سے مخصوص ہین اور اُن مین شرکت غیر کی جائز نہین سو خدا کو اُنہین نامون سے پکارو جو بلا شرکت غیری ہین یعنے نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لئے وضع کرو اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزون پر اطلاق کرو اور اُن لوگون سے جُدا رہو جو کہ خدا کے نامون مین شرکتِ غیر جائز رکہتے ہین عنقریب وہ

پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے اُسمین اُترتا کیسی ہی بیماری مین کیون نہ ہو اُس سے چنگا ہو جاتا تھا اور وہان ایک شخص تھا کہ جو اٹھتیس برس سے بیمار تھا یسوع نے جب اُسے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ وہی مکافاتِ عظیمہ کا انتہائی مرتبہ ہے جسکو فرقانِ مجید نے دوسرے لفظون مین بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور اپنی کامل اور روشن کتاب مین بتلا دیا ہے کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی دونون قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے اور اُن دونون قسمون کو کتاب

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اپنے کامون کا بدلہ پائینگے - تم اے مشرکو بجز خدا کے صرف بیجان بتون کی پرستش کرتے ہو اور سراسر جھوٹ پر جم رہے ہو سو اِس پلیدی سے جو بت ہین پرہیز کرو اور دروغگوئی سے باز آؤ کیا اُنکی پاؤن ہین جن سے وہ چلتے ہین کیا اُنکے ہاتھ ہین جن سے وہ پکڑتے ہین کیا اُنکی آنکھین ہین جن سے وہ دیکھتے ہین کیا اُنکے کان ہین جن سے وہ سنتے ہین - اور تم سورج اور چاند کو بھی مت سجدہ کرو اور اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے اِن سب چیزون کو پیدا کیا ہے اگر حقیقی طور پر خدا کے پرستار ہو تو اُسی خالق کی پرستش کرو نہ مخلوق کی سورج کو یہہ طاقت نہین کہ چاند کی جگہ پہنچ جائے اور نہ رات دن پر سبقت کرسکتی ہے کوئی ستارہ اپنے فلک مقرری سے آگے پیچھے نہین ہوسکتا - زمین آسمان مین کوئی بھی ایسی چیز نہین جو مخلوق اور بندۂ خدا ہونے سے باہر ہو اور اگر کوئی کہے کہ مین بھی بمقابلہ خدا تعالیٰ ایک خدا ہون تو ایسے شخص کو ہم واصل جہنم کرین اور ظالمون کو ہم ہی سزا دیا کرتے ہین سو تم خدا اور اُسکے پیغمبرون پر ایمان لاؤ اور یہہ مت کہو کہ تین ہین باز آجاؤ یہی تمہارے لئے بہتر ہے - اے لوگو ایک مثال ہے تم غور کرکے سنو جن چیزون سے تم مرادین مانگتے ہو وہ چیزین تو ایک مکھی بھی پیدا نہین کرسکتیں اور اگر مکھی اُن سے کچھہ چھین لے تو اُس سے چھوڑا نہین سکتین طالب بھی ضعیف ہین اور مطلوب بھی ضعیف یعنے مخلوق چیزون سے مرادین مانگنے والے ضعیف العقل ہین اور مخلوق چیزین جو معبود ٹھہرائی گئین وہ ضعیف القدرت ہین - مشرک لوگون نے جیسا چاہئے تھا خدا کو شناخت نہین کیا وہ ایسا سمجھتے ہین کہ گویا خدا کا کارخانہ بغیر دوسرے شرکاء کے چل نہین سکتا حالانکہ خدا اپنی ذات مین صاحبِ قوت تامہ اور غلبہ کاملہ ہے تمام قوتین اُسی کے لئے خاص ہین اور مشرک لوگ ایسے نادان ہین کہ جنات کو خدا کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اور اسکے لئے بغیر کسی علم

ٹرے ہوئے دیکھا اور جانا کہ وہ بڑی مُدت سے اِس حالت مین ہے تو اُس سے کہا کہ کیا تو چاہتا
ہے کہ چنگا ہو جائے بیمار نے اُسے جواب دیا کہ اے خداوند مجہہ پاس آدمی نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ممدوح مین مُفصّل طور پر بیان فرمادیا ہے اور سعادتِ عظمیٰ اور شقاوتِ عُظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی کہول دیا ہے گو جیسا کہ ہم ابہی بیان کر چُکے ہین اِس صداقتِ قُصوی اور نیز دوسری گُذشتہ بالا صداقتون سے برہمو سماج والے ناآشنا محض ہین۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور اطلاع حقیقتِ حال کے بیٹے اور بیٹیان تراش رکہی ہین اور یہود کہتے ہین کہ عُزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ مسیح کو خدا کا بیٹا بناتے ہین یہہ سب اُنکے موُنہہ کی باتین ہین جنکی صداقت پر کوئی حجت قایم نہین کر سکتے بلکہ صرف پہلے زمانہ کے مُشرکون کی ریس کر رہے ہین ملعونون نے سچائی کا راستہ کیسا چہوڑ دیا اپنے فقیہون اور درویشون اور مریم کے بیٹے کو خدا ٹہرا لیا ہے حالانکہ حکم یہہ تہا کہ فقط خدائے واحد کی پرستش کرو خدا اپنی ذات مین کامل ہے اُسکو کچہہ حاجت نہین کہ بیٹا بناوے کونسی کسر اُسکی ذات مین رہ گئی تہی جو بیٹے کے وجود سے پوری ہو گئی اور اگر کوئی کسر نہین تہی تو پہر کیا بیٹا بنانے مین خدا ایک فضول حرکت کرتا جسکی اُسکو کچہہ ضرورت نہ تہی وہ تو ہر یک عبث کام اور ہر یک حالت ناتمام سے پاک ہے جب کسی بات کو کہتا ہی ہو تو ہو جاتی ہے اہلِ اسلام جو ایمان لائے ہین جنہون نے توحیدِ خالص اختیار کی اور یہود جنہون نے اولیا اور انبیاء کو اپنا قاضی الحاجات ٹہرا دیا اور مخلوق چیزون کو کارخانۂ خدائی مین شریک مقرر کیا اور صابئین جو ستارون کی پرستش کرتے ہین اور نصاریٰ جنہون نے مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور مجوس جو آگ اور سورج کے پرستار ہین اور باقی تمام مشرک جو طرح طرح کے شرک مین گرفتار ہین خدا اِن سب مین قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا خدا ہر یک چیز پر شاہد ہے اور خود مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا کچہہ پوشیدہ بات نہین یہہ امر نہایت بدیہی ہے اور ہر یک شخص ذاتی توجہ سے دیکہہ سکتا ہے کہ جو کچہہ آسمان اور زمین مین اجرامِ فلکی اور اجسامِ ارضی و نباتات و جمادات اور حیوانات اور عناصر اور چاند اور سورج اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور طرح طرح کے جاندار اور انسان ہین جنکی مُشرک لوگ پوجا کرتے ہین یہہ سب چیزین خدا کو سجدہ کرتی ہین یعنے اپنی ہستی اور بقا اور وجود مین اُس کی محتاج پڑی ہوئی ہین اور بہ تذلّل تمام اُسکی طرف جُہکی ہوئی ہین اور ایک دم اُس سے بے نیاز نہین پس اِنہین چیزون سے جو آپ ہی حاجتمند ہین حاجتین مانگنا صریح گمراہی ہے اور بعض انسان جو سرکش ہو جاتے ہین

کہ جب پانی ملے تو مجھے اُسمین ڈالدے اور جب تک مین آپ سے اُون دوسرا مجھہ سے پہلے اُتر پڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ وہ شخص جو حضرت عیسیٰ کی نبوت کا منکر ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ مین مندرج ہے ایاك نعبد و ایاك نستعین ہے جسکے معنے یہہ مین کہ اے صاحب صفات کاملہ اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور پرستش وغیرہ ضرورتون اور حاجتون مین مدد بھی تجہہ سے ہی چاہتے ہین یعنے خالصاً معبود ہمارا تو ہی ہے اور تیرے تک پہنچنے کے لئے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہین وہ بہی تذلل سے خالی نہین کیونکہ اسی دُنیا مین طرح طرح کے آلام اور اسقام اور افکار اور ہموم کا عذاب اُن پر نازل ہوتا رہتا ہے اور آخرت کا عذاب بہی اُنکے لئے طیار ہے پھر بجز خدا کے کونسی چیز ہے جس کے وجود پر نظر کرنے سے صفت غنی اور بے نیاز ہونے کی اُسمین پائی جاتی ہے تا کوئی اسکو اپنا معبود ٹھہراوے اور جب کہ کوئی چیز بجز خدا کے غنی اور بے نیاز نہین تو تمام مخلوق پرستون کا باطل پر ہونا ثابت ہے ۔ یہہ چند آیات قرآن شریف ہین جنکو رگوید کی طول طویل شرتیون کے مقابلہ پر ہم نے اس جگہ بیان کیا ہے اب وید کی شرتیون مین جسقدر بیفائدہ طوالت اور فضول تقریر اور بے سروپا اور دہوکا دینے والا مضمون اور غیر معقول باتین ہین بمقابلہ اُسکے دیکھنا چاہئے کہ کیونکر قرآن شریف کی آیات مین بکمال ایجاز و لطافت توحید کے ایک عظیم الشان دریا کو معہ دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ اقل قلیل الفاظ مین بہر دیا ہے اور کیونکر مدلل اور موجز عبارت مین تمام ضروریات توحید کا ثبوت دیکر طالبین حق پر معرفت الٰہی کا دروازہ کہولدیا ہے اور کیونکر ہر یک آیت اپنے پرزور بیان سے مستعد دلون پر پورا پورا اثر ڈال رہی ہے اور اندرونی تاریکیون کو دور کرنے کے لئے اعلیٰ درجہ کی روشنی دکہلا رہی ہے اسی جگہہ سے دانا انسان سمجھہ سکتا ہے کہ کس کتاب مین بلاغت اور خوش بیانی اور زور تقریر پایا جاتا ہے اور کونسی کتاب کلام بلیغ اور فصیح سے محروم ہے نیک دل اور منصف انسان جب بہ نیت مقابلہ و موازنہ وید اور قرآن شریف کی عبارت پر نظر ڈالیگا تو اسے فی الفور یہہ دکہائی دیگا کہ وید اپنی عبارت مین ایسا کچا اور ناتمام ہے کہ پڑہنے والے کے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی نسبت انواع اقسام کی بدگمانیون مین ڈالتا ہے اور کسی جگہ اپنے دعویٰ کو طاقت بیانی سے واضح کرکے نہین دکہلاتا اور نہ پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ یہہ خود معلوم

اُنکے مُعجزات کا انکاری ہے جب یوحنّا کی یہہ عبارت پڑہیگا اور ایسے حوض کے وجود پر اطلاع پائیگا کہ جو حضرت عیسٰی کے مُلک مین قدیم سے چلا آتا تہا اور جس مین قدیم سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کوئی اَور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہین دیتے نہ کسی انسان کو نہ کسی بُت کو نہ اپنی عقل اور علم کو کچہہ حقیقت سمجھتے ہین اور ہر بات مین تیری ذات قادرِ مُطلق سے مدد چاہتے ہین - یہہ صداقت بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات واحد خدا تعالٰی کے اور اور چیزون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہی نہین ہوتا کہ اُسکا دعوٰی کیا ہے اور اگر کچہہ معلوم بہی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی اور سورج اور اندر وغیرہ کی پرستش کرانا چاہتا ہے اور اسپر بہی کوئی حُجّت اور دلیل پیش نہین کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزون کو خدائی کا مرتبہ حاصل ہوگیا اور پہر باوجود اس سُہل بیانی کے چارون وید اسقدر لمبی اور طول طویل عبارت مین لکہے گئے ہین جنکا مطالعہ شاید کوئی بڑا محنتی آدمی بشرطیکہ اُسکی عمر بہی دراز ہو کر سکے - اور بمقابلہ اُسکے جب مُنصِف آدمی قرآنِ شریف کو دیکہے تو فی الفور اُسے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف مین ایجاز کلام اور اقل و دل بیان مین جو لازمہ ضروریہ بلاغت ہے وہ کمال دکہلایا ہے کہ باوجود احاطہ جمیع ضروریات دین اور استیفا تمام دلائل و براہین کے اِسقدر حجم مین قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف تین چار پہر کے عرصہ مین ابتدا سے انتہا تک بفراغ خاطر اُسکو پڑہ سکتا ہے اب دیکہنا چاہئیے کہ یہہ بلاغت قرآنی کسقدر بہارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحر ذخار کو تین چار جز مین لپیٹ کر دکہلا دیا ہے اور حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات مین بہر دیا ہے کیا کبہی کسی نے دیکہا یا سُنا کہ اِسقدر قلیل الحجم کتاب تمام زمانہ کی صداقتون پر مشتمل ہو کیا عقل کسی عاقل کی انسان کے لئے یہہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تہوڑے سے لفظون مین ایک دریا حکمت کا بہر دے جس سے علم دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو یہہ واقعی اور سچی باتین ہین جنکو ہم لکہتے ہین جسے انکار ہو وہ بمقابلہ ہمارے امتحان کر لے - اِس جگہ یہہ بہی یاد رکہنا چاہئیے کہ وید کا کلام ایک اور ضروری نشانی سے جو کلام الٰہی کے لئے لابدی و لازمی ہے خالی ہے اور وہ یہہ ہے کہ وید مین پیشگوئیون کا نام و نشان نہین اور وید ہرگز اخبار غیبیہ پر مشتمل نہین ہے حالانکہ جو کتاب خدا کا کلام کہلاتی ہے اُس کے لئے یہہ ضروری بات

یہہ خاصیت تہی کہ اُس مین ایک ہی غوطہ لگانا ہریک قسم کی بیماری کو گو وہ کیسی ہی سخت
کیون نہ ہو دور کر دیتا تہا تو خواہ نخواہ اُسکے دل مین ایک قوی خیال پیدا ہوگا کہ اگر حضرت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پرستش کرتے ہین اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتون کو غیر مخلوق سمجہہ کر اُنکے زور سے مکتی
حاصل کرنا چاہتے ہین ۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے مونہہ پہیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار
دے بیٹہے ہین جو کہ اُنکے زعم باطل مین خدا تک پہنچانے مین اختیار کلی رکہتی ہے اور سب الٰہی اسرار

ہے کہ خدا کے انوار اُسمین ظاہر ہون یعنے جیسے خدا تعالیٰ عالم الغیب اور قادر مطلق بے مثل و بے ہمتا ہے
ویسا ہی لازم ہے کہ اُسکا کلام جو اُسکی صفات کاملہ کا آئینہ ہے صفات مذکورہ کو اپنی صورت حالی مین ثابت
کرتا ہو ظاہر ہے کہ خدا کے کلام سے یہی علت غائی ہے کہ تا اُسکے ذریعہ سے کامل طور پر خدا کی ذات اور
صفات کا علم حاصل ہو اور تا انسان وجوہات قیاسی سے ترقی کر کے عین الیقین بلکہ حق الیقین کے درجہ
تک پہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ یہہ مرتبہ علمی تب ہی حاصل ہوسکتا ہے کہ جب خدا کا کلام طالب حقیقت
کو صرف عقل کے حوالہ نہ کرے بلکہ اپنی ذاتی تجلیات سے ہریک عقیدہ کو کہولدے مثلاً بہت سی
پیشگوئیان اور اخبار غیبیہ بیان کر کے اور پہر اُنکا پورا ہونا دکہلا کر صفت عالم الغیبی کی جو خدا تعالیٰ مین
پائی جاتی ہے طالب حق پر ثابت کرے علیٰ ہذا القیاس اپنے تابعین کو پوری پوری مدد کا وعدہ دیکر اور
پہر اُن وعدون کو پورا کر کے اپنا قادر اور صادق اور ناصر ہونا بپایۂ ثبوت پہنچاوے لیکن ان باتون
مین سے وید مین کوئی بہی نہین بشرطیکہ کوئی انصاف پر آوے اور غور اور فکر سے نگاہ کرے تو اُسپر ظاہر
ہوگا کہ وید مین ان نشانیون مین سے کوئی نشانی پائی نہین جاتی اور جس تکمیل علمی کے لئے کلام الٰہی
نازل ہوتا ہے اُس تکمیل کا سامان وید کے پاس موجود نہین بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ جسقدر عقلی طور پر
ایک عقلمند آدمی معرفت الٰہی کے لئے سامان طیار کرتا ہے اور حتی الوسع والطاقت اپنے قدم کو غلطی
اور خطا سے بچاتا ہے وہ مرتبہ بہی وید کو حاصل نہین اور وید کے اُصول ایسے فاسد اور بدیہی البطلان
ہین کہ دس برس کا بچہ بہی بشرطیکہ تعصب اور ضد نہ کرے اُنکی غلطی اور بیراہی پر شہادت دیسکتا ہے
پہر یہہ بہی جاننا چاہئے کہ جن روحانی تاثیرات پر فرقان مجید مشتمل ہے اُن سے ہی وید بکلی محروم اور

مسیح نے کچھہ خوارق عجیبہ دکھلائے ہین تو بلاشبہ اُنکا یہی موجب ہوگا کہ حضرت ممدوح اُسی حوض سے پانی مین کچھہ تصرف کرکے ایسے ایسے خوارق دکھلاتے ہونگے کیونکہ اِس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بر محیط اور متصرف ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کی پرستش اور استمداد کے اُسی سے ایاک نستعین کا خطاب کر رہے ہین اور شرک خفی مین گرفتار اور مبتلا ہین اور جب منع کیا جائے تو کہتے ہین کہ عقل عطیاتِ الٰہیہ سے ہے اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ تا انسان اپنی معاش اور مہمات مین اُسکو استعمال مین لاوے پس عطیۂ الٰہیہ کا استعمال مین لانا شرک نہین بن سکتا سو واضح ہو کہ یہہ انکی غلطی ہے اور بارہا یہہ امر معرضِ بیان مین آ گیا ہے کہ جس یقینِ کامل اور جن معارفِ حقہ پر ہماری نجات موقوف ہے

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

تہیدست ہے تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ فرقانِ مجید باوجود اُن تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذاتِ بابرکات مین ایسی رکھتا ہے کہ اُسکا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبولِ الٰہی اور قابلِ خطاب حضرتِ عزت بنا دیتا ہے اور اُسمین وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوضِ غیبی اور تائیداتِ لاریبی اُس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار مین ہرگز پائی نہین جاتین اور حضرتِ احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اُسپر نازل ہوتا ہے جس سے اُسپر دمبدم کُھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقانِ مجید کی سچی متابعت سے اور حضرتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے اُن مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبانِ الٰہی کے لئے خاص ہین اور اُن ربانی خوشنودیون اور مہربانیون سے بہرہ یاب ہوگیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اُس سے پہلے گذر چکے ہین اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی اُن تمام محبتون کا ایک صافی چشمہ اپنے پرصدق دل مین بہتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ مین مشاہدہ کرتا ہے جسکو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ مین بیان کر سکتا ہے اور انوارِ الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبارِ غیبیہ کی رنگ مین اور کبھی علوم و معارف کی صورت مین اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ مین اُسپر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہین یہہ تاثیرات فرقانِ مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہین اور جب سے کہ آفتابِ صداقت ذاتِ بابرکاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا مین آیا اُسی دم سے آجتک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعتِ کلامِ الٰہی اور اتباعِ رسولِ مقبول سے مدارجِ عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہین اور پہنچتے جاتے ہین اور خدا تعالیٰ اسقدر اُن پر پے درپے اور علی الاتصال تلطفات

قسم کے اقتباس کی ہمیشہ دُنیا مین بہت سی نظیرین پائی گئی ہین اور اب بہی ہین اور عندالعقل یہہ بات نہایت صحیح اور قرینِ قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ہاتہہ سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُن مقاصدِ عالیہ کے حصول کے لئے عقل ذریعہ نہین بن سکتی ہان اُن معارف کے حاصل کرنیکے بعد اُنکی صداقت اور سچائی کو سمجہہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط اُس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی ذات مین موجود ہے اور عقل کی دود آمیز اور ناقص روشنی جو انسان مین موجود ہے اُس جگہ عاجز ہے سو شرک اِس طرح لازم آتا ہے کہ برہمو سماج والے خدا کے اُس روشن کلام سے کہ جو انکشاف صحیح اور کامل کا مدار ہے مونہہ پہیر کر اور اُس سے بکلّی بے نیازی ظاہر کرکے اپنی ہی عقل ناقص کو رہبر مطلق ٹہراتے ہین اور بجائے کارساز کے اسکو کارساز بناتے ہین سو اُنکا دل بیمار اس دہوکہ مین پڑا ہوا ہے کہ جس منزلِ عالی تک الٰہی تو فیق

وتفضّلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمائتین اور عنائتین دکہلاتا ہے کہ صاف دکہائی دیتا ہے کی نظر مین ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظر احدیت سے ہین جن پر لُطفِ ربّانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکہنے والون کو صریح دکہائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارقِ عادت سے سرفراز ہین اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہین اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہین اور مقبولیت کے مخزون سے مفتخر ہین اور قادرِ مُطلق کا نور اُنکی صحبت مین اُنکی توجہ مین اُنکی ہمت مین اُنکی دُعا مین اُنکی نظر مین اُنکے اخلاق مین اُنکی طرزِ معیشت مین اُنکی خوشنودی مین اُنکے غضب مین اُنکی رغبت مین اُنکی نفرت مین اُنکی حرکت مین اُنکے سکون مین اُنکے نطق مین اُنکی خاموشی مین اُنکے ظاہر مین اُنکے باطن مین ایسا بہرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفّا شیشہ ایک نہایت عُمدہ عطر سے بہرا ہوا ہوتا ہے اور اُنکے فیضِ صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتین حاصل ہوجاتی ہین کہ جو ریاضات شاقہ سے حاصل نہین ہوسکتین اور اُنکی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کرلیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے مین ایک طاقت پیدا ہوجاتی ہے اور شوریدگی اور امارگی نفس کی روبکمی ہونے لگتی ہے اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہوتی جاتی ہے اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے اور التذاذ بذکر الله بڑہتا ہے اور اُنکی صحبت طویلہ سے بضرورت یہہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوتون مین اور اخلاقی حالتون مین اور انقطاع عن الدنیا مین اور توجہ الی اللہ مین اور محبتِ الٰہیہ مین اور شفقت علی العباد مین اور وفا اور رضا اور استقامت مین اُس عالی مرتبہ پر ہین جسکی نظیر دُنیا مین نہین دیکہی گئی اور عقلِ سلیم فی الفور معلوم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اندہون لنگڑون وغیرہ کو شفا حاصل ہوئی ہے تو بالیقین یہہ نسخہ حضرت مسیح نے اُسی حوض سے اُڑایا ہوگا اور پھرنا دانون اور سادہ لوحون مین کہ جو بات کی تہہ تک نہین پہنچتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ربانی تجلیات پہنچا سکتے ہین اُس منزل تک اُنکی اپنی ہی عقل پہنچا دیگی اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑہ کر اور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی طاقت کو ربانی طاقت کی مساوی بلکہ اُس سے عمدہ تر خیال کر رہے ہین سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہین کہ وہ بجائے خدا کے عقل سی اِیاک نستعین پکار رہے ہین۔ عیسائیون کا حال بیان کرنا کچھہ ضرورت ہی نہین سب لوگ جانتے ہین کہ حضرات عیسائی بجائے اِسکے کہ خداوند تعالیٰ کی خالص طور پر پرستش کرین مسیح کی پرستش مین مشغول ہین اور بجائے اِسکے کہ اپنے کاروبار مین خدا سے مدد چاہین مسیح سے مدد مانگتے رہتے ہین اور انکی زبانون پر ہر وقت ربنا المسیح جاری ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کرلیتی ہی کہ وہ بند اور زنجیر اُنکے پانون سے اُتارے گئے ہین جن مین دوسرے لوگ گرفتار ہین اور وہ تنگی اور انقباض اُنکے سینہ سے دور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگون کے سینے مُنقبض اور کوفتہ خاطر ہین۔ ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرت احدیت سے بکثرت مشرف ہوتے ہین اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹہر جاتے ہین اور حق جل و علی اور اُسکے مستعد بندون مین ارشاد اور ہدایت کے لئے واسطہ گروانے جاتے ہین۔ اُنکی نورانیت دوسرے دلون کو منور کر دیتی ہے اور جیسے موسم بہار کے آنے سے نباتی قوتین جوش زن ہو جاتی ہین ایسا ہی اُنکے ظہور سے فطرتی نور طبایع سلیمہ مین جوش مارتے ہین اور خودبخود ہریک سعید کا دل ہی چاہتا ہے کہ اپنی سعادتمندی کی استعدادون کو بکوشش تمام منصہ ظہور مین لاوے اور خواب غفلت کے پردون سے خلاصی پاوے اور معصیت اور فسق و فجور کے داغون سے اور جہالت اور بیخبری کی ظلمتون سے نجات حاصل کرے سو اُنکے مبارک عہد مین کچھہ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھہ اس قسم کا انتشار نورانیت ہو جاتا ہے کہ ہریک مومن اور طالب حق بقدر طاقت ایمانی اپنے نفس مین بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق دینداری کا پاتا ہے اور ہمت کو زیادت اور قوت مین دیکھتا ہے غرض اُنکے اُس عطر لطیف سے جو اُنکو کامل متابعت کی برکت سے حاصل ہوا ہے ہریک مخلص کو بقدر اپنے اخلاص کے حظ پہنچتا ہے ہان جو لوگ شقی ازلی ہین وہ اُس سے کچھہ حصہ نہین پاتے بلکہ اور بھی عناد اور حسد اور شقاوت مین بڑہ کر ہاویہ جہنم مین گرتے ہین اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ختم اللہ علی قلوبہم پھر ہم اسی تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرنیکی غرض سے دوسرے لفظون مین دوہرا کر یہ تفصیل

اور اصل حقیقت کو نہین شناخت کر سکتے یہہ مشہور کر دیا کہ ایک روح کی مدد سے ایسے ایسے کام کرتا ہون بالخصوص جبکہ یہہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح اُسی حوض پر اکثر جایا بھی کرتی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سو وہ لوگ مضمون اِیّاکَ نَعبُدُ و اِیّاکَ نَستَعِین پر عمل کرنیسے محروم اور راندہ درگاہ الٰہی ہین۔ ساتوین صداقت جو سورہ فاتحہ مین درج ہے اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیم ہے جسکے معنی یہہ ہین کہ ہمکو وہ راستہ دکھلا اور اُس راہ پر ہمکو ثابت اور قایم کر کہ جو سیدھا ہے جسمین کسی نوع کی کجی نہین۔ اِس صداقت کی تفصیل یہہ ہے کہ انسان کی حقیقی دُعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پُہنچنے کا سیدھا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر یک مطلوب کے حاصل کرنیکے لئے طبعی قاعدہ یہہ ہے کہ اُن وسایل کو حاصل کیا جائے جنکے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر یک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون قدرت ٹھہرا رکھا ہے کہ جو اُسکے حصول کے وسایل ہین وہ حاصل

لکھتے ہین کہ متبعین قرآن شریف کو جو انعامات ملتے ہین اور جو مواہب خاصّہ اُنکے نصیب ہوتے ہین اگرچہ وہ بیان اور تقریر سے خارج ہین مگر اُن مین سے کئی ایک ایسے انعامات عظیمہ ہین جنکو اِس جگہ مفصّل طور پر بغرض ہدایت طالبین بطور نمونہ لکھنا قرین مصلحت ہے چنانچہ وہ ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ازانجملہ علوم و معارف ہین جو کامل متبعین کو خوان نعمت فُرقانیہ سے حاصل ہوتے ہین جب انسان فُرقان مجید کی سچی متابعت اختیار کرتا ہے اور اپنے نفس کو اُسکے امر اور نہی کے بکلّی حوالہ کر دیتا ہے اور کامل محبّت اور اخلاص سے اُسکی ہدائیتون مین غور کرتا ہے اور کوئی اغراض صوری یا معنوی باقی نہین رہتا تب اُسکی نظر اور فکر کو حضرت فیّاض مطلق کی طرف سے ایک نور عطا کیا جاتا ہے اور ایک لطیف عقل اُسکو بخشی جاتی ہے جس سے عجیب غریب لطائف اور نکات علم الٰہی کے جو کلام الٰہی مین پوشیدہ ہین اُس پر کُھلتے ہین اور ابر نیسان کے رنگ مین معارف دقیقہ اُس کے دل پر برستے ہین۔ وہی معارف دقیقہ ہین جنکو فرقان مجید مین حکمت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے یُؤتِی الحِکمَۃَ مَن یَّشَآءُ وَ مَن یُّؤتَ الحِکمَۃَ فَقَد اُوتِیَ خَیرًا کَثِیرًا۔ یعنے خدا جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جسکو حکمت دی گئی اُسکو خیر کثیر دی گئی ہے یعنے حکمت خیر کثیر پر مشتمل ہے اور جس نے حکمت پائی اُس نے خیر کثیر کو پا لیا سو یہہ علوم و معارف جو دوسرے لفظون مین حکمت کے نام سے موسوم ہین یہہ خیر کثیر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بحر محیط کے رنگ مین ہین جو کلام الٰہی کے تابعین کو دیئے جاتے ہین اور اُنکے فکر اور نظر مین ایک ایسی برکت رکھی جاتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے حقایق حقّہ اُنکے نفس آئینہ صفت پر منعکس ہوتے رہتے ہین اور کامل صداقتین اُن پر منکشف ہوتی رہتی ہین اور

تہے تو اِس خیال کو اَور بہی قوت حاصل ہوتی ہے غرض مخالف کی نظر مین ایسے معجزون سے کہ جو قدیم سے ہوش دکہلاتا رہا ہے حضرتِ عیسیٰ کی نسبت بہت سے شکوک اور شبہات

بقیہ حاشیہ ۱۱

کئے جائین اور جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہین اختیار کی جائین اور جب انسان صراطِ مستقیم پر ہٹیک ٹہیک قدم مارے اور جو حصولِ مطلب کی راہین ہین اُن پر چلنا اختیار کرے تو ہر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کہ اُن راہون کے چہوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسائل کے ہین یون ہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانونِ قدرت بندہا ہوا چلا آتا ہے کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

تائیداتِ الٰہیہ ہر یک تحقیق اور تدقیق کے وقت کچہہ ایسا سامان اُنکے لئے میسّر کر دیتی ہین جس سے بیان اُنکا دوہرا اور ناقص نہین رہتا اور نہ کچہہ غلطی واقعہ ہوتی ہے سو جو جو علوم و معارف و دقایق حقایق و لطائف و نکات و ادلہ و براہین اُنکو سوجہتے ہین وہ اپنی کمیّت اور کیفیت مین ایسے مرتبۂ کاملہ پر واقع ہوتے ہین کہ جو خارقِ عادت ہے اور جسکا موازنہ اور مقابلہ دوسرے لوگون سے ممکن نہین کیونکہ وہ اپنے آپ ہی نہین بلکہ تفہیم غیبی اور تائیدِ صمدی اُنکی پیش رو ہوتی ہے اور اُسی تفہیم کی طاقت سے وہ اسرار اور انوارِ قرآنی اُن پر کہُلتے ہین کہ جو صرف عقل کی دودآمیز روشنی سے کہُل نہین سکتے اور یہہ علوم و معارف جو اُنکو عطا ہوتے ہین جن سے ذات اور صفاتِ الٰہی کے متعلق اور عالمِ معاد کی نسبت لطیف اور باریک باتین اور نہایت عمیق حقیقتین اُن پر ظاہر ہوتی ہین یہہ ایک روحانی خوارق ہین کہ جو بالغ نظرون کی نگاہون مین جسمانی خوارق سے اعلیٰ اور الطف ہین بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عارفین اور اہل اللہ کا قدر و منزلت دانشمندون کی نظر مین انہین خوارق سے معلوم ہوتا ہے اور وہی خوارق اُنکی منزلت عالیہ کی زینت اور آرائش اور اُنکے چہرہ صلاحیت کی زیبائی اور خوبصورتی ہین کیونکہ انسان کی فطرت مین داخل ہے کہ علوم و معارفِ حقّہ کی ہیبت سب سے زیادہ اُسپر اثر ڈالتی ہے اور صداقت اور معرفت ہر یک چیز سے زیادہ اُسکو پیاری ہے اور اگر ایک زاہد عابد ایسا فرض کیا جائے کہ صاحبِ مکاشفات ہے اور اخبارِ غیبیہ بہی اُسے معلوم ہوتے ہین اور ریاضاتِ شاقہ بہی بجالاتا ہے اور کئی اَور قسم کے خوارق بہی اُس سے ظہور مین آتے ہین مگر علمِ الٰہی کے بارہ مین سخت جاہل ہے یہانتک کہ حق اور باطل مین تمیز ہی نہین کر سکتا بلکہ خیالاتِ فاسدہ مین گرفتار اور عقائدِ غیر صحیحہ مین مُبتلا ہے ہر یک بات مین خام اور ہر یک رائے

پیدا ہوتے ہین اور اِس بات کے ثبوت مین بہت سی مُشکلات پڑتی ہین کہ یہودیون کی رائے کے موافق مسیح مکّار اور شعبدہ باز نہین تھا اور نیک چلن آدمی تھا جس نے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہر یک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرری طریقہ ہے جب تک انسان اُس طریقہ مقررہ پر قدم نہین مارتا تب تک وہ امر اُسکو حاصل نہین ہوتا پس وہ شے جسکو محنت اور کوشش اور دُعا اور تضرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب مین کوشش نہین کرتا اور نہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

مین فاسق غلطی کرتا ہے تو ایسا شخص طبائع سلیمہ کی نظر مین نہایت حقیر اور ذلیل معلوم ہوگا اسکی یہی وجہ ہے کہ جس شخص سے دانا انسان کو جہالت کی بدبو آتی ہے اور کوئی احمقانہ کلمہ اُسکے مونہہ سے سُن لیتا ہے تو فی الفور اُسکی طرف سے دل متنفر ہوجاتا ہے اور پھر وہ شخص عاقل کی نظر مین کسی طرح سے قابل تعظیم نہین ٹھہرسکتا اور گو کیسا ہی زاہد عابد کیون نہ ہو کچھ حقیر سا معلوم ہوتا ہے پس انسان کی اس فطرتی عادت سے ظاہر ہے کہ خوارق روحانی یعنے علوم و معارف اُسکی نظر مین اہل اللہ کے لئے شرط لازمی اور اکابر دین کی شناخت کے لئے علامات خاصہ اور ضروریہ ہین پس یہہ علامتین فرقان شریف کی کامل تابعین کو اکمل اور اتم طور پر عطا ہوتی ہین اور باوجودیکہ اُن مین سے اکثر لوگون کی سرشت پر اُمیت غالب ہوتی ہے اور علوم رسمیہ کو باستیفا حاصل نہین کیا ہوتا لیکن نکات اور لطائف علم الٰہی مین اسقدر اپنے ہمعصرون سے سبقت لیجاتے ہین کہ بسا اوقات بڑے بڑے مخالف اُنکی تقریرون کو سُنکر یا اُنکی تحریرون کو پڑھ کر اور دریائے حیرت مین پڑکر بلا اختیار بول اُٹھتے ہین کہ اُنکے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہین جو تائیدات الٰہی کے رنگ خاص سے رنگین ہین اور اسکا ایک یہہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الٰہیات کے مباحث مین سے کسی بحث مین اُنکی محققانہ اور عارفانہ تقریرون کے ساتھہ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہئے تو آخیر پر بشرط انصاف و دیانت اُسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ صداقت حقہ اُسی تقریر مین تھی جو اُنکے مونہہ سے نکلی تھی اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جائیگی بہت سے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلتے آئینگے جن سے روز روشن کی طرح اُنکا سچا ہونا کھلتا جائیگا چنانچہ ہر یک طالب حق پر اُسکا ثبوت ظاہر کرنے کے لئے ہم آپ ہی ذمہ وار

انہین عجائبات کے دکہلانے مین اُس قدیمی حوض سے کچہہ مدد نہین لی اور سچ مچ معجزات ہی دکہائی ہین اور اگرچہ قرآن شریف پر ایمان لانے کے بعد اِن وساوس سے نجات حاصل ہوجاتی ہے مگر جو شخص ابہی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسکی کچہہ پرواہ رکہتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کجرو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتون کا طالب ہو تو حکمتِ الٰہی اُسے یہی جواب دیتے ہی کہ اے نادان اول صراطِ مستقیم کو طلب کر پہر یہہ سب کچہہ تجہے آسانی سے ملجائیگا سو سب دُعاؤن سے مقدم دُعا جسکی طالبِ حق کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہین۔ از انجملہ ایک عصمت بہی ہے جسکو حفظِ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہہ عصمت بہی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارقِ عادت عطا ہوتی ہے اور اِس جگہ عصمت سے مراد ہماری یہہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے محفوظ رکہے جاتے ہین جن مین دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہین اور اگر کوئی لغزش بہی ہوجائے تو رحمتِ الٰہیہ جلد تر اُسکا تدارک کرلیتی ہے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفس امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے جسکا حاصل ہونا بجز توجہ خاص الٰہی کے ممکن نہین مثلاً اگر کسی کو یہہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغگوئی کی عادت سے اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفون اور پیشون مین قطعی طور پر باز رہے تو یہہ اُسکے لئے مشکل اور ممتنع ہوجاتا ہے بلکہ اگر اس کام کے کرنیکے لئے کوشش اور سعی بہی کرے تو اسقدر موانع اور عوائق اُسکو پیش آتے ہین کہ بالآخر خود اُسکا یہہ اصول ہوجاتا ہے کہ دُنیاداری مین جہوٹ اور خلاف گوئی سے پرہیز کرنا ناممکن ہے مگر اُن سعید لوگون کے لئے کہ جو سچی محبت اور پُرجوش ارادت سے فرقانِ مجید کی ہدایتون پر چلنا چاہتے ہین صرف یہی امر آسان نہین کیا جاتا کہ وہ دروغگوئی کی قبیح عادت سے باز رہین بلکہ وہ ہرناکردنی اور ناگفتنی کے چہوڑنے پر قادرِ مطلق سے توفیق پاتے ہین اور خدا یتعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے ایسی تقریبات شنیعہ سے اُنکو محفوظ رکہتا ہے جن سے وہ ہلاکت کے ورطون مین پڑین کیونکہ وہ دُنیا کا نور ہوتے ہین اور اُنکی سلامتی مین دُنیا کی سلامتی اور اُنکی ہلاکت مین دُنیا کی ہلاکت ہوتی ہے اِسی جہت سے وہ اپنے ہریک خیال اور علم اور فہم اور غضب اور شہوت اور خوف اور طمع اور تنگی اور فراخی اور خوشی اور غمی اور عسر اور یسر مین تمام نالائق باتون اور فاسد خیالون اور نادرست علمون اور

قرآن شریف پر ایمان نہین لایا اور یہودی یا ہندو یا عیسائی ہے وہ کیونکر ایسے سواور سے نجات پا سکتا ہے اور کیونکر اُسکا دل اطمینان پکڑ سکتا ہے کہ باوجود ایسے عجیب حوض

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اشد ضرورت یہی طلب صراط مستقیم ہے - اب ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اِس صداقت پر قدم مارنے سے بہی محروم ہین عیسائی لوگ تو اپنی ہر دُعا مین روٹی ہی مانگا کرتے ہین اور اگر کہا بہکرا ور پیٹ بہر کر بہی گرجامین آوین پہر بہی جہوٹ موٹ اپنے تئین بہوکے ظاہر کرکے روٹی مانگتے رہتے ہین گویا اُنکا مطلوب اعظم روٹی

ناجائز عملون اور بیجا فہمون اور ہریک افراط اور تفریط نفسانی سے بچائے جاتے ہین اور کسی مذموم بات پر ٹہر نا نہین پاتے کیونکہ خود خداوند کریم اُنکی تربیت کا متکفل ہوتا ہے اور جس شاخ کو اُنکے شجرۂ طیبہ مین خشک دیکہتا ہے اُسکو فی الفور اپنے مربیانہ ہاتہہ سے کاٹ ڈالتا ہے اور حمایت الٰہی ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی نگرانی کرتی رہتی ہے، اور یہہ نعمت محفوظیت کی جو اُنکو عطا ہوتی ہے یہہ بہی بغیر ثبوت نہین بلکہ زیرک انسان کسیقدر صحبت سے اپنی پوری تسلی سے اسکو معلوم کر سکتا ہے - ازانجملہ ایک مقام توکل ہے جسپر نہایت مضبوطی سے اُنکو قائم کیا جاتا ہے اور اُنکے غیر کو وہ چشمہ صافی ہرگز میسر نہین آسکتا بلکہ اُنہین کے لئے وہ خوشگوار اور موافق کیا جاتا ہے اور نور معرفت ایسا اُنکو تہامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی مین ہوکر اور اسباب عادیہ سے بکلی اپنے تئین دور پاکر پہر بہی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہین اور ایسی خوشحالی سے دنون کو کاٹتے ہین کہ گویا اُنکے پاس ہزارہا خزاین ہین اُنکے چہرون پر تونگری کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحب دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکہائی دیتی ہے اور تنگیون کی حالت مین بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر بہروسہ رکہتے ہین سیرت ایثار اُنکا مشرب ہوتا ہے اور خدمت خلق اُنکی عادت ہوتی ہے اور کبہی انقباض اُنکی حالت مین راہ نہین پاتا اگرچہ سارا جہان اُنکا عیال ہو جائے اور فی الحقیقت خدا تعالیٰ کی ستاری موجب شکر ہے جو ہر جگہ اُنکی پردہ پوشی کرتی ہے اور قبل اِسکے جو کوئی آفت فوق الطاقت نازل ہو اُنکو دامن عاطفت مین لے لیتی ہے کیونکہ اُنکے تمام کامون کا خدا متولی ہوتا ہے جیسا کہ اُس نے آپ ہی فرمایا ہے وھو یتولی الصالحین لیکن دوسرون کو دُنیاداری کے دل آزار اسباب مین چہوڑا جاتا ہے اور وہ خارق عادت سیرت جو خاص اُن لوگون کے ساتہہ ظاہر کیجاتی ہے کسی دوسرے کے ساتہہ ظاہر نہین کیجاتی اور یہہ خاصہ اُنکا

کے جس مین ہزارون لنگڑے اور لولے اور مادرزاد اندھے ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے اور جو صدہا سال سے اپنے خواص عجیبہ کے ساتھ یہودیون اور اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ رہی ہے وبس - آریہ سماج والے اور دوسرے اُنکے بُت پرست بہائی اپنی دُعاؤن مین جنم مرن سے بچنے کے لئے یعنے اواگون سے جو اُنکے زعم باطل مین ٹہیک اور درست ہی طرح طرح کے اشلوک پڑھا کرتے ہین اور صراط مستقیم کو خدا سے نہین مانگتے علاوہ اِسکے اللہ تعالیٰ نے تو اِس جگہ جمع کا لفظ بیان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہی صحبت سے بہت جلد ثابت ہو سکتا ہے - از انجملہ ایک مقام محبت ذاتی کا ہے جسپر قرآن شریف کے کامل متبعین کو قایم کیا جاتا ہے اور اُنکے رگ و ریشہ مین اِسقدر محبت الہیّہ تاثیر کر جاتی ہے کہ اُنکے وجود کی حقیقت بلکہ اُنکی جان کی جان ہو جاتی ہے اور محبوب حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار اُنکے دلون مین جوش مارتا ہے اور ایک خارق عادت انس اور شوق اُنکے قلوب صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے کہ جو غیر سے بکلّی منقطع اور گسستہ کر دیتا ہے اور آتش عشق الہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صحبت لوگون کو اوقات خاصہ مین بدیہی طور پر مشہور اور محسوس ہوتی ہے بلکہ اگر محبان صادق اُس جوش محبت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکہنا بہی چاہین تو یہ اُنکے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے جیسے عشاق مجازی کے لئے بہی یہہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبت کو جسکے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہین اپنے رفیقون اور ہم صحبتون سے چہپائے رکہین بلکہ وہ عشق جو اُنکے کلام اور اُنکی صورت اور اُنکی آنکہ اور اُنکی وضع اور اُنکی فطرت مین گہس گیا ہے اور اُنکے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُنکے چہپانے سے ہرگز چہپ ہی نہین سکتا اور ہزار چہپائین کوئی نہ کوئی نشان اُسکا نمودار ہو جاتا ہے اور سب سے بزرگتر اُنکے صدق قدم کا نشان یہہ ہے کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کر لیتے ہین اور اگر آلام اُسکی طرف سے پہنچین تو محبت ذاتی کے غلبہ سے برنگ انعام اُنکو مشاہدہ کرتے ہین اور عذاب کو شربت عذب کی طرح سمجہتے ہین کسی تلوار کی تیز دہار اُن مین اور اُنکے محبوب مین جدائی نہین ڈال سکتے اور کوئی بلیہ عظمیٰ اُنکو اپنے اُس پیارے کی یادداشت سے روک نہین سکتے اُسی کو اپنی جان سمجہتے ہین اور اُسی کی محبت مین لذات پاتے اور اُسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہین اور اُسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہین اگر چاہتے ہین تو اُسی کو

مُلک کے تمام لوگون مین مشہور اور زبان زد ہو رہا تھا اور بے شمار آدمی اُس مین غوطہ مارنے سے شفا پا چکے تہے اور ہر روز پاتے تہے اور ہر وقت ایک میلہ اُسپر لگا رہتا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کرکے اِس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام الٰہی پانے سے ممنوع نہین ہے مگر بموجب اُصول آریا سماج کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجایز ہے اور خدا اُسکو ضرور سزا دیگا اور ہدایت پانا نہ پانا اُسکے لئے برابر ہے۔ برہمو سماج والون کا دُعا ؤن پر کچہہ ایسا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اگر آرام پاتے ہین تو اُسی سے تمام عالم مین اُسی کو رکہتے ہین اور اُسی کے ہو رہتے ہین اُسی کے لئے جیتے ہین اور اُسی کے لئے مرتے ہین عالم مین رہ کر پہر بے عالم ہین اور با خود ہو کر پہر بیخود ہین نہ عزّت سے کام رکہتے ہین نہ نام سے نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے بلکہ سب کچہہ ایک کے لئے کہو بیٹہتے ہین اور ایک کے پانے کے لئے سب کچہہ دے ڈالتے ہین لایدرک آتش سے جلتے جاتے ہین اور کچہہ بیان نہین کرسکتے کہ کیون جلتے ہین اور تفہیم اور تفہم سے صم وبکم ہوتے ہین اور ہریک مصیبت اور ہریک رسوائی کے سہنے کو طیار رہتے ہین اور اُس سے لذّت پاتے ہین۔

عشق است کہ بر خاک مذلّت غلطاند　عشق است کہ بر آتش سوزان بنشاند　کس بہر کسی سر ندہد جان نفشاند　عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

از انجملہ اخلاق فاضلہ ہین جیسے سخاوت شجاعت ایثار علوہمّت وفور شفقت حلم حیا مودّت یہہ تمام اخلاق بہی بوجہ احسن اور انسب اُنہیں سے صادر ہوتے ہین اور وہی لوگ بہ یمن متابعت قرآن شریف وفاداری سے اخیر عمر تک ہریک حالت مین اُنکو بخوبی و شائستگی انجام دیتے ہین اور کوئی انقباض خاطر اُنکو ایسا پیش نہین آتا کہ جو اخلاق حسنہ کی کما ینبغی صادر ہونے سے اُنکو روک سکے اصل بات یہہ ہے کہ جو کچہہ خوبی علمی یا عملی یا اخلاقی انسان سے صادر ہوسکتی ہے وہ صرف انسانی طاقتون سے صادر نہین ہوسکتی بلکہ اصل موجب اُسکے صدور کا فضل الٰہی ہے پس چونکہ یہہ لوگ سب سے زیادہ مورد فضل الٰہی ہوتے ہین اِس لئے خود خداوند کریم اپنے تفضلات نا متناہی سے تمام خوبیون سے اِنکو متمتع کرتا ہے یا دوسرے لفظون مین یون سمجہو کہ حقیقی طور پر بجز خدا تعالٰی کے اور کوئی نیک نہین تمام اخلاق فاضلہ اور تمام نیکیان اُسی کے لئے مسلّم ہین پہر جسقدر کوئی اپنے نفس اور ارادت سے فانی ہو کر اُس ذات خیر محض کا

تہا اور مسیح بھی اکثر اُس حوض پر جایا کرتا تہا اور اُسکی ان عجیب وغریب خاصیتون سے
باخبر تہا مگر پہر بھی مسیح نے اُن معجزات کے دکہلانے مین جنکو قدیم سے حوض دکہلارہا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعتقاد ہی نہین وہ ہر وقت اپنی عقل کے گہمنڈ مین رہتے ہین اور نیز اُنکا یہہ بہی مقولہ ہے کہ کسی خاص دُعا کو بندگی اور عبادت کے لئے خاص کرنا ضروری نہین انسان کو اختیار ہے جو چاہے دُعا مانگے مگر یہہ اُنکی سراسر نادانی ہے اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان کو لگی ہوئی ہین مگر حاجتِ اعظم جسکا

قرب حاصل کرتا ہے اُسیقدر اخلاقِ الہیّہ اُسکے نفس پر منعکس ہوتی ہین پس بندہ کو جو جو خوبیان اور سچّی تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کے قُرب سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہی چاہئیے تہا کیونکہ مخلوق فی ذاتہٖ کچہہ چیز نہین ہے سو اخلاقِ فاضلہ الہیّہ کا انعکاس اُنہین کے دلون پر ہوتا ہے کہ جو لوگ قرآنِ شریف کا کامل اتباع اختیار کرتے ہین اور تجربہ صحیحہ بتلا سکتا ہے کہ جس مشرب صافی اور روحانی ذوق اور محبت کے بہرے ہوئے جوش سے اخلاقِ فاضلہ اُن سے صادر ہوتے ہین اُسکی نظیر دُنیا مین نہین پائی جاتی اگرچہ مونہہ سے ہر یک شخص دعویٰ کر سکتا ہے اور لاف وگذاف کے طور پر ہر یک کی زبان چل سکتی ہے مگر جو تجربہ صحیحہ کا تنگ دروازہ ہے اُس دروازہ سے سلامت نکلنے والے یہی لوگ ہین اور دوسرے لوگ اگر کچہہ اخلاقِ فاضلہ ظاہر کرتے بہی ہین تو تکلّف اور تصنع سے ظاہر کرتے ہین اور اپنی آلودگیون کو پوشیدہ رکہہ کر اور اپنی بیماریون کو چہپا کر اپنی جہوٹی تہذیب دکہلاتے ہین اور ادنیٰ ادنیٰ امتحانون مین انکی قلعی کُہل جاتی ہے اور تکلّف اور تصنع اخلاقِ فاضلہ کے ادا کرنے مین اکثر وہ اس لئے کرتے ہین کہ اپنی دُنیا اور معاشرت کا حُسن انتظام وہ اسی مین دیکہتے ہین اور اگر اپنی اندرونی آلایشون کی ہر جگہ پیروی کرین تو پہر مہماتِ معاشرت مین خلل پڑتا ہے اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچہہ تخم اخلاق کا اُنمین بہی ہوتا ہے مگر وہ اکثر نفسانی خواہشون کے کانٹون کے نیچے دبا رہتا ہے اور بغیر آمیزش اغراضِ نفسانی کے خالصًا للہ ظاہر نہین ہوتا چہ جائیکہ اپنے کمال کو پہنچے اور خالصًا للہ اُنہین مین وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے کہ جو خدا کے ہو رہتے ہین اور جن کے نفوس کو خدا تعالیٰ غیریت کی لوث سے بکلّی خالی پاکر خود اپنے پاک اخلاق سے بہر دیتا ہے اور انکے دلون مین وہ اخلاق ایسے پیارے کر دیتا ہے جیسے وہ اُسکو آپ پیارے ہین پس وہ لوگ فانی ہونیکی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کر لیتے ہین کہ گویا وہ خدا کا ایک آلہ ہو جاتے ہین جنکی توسط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر کرتا ہے اور اُنکو بہوکا اور پیاسا پاکر

تھا اُسی حوض کی مٹی یا پانی سے کچھ مدد نہین لی اور اُسی مین کچھ تصرف کرکے اپنا نیا
نسخہ نہین نکالا۔ بلاشُبہ ایسا خیال بے دلیل بات ہے کہ جو مخالف کے روبرو کارگر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ دن رات اور ہریک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے یعنے یہہ کہ انسان اُن طرح طرح کے حجب ظلمانیہ
سے نجات پاکر معرفت کامل کے درجہ تک پہنچ جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور بے مہری اور
بیوفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل طور پر شناخت کرکے اور اُسکی خالص محبت سے پُر ہوکر مرتبہ وصال الٰہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وہ آبِ زلال اُنکو اپنے اُس خاص چشمہ سے پلاتا ہے جس مین کسی مخلوق کو علیٰ وجہ الاصالت اُسکے ساتھ
شرکت نہین۔ اور منجملہ اُن عطیات کے ایک کمال عظیم جو قرآن شریف کے کامل تابعین کو دیا جاتا ہی
عبودیت ہے یعنے وہ باوجود بہت سے کمالات کے ہر وقت نقصان ذاتی اپنا پیش نظر رکھتے ہین اور
بشہود کبریائی حضرت باریتعالیٰ ہمیشہ تذلل اور نیستی اور انکسار مین رہتے ہین اور اپنی اصل حقیقت ذلت
اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطاواری سمجھتے ہین اور اُن تمام کمالات کو جو اُنکو دیئے گئے ہین اُس
عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہین جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جسکو حقیقی طور پر دیوار سے
کچھ بھی علاقہ نہین ہوتا اور لباس مستعار کی طرح معرض زوال مین ہوتی ہے پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی مین
محصور رکھتے ہین اور تمام نیکیون کا چشمہ اُسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہین اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود
سے اُنکے دل مین حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہین ہین یہانتک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ
اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہین اور عظمت الٰہی کا پُر جوش دریا اُنکے دلون پر ایسا محیط ہوجاتا ہے
کہ ہزارہا طور کی نیستی اُن پر وارد ہوجاتی ہے اور شرک خفی کے ہریک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہوجاتے
ہین اور منجملہ اُن عطیات کے ایک یہہ ہے کہ اُنکی معرفت اور خداشناسی بذریعہ کشوف صادقہ و علوم لدنیہ
و الہامات صریحہ و مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت و دیگر خوارق عادت بدرجہ اکمل و اتم پہنچائی جاتی
ہے یہانتک کہ اُن مین اور عالم ثانی مین ایک نہایت رقیق اور شفاف حجاب باقی رہ جاتا ہے جس مین سے
اُنکی نظر عبور کرکے واقعات اُخروی کو اسی عالم مین دیکھہ لیتی ہے برخلاف دوسرے لوگون کے کہ جو باعث
پُر ظلمت ہونے اپنی کتابون کے اِس مرتبہ کاملہ تک ہرگز نہین پہنچ سکتے بلکہ اُنکی کج تعلیم کتابین اُنکے

نہین اور بلا ریب اس حوض عجیب الصفات کے وجود پر خیال کرنے سے مسیح کی حالت پر بہت سے اعتراضات عائد ہوتے ہین جو کسی طرح اُٹھہ نہین سکتے اور جسقدر غور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کا جس مین اُسکی سعادتِ تامہ ہے پالیوے یہی ایک دُعا ہے جس کی انسان کو سخت حاجت ہے اور جسپر اُسکی ساری سعادت موقوف ہے سو اُس کے حصول کا سیدھا راستہ یہی ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم کہے کیونکہ انسان کے لئے ہریک مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہون پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے اُن راہون پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی راستہ اختیار کرے کہ جو سیدھا منزل

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حجابون پر اور بہی صدہا حجاب ڈالتے ہین اور بیماری کو آگے سے آگے بڑہا کر موت تک پہنچاتے ہین اور فلسفی جن کے قدمون پر آجکل برہمو سماج والے چلتے ہین اور جن کے مذہب کا سارا مدار عقلی خیالات پر ہے وہ خود اپنے طریق مین ناقص ہین اور اُنکے نقصان پر یہی دلیل کافی ہے کہ اُنکی معرفت باوجود صدہا طرح کی غلطیون کی نظری وجوہ سے تجاوز نہین کرتی اور قیاسی اٹکلون سے آگے نہین بڑہتی اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی معرفت صرف نظری طور تک محدود ہے اور وہ بہی کئی طرح کی خطا کی آلودگیون سے ملوث۔ وہ شخص بمقابلہ اُس شخص کے جسکا عرفان بداہت کے مرتبہ تک پہنچ گیا ہے اپنی علمی حالت مین بغائت درجہ پست اور متنزل ہے ظاہر ہے کہ نظر اور فکر کے مرتبہ کے آگے ایک مرتبہ بداہت اور شہود کا باقی ہے یعنے جو اُمور نظری اور فکری طور پر معلوم ہوتے ہین وہ ممکن ہین کہ کسی اور ذریعہ سے بدیہی اور مشہود طور پر معلوم ہون سو یہہ مرتبہ بداہت کا عند العقل ممکن الوجود ہے اور گو برہمو سماج والے اُس مرتبہ کے وجود فی الخارج سے انکار ہی کرین پر اِس بات سے اُنہین انکار نہین کہ وہ مرتبہ اگر خارج مین پایا جاوے تو بلاشبہ اعلیٰ و اکمل ہے اور جو نظر اور فکر مین خفایا باقی رہ جاتے ہین اُنکا ظہور اور بروز اُسی مرتبہ پر موقوف ہے اور خود اِس بات کو کون نہین سمجھہ سکتا کہ ایک امر کا بدیہی طور پر کُہل جانا نظری طور سے اعلیٰ اور اکمل ہے مثلاً اگرچہ مصنوعات کو دیکھہ کر دانا اور سلیم الطبع انسان کا اِس طرف خیال آسکتا ہے کہ ان چیزون کا کوئی صانع ہوگا مگر نہایت بدیہی اور روشن طریق معرفت الٰہی کا جو اُسکے وجود پر بڑی ہی مضبوط دلیل ہے یہہ ہے کہ اُسکے بندون کو الہام ملتا ہے اور قبل اِسکے جو حقایقِ اشیا کا انجام کُہلے اُن پر کہولا جاتا ہے اور وہ اپنے معروضات مین حضرتِ احدیت سے جوابات پاتے ہین اور اُن سے مکالمات

کرو اُسیقدر وار دگیر بڑہتی ہے اور مسیحی جماعت کے لئے کوئی راستہ مخلصی کا نظر نہیں آتا کیونکہ دُنیا کی موجودہ حالت کو دیکہہ کر یہہ وساوس اَور بہی زیادہ تقویت پکڑتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مقصود تک پہنچتا ہے اور بے راہیوں کو چہوڑدے اور یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شئے کے حصول کے لئے خدا نے اپنے قانونِ قدرت مین صرف ایک ہی راستہ ایسا رکہا ہے جسکو سیدہا کہنا چاہئے اور جب تک ٹہیک ٹہیک وہی راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہین کہ وہ چیز حاصل ہوسکے جس طرح

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور مخاطبات ہوتے ہین اور بہ نظرِ کشفی اُنکو عالمِ ثانی کے واقعات دکہلائے جاتے ہین اور جزا سزا کی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے اور دوسرے کئی طور کے اسرارِ اُخروی اُن پر کہولے جاتے ہین اور کچہہ شک نہین کہ یہہ تمام اُمور علم الیقین کو اتم اور اکمل مرتبہ تک پہنچاتے ہین اور نظری ہونے کے عمیق نشیب سے بداہت کے بلند منار تک لیجاتے ہین بالخصوص مکالمات اور مخاطبات حضرت احدیت ان سب اقسام سے اعلیٰ ہین کیونکہ اُنکے ذریعہ سے صرف اخبارِ غیبیہ ہی معلوم نہین ہوتے بلکہ عاجز بندہ پر جو جو مولیٰ کریم کی عنایتیں ہین اُن سے بہی اطلاع دیجاتی ہے اور ایک لذیذ اور مبارک کلام سے ایسی تسلّی اور تشفّی اُسکو عطا ہوتی ہے اور خوشنودی حضرتِ باریتعالیٰ سے مطلع کیا جاتا ہے جس سے بندہ مکروہاتِ دُنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی قوّت پاتا ہے گویا صبر اور استقامت کے پہاڑ اُسکو عطا کئےجاتے ہین اسی طرح بذریعہ کلام اعلیٰ درجہ کے علوم اور معارف بہی بندہ کو سکہلائے جاتے ہین اور وہ اسرارِ خفیہ و دقایق عمیقہ بتلائے جاتے ہین کہ جو بغیر تعلیم خاص ربّانی کے کسی طرح معلوم نہین ہوسکتے۔ اور اگر کوئی یہہ شُبہہ پیش کرے کہ یہہ تمام امور جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ قرآن شریف کے کامل اتباع سے حاصل ہوتے ہین کیونکر اسلام مین اُنکا تحقق فی الخارج ہونا بپایۂ ثبوت پہنچ سکتا ہے تو اس وہم کا جواب یہہ ہے کہ صحبت سے۔ اور اگرچہ ہم کئی مرتبہ لکہہ چکے ہین لیکن بغیر اندیشۂ طول کے پہر مکرّر ہر یک مخالف پر ظاہر کرتے ہین کہ فی الحقیقۃ یہہ دولتِ عظمیٰ اسلام مین پائی جاتی ہے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی اور طالبِ حق کے لئے اسکے ثبوت کے بارے مین ہم آپ ہی ذمہ وار ہین بشرط صحبت وحسن ارادت وتحقق مناسبت اور صبر اور ثبات کے یہہ امور ہر یک طالب پر بقدر استعداد اور لیاقت ذاتی اُسکے کہل سکتے ہین اور ان امور مین

ہین اور بہت سی نظیرین ایسے ہی مکرون اور فریبون کے اپنی ہی قوتِ حافظہ پیش کرتی ہے بلکہ ہریک انسان اِن مکرون کے بارے مین چشم دید باتون کا ایک ذخیرہ رکہتا ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا کے تمام قواعد قدیم سے مقرر اور منضبط ہین ایسا ہی نجات اور سعادتِ اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدہا ہے سو دعا مین وضع استقامت یہی ہے کہ اُسی طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔ آٹھوین اور نوین اور دسوین صداقت جو صورتِ فاتحہ مین درج ہے صراط الذین

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

سے جو اخبارِ غیبیہ ہین اُنکی نسبت یہہ شُبہ ہرگز نہین کرنا چاہئے جو اِس کام مین رمّال و منجم بہی شریک ہین کیونکہ یہہ قوم کسی خاص فن یا قواعد کے ذریعہ سے اخبارِ غیبیہ کو نہین بتلاتی۔ اور نہ غیب دان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے بلکہ خداوندِ کریم جو اُن پر مہربان ہے اور اُنکے حال پر ایک خاص عنایات و توجہات رکہتا ہے وہ بعض مصالح کے لحاظ سے بعض اُمور پیش از وقوع اُنکو بتلا دیتا ہے تا جس کام کا اُس نے ارادہ کیا ہے بوجہ احسن انجام کو پہنچ جائے مثلاً وہ خلق اللہ پر یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ فلان بندہ مؤید من اللہ ہے اور جو کچھہ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہین بلکہ خاص ارادہ و توجہ الٰہی سے ظہور مین آتے ہین اسی طرح جو کچھہ فتح و نصرت اور اقبال و عزت اُسکو ملتی ہے وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہین بلکہ خدا ہی نے چاہا ہے کہ اُسکو غلبہ بخشے اور اپنی تائیدات اُسکے شامل حال کرے پس وہ کریم اور رحیم اِس مقصود کو ثابت کرنیکی غرض سے اُن انعامات اور فتوح سے پہلے بطور پیشگوئی اُن نعمتون کی عطا کرنیکی بشارت دیدیتا ہے سو اِن پیشگوئیون سے مقصود بالذات اخبارِ غیبیہ نہین ہوتین بلکہ مقصود بالذات یہہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ وہ شخص مؤید من اللہ اور اُن خاص لوگون مین سے ہے جنکی تائید کے لئے عنایات حضرتِ عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہین اب اِس تقریر سے ظاہر ہے کہ اُس مؤید من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھہ بہی نسبت نہین اور اُسکی پیشگوئیان اصل مقصود نہین ہے بلکہ اصل مقصود کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہین ماسوا اِسکے جن لوگون کو خدا تعالیٰ خاص اپنے لئے چُن لیتا ہے اور اپنے ہاتہہ سے صاف کرتا ہے اور اپنی گروہ مین داخل کرتا ہے اُن مین صرف یہی علامت نہین کہ وہ پوشیدہ خبرین بتلاتے ہین تا اُنکا حال نجومیون اور جوتشیون اور رمّالون اور کاہنون کے حال سے مشتبہ ہو جائے اور کچھہ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے بلکہ اُنکے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جسکے مشاہدہ کی سبب سے

خود اِس قسم کے مکر جیسے سادہ لوحون اور جاہلون کے سامنے چل جاتے ہین اور زیر پردہ رہتے ہین یہہ ایک ایسا امر ہے جو مکّارون کو اُنکی کارسازیون پر دلیر کرتا ہے ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ ہمکو اُن سالکین کا راستہ تبلا جنہون نے ایسی راہین اختیار کین کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور اُن لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے لاپروائی سے سیدہی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اِس باعث سے تیری تائید

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

طالبِ صادق بدیہی طور پر اُنکو شناخت کرسکتا ہے اور حقیقت مین وہی ایک نور ہے جو اُنکے ہریک قول اور فعل اور حال اور قال اور عقل اور فہم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہوجاتا ہے اور صدہا شاخین اُسکی نمودار ہوجاتی ہین اور رنگارنگ کی صورتون مین جلوہ فرماتا ہے ۔ وہی نورِ شدائد اور مصائب کے وقتون مین صبر کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور استقامت اور رضا کے پیرائیہ مین اپنا چہرہ دکہاتا ہے تب یہہ لوگ جو اِس نور کے مورد ہین آفاتِ عظیمہ کے مقابلہ پر جبال راسیات کی طرح دکہائی دیتے ہین اور جن صدمات کی ادنیٰ مس سے ناآشنا لوگ روتے اور چلاتے ہین بلکہ قریب بمرگ ہوجاتے ہین اُن صدمات کے سخت زور آور حملون کو یہہ لوگ کچھ چیز نہین سمجھتے اور فی الفور حمائیتِ الٰہی کنارِ عاطفت مین اُنکو کہینچ لیتی ہے اور کوئی خامی اور بے صبری اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ محبوبِ حقیقی کے ایلام کو بنگ انعام دیکہتے ہین اور بکشادگی سینہ وانشراحِ خاطر اُسکو قبول کرتے ہین بلکہ اُس سے متلذذ ہوتے ہین کیونکہ طاقتون اور قوتون اور صبرون کے بہاڑ اُنکی طرف روان کئیجاتے ہین اور محبتِ الٰہیہ کی پُرجوش موجین غیر کی یادداشت سے اُنکو روک لیتی ہین پس اُن سے ایک ایسی برداشت ظہور مین آتی ہے کہ جو خارقِ عادت ہے اور جو کسی بشر سے بلا تائید الٰہی ممکن نہین ۔ اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے وقتون مین قناعت کی صورت مین اُن پر جلوہ گر ہوتا ہے سو دُنیا کی خواہشون سے ایک عجیب طور کی برودت اُنکے دلون مین پیدا ہوجاتی ہے کہ مردار چیز کی طرح دُنیا کو سمجھتے ہین اور یہی دُنیوی لذات جن کے حظوظ پر دُنیادار لوگ فریفتہ ہین دلشوق تمام اُنکے جویان اور اُنکے زوال سے سخت ہراسان ہین یہہ اُنکی نظر مین بغایت درجہ ناچیز ہوجاتے ہین اور تمام سرور اپنا اسی مین پاتے ہین کہ مولیٰ حقیقی کی وفا اور محبت اور رضا سے دل بہار ہے اور اُسی کے ذوق اور شوق اور اُنس سے اوقات معمور ہین

عوام الناس کو جو اکثر چارپایون کی طرح ہوتے ہین اس طرف خیال بھی نہین ہوتا کہ لمبی چوڑی تفتیش کرین اور بات کی تہ تک پہنچ جائین اور ایسے تماشون کے دکھلانے کا

بقیه حاشیه نمبر ۱۱ سے محروم رہ کر گمراہ رہے۔ یہہ تین صداقتین ہین جن کی تفصیل یہہ ہے کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کے رو سے تین قسم کے ہوتے ہین بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہین اور صدق اور عاجزی سے خدا کی طرف رجوع کرتے ہین پس خدا بھی اُنکا طالب ہوجاتا ہے اور رحمت اور انعام کے

بقیه حاشیه در حاشیه نمبر ۴

اُس دولت سے بیزار ہین کہ جو اُسکی خلافِ مرضی ہے اور اُس عزّت پر خاک ڈالتے ہین جس مین مولیٰ کریم کی ارادت نہین۔ اور ایسا ہی وہ نور کبھی فراست کے لباس مین ظاہر ہوتا ہے اور کبھی قُوّتِ نظریہ کی بلند پروازی مین اور کبھی قُوّتِ علیہ کی حیرت انگیز کارگذاری مین کبھی حلم اور رفق کے لباس مین اور کبھی درشتی اور غیرت کے لباس مین۔ کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس مین کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس مین۔ کبھی کسی خلق کے لباس مین اور کبھی کسی خلق کے لباس مین اور کبھی مخاطبات حضرت احدیت کے پیرایہ مین اور کبھی کشوفِ صادقہ اور اعلامات واضحہ کے رنگ مین یعنے جیسا موقعہ پیش آتا ہے اُس موقعہ کے مناسب حال وہ نور حضرتِ واہب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے۔ نور ایک ہی ہے اور یہہ تمام اُسکی شاخین ہین۔ جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے اُسکی نظر محدود رہتی ہے اِس لئے بسا اوقات وہ دہوکا کھا لیتا ہے لیکن جو شخص یکجائی نگاہ سے اُس شجرۂ طیبہ کی تمام شاخون پر نظر ڈالتا ہے اور اُنکے انواع اقسام کے پہلون اور شگوفون کی کیفیت معلوم کرتا ہے وہ روز روشن کی طرح اُن نورون کو دیکھہ لیتا ہے اور نورانی جلال کی کہنچی ہوئی تلوارین اُسکے تمام کہنڈون کو توڑ ڈالتی ہین۔ شاید اس جگہ بعض طبائع پر یہہ اشکال پیش آوے کہ کیونکر اُن کمالات کو وہ لوگ بھی پا لیتے ہین کہ جو نہ نبی ہین اور نہ رسول لیکن جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین یہہ اشکال ایک ناچیز وسوسہ ہے کہ جو اُن لوگون کے دلون کو پکڑتا ہے کہ جو اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف ہین۔ اگر نبیون کے تابعین کو اُنکے کمالات اور علوم اور معارف مین علیٰ وجہ التبعیت شرکت نہ ہو تو باب وراثت کا بکلّی مسدود ہوجاتا ہے یا بہت ہی تنگ اور منقبض رہ جاتا ہے کیونکہ یہہ معنے بکلّی منافی وراثت ہے کہ جو کچھہ فیوض حضرتِ مبدء فیاض سے اُسکے رسولون اور نبیون کو

عرصہ بھی نہائیت ہی تہوڑا ہوتا ہے جس مین غور اور فکر کرنے کے لئے کافی فُرصت نہین مل سکتی اِس لئے مکّارون کے لئے دست بازی کی بہت گنجائیش رہتی ہے اور اُنکو

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ ساتہہ اُن پر رجوع کرتا ہے اِس حالت کا نام انعامِ الٰہی ہے اِسی کی طرف آئیتِ ممدوحہ مین اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیہم یعنی وہ لوگ ایسا صفا اور سیدہا راستہ اختیار کرتے ہین جس سے فیضانِ رحمتِ الٰہی کے مستحق ٹہر جاتے ہین اور باعث اِسکے کہ اُن مین اور خدا مین کوئی حجاب باقی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

ملتے ہین اور جس نورانیت یقین اور معرفت تک اُن مقدّسون کو پہنچایا جاتا ہے اُس شربت سے اُنکے تابعین کے حلق محض نا آشنا رہین اور صرف خشک اور ظاہری باتون سے ہی اُنکے آنسو پونچہے جاءِین ایسی تجویز سے یہہ بھی لازم آتا ہے کہ حضرت فیّاض مُطلق کی ذات مین بھی ایک قسم کا بُخل ہو اور نیز اِس سے کلامِ الٰہی اور رسولِ مقبول کی عظمت اور بزرگی کی کسرِشان لازم آتی ہے کیونکہ کلامِ الٰہی کی اعلیٰ تاثیرین اور نبی معصوم کی قوتِ قُدسیہ کے کمالات اسی مین ہین کہ انوارِ دائمیہ کلامِ الٰہی کے ہمیشہ قلوبِ صافیہ اور مستعدہ کو روشن کرتے رہین نہ یہہ کہ تاثیر اُنکی بکلّی معطل ہو یا صرف معدودے چند تک ہوکر پہر ہمیشہ کے لئے باطل ہو جائے اور زائل القوّت دوا کی طرح فقط نام ہی تاثیر کا باقی رہجائے۔ ماسوا اِسکے جبکہ ایک حقیقت واقعی طور پر ہر عہد اور ہر زمانہ مین خارج مین متحقق الوجود چلی آئی ہے اور اب بھی متحقق الوجود ہے اور شہادات متکاثرہ سے اُسکا ثبوت بدیہی طور پر مل سکتا ہے تو پہر ایسی روشن صداقت سے کیونکر کوئی مُنصف انکار کرسکتا ہے اور ایسی کُہلا کُہلی سچائی کیونکر اور کہان چہپ سکتی ہے حالانکہ قیاس بہی یہی چاہتا ہے کہ جب تک درخت قائم ہو اُسکو پہل بہی لگتے رہین ہان جو درخت خشک ہو جائے یا جڑہ سے کاٹا جائے اُسکے پہلون کی توقع رکہنا محض نادانی ہے پس جس حالت مین فُرقان مجید وہ عظیم الشان و سبز و شاداب درخت ہے جسکی جڑہین زمین کے نیچے تک اور شاخین آسمان تک پہنچی ہوئی ہین تو پہر ایسے شجرہ طیبہ کے پہلون سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ اُسکے پہل بدیہی الظہور ہین جنکو ہمیشہ لوگ کہاتے رہے ہین اور اب بہی کہاتے ہین اور آئندہ بہی کہائینگے اور یہہ بات بعض نادانون کی بالکل بیہودہ اور غلط ہے کہ اِس زمانہ مین کسی کو اُن پہلون تک گذر ہی نہین بلکہ اُنکا کہانا پہلے لوگون کے ہی

پوشیدہ بھیدون پر اطلاع پانے کا کم موقع ملتا ہے علاوہ اسکے عوام بیچارے علومِ طبعی وغیرہ فنونِ فلاسفہ سے کچہہ خبر نہین رکھتے اور جو کائنات مین حکیمِ مطلق نے طرح

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ نہین رہتا اور بالکل رحمتِ الٰہی کے محاذی آپڑتے ہین اِس جہت سے انوارِ فیضانِ الٰہی کے اُن پر وارد ہوتے ہین۔ دوسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہین اور دشمنون کی طرح خدا سے مونہہ پہیر لیتے ہین سو خدا بہی اُن سے مونہہ پہیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتہہ اُن پر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

حصہ مین تہا اور وہی خوش نصیب لوگ تہے جنہون نے وہ پہل کہائے اور اُن سے متمتع ہوئے اور اُن کے بعد بد نصیب لوگ پیدا ہوئے جنکو مالک نے باغ کے اندر آنے سے روک دیا۔ خدا کسی ذی استعداد کی استعداد کو ضایع نہین کرتا اور کسی سچے طالب پر اُسکی فیض کا دروازہ بند نہین ہوتا اور اگر کسی کو خیالِ باطل مین یہہ سمایا ہوا ہے کہ کسی وقت کسی زمانہ مین فیوضِ الٰہی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور ذی استعداد لوگون کی کوششین اور محنتین ضایع جاتی ہین تو اُس نے ابتک خدا تعالیٰ کا قدر شناخت نہین کیا اور ایسا آدمی انہین لوگون مین داخل ہے جنکی نسبت خدا تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہٖ لیکن اگر یہہ عذر پیش کیا جائے کہ جن علوم و معارف و کشوفِ صادقہ و مخاطبات حضرتِ احدیت کے تحقق وجود کا ذکر کیا جاتا ہے وہ اب کہان ہین اور کیونکر بپایۂ ثبوت پہنچ سکتے ہین تو اِسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ سب اُمور اسی کتاب مین ثابت کئے گئے ہین اور طالبِ حق کے لئے اُنکے امتحان کا نہایت سیدہا اور آسان راستہ کہلا ہے کیونکہ وہ علوم و معارف کو خود اِس کتاب مین دیکہہ سکتا ہے اور جو کشوفِ صادقہ اور اخبارِ غیبیہ اور دوسرے خوارق ہین وہ غیر مذہب والون کی شہادت سے اُس پر ثابت ہو سکتے ہین یا وہ آپ ہی ایک عرصہ تک صحبت مین رہکر یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور جو دوسرے لوازم اور خصوصیاتِ اسلام ہین وہ بہی سب صحبت سے کہل سکتے ہین لیکن اِس جگہ یہہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ جو کچہہ عجائب و غرائب اہلِ حق پر منکشف ہوتے ہین اور جو کچہہ برکات اُنہین پائے جاتے ہین وہ کسی طالب پر تب کہولے جاتے ہین کہ جب وہ طالب کمال صدق اور اخلاص سے بہ نیت ہدایت پانے کے رجوع کرتا ہے اور جب وہ ایسے طور سے رجوع کرتا ہے تو تب جسقدر اور جس طور سے انکشاف مقدر

طرح کے عجیب خواص رکھے ہین اُن خواص کی اُنہین کچھہ بھی خبر نہین ہوتی پس وہ
ہر یک وقت اور ہر زمانہ مین دہو کا کہانے کو طیار ہین اور کیونکر نہ ہو کہ نہ کہا وین خواص

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ رجوع نہین کرتا اِسکا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور نارضامندی جو خدا
کی نسبت اُنکے دلون مین چھپی ہوئی ہوتی ہے وہی اُن مین اور خدا مین حجاب ہو جاتی ہے اِسی حالت کا
نام غضبِ الٰہی ہے اِسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اشارہ فرما کر کہا غیرِ المغضوب علیہم - تیسری قسم کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہوتا ہے وہ بارادہ خالص الٰہی ظہور مین آتا ہے مگر جس جگہ سائل کے صدق اور نیت مین کچھہ فتور ہوتا ہے ہو
سینہ خلوص سے خالی ہوتا ہی تو پھر ایسے سائل کو کوئی نشان دکہلایا نہین جاتا یہی عادت خداوند تعالیٰ کی انبیاء کرام
سے ہے جیسا کہ یہہ بات انجیل کے مطالعہ سے نہایت ظاہر ہے کہ کئی مرتبہ یہودیون نے مسیح سے کچھہ معجزہ
دیکھنا چاہا تو اُس نے معجزہ دکہلانے سے صاف انکار کیا اور کسی گذشتہ معجزہ کا بھی حوالہ نہ دیا چنانچہ مرقس
کی انجیل کے آٹھہ باب اور بارہ آیت مین بہی اسی کی تصریح ہے اور عبارت مذکور یہہ ہے - تب فریسی نکلے
اور اُس سے (یعنے مسیح سے) حجت کرکے اُسکے امتحان کے لئے آسمان سے کوئی نشان چاہا اُس نے اپنے
دل مین آہ کہینچکر کہا اِس زمانہ کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اِس زمانہ کے
لوگون کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا - سو اگرچہ بظاہر دلالت عبارت اسی پر ہے کہ مسیح سے کوئی معجزہ صادر نہین ہوا
لیکن اصلی معنے اِسکے یہی ہین کہ اُسوقت تک مسیح سے کوئی معجزہ ظہور مین نہین آیا تھا تب ہی اُس نے
کسی گذشتہ معجزہ کا حوالہ نہین دیا کیونکہ یہود مین صاحب صدق اور اخلاص کم تھے تا کسی کے حسن ارادت
کے لحاظ سے کوئی معجزہ ظہور مین آتا لیکن اِسکے بعد جب لوگ صاحب صدق اور ارادت پیدا ہو گئی اور طالب حق
بنکر مسیح کے پاس آئے تو وہ معجزات دیکھنے سے محروم نہین رہے چنانچہ **یہودا اسکریوطی** کی خراب
نیت پر مسیح کا مطلع ہو جانا یہہ اُسکا ایک معجزہ ہی تھا جو اُسنے اپنے شاگردون اور صادق الاعتقاد لوگون کو
دکہلایا اگرچہ اُسکے دوسرے سب عجیب کام بباعث قصۂ حوض اور بوجہ آیت مذکورہ بالا کے مخالف کی نظر مین قابل
انکار اور محل اعتراض ٹھہر گئے اور اب بطورِ حجت مستعمل نہین ہو سکتے لیکن معجزہ مذکورہ بالا منصف مخالف کی نظر
مین بھی ممکن ہے کہ ظہور مین آیا ہو غرض معجزات اور خوارق کے ظہور کے لئے طالب کا صدق اور اخلاص شرط ہے

اشیا کے ایسے ہی حیرت افزا ہین اور بیخبری کی حالت مین موجب زیادت حیرت ہوتے ہین مثلاً مکھی اور دوسرے بعض جانورون مین یہہ خاصیت ہے کہ اگر ایسے طور پر مر جائین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ لوگ ہین کہ جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہین اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہین کرتے خدا بھی اُنکے ساتھہ لاپرواہی کرتا ہے اور اُنکو اپنا راستہ نہین دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے مین آپ سُستی کرتے ہین اور اپنے تئین اُس فیض کے لائق نہین بناتے کہ جو خدا کے قانونِ قدیم

اور صدق اور اخلاص کے یہی آثار و علامات ہین کہ کینہ اور مکابرہ درمیان نہ ہو اور صبر اور ثبات اور غربت اور تذلل سے بہ نیت ہدایت پانے کے کوئی نشان طلب کیا جائے اور پھر اُس نشان کے ظہور تک صبر اور ادب سے انتظار کیا جائے تا خداوندِ کریم وہ بات ظاہر کرے جس سے طالب صادق یقین کامل کے مرتبہ تک پہنچ جائے غرض ادب اور صدق اور صبر برکاتِ الہیہ کے ظہور کے لئے شرطِ اعظم ہے جو شخص فیضِ الٰہی سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اُسکے حال کے یہی مناسب ہے کہ وہ سراپا ادب ہو کر بہ تمام تر غربت و صبر اِس نعمت کو اُسکے اہل کے دروازہ سے طلب کرے اور جہان معرفتِ الہیہ کا چشمہ دیکھے آپ اُفتان و خیزان اُس چشمہ کی طرف دوڑے اور پھر صبر اور ادب سے کچھہ دنون تک ٹھہرا رہے لیکن جو لوگ خداتعالیٰ کی طرف سے صاحبِ خوارق ہین اُنکا یہہ منصب نہین ہے کہ وہ شعبدہ بازون کی طرح بازارون اور مجالس مین تماشا دکھلاتے پھرین اور نہ یہہ امور اُنکے اختیار مین ہین بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ اُنکے پتھر مین آگ تو بلاشبہ ہے لیکن صادقون اور صابرون اور مخلصون کی پُرارادت ضرب پر اُس آگ کا ظہور اور بروز موقوف ہے۔ اور ایک اور بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور وہ یہہ ہے کہ اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط اخبارِ غیبیہ کا ہی خطاب دینا غلطی ہے بلکہ وہ کشوف اور الہامات تائیداتِ الہیہ کے باغ کی خوشبوئین ہین جو دور سے ہی اُس باغ کا وجود بتلاتے ہین اور عظمت اور شان اُن کشوف اور الہامات کے اُس شخص پر کماحقہٗ کھلتی ہے جس کی نظر تائیداتِ الہیہ کی تلاش مین ہو یعنے وہ اصل نشان تائیداتِ الہیہ کو ٹھہرا کر پیشگوئیون کو اُن تائیدون کے لوازم سمجھتا ہو جو بغرض ثابت کرنے تائیدون کے استعمال مین لائے گئے

کہ اُنکے اعضا مین کچھہ زیادہ تفرقِ اتصال واقع نہ ہوا اور اعضا اپنی اصلی ہیئت اور وضع پر سلامت رہین اور مُتعفّن ہونے بھی نہ پاوین بلکہ ابھی تازہ ہی ہون اور موت پر دو تین گھنٹہ سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو جیسے پانی مین مری ہوئی مکھیان ہوتی ہین تو اس صورت مین اگر نمک باریک پیس کر اُس مکھی وغیرہ کو اُسکے نیچے دبا یا جاوے اور پھر اُسیقدر خاکستر بھی اُسپر ڈالی جاوے تو وہ مکھی زندہ ہو کر اُڑ جاتی ہے اور یہہ خاصیّت مشہور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین محنت اور کوشش کرنیوالون کے لئے مقرر ہے اِس حالت کا نام اضلالِ الٰہی ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ خدا نے اُنکو گمراہ کیا یعنے جب کہ اُنہون نے ہدائیت پانے کے طریقون کو بجد وجہد طلب نہ کیا تو خدا نے بہ پابندی اپنے قانون قدیم کے اُنکو ہدائیت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اِسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا **وَلَا الضَّالِّين** غرض ماحصل اور خلاصہ اِن تینون صداقتون کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کی ساتھہ تین حالتین ہین ایسا ہی خدا بھی ہر یک حالت کے موافق اُنکے ساتھہ جُدا جُدا معاملہ کرتا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہین غرض مدار مقرب اللہ ہونے کا تائیداتِ الٰہیہ ہین اور پیش گوئیان روشن ثبوت سے اُن تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہر یک عام اور خاص کو دکھلاتے ہین پس تائیدات اصل ہین اور پیش گوئیان اُنکی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہین اور پیش گوئیان اُس آفتاب کی شعاعین اور کرنین ہین۔ تائیدات کو پیشگوئیون کے وجود سے یہہ فائدہ ہے کہ تا ہر یک کو معلوم ہو کہ وہ حقیقت مین خاص تائیدین ہین معمولی اتفاقات سے نہین اور بخت اور اتفاق پر محمول نہین ہو سکتین اور پیش گوئیون کو تائیدات کے وجود سے یہہ فائدہ ہے کہ اُس بزرگ پیوند سے اُنکی شان بڑہتی ہے اور ایک بمثیل خصوصیت اُن مین پیدا ہو جاتی ہے کہ جو مویدانِ الٰہی کے غیر مین نہین پائی جاتی سو یہی خصوصیت عام پیش گوئیون اور اُن جلیل الشان پیشگوئیون مین مابہ الامتیاز ٹھہر جاتا ہے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ اِس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لئے جو پیشگوئیون اور تائیداتِ کاملہ مین ایک پیوند ہے اُسکو خیال مین رکھنا چاہئے کیونکہ یہہ پیوند دوسرے لوگون کی پیش گوئیون مین غیر ممکن اور ممتنع ہے اور نیز اُنکی پیش گوئیون مین ایسی فاش غلطیان نکل آتی ہین

معروف ہے جسکو اکثر لڑکے بھی جانتے ہین لیکن اگر کسی سادہ لوح کو اِس نسخہ پر اطلاع
نہ ہو اور کوئی مکّار اُس نادان اور بیخبر کے سامنے مگس مسیح ہونے کا دعوی کرے
اور اِسی حکمت عملی سے مکھیون کو زندہ کرے اور بظاہر کوئی منتر جنتر پڑہتا رہے جس سے
یہہ جتلانا منظور ہو کہ گویا وہ اُسی منتر کے ذریعہ سے مکھیون کو زندہ کرتا ہے تو پہر اُس سادہ
لوح کو اِسقدر عقل اور فرصت کہان ہے کہ تحقیقاتین کرتا پہرے کیا تم دیکھتے نہین کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو لوگ اُسپر راضی ہوتے ہین اور دلی محبت اور صدق سے اُسکے خواہان ہو جاتے ہین خدا بھی اُن پر راضی ہو جاتا
ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اُن پر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پہیر لیتے ہین اور عمداً مخالفت
اختیار کرتے ہین خدا بہی مخالف کی طرح اُن سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اُسکی طلب مین سستی اور
لاپروائی کرتے ہین خدا بھی اُن سے لاپروائی کرتا ہے اور اُنکو گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح
آئینہ مین انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے کہ جو حقیقت مین شکل رکھتا ہے اُسی طرح حضرت احدیت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

جنسے ہریک ذلّت اُنکی ظاہر ہوتی ہے مگر خدا کے لوگ جو ہوتے ہین اُنکی روشن پیشگوئیان ہمیشہ سچائی کے نور سے منور ہوتی ہین ما سوا اسکے وہ پیشگوئیان ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہین خدا اپنے بندونکی کامون کا آپ متولی ہو کر ایک حیرت انگیز طور پر اُنکی
تائید کرتا ہے اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ اُنکی مدد مین رہتا ہے اور اُن سے اُسکی
یہی عادت ہے کہ اُنکو اپنی تائیدات کی خبرین پیش از وقوع بتلاتا ہے اور اُنکے تردد و تفکّر کے وقت مین
اپنے پُر نور کلام سے اُنکو تسلّی اور تشفّی بخشتا ہے اور پہر ایک ایسی عجیب طور پر اُنکی مدد کرتا ہے کہ جو خیال اور
گمان مین نہین ہوتی اور جو شخص اُنکی صحبت مین رہ کر اِن باتون کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے اور
صداقت اور پاک نظر سے اُنکی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے اُسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے
اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہہ لوگ موید من اللہ ہین اور حضرت احدیت کو اُنکی طرف ایک خاص توجہ ہے کیونکہ
یہہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک آدہ دفعہ نہین بلکہ بیسیون دفعہ کسی انسان کو اتفاق پڑے کہ وہ کسی تائید
کا وعدہ قبل از وقوع سُنکر پہر اُس تائید کو ظہور مین آتے ہوئے بچشم خود دیکہہ لے تو کوئی انسان ایسا

مکّار لوگ اِسی زمانہ مین دُنیا کو ہلاک کر رہے ہین کوئی سونا بنا کر دکھلاتا ہے اور کیمیا گری کا دعوے کرتا ہے اور کوئی آپ ہی زمین کے نیچے پتّھر دبا کر پھر ہندؤن کے سامنے دیوی نکالتا ہے۔ بعض نے ایسا ہی کیا ہے کہ جمال گوٹہ کا روغن اپنی دوات کی سیاہی مین ملایا اور پھر اُس سیاہی سے کسی سادہ لوح کو تعویذ لکھہ کر دیا تا دست آنے پر تعویذ کا اثر ظاہر ہوا ایسے ہی ہزارون اور مکر اور فریب ہین کہ جو اِسی زمانہ مین ہو رہے ہین اور بعض مکر ایسے عمیق ہین جن سے بڑے بڑے دانشمند

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ جو ہر یک کدورت سے مُصفّٰی اور پاک ہے محبت والون کے ساتھہ محبّت رکھتا ہے غضب والون پر غضبناک ہے لاپرواہون کے ساتھہ لاپرواہی رکھنے والون سے رُک جاتا ہے اور جُھکنے والون کی طرف جُھکتا ہے چاہنے والون کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والون سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤگے وہی انداز آئینہ مین بھی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالیٰ کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کی طرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسون کو بندہ اپنے لئے آپ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

پاگل اور دیوانہ نہین کہ پھر بھی اُن صحیح پیشگوئیون اور قوی تائیدون پر یقین کامل نہ کر سکے ہان اگر فرطِ تعصب اور بے ایمانی سے کسی چشمدید ماجرا کا دانستہ انکار کرے تو یہ اور بات ہے لیکن پھر بھی اُسکا دل انکار نہین کر سکتا اور ہر وقت اُسکو ملزم کرتا ہے کہ تو شریر اور سرکش آدمی ہے۔ اب چند کشوف اور الہامات تو وارد بغرض افادۂ طالبین حق لکھے جاتے ہین اور اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اگر خدا نے چاہا تو جو کچھہ مواہب لدنّیہ سے اِس احقر عباد پر ظاہر کیا جائیگا وہ اِس کتاب مین درج ہوتا رہیگا اِلّا ماشاء اللہ اور اِس سے غرض یہہ ہے کہ تا یقین اور معرفت کے سچے طالب فائدہ حاصل کرین اور اپنی حالت مین کشایش پاوین اور اُن کے دل پر سے وہ پردے اُٹھین جن سے اُنکی ہمّت نہایت پست اور اُنکے خیالات نہایت پُرظلمت ہو رہے ہین۔ اور اِس جگہ ہم مکرّر یہہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ یہہ باتین ایسی نہین ہین جنکا ثبوت دینے سے ہم خاکسار عاجز ہو یا جن کے ثبوت مین اپنے ہی ہم مذہبون کو پیش کیا جائے بلکہ یہہ وہ بدیہی الصدق باتین ہین جن کی صداقت پر مخالف المذہب لوگ گواہ ہین اور جن کی سچائی پر وہ لوگ شہادت دیسکتے ہین

دہوکا کہا جاتے ہین اور علوم طبعی کے دقایق عمیقہ اور جسمی تراکیب اور قوّتون کے خواص عجیبہ جو حال کے زمانہ مین نئے تجارب کے ذریعہ سے روز بروز پہلتے جاتے ہین یہہ جدید باتین ہزار جنسے جہوٹی معجزی دکہلانیوالے نئے نئے مکر اور فریب دکہا سکتے ہین سو اِس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جو معجزات بظاہر صورت اِن مکرون سے متشابہ ہین گو وہ سچّے بھی ہون تب ہی محجوب الحقیقت ہین اور اُنکے ثبوت کے بارے مین بڑی بڑی دقّتین ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اختیار کرلیتا ہی وہی تخم بویا ہوا اُسکا اُسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہریک طرح کے حجابون اور کدورتون اور آلائشون سے اپنے دلکو پاک کرلیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیّہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہوجاتا ہے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کہول دیتا ہی اور سورج کی کرنین اُسکے گہر کے اندر چلی آتی ہین لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلائشون کو آپ اختیار کرلیتا ہے اور خدا کو حقیر چیز کی طرح خیال کرکے چہوڑ دیتا ہے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی

جو ہمارے دینی دشمن ہین اور یہہ سب اہتمام اِس لئے کیا گیا کہ تا جو لوگ فی الحقیقۃ راہِ راست کے خواہان اور جویان ہین اُن پر بکمال انکشاف ظاہر ہوجائے کہ تمام برکات اور انوار اسلام مین محدود اور محصور ہین اور تا جو اِس زمانہ کے ملحد ذریت ہے اُسپر خدا یتعالٰی کی حجتِ قاطعہ اتمام کو پہنچے اور تا اُن لوگون کی فطرتی شیطنت ہریک منصف پر ظاہر ہو کہ جو ظلمت سے دوستی اور نور سے دشمنی رکہہ کر حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتبِ عالیہ سے انکار کرکے اُس عالیجناب کی شان کی نسبت پُرخبث کلمات مونہہ پر لاتے ہین اور اُس افضل البشر پر ناحق کی تہمتین لگاتے ہین اور بباعث غایت درجہ کی کور باطنی کے اور بوجہ نہایت درجہ کی بے ایمانی کے اِس بات سے بیخبر ہو رہے ہین کہ دُنیا مین وہی ایک کامل انسان آیا ہے جسکا نور آفتاب کی طرح ہمیشہ دُنیا پر اپنی شعاعین ڈالتا رہا ہے اور ہمیشہ ڈالتا رہیگا اور تا اِن تحریرات حقہ سے اسلام کی شان و شوکت خود مخالفون کے اقرار سے ظاہر ہوجائے اور تا جو شخص سچّے طالب رکہتا ہو اُسکے لئے ثبوت کا راستہ کُہل جائے اور جو اپنے مین کچہہ دماغ رکہتا ہو اُسکی دماغ شکنی ہوجائے اور نیز اِن کشوف اور الہامات

تمہید ششم- جس طرح محجوب الحقیقت معجزات عقلی معجزات سے برابری نہین کر سکتے ایسا ہی پیشین گوئیان اور اخبار از منہ گذشتہ جوتشیون اور رمالون اور کاہنون اور مورخون کے طریقہ بیان سے مشابہ ہین اُن پیشین گوئیون اور اخبار غیبیہ سے مساوی نہین ہو سکتین کہ جو محض اخبار نہین ہین بلکہ اُنکے ساتہہ قدرت الوہیت بھی شامل ہے کیونکہ دُنیا مین بجز انبیا کے اور بہی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہین کہ ایسی ایسی خبرین پیش از وقوع تبلا یا کرتے ہین کہ زلزلے آوینگے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ روشنی کو ناپسند کرکے اور اُس سے بغض رکہہ کر اپنے گہر کے تمام دروازے بند کر دے تا ایسا نہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعین اُسکے گہر کے اندر آجائین - اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیون اور آلائشون مین گرفتار ہو اور سُستی اور تکاسل اور لاپروائی سے اُن آلائشون سے پاک ہونے کے لئے کچہہ سعی اور کوشش نہ کرے تو اُسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گہر کے دروازون کو بند پاوے اور تمام گہر مین اندہیرا بہرا ہوا دیکہے اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کے لکہنے کا یہہ بہی ایک باعث ہے کہ تا اِس سے مومنون کی قوت ایمانی بڑہے اور اُنکے دلون کو تثبت اور تسلی حاصل ہو اور وہ اِس حقیقت حقہ کو بہ یقین کامل سمجہہ لین کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنے حضرت محمد مصطفی صلی الله علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیون سے اور اتم و اکمل سب رسولون سے اور خاتم الانبیا اور خیر الناس ہین جن کی پیروی سے خدا تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹہتے ہین اور اسی جہان مین سچی نجات کے آثار نمایان ہوتے ہین اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتون اور تاثیرون پر مشتمل ہے جسکے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہین اور بشری آلودگیون سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابون سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے اور ایک باعث ان کشوف اور الہامات کی تحریر پر اور پہر غیر مذہب والون کی شہادتون سے اُس کے ثابت کرنے پر یہہ بہی ہے کہ تا ہمیشہ کے لئے ایک قوی حجت مسلمانون کے ہاتہہ مین رہی اور جو سفلہ اور ناخدا ترس اور سیاہ دل آدمی ناحق کا مقابلہ

وبا پڑیگی لڑائیان ہونگی قحط پڑیگا ایک قوم دوسری قوم پر چڑہائی کریگی یہہ ہوگا وہ ہوگا اور
بارہا کوئی نہ کوئی اُنکی خبر بھی سچّی نکل آتی ہے پس اِن شُبہات کے مٹانے کے لئے وہ پیشین
گوئیان اور اخبارِ غیبیہ زبردست اور کامل متصور ہونگے جن کے ساتھہ ایسے نشان قُدرتِ الٰہیّہ
کے ہون جن مین رمّالون اور خواب بینون اور نجومیون وغیرہ کا شریک ہونا ممتنع اور محال ہو
یعنے اُن مین خداوندِ تعالیٰ کے کامل جلال کا جوش اور اُسکی تائیدات کا ایسا بزرگ چمکارا نظر آتا ہو

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ پہر اُٹھہ کر دروازون کو نہ کہولے اور ہاتہہ پانون توڑ کر بیٹھا رہے اور دل مین یہہ کہے کہ اب اِسوقت کون اُٹھے
اور کون اتنی تکلیف اُٹھاوے یہہ تینون مثالین اُن تینون حالتون کی ہین جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی
ہی سُستی سے پیدا ہوجاتی ہین جن مین سے پہلی حالت کا نام حسبِ تصریح گذشتہ کے انعامِ الٰہی اور دوسری
حالت کا نام غضبِ الٰہی اور تیسری حالت کا نام اضلالِ الٰہی ہے۔ اِن تینون صداقتون سے بہی ہمارے
مخالفین بے خبر ہین کیونکہ برہمو سماج والون کو اُس صداقت سے بالکل اطلاع نہین ہے جس کے رو سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور مکابرہ مسلمانون سے کرتے ہین اُنکا مغلوب اور لاجواب ہونا ہمیشہ لوگون پر ثابت اور آشکار ہوتا ہے اور
جو ضلالت اور گمراہی کی ایک زہرناک ہوا آجکل چل رہی ہے اُس کی زہر سے زمانۂ حال کے طالبِ حق
اور نیز آئندہ کی نسلین محفوظ رہین کیونکہ اِن الہامات مین ایسی بہت سی باتین آئینگی جنکا ظہور آئندہ
زمانون پر موقوف ہے پس جب یہہ زمانہ گذر جائیگا اور ایک نئی دُنیا نقابِ پوشیدگی سے اپنا چہرہ
دکہائیگی اور اِن باتون کی صداقت کو جو اِس کتاب مین درج ہے بچشم خود دیکھیگی تو اُنکی تقویتِ ایمان کے
لئے یہہ پیشین گوئیان بہت فائدہ دینگی انشاء اللہ تعالیٰ سو اِسوقت جو پیش گوئیان خداوند کریم کی طرف سے
ظاہر ہوئی ہین بعض اُن مین سے ذیل مین لکہی جاتی ہین۔ ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ کچہہ عرصہ گذرا ہے کہ
ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی جس ضرورت کا ہمارے اِس جگہ کے آریہ ہمنشینون کو بخوبی علم تہا
اور یہہ بہی اُنکو خوب معلوم تہا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب پیش نہین ہے کہ جو جائے امید ہوسکے بلکہ اِس معاملہ
مین اُنکو ذاتی طور پر واقفیت تہی جس کی وہ شہادت دیسکتے ہین پس جبکہ وہ ایسے مشکل اور فقدانِ اسباب

جو بدیہی طور پر اُسکی توجہاتِ خاصہ پر دلالت کرتا ہو اور نیز وہ ایک ایسی نُصرت کے خبر پر مشتمل ہون جس مین اپنی فتح اور مخالف کی شکست اور اپنی عزت اور مخالف کی ذلت اور اپنا اقبال اور مخالف کا زوال بہ تفصیلِ تمام ظاہر کیا گیا ہو اور ہم اپنے موقعہ پر بیان کرینگے اور کچھہ بیان بھی کر چکے ہین کہ یہہ اعلیٰ درجہ کی پیشین گوئیان صرف قُرآنِ شریف سے مخصوص ہین کہ جن کے پڑہنے سے جلالِ الٰہی کا ایک عالم نظر آتا ہے ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خدا تعالیٰ سرکش اور غضبناک بندون کے ساتھہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبون مین سے ایک صاحب نے اِس بارہ مین انہین دنون مین ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس مین صاحب موصوف خدا کی کتابون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ اُن مین غضب کی صفت خدا تعالیٰ کی طرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری کمزوریون پر پڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اِس صداقت کی کچھہ بھی خبر ہوتی تو کیون وہ ناحق اپنی اوقات ضایع کر کے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے اُنکی کم فہمی ہر ایک پر کھل گئی ہے اور اُنکو باوجود دعوی عقل کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

حلّ مشکل سے کامل طور پر مطلع تھے اِس لئے بلا اختیار دل مین اِس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرتِ احدیت مین دُعا کیجائے تا اُس دُعا کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسری مخالفین کے لئے تائید الٰہی کا نشان پیدا ہو ایسا نشان کہ اُسکی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائین سو اُسی دن دُعا کی گئی اور خدا تعالیٰ سے یہہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے تب یہہ الہام ہوا ۔ دس دن کے بعد مین موج دکہاتا ہون ۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب ۔ فی شائل مقیاس ۔ دن ول یو گو ٹو امرتسر یعنے دس دن کے بعد روپیہ آئیگا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اُٹھاتی ہے تب اُسکا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرہ مین یہہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئیگا تب تم امرتسر بھی جاؤگے ۔ تو جیسا اِس پیش گوئی مین فرمایا تھا ایسا ہی ہندوؤن یعنے آریون مذکورہ بالا کے روبرو وقوع مین آیا یعنی حسب منشاء پیش گوئی دس دن تک ایک خرمُہرہ نہ آیا اور دس دن کے بعد یعنے گیارہوین روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس روپیہ بھیجے اور بیست روپیہ ایک اَور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری

تمہید ہفتم۔ قرآن شریف مین جسقدر باریک صداقتین علم دین کی اور علوم دقیقہ الٰہیات کے اور براہین قاطعہ اصول حقّہ کے معہ دیگر اسرار اور معارف کے مندرج ہین اگرچہ وہ تمام فی حدّ ذاتہا ایسے ہین کہ قویٰ البشریہ اُنکو بہ ہیئت مجموعی دریافت کرنے سے عاجز ہین اور کسی عاقل کی عقل اُنکے دریافت کرنے کے لئے بطورِ خود سبقت نہین کرسکتی کیونکہ پہلی زمانون پر نظر استقراری ڈالنے سے ثابت ہوگیا ہے کہ کوئی حکیم یا فیلسوف اُن علوم و معارف کا دریافت کرنیوالا نہین گذرا لیکن اِس جگہ

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ بات سمجھہ نہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف مونہہ پہیر لے تو کیا وہ اِس لائق رہ سکتا ہے کہ جو سچّے محبّون اور صادقون پر فیضانِ رحمت ہوتا ہے اُسپر بھی وہی فیضان ہو جائے ہرگز نہین بلکہ خدا کا قانونِ قدیم جو ابتدا سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راستباز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہین اور اب بھی صحیح تجارب سے اُسکی سچائیون کو مشاہدہ کرتے ہین وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابون سے نکلکر سیدہا خدا تعالیٰ کی طرف اپنے روح کا مونہہ پہیر کر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہوگیا جسکی امید نہ تہی اور اُسی روز کہ جب دس دن کے گذرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا امرتسر بھی جانا پڑا کیونکہ عدالتِ خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنیکے لئے اِس عاجز کے نام اُسی روز ایک سمن آگیا سو یہہ وہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس کی مفصّل حقیقت پر اِس جگہ کے چند آریون کو بخوبی اطلاع ہے اور وہ بخوبی جانتے ہین کہ اِس پیشگوئی سے پہلے سخت ضرورت پیش آنے کی وجہ سے دُعا کی گئی اور پہر اُسی دُعا کا قبول ہونا اور دس دن کے بعد ہی روپیہ آنے کے بشارت دیا جانا اور ساتہہ ہی روپیہ آنے کے بعد امرتسر جانے کی اطلاع دیا جانا یہہ سب واقعاتِ حقّہ اور صحیحہ ہین اور پہر اُنہین کے روبرو اِس پیش گوئی کا پورا ہونا بھی اُنکو معلوم ہے اور اگرچہ وہ لوگ بباعث ظلمت کفر کے خبث اور عناد سے خالی نہین ہین اور اپنے دوسرے بہائیون کی طرح بغض اور کینہ اسلام پر کمربستہ اور جیفہ دُنیا پر گرے ہوئے اور حق اور راستی سے بکلی بیغرض ہین لیکن اگر شہادت کے وقت اُنکو قسم دیجائے تو بحالت قسم وہ سچ سچ بیان کرنے سے کسی طرف گریز نہین کرسکتے اور اگر خدا سے نہین تو رسوائی اور وبال قسم سے ڈر کر ضرور سچّی گواہی دینگے۔

عجیب بر عجیب اَور بات ہے یعنے یہہ کہ وہ علوم اور معارف ایک ایسے اُمّی کو عطا کی گئی کہ جو لکھنے پڑہنے سے نا آشنا محض تھا جس نے عمر بہر کسی مکتب کی شکل نہین دیکھی تہی اور نہ کسی کتاب کا کوئی حرف پڑہا تھا اور نہ کسی اہلِ علم یا حکیم کی صحبت میسّر آئی تہی بلکہ تمام عمر جنگلیون اور وحشیون مین سکونت رہی اُنہین مین پرورش پائی اور اُنہین مین سے پیدا ہوئے اور اُنہین کے ساتھہ اختلاط رہا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی اور ان پڑہ ہونا ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ کوئی تاریخ دان اسلام کا اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اُسی پر فیضان رحمت خاصّہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اِس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جو امر رحمت کے برخلاف ہے یعنے غضبِ الٰہی اُسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اُس طریق مستقیم کو چہوڑ دیتا ہے کہ جو قانونِ الٰہی مین افاضۂ رحمتِ الٰہی کا طریق ہے تو فیضانِ رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اِسی محرومی کی حالت کا نام غضبِ الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اِہ

از انجملہ ایک یہہ ہے کہ مولوی ابو عبد اللہ غلام علی صاحب قصوری جنکا ذکر خیر حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مین درج ہے الہامِ اولیاء اللہ کی عظمت شان مین کچہہ شک رکھتے تہے اور یہہ شک اُنکی بالوجہ تقریر سے نہین بلکہ اُنکے رسالہ کی بعض عبارتون سے مترشح ہوتا تہا سو کچہہ عرصہ ہوا کہ اُنکے شاگردون مین سے ایک صاحب نور احمد نامے جو حافظ اور حاجی بہی ہین بلکہ شائد کچہہ عربی دان بہی ہین اور واعظِ قرآن ہین اور خاص امرتسر مین رہتے ہین اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت مین تسیر کرتے کرتے یہان بہی آ گئے اُنکا خیال الہام کے انکار مین مولوی صاحب کے انکار سے کچہہ بڑہ کر معلوم ہوتا تہا اور برہمو سماج والون کی طرح صرف انسانی خیالات کا نام الہام رکہتے تہے چونکہ وہ ہمارے ہی یہان ٹہرے اور اِس عاجز پر اُنہون نے خود آپ ہی یہہ غلط رائے جو الہام کے بارہ مین مُنکے دل مین تہی مرمیانہ طور پر ظاہر بہی کردی اِس لئے دل مین بہت رنج گذرا ہر چند معقولی طور پر سمجہایا گیا کچہہ اثر مترتب نہ ہوا آخر توجہ الی اللہ تک نوبت پہنچی اور اُنکو قبل از ظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت مین دُعا کیجائیگی کچہہ

بے خبر نہین لیکن چونکہ یہہ امر آئندہ فصلون کے لئے بہت کارآمد ہے اِس لئے ہم کسیقدر آیاتِ قرآنی لکہہ کر امیّتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ثابت کرتے ہین سو واضح ہو کہ وہ آیات بہ تفصیلِ ذیل ہین۔

قال اللہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین سورہ جمعہ الجزو نمبر ۲۸۔	وہ خدا ہی جس نے ان پڑہون مین اُنہین مین سے ایک رسول بہیجا اُن پر وہ اُسکی آیتین پڑہتا ہی اور اُنکو پاک کرتا ہی اور اُنہین کتاب اور حکمت سکہاتا ہے اگرچہ وہ لوگ اِس سے پہلے صریح گمراہی مین پہنسے ہوئے ہتے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جہت سے جو لوگ فیضانِ رحمت کے طریق کو چہوڑ دیتے ہین وہ خدا کی طرف سے اِسی جہان مین یا دوسرے جہان مین طرح طرح کے عذابون مین مُبتلا ہو جاتے ہین کیونکہ جس کے شامل حال رحمتِ الٰہی نہین ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذابِ روحانی و بدنی اُسکی طرف مونہ کرین اور چونکہ خدا کے قانون مین یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمتِ خاصہ اُنہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنے دُعا اور توحید کو اختیار کرتے ہین اِس باعث سے جو لوگ اِس طریق کو چہوڑ دیتے ہین وہ طرح طرح کی آفات مین گرفتار

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

تعجب نہین کہ وہ دُعا بپایۂ اجابت پہنچکر کوئی ایسی پیش گوئی خداوند کریم ظاہر فرماوے جسکو تم بچشم خود دیکہہ جاؤ سو اِس بعد اس مطلب کے لئے قادرِ مطلق کی جناب مین دعا کی گئی علی الصباح بہ نظرِ کشفی ایک خط دکہلایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک مین بہیجا ہے اُس خط پر انگریزی زبان مین لکہا ہوا ہے آئی ایم کوئرلر اور عربی مین یہہ لکہا ہوا ہے ھٰذا شاھد نزاغ اور یہی الہام حکایتاً عن الکاتب القا کیا گیا اور پہر وہ حالت جاتی رہی۔ چونکہ یہہ خاکسار انگریزی زبان سے کچہہ واقفیت نہین رکہتا اِس جہت سے پہلے علی الصباح میان نور احمد صاحب کو اُس کشف اور الہام کی اطلاع دیکر اور اُس آنے والے خط سے مطلع کرکے پہر اُسیوقت ایک انگریزی خوان سے اُس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اُسکے یہہ معنے ہین کہ مین جہگڑنے والا ہون سو اس مختصر فقرہ سے یقیناً یہہ معلوم ہو گیا کہ کسی جہگڑے کے متعلق کوئی خط آنیوالا ہے۔ اور ھٰذا شاھد نزاغ کہ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکہا ہوا دیکہا تہا اُسکے یہہ

عذابی اصیب به من اشاء و رحمتی وسعت کل شیء فساکتبها للذین یتقون و یؤتون الزکوة والذین هم بآیاتنا یؤمنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم

مین جسکو چاہتا ہون عذاب پہنچاتا ہون اور میری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کر رکہا ہے سو مین اُنکے لئے جو ہر یک طرح کے شرک اور کفر اور فواحش سے پرہیز کرتے ہین اور زکوة دیتے ہین اور نیز اُنکے لئے جو ہمارے نشانیون پر ایمان کامل لاتے ہین اپنی رحمت لکہونگا وہ وہی لوگ ہین جو اُس رسول نبی پر ایمان لاتے ہین کہ جسمین ہماری قدرت کاملہ کی نشانیان دو ...

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوجاتے ہین اِسی کی طرف اللہ تعالی نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم واللہ غنی عن العلمین۔ یعنے اِنکو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پرواکیا رکہتا ہے اگر تم دعا نہ کرو اور اُسکے فیضان کے خواہان نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہین وہ تو بے نیاز مطلق ہے۔ اور آریہ سماج والے اور عیسائی ہی اِن تینون صداقتون مین سے پہلے اور تیسری صداقت سے بیخبر ہین کوئی اُن مین سے یہہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالی سب لوگون کو کیون ہدایت نہین دیتا اور کوئی یہہ اعتراض

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

معنے کہلے کہ کاتب خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارہ مین وہ خط لکہا ہے۔ اُس دن حافظ نور احمد صاحب بباعث بارش باران امرتسر جانے سے روکے گئے اور درحقیقت ایک سماوی سبب سے اُنکا رُکا جانا ہی قبولیت دعا کے ایک خبر تہی تا وہ جیسا کہ اُنکے لئے خدا تعالی سے درخواست کی گئی تہی پیش گوئی کے ظہور کو بچشم خود دیکہہ لین۔ غرض اُس تمام پیشگوئی کا مضمون اُنکو سُنا دیا گیا شام کو اُنکے روبرو پادری رجب علی صاحب مہتمم و مالک مطبع سفیر ہند کا ایک خط رجسٹری شدہ امرتسر سے آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے اپنے کاتب پر جو اِسی کتاب کا کاتب ہے عدالت خفیفہ مین نالش کی ہے اور اِس عاجز کو ایک واقعہ کا گواہ ٹہرایا ہے اور ساتہہ اُسکے ایک سرکاری سمن بہی آیا اور اِس خط کے آنے کے بعد وہ فقرہ الہامی یعنے هذا شاهد نزاغ جسکے یہہ معنے ہین کہ یہہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے اِن معنون پر محمول معلوم ہوا کہ مہتمم مطبع سفیر ہند کے دل مین بہ یقین کامل یہہ مرکوز تہا کہ اِس عاجز کی شہادت جو ٹہیک ٹہیک اور مطابق واقعہ ہوگی بباعث وثاقت اور صداقت اور نیز بااعتبار اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے فریق ثانی پر تباہی ڈالیگی اور اِسی نیت سے مہتمم مذکور نے اِس عاجز کو ادائے شہادت کے لئے تکلیف بہی دی اور سمن

فی التوراة والانجیل یأمرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ

ہین ایک تو بیرونی نشانی کہ توریت اور انجیل مین اُسکی نسبت پیشین گوئیان موجود ہین جنکو وہ آپ ہی اپنی کتابون مین موجود پاتے ہین دوسری وہ نشانی کہ خود اُس نبی کی ذات مین موجود ہی اور وہ یہہ ہے کہ وہ باوجود اُمی اور ناخواندہ ہونے کے ایسی ہدایت کامل لایا ہے کہ ہر یک قسم کی حقیقی صداقتین جنکی سچائی کو عقل و شرع شناخت کرتی ہے اور جو صفحۂ دُنیا پر باقی نہین رہی تہین لوگون کی ہدایت کے لئے بیان فرماتا ہی اور اُنکو اُسکے بجالانیکے لئے حکم کرتا ہی اور ہر یک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کر رہا ہے کہ خدا مین صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہدایت کی نسبت معترض ہین وہ یہہ نہین سوچتے کہ ہدایت الٰہی اُنہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہین اور اُن راہون پر چلتے ہین جن راہون پر چلنا فیضانِ رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہین اُنکو یہہ خیال نہین آتا کہ خدا تعالیٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتہہ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سستی اور تکاسل سے اُسکے لئے کوشش کرنا چہوڑ دیتا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

جاری کرایا اور اتفاق ایسا ہوا کہ جس دن یہہ پیش گوئی پوری ہوئی اور امرتسر جانے کا سفر پیش آیا وہی دن پہلی پیش گوئی کے پورے ہونے کا دن تہا سو وہ پہلی پیش گوئی بہی میان نور احمد صاحب کے روبرو پوری ہوگئی یعنے اُسی دن جو دس دن کے بعد کا دن تہا روپیہ آگیا اور امرتسر بہی جانا پڑا فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے یہہ پیش گوئی بہی بدستور معمول اُسی وقت چند آریون کو بتلائی گئی اور یہہ قرار پایا کہ اُنہین مین سے ڈاک کے وقت کوئی ڈاکخانہ مین جاوے چنانچہ ایک آریہ **ملاوامل** نامے اُسوقت ڈاکخانہ مین گیا اور یہہ خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس روپیہ آئے ہین اور ایک خط لایا جسمین لکہا تہا کہ یہہ دس روپیہ ارباب سرور خان نے بہیجے ہین چونکہ ارباب کے لفظ سے اتحاد قومی مفہوم ہوتا تہا اِس لئے اُن آریون کو کہا گیا کہ ارباب کے لفظ مین دونون صاحبون کی شراکت ہونا پیشگوئی کی صداقت کے لئے

وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ان الذین لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ہو

نامعقول بات سے کہ جسکی سچائی سے عقل وشرع انکار کرتی ہے منع کرتا ہے اور پاک چیزون کو پاک اور پلید چیزون کو پلید ٹہراتا ہے اور یہودیون اور عیسائیون کے سر پر سے وہ بہاری بوجہہ اُتارتا ہے جو اُن پر پڑی ہوئی تہی اور جن طوقون مین وہ گرفتار تہے اُن سے خلاصی بخشتا ہے سو جو لوگ اُس پر ایمان لاوین اور اُسکو قوت دین اور اُسکی مدد کرین اور اُس نور کی بکلی متابعت اختیار کرین جو اُسکے ساتہہ نازل ہوا ہے وہی لوگ نجات یافتہ ہین۔ لوگون کو کہدے کہ مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسی لوگون کے بارہ مین قدیم سے اُسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اُنکو محروم رکہتا ہے اور اُنہین کو اپنی راہین دکہلاتا ہے جو اُن راہون کے لئے بدل وجان سعی کرتے ہین بہلا یہہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سُستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جاے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اُسکو ڈہونڈہتا ہے اسی کی طرف ایک دوسرے مقام مین بہی اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنے جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکہلاویا

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کافی ہے مگر بعض نے اُن مین سے اِس بات کو قبول نہ کیا اور کہا کہ اتحاد قومی شئے دیگر ہے اور قرابت شئے دیگر اور اِس انکار پر بہت ضد کی ناچار اُنکے اصرار پر خط لکہنا پڑا اور وہان سے یعنے ہوتی مردان سے کئی روز کے بعد ایک دوست منشی الٰہی بخش نامی نے جو اُن دنون میں ہوتی مردان مین اکونٹنٹ تہے خط کے جواب مین لکہا کہ ارباب سرور خان ارباب محمد لشکر خان کا بیٹا ہے چنانچہ اُس خط کے آنے پر سب مخالفین لاجواب اور عاجز رہ گئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ ایکدفعہ اپریل ۱۸۸۳ء مین صبح کے وقت بیداری ہی مین جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی اور اِس بات سے اِس جگہ کے آریون کو جن مین سے بعض خود جاکر ڈاکخانہ مین خبر لیتے رہتے بخوبی اطلاع تہی کہ اُس روپیہ کے روانہ ہونے کے بارہ مین جہلم سے کوئی خط نہین آیا تہا کیونکہ یہہ انتظام اِس عاجز نے پہلے سے کرر کہا تہا کہ جو کچھ ڈاکخانہ سے خط وغیرہ آیا تہا اُسکو خود بعض آریا ڈاکخانہ سے

یحیی و یمیت فامنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ سورۂ اعراف الجزو نمبر ۹۔	خدا کی طرف سے تم سب کی طرف بہیجا گیا ہون۔ وہ خدا جو بلا شرکت الغیرے آسمان اور زمین کا مالک ہے جسکے سوا اور کوئی خدا اور قابل پرستش نہین زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس اس خدا پر اور اُسکے رسول پر جو نبی اُمّی ہے ایمان لاؤ وہ نبی جو اللہ اور اُسکے کلموں پر ایمان لاتا ہے اور تم اُسکی پیروی کرو تا تم ہدایت پاؤ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کرتے ہین۔ اب دیکہنا چاہئے کہ یہہ دس صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جن کے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پہر دیکہنا چاہئے کہ کس ایجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اُنکو خدا تعالیٰ نے بہر دیا ہے اور پہر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور اس کمال ایجاز کے دوسرے کیا کیا لطائف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بہرے ہوئے ہین اگر ہم اس جگہ اُن سب لطائف کو بیان کرین تو یہہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین۔ اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۂ فاتحہ مین دُعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

لے آتے تہے اور ہر روز ہر یک بات سے بخوبی مطلع رہتے تہے اور خود ابتک ڈاکخانہ کا ڈاک منشی بہی ایک ہندو ہی ہے غرض جب یہہ الہام ہوا تو اُن دنون مین ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامے جو ناگری اور فارسی دونون مین لکہہ سکتا تہا بطور روزنامہ نویس کے نوکر رکہا ہوا تہا اور بعض اُمور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تہے اُسکے ہاتہہ سے وہ ناگری اور فارسی خط مین قبل از وقوع لکہائے جاتے تہے اور پہر شام لال مذکور کے اُسپر دستخط کرائے جاتے تہے چنانچہ یہہ پیش گوئی بہی بدستور اُس سے لکہائی گئی اور اُسوقت کئی آریون کو بہی خبر دی گئی اور ابہی پانچ روز نہین گذرے تہے جو پینتالیس ۴۵ روپیہ کا منی آڈر جہلم سے آگیا اور جب حساب کیا گیا تو ٹہیک ٹہیک اُسی دن منی آڈر روانہ ہوا تہا جسدن خداوند عالم الغیب نے اُسکے روانہ ہونے کی خبر دی تہی اور یہہ پیش گوئی بہی اُسی طور پر ظہور مین آئی جس سے یہ تمام تر انکشاف

وكذالك اوحينا اليك روحا من امرنا ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان ولكن جعلناه نورا نهدي به من نشاء من عبادنا وانك لتهدي الى صراط مستقيم۔ سورة الشعرا الجزو نمبر ۲۵۔

اور اسی طرح ہم نے اپنے امر سے تیری طرف ایک روح نازل کی ہے تجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب اور ایمان کسے کہتے ہین پر ہمنے اُسکو ایک نور بنایا ہے جسکو ہم چاہتے ہین بذریعہ اُسکے ہدائیت دیتے ہین اور بہ تحقیق سیدہے راستہ کی طرف تو ہدائیت دیتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جمع ہین جو دُعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہائیت ضروری ہین تفصیل اسکی یہہ ہے کہ قبولیت دُعا کے لئے ضرور ہے کہ اُسمین ایک جوش ہو کیونکہ جس دُعا مین جوش نہ ہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دُعا نہیں مگر یہہ بہی ظاہر ہے کہ دُعا مین جوش پیدا ہونا ہر ایک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دُعا کرنے کے وقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کرکے اُسکی رحمتون اور کرمون کو ابتدا سے انتہا تک اپنے وجود و بقا کے لئے ضروری دیکہنا اور تمام فیوض کا مبدء اُسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام عجزون کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مخالفین پر اُسکی صداقت کہل گئی اور اُسکے قبول کرنے سے کچہہ چارہ نہ رہا کیونکہ اُنکو اپنی ذاتی واقفیت سے بخوبی معلوم تہا کہ اس روپیہ کا ان ہی دنون مین جہلم سے روانہ ہونا بے نشان محض تہا جس سے پہلے کوئی اطلاعی خط نہین آیا تہا۔ فالحمد للہ علی ذالک

ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ کچہہ عرصہ ہوا ہے کہ خواب مین دیکہا تہا کہ حیدرآباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اُسمین کسیقدر روپیہ دینے کا وعدہ لکہا ہے یہہ خواب بہی بدستور روزنامہ مذکورہ بالا مین اُسی ہندو کے ہاتہہ سے لکہائی گئی اور کئی آریون کو اطلاع دی گئی پہر تہوڑے دنون کے بعد حیدرآباد سے خط آگیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بہیجا فالحمد للہ علی ذالک۔ ازانجملہ ایک یہہ ہے کہ ایک دوست نے بڑی مشکل کے وقت لکہا کہ اُسکا ایک عزیز کسی سنگین مقدمہ مین ماخوذ ہے اور کوئی صورت

وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذًا لارتاب المبطلون بل ھو اٰیات بیّنات فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد باٰیاتنا الا الظالمون سورۃ العنکبوت الجزو نمبر ۲۱-	اور اس سے پہلے تو کسی کتاب کو نہیں پڑہتا تھا اور نہ اپنے ہاتھہ سے لکہتا تھا تا باطل پرستون کو شک کرنے کی کوئی وجہ بھی ہوتی بلکہ وہ آیات بینات ہین جو اہل علم لوگون کے سینون مین ہین اور اُنسے انکار وہی لوگ کرتے ہین جو ظالم ہین -

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دُعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہہ کہ انسان کی دُعا مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل القدرت اور رب العلمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچہہ انسانی حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اُسی کے ہاتہہ مین ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتدا مین جو اللہ تعالیٰ کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اُنکے عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بخوبی ظاہر فرما دیا کہ

نجات کی نظر نہین آتی اور کوئی سبیل رہائی کی دکھائی نہین دیتی سو اُس دوست نے یہہ پُر درد ماجرا لکہہ کر دُعا کے لئے درخواست کی چونکہ اُسکی بہلائی مقدر تہی اور تقدیر معلق تہی اِس لئے اُسی رات وقت صفائی میسر آگیا جو ایک مُدت تک میسر نہین آیا تہا - دُعا کی گئی اور وقت صفائی قبولیت کی امید دیتا تہا چنانچہ قبولیت کے آثار سے ایک تحریر یہہ کو اطلاع دی گئی پہر چند روز کے بعد خبر ملی کو مدعی ایک ناگہانی موت سے مر گیا اور اِس طرح یہہ شخص ماخوذ نے خلاصی پائی فالحمد للہ علیٰ ذالک -

ماسوا اِسکے کبہی کبہی دوسری زبان مین الہام ہونا جس سے یہہ خاکسار ناآشنا محض ہے اور پہر وہ الہام کسی پیشگوئی پر مشتمل ہونا عجائبات غریبہ مین سے ہے جو قادر مطلق کی وسیع قدرتون پر دلالت کرتا ہے

اِن تمام آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی ہونا بکمال وضاحت ثابت ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت فی الحقیقۃ اُمّی اور ناخواندہ نہ ہوتے تو بہت سے لوگ اِس دعویٰ اُمّیت کی تکذیب کرنیوالے پیدا ہو جاتے کیونکہ آنحضرت نے کسی ایسے مُلک مین یہہ دعویٰ نہین کیا تھا کہ جس مُلک کے لوگون کو آنحضرت کے حالات اور واقعات سے بیخبر اور ناواقف قرار دیسکین بلکہ وہ تمام لوگ ایسے تھے جن مین آنحضرت نے ابتداءِ عُمر سے نشو و نما پایا تھا اور ایک حصّہ کلان

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سب قُدرت اُسی کی ہاتھہ مین ہے اور ہر یک فیض اُسی کی طرف سے ہے اور اپنی اِسقدر عظمت بیان کی کہ دُنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علّت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھرایا جس مین یہہ بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ اُسکی ذات کے بغیر اور اُسکی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو تذلّل کی تعلیم دی اور فرمایا ایّاک نعبدو ایّاک نستعین۔ اِسکے یہہ معنی ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنے ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کرسکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرّک بیان فرمائے ایک اپنی عظمتِ اور رحمتِ شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرّک ہین جنکا دُعا کے

اگرچہ بیگانہ زبان کے تمام الفاظ محفوظ نہین رہتے اور اُنکے تلفظ مین بعض وقت بباعث سرعت ورود الہام اور ناآشنائی لہجہ و زبان کچھہ فرق آجاتا ہے مگر اکثر صاف صاف اور غیر ثقیل فقرات مین کم فرق ہوتا ہے اور یہہ بھی ہوتا ہے کہ جلد ہی جلدی القا ہونے کی وجہ سے بعض الفاظ یاد داشت سے باہر رہجاتے ہین لیکن جب کسی فقرہ کا القا مکرر سہ کرر ہو تو پھر وہ الفاظ اچھی طرح سے یاد رہتے ہین۔ الہام کے وقت میز قادرِ مُطلق اپنے اُس تصرف بحت سے کام کرتا ہے جسمین اسباب اندرونی یا بیرونی کی کچھہ آمیزش نہین ہوتی اُس وقت زبان خدا کے ہاتھہ مین ایک آلہ ہوتا ہے جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے اُس آلہ کو یعنے زبان کو پھیرتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ الفاظ زور کے ساتھہ اور ایک جلدی سے نکلتے آتے ہین اور کبھی ایسا

عمر اپنی کا اُنکی مخالطت اور مصاحبت مین بسر کیا تھا پر اگر فی الواقعہ جناب ممدوح اُمّی نہ ہوتے تو
ممکن نہ تھا کہ اپنے اُمّی ہونے کا اُن لوگون کے سامنے نام بھی لے سکتے جنپر کوئی حال اُنکا پوشیدہ
نہ تہا اور جو ہر وقت اِس گہات مین لگے ہوئے تہے کہ کوئی خلاف گوئی ثابت کرین اور اُسکو مشتہر
کردین جنکا عناد اِس درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ اگر بس چل سکتا تو کچھ جہوٹ موٹ سے ہی ثبوت
بنا کر پیش کر دیتے اور اسی جہت سے اُنکو اُنکی ہر ایک بدظنّی پر ایسا مسکت جواب دیا جاتا تھا کہ وہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وقت خیال مین لانا دُعا کرنیوالون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دُعا کی کیفیت سے کسیقدر چاشنی
حاصل رکھتے ہین اُنہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے اِن دو نون محرّکون کی دُعا ہو ہی نہین سکتی اور
بجز اُنکے آتش شوقِ الٰہی دُعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا
کی عظمت اور رحمت اور قدرتِ کاملہ کو یاد نہین رکہتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کر سکتا اور جو
شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اُسکی روح اُس مولیٰ کریم کی طرف ہرگز جہک
نہین سکتی غرض یہہ ایسی صداقت ہے جس کے سمجھنے کے لئے کوئی عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا
کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی متحقق طور پر دلمین منتقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی
ہے کہ خالص دُعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے پنچے پرستار خوب سمجھتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

ہی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لُطف اور ناز سے قدم رکھتا ہے اور ایک قدم پر ٹہر کر پہر دوسرا قدم اُٹہاتا ہے اور
چلنے مین اپنی خوش وضع دکہلاتا ہے اور ان دونون اندازون کے اختیار کرنے مین حکمت یہہ ہے کہ تا ربّانی
الہام کو نفسانی اور شیطانی خیالات سے امتیاز کُلی حاصل رہے اور خداوند مطلق کا الہام اپنی جلالی اور جمالی
برکت سے فی الفور شناخت کیا جائے۔ ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی مین اوّل یہہ الہام ہوا
آئی لو یو یعنے مین تم سے محبت رکہتا ہون پہر یہہ الہام ہوا **آئی ایم وِد یو** یعنے مین تمہارے ساتھ
ہون پہر الہام ہوا **آئی شیل ہیلپ یو** یعنے مین تمہاری مدد کرونگا پہر الہام ہوا **آئی کین وٹ**
آئی وِل ڈو۔ یعنے مین کر سکتا ہون جو چاہونگا پہر بعد اِسکے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہہ

ساکت اور لاجواب رہ جاتے تھے مثلاً جب مکّہ کے بعض نادانوں نے یہہ کہنا شروع کیا کہ قرآن کی توحید ہمیں پسند نہیں آتی کوئی ایسا قرآن لاؤ جسمیں بتوں کی تعظیم اور پرستش کا ذکر ہو یا اسی میں کچھہ تبدّل تغیّر کرکے بجائے توحید کے شرک بھر دو تب ہم قبول کر لینگے اور ایمان لے آئینگے تو خدا نے اُنکے سوال کا جواب اپنے نبی کو وہ تعلیم کیا جو آنحضرت کے واقعات عُمری پر نظر کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے۔

بقیّہ حاشیہ نمبر ا تصوّرِ دُعا کے لئے ضروری ہے یعنے اول اِس بات کا تصوّر کہ خدا تعالیٰ ہر یک قسم کی ربوبیّت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اُسکی یہہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ دوسرے اِس بات کا تصوّر کہ انسان بغیر توفیق اور تائیدِ الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور بلاشبہ یہہ دونوں تصوّر ایسے ہیں کہ جب دُعا کرنے کے وقت دل میں جم جاتے ہیں۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہیں کہ ایک متکبر اُنسے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں یہی کل ہے جس سے ایک غافل مُردہ میں جان پڑ جاتی ہے انہیں دو باتوں کے تصوّر سے ہر یک دل دُعا کرنے کی طرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امدادِ ربّانی پر نظر پڑتی ہے اِسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی میں پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی مکدّر ہستی کا نشان باقی نہیں رہتا اور صرف ایک ذاتِ عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذاتِ رحمت کُل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارہ اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اِس سے ایک صورت فنا فی اللہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

الہام ہوا۔ وی کین وہٹ وی ول ڈو۔ یعنے ہم کر سکتے ہیں جو چاہینگے اور اُسوقت ایک ایسا لہجہ اور تلفّظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اُسمیں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلّی اور تشفّی ملتی تھی۔ اور یہہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے ایک دفعہ ایک طالب العلم انگریزی خوان ملنے کو آیا اُسکے روبرو ہی یہہ الہام ہوا۔ دِس از مائی اینیمی۔ یعنے یہہ میرا دشمن ہے اگرچہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہہ الہام اُسی کی نسبت ہے مگر اُسی سے یہہ معنے بھی دریافت کئے گئے اور آخر وہ ایسا ہی آدمی نکلا اور اُسکے باطن میں طرح طرح کے خبث پائے گئے۔ ایک دفعہ

قال الذین لا یرجون لقاء نا ائت بقراٰن غیر ھٰذا او بدلہ قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاٰئ نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔	وہ لوگ جو ہماری ملاقات سے ناامید ہین یعنے ہماری طرف سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہین وہ کہتے ہین کہ اس قرآن کے برخلاف کوئی اور قرآن لا جسکی تعلیم اُسکی تعلیم سے مغایر اور منافی ہو یا اسی مین تبدیل کر انکو جواب دے کہ مجھے یہہ قدرت نہین اور نہ روا ہے کہ مین خدا کے کلام مین اپنی طرف سے کچھہ تبدیل کرون مین تو صرف اُس وحی کا تابع ہون جو میرے پر نازل ہوتی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کی طرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کی طرف نہ اپنے ارادہ کی طرف اور بالکل خدا کی محبت مین کھویا جاتا ہے اور اُس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے اِس حالت کا نام خدا نے صراطِ مستقیم رکھا ہے جسکی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اھدنا الصراط المستقیم یعنے وہ راستہ فنا اور توحید اور محبت الٰہی کا جو آیاتِ مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر خلاصہ یہہ کہ خدا تعالیٰ نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اِسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دُعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بیخودی اور نیستی کے عالم مین پہنچا دیتے ہین اِس جگہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ بات ہرگز نہین کہ سورۃ فاتحہ دعا کے کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے بلکہ جیسا کہ دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہو چکا ہے درحقیقت صرف یہی ایک طریقہ ہے جس پر پُرجوش دل سے دُعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جس پر طبیعت انسانی بمقتضا اپنے فطرتی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صبح کے وقت بہ نظر کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ سے آئے ہین اور اخیر پر اُنکو لکھا تھا۔ آئی ایم بائی عیسیٰ یعنے مین عیسیٰ کے ساتھہ ہون۔ چنانچہ وہ مضمون کسی انگریزی خوان سے دریافت کرکے دو ہندو آریہ کو تبلایا گیا جس سے یہہ سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص عیسائی یا عیسائیون کی طرز پر دین اسلام کی نسبت کچھہ اعتراض چھپوا کر بھیجیگا چنانچہ اُسی روز ایک آریہ کو ڈاک آنے کے وقت ڈاکخانہ مین بھیجا گیا تو وہ چند چھپے ہوئے ورق لایا جسمین عیسائیون کی طرز پر ایک صاحب خام خیال نے اعتراضات لکھے تھے۔ ایک دفعہ کسی امر مین جو دریافت طلب تھا خواب مین ایک درم نقرہ جو بشکل بادامی تھا اِس عاجز کو

قل لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم ولا ادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون. فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح المجرمون۔ سورۃ یونس

الجزو نمبر ۱۱

اور اپنے خداوند کی نافرمانی سے ڈرتا ہون اگر خدا چاہتا تو مین تمکو یہہ کلام نہ سُناتا اور خدا تمکو اِس پر مطلع ہی نہ کرتا پہلے اِس سے اتنی عُمر یعنے چالیس برس تک تم مین ہی رہتا رہا ہون پہر کیا تمکو عقل نہین یعنے کیا تمکو بخوبی معلوم نہین کہ افترا کرنا میرا کام نہین اور جہوٹ بولنا میری عادت مین نہین اور پہر آگے فرمایا کہ اُس شخص سے زیادہ تر اَور کون ظالم ہوگا جو خدا پر افترا باندہے یا خدا کے کلام کو کہے کہ یہہ انسان کا افترا ہے بلاشُبہ مُجرم نجات نہین پائینگے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے اُمور مین قواعد مقررہ ٹہرا رکہے ہین ایسا ہی دُعا کے لئے بہی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورۃ فاتحہ مین لکہے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جب تک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہ ہون تب تک اُسکی دُعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ مین ذکر ہو چکا ہے پس سورۃ ممدوحہ کے لطایف مین سے یہہ ایک نہائیت عُمدہ لطیفہ ہے کہ دُعا کو مع محرکات اُسکے کے بیان کیا ہے فتدبر۔

پہر ایک دوسرا لطیفہ اِس سورۃ مین یہہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیبِ کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب کامل اُس ترغیب کا نام ہے جس مین تین جُز مین موجود ہون ایک یہہ کہ جس شئے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُسکی ذاتی خوبی بیان کیجائے سو اس خبر کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنے ہمکو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفت استقامت اور راستی سے موصوف ہے

ہاتھ مین دیا گیا اُسمین دو سطرین تہین اول سطر مین یہہ انگریزی فقرہ لکہا تہا۔ لیس آئی ایم ہیپی اور دوسری سطر جو خطِ فارق ڈالکر نیچے لکہی ہوئی تہی وہ اُسی پہلی سطر کا ترجمہ تہا یعنے یہہ لکہا تہا کہ ہان مین خوش ہون۔ ایک دفعہ کچہہ حُزن اور غم کے دن آنیوالے تہے کہ ایک کاغذ پر بہ نظر کشفی یہہ فقرہ انگریزی مین لکہا ہوا دکہایا گیا۔ لایف آف پین یعنے زندگی دُکہہ کی۔ ایک دفعہ بعض مخالفون کے بارہ مین جنہون نے

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّی ہونا عربوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی نظر مین ایسا بدیہی اور یقینی امر تھا کہ اُسکے انکار مین کچھہ دم نہین مار سکتے تھے بلکہ اِسی جہت سے وہ توریت کے اکثر قصّے جو کسی خواندہ آدمی پر مخفی نہین رہ سکتے بطور امتحان نبوّت آنحضرت پوچھتے تھے اور پھر جواب صحیح اور درست پاکر اور اُن فاش غلطیون سے مبرّا دیکھہ کر جو توریت کے قصّون مین پڑ گئے ہین وہ لوگ جو اُن مین راسخ فی العلم تھے بصدق دلی ایمان لے آتے تھے جنکا ذکر قرآنِ شریف مین اِس طرح پر درج ہے۔

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ جس مین ذرا کجی نہین سو اِس آیت مین ذاتی خوبی اُس راستہ کی بیان فرماکر اُسکے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری جزترغیب کی یہہ ہے کہ جس شیے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے فوائد بیان کئے جائین سو اِس جز کو اِس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنے اُس راستہ پر ہمکو چلا جسپر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہو چکا ہے سو اِس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرماکر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جز ترغیب کی یہہ ہے کہ جس شئے کی طرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اِس جز کو اِس آیت مین بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنے اُن لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضبِ الہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اِس آیت مین اُس سیدہا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مترتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون خبرون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بہی بیان کی فوائد بہی بیان کئے اور پہر اُس راہ کے چھوڑنے والون کی ناکامی اور بدحالی بہی

عناد دلی سے خواہ نخواہ قرآن شریف کی توہین کی تہی اور عداوتِ ذاتی سے جسکا کچھہ چارہ نہین دین متین اسلام پر بیجا اعتراضات اور بیہودہ تعرضات کئے تہے یہہ دو فقرے انگریزی مین الہام ہوئے۔

گوڈ اِز کمنگ بائی ہِز آرمی۔ ہی اِز وِدْ یو ٹو کِل اینیمی یعنے خدا تعالیٰ دلایل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھہ ہے اِسی طرح اور بہی

ولتجدن اقربھم مودۃ للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذالک بان منھم قسیسین ورھباناً وانھم لا یستکبرون. واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تریٰ اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا اٰمنا فاکتبنا مع الشاھدین ومالنا لا نؤمن باللہ وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین سورۃ المایدہ الجزو ہے۔

سب فرقون مین سے مسلمانون کی طرف زیادہ تر رغبت کرنیوالے عیسائی ہین کیونکہ اُن مین بعض بعض اہل علم اور راہب بھی ہین جو تکبر نہین کرتے اور جب خدا کے کلام کو جو اُسکے رسول پر نازل ہوا ہے سُنتے ہین تب تو دیکھتا ہے کہ اُنکی آنکھون سے آنسو جاری ہو جاتے ہین اس وجہ سے کہ وہ حقانیت کلام الٰہی کو پہچان جانتے ہین اور کہتے ہین کہ خدایا ہم ایمان لائے ہمکو اُن لوگون مین لکھ لے جو تیرے دین کی سچائی کے گواہ ہین اور کیون ہم خدا اور خدا کے سچے کلام پر ایمان نہ لاوین حالانکہ ہماری آرزو ہے کہ خدا ہمکو اُن بندون مین داخل کرے جو نیکوکار ہین۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سُنکر طبایع سلیمہ اُسکی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پاکر جو لوگ فواید کے خواہان ہین اُنکے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کرکے اُس وبال سے ڈرین جو کہ ترک کرنے پر عاید حال ہوگا پس یہہ بھی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اس صورت مین کیا گیا۔ پھر تیسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت و بلاغت یہہ کمال دکھلایا ہے کہ محامد الٰہیہ کے ذکر کرنے کے بعد جو فقرات دُعا وغیرہ کے بارہ مین لکھے ہین اُنکو ایسے عُمدہ طور پر بطور لف ونشر مرتب کے بیان کیا ہے۔ جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت و بلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ

بہت سے فقرات تھے جن مین سے کچھ تو یاد ہین اور کچھ بھول گئے لیکن سب سے زیادہ عربی زبان مین الہام ہوتا ہے خصوصاً آیات فرقانیہ مین بکثرت اور بہ تواتر ہوتا ہے چنانچہ کسیقدر عربی الہامات جو بعض عظیم الشان پیشگوئیون اور احسانات الٰہیہ پر مشتمل ہین ذیل مین معہ ترجمہ لکھے جاتے ہین۔ تاکہ اگر خدا چاہے تو طالب صادق کو اُن سے فایدہ ہو اور تا مخالفون کو بھی معلوم ہو کہ جس قوم پر خداوند کریم کی نظر عنایت ہوتی ہے اور جو لوگ

ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا۔ سورۃ الکہف الجزو نمبر ۱۵

جو لوگ عیسائیون اور یہودیون مین سے صاحب علم ہین جب اُن پر قرآن پڑھا جاتا ہی تو سجدہ کرتے ہوئے تھوڑیون پر گر پڑتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارا خدا تخلف وعدہ سے پاک ہے ایکدن ہمارے خداوند کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا اور روتے ہوئے مونہہ پر گر پڑتے ہین اور خدا کا کلام اُن مین فروتنی اور عاجزی کو بڑہاتا ہے۔

پس یہہ تو اُن لوگون کا حال تھا جو عیسائیون اور یہودیون مین اہل علم اور صاحبِ انصاف تھے کہ جب وہ ایک طرف آنحضرت کی حالت پر نظر ڈالکر دیکھتے تھے کہ محض اُمّی ہین کہ تربیت اور تعلیم کا ایک نقطہ بھی نہین سیکھا اور نہ کسی مہذب قوم مین بود و باش رہی اور نہ مجالسِ علمیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سخن مین صاحبِ مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اِس قسم کے لف ونشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اول محامدِ الٰہیہ مین فیوضِ اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العلمین ہے۔ رحمان ہے رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اِسکے فقرات نعبد اور استعانت اور دُعا اور طلبِ جزا کو اُنہین کے ذیل مین اِس لطافت سے لکھا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت مناسبت تھی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العلمین کے مقابلہ پر ایاک نعبد لکھا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہو جاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاک نعبد کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاک نستعین لکھا کیونکہ بندہ کے لئے اعانتِ الٰہی جو توفیقِ عبادت اور ہریک اُسکے مطلوب مین

راہ راست پر ہوتے ہین اُن سے کیونکر خداوند کریم اپنے مکالمات اور مخاطبات مین بہ مہربانی پیش آتا ہے اور کیونکر اُن تفضلات سے پیش از وقوع اطلاع دیتا ہی جنکو اُس نے لطفِ محض سے اپنے وقتون پر طیار رکھا ہے اور وہ الہامات یہہ ہین۔

بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک۔ اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے اور خدانے

اور دوسری طرف وہ قرآن شریف مین صرف پہلی کتابون کے قصے نہین بلکہ صدہا باریک صداقتین دیکھتے تہے جو پہلی کتابون کی مکمل اور متمم تہین تو آنحضرت کی حالتِ اُمیّت کو سوچنے سے اور پھر اُس تاریکی کے زمانہ مین ان کمالات علمیہ کو دیکہنے سے اور نیز انوار ظاہری و باطنی کے مشاہدہ سے نبوت آنحضرت کی اُنکو اظہر من الشمس معلوم ہوتی تہی اور ظاہر ہے کہ اگر اُن سچی فاضلون کو آنحضرت کے اُمّی اور موید من اللہ ہونے پر یقین کامل نہ ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ وہ ایک ایسے دین سے جسکی حمائت مین ایک بڑی سلطنت قیصرِ روم کی قایم تہی اور جو نہ صرف ایشیا مین بلکہ بعض حصّون یورپ مین بہی پہیل چکا تہا اور جو اپنی مشرکانہ تعلیم کی دُنیا پرستون کو عزیز اور پیارا معلوم ہوتا تہا صرف شک اور شبہ کی حالت مین الگ ہوکر ایسے مذہب کو قبول کرلیتے جو بباعثِ تعلیم توحید کے تمام مشرکین کو بُرا معلوم ہوتا تہا اور اُسکے قبول کرنیوالے ہر وقت چارون طرف سے معرضِ ہلاکت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوتی ہے جسپر اُسکی دُنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہہ اُسکے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفتِ رحمانیت سے لشدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکہا کیونکہ دُعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششون پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے۔ اور مالک یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین لکہا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو لیا فقرہ جس مین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اُسی کے نیچے رکہنا موزون ہے۔ چوتہا لطیفہ یہہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہہ سورہ

جو تجہہ مین برکت رکہی ہے وہ حقانی طور پر رکہی ہے۔ شانک عجیب واجرک قریب۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے انی راض منک۔ انی رافعک الیّ الارض والسماء معک کما ھو معی مین تجہہ سے راضی ہون۔ مین تجہے اپنی طرف اُٹہانیوالا ہون۔ زمین اور آسمان تیرے ساتہہ ہین جیسے وہ میرے ساتہہ ہین۔ ھو کا ضمیر واحد بتاویل مافی السموات والارض ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب ملفات

اور بلا مین تھے پس جس چیز نے اُنکے دلون کو اسلام کی طرف پھیرا وہ یہی بات تھی جو اُنہون نے آنحضرت کو محض اُمی اور سراپا موید من اللہ پایا اور قرآنِ شریف کو بشری طاقتون سے بالاتر دیکھا اور پہلی کتابون مین اس آخری نبی کے آنے کے لئے خود بشارتین پڑھتے تھے سو خدا نے اُنکے سینون کو ایمان لانیکے لئے کھول دیا اور ایسے ایماندار نکلے جو خدا کی راہ مین اپنے خونون کو بہا یا اور جو لوگ عیسائیون اور یہودیون اور عربون مین سے نہایت درجہ کے جاہل اور شریر اور بدباطن تھے اُنکے حالات پر بھی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بہ یقینِ کامل آنحضرت کو اُمی جانتے تھے اور اسی لئے جب وہ بائیبل کے بعض قصے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطورِ امتحانِ نبوت پوچھکر انکا ٹھیک ٹھیک جواب پاتے تھے تو یہہ بات اُنکو زبان پر لانے کی مجال نہ تھی کہ آنحضرت کچھہ پڑھے لکھے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجازِ لطیف ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے انا اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورہ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اُنکے مقابلہ پر قرآنِ عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورتِ اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ کو پڑھا گویا اُس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا غرض قرآنِ شریف اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور برکاتِ الہیہ مین جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر یک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتی ہین اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے سب طفیلی ہین۔ اور اِس بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر یک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات مین کیجائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اُس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے

ہین آپ ہی کتابوں کو دیکھہ کر جواب تبلا دیتے ہین بلکہ جیسے کوئی لاجواب رہکر اور گہیانا بنکر کچہ عذر پیش کرتا ہے ایسا ہی نہائت ندامت سے یہہ کہتے تہے کہ شائد درپردہ کسی عیسائی یا یہودی عالم بائبل نے یہہ قصے تبلا دیئے ہونگے پس ظاہر ہے اگر آنحضرت کا اُمّی ہونا اُنکے دلون مین بہ یقین کامل متمکن نہ ہوتا تو اِسی بات کے ثابت کرنے کے لئے نہائت کوشش کرتے کہ آنحضرت اُمّی نہین ہین فلان مکتب یا مدرسہ مین اُنہون نے تعلیم پائی ہے واہیات باتین کرنا جنسے اُنکی حماقت ثابت ہوتی تہی کیا ضرور تھا کیونکہ یہہ الزام لگانا کہ بعض عالم یہودی اور عیسائی درپردہ آنحضرت کے رفیق اور معاون ہین یہ بہی البطلان تھا اس وجہ سے کہ قرآن تو جا بجا اہل کتاب کی وحی کو ناقص اور اُنکی کتابون کو محرف اور مبدل اور اُنکے عقائد کو فاسد اور باطل اور خود اُنکو بشرطیکہ بے ایمان مرین ملعون اور جہنمی تبلاتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ سورۃ فاتحہ ممدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے اِسکی تصریح یہہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالیٰ کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اُس کو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اُسکے یہہ معنے ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے۔ دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العلمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتدا کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین

اور وہ بہی محض خدا تعالیٰ کے لُطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے۔ پہر بعد اسکے فرمایا انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔ تو میری درگاہ مین وجیہ ہے مین نے تجہے اپنے لئے اختیار کیا۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ تو مجہہ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید سو وہ وقت آگیا جو تیری مدد کیجائے اور تجہہ کو لوگون مین معروف و مشہور کیا جائے هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئًا مذکورا۔ کیا انسان پر یعنے تجہہ پر وہ وقت نہین گذرا کہ تیرا دُنیا مین کچہہ بہی ذکر و تذکرہ نہ تہا یعنے تجہہ کو کوئی نہین جانتا تہا کہ تو کون ہے اور کیا چیز ہے اور کسی شمار و حساب مین نہ تہا

اور اُنکے اُصولِ مصنوعہ کو دلایل تو تیہ سے توڑتا ہی تو پہر کس طرح ممکن تہا کہ وہ لوگ قرآنِ شریف سے اپنے مذہب کی آپ ہی مذمت کرواتے اور اپنی کتابون کا آپ ہی رد لکہاتے اور اپنے مذہب کی بیخکنی کے آپ ہی موجب بنجاتے پس یہہ سست اور نادرست باتین اِس لئے دُنیا پرستون کو بکنی پڑین کہ اُنکو عاقلانہ طور پر قدم مارنے کا کسی طرف راستہ نظر نہین آتا تہا اور آفتابِ صداقت کا ایسی پُر زور روشنی سے اپنی کرنین چارون طرف چہوڑ رہا تہا کہ وہ اُس سے چمگادر کی طرح چہپتے پہرتے تہے اور کسی ایک بات پر اُنکو ہرگز ثبات و قیام نہ تہا بلکہ تعصب اور شدت عناد نے اُنکو سودائیون اور پاگلون کی طرح بنا رکہا تہا پہلے تو قرآن کے قصون کو سُنکر جنمین بنی اسرائیل کے پیغمبرون کا ذکر تہا اِس وہم مین پڑے کہ شائد ایک شخص اہلِ کتاب مین سے پوشیدہ طور پر یہہ قصے سکہاتا ہوگا جیسا اُنکا یہہ مقولہ قرآن شریف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ داخل ہو چکا اُسکو مخلوق ٹہراتا ہے اور اُن اُمور کے جو لوگ مخالف ہین اُنکا کذب ثابت کرتا ہے سو یہہ مقصد رب العلمین مین بطور اجمال آگیا۔ تیسرا مقصد قرآنِ شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اُسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد لفظِ رحمان مین بطور اجمال آگیا۔ چوتہا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہہ مقصد لفظ رحیم مین آگیا۔ پانچواں مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد مالک یوم الدین مین آگیا۔ چہٹا مقصد

یعنے کچہہ بہی نہ تہا۔ یہہ گذشتہ تلطفات و احسانات کا حوالہ ہے تا محسن حقیقی کے آئندہ فضلون کے لئے ایک نمونہ ٹہرے۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک۔ ینقطع اٰباءک و یبدء منک۔ سب پاکیان خدا کے لئے ہین جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اُس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا تیرے آبا کا نام اور ذکر منقطع ہو جائیگا یعنے بطور مستقل اُنکا نام نہین رہیگا اور خدا تجہہ سے ابتدا شرف اور مجد کا کریگا۔ نصرت بالرعب و احییت بالصدق ایہا الصدیق۔ نصرت و قالوا لات حین مناص۔ تو رعب کے ساتہہ مدد کیا گیا اور صدق کے ساتہہ زندہ کیا گیا اے صدیق۔ تو مدد کیا گیا اور مخالفون نے

مین درج ہے انما یعلمہ بشر سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴۔ اور پھر جب دیکھا کہ قرآن شریف مین صرف
قصّے ہی نہین بلکہ بڑے بڑے حقائق ہین تو پھر یہہ دوسری رائے ظاہر کی واعانہ علیہ قوم
اٰخرون سورۃ الفرقان الجزو نمبر ۱۸ یعنے ایک بڑی جماعت نے متفق ہوکر قرآن شریف کو تالیف
کیا ہے ایک آدمی کا کام نہین پھر جب قرآن شریف مین اُنکو یہہ جواب دیا گیا کہ اگر قرآن کو کسی جماعت
علما فضلا اور شعرا نے اکٹھے ہوکر بنایا ہے تو تم بھی کسی ایسی جماعت سے مدد لیکر قرآن کی نظیر بناکر
دکھلاؤ تا تمہارا سچا ہونا ثابت ہو تو پھر لاجواب ہوکر اس رائے کو بھی جانے دیا اور ایک تیسری رائے
ظاہر کی اور وہ یہہ کہ قرآن کو جنّات کی مدد سے بنایا ہے یہہ آدمی کا کام نہین پھر خدا نے اِسکا جواب
بھی ایسا دیا کہ جس کے سامنے وہ چون چرا کرنے سے عاجز ہوگئے جیسا فرمایا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق
ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہہ مقصد ایاک نعبد مین بطور اجمال آگیا۔ ساتوان مقصد قرآن
شریف کا ہر یک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھہرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علی الطاعت
اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اُسی کی طرف سے قرار دینا اور
اُن تمام اُمور مین اُسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہہ مقصد ایاک نستعین مین بطور اجمال آگیا۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

کہا کہ اب گریز کی جگہ نہین یعنے امداد الہی اُس حد تک پہنچ جائیگی کہ مخالفون کے دل ٹوٹ جائینگے اور اُن کے
دلون پر یاس مستولی ہوجائیگی اور حق آشکارا ہوجائیگا۔ وما کان اللہ لیترکک حتیٰ یمیز الخبیث
من الطیب۔ اور خدا ایسا نہین ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ خبیث اور طیب مین صریح فرق نہ کرلے
واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ اور خدا اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ
نہین جانتے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون جب مدد اور فتح الٰہی آئیگی اور تیری
رب کی بات پوری ہوجائیگی تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہرینگے کہ یہہ وہی بات ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ اردت

وما هو علی الغیب بضنین وما هو بقول شیطان رجیم ۔ فاین تذهبون قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا ۔ سوره بنی اسرائیل الجزو نمبر ۱۵

یعنے قرآن ہر یک قسم کے اُمورِ غیبیہ پر مشتمل ہے اور اِسقدر بتلانا جنات کا کام نہین انکو کہدے کہ اگر تمام جن تتفق ہو جائین اور ساتھہ ہی بنی آدم بھی اتفاق کرلین اور سب ملکر یہہ چاہین کہ مثل اس قرآن کے کوئی اور قرآن بنا دین تو اُنکے لئے ہرگز ممکن نہین ہوگا اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائین۔

پہر جب اُن بدبختون پر اپنے تمام خیالات کا جہوٹ ہونا کہل گیا اور کوئی بات بنتی نظر نہ آئی تو آخر کار کمال بیحیائی سے کمینہ لوگون کی طرح اِس بات پر آگئے کہ ہر طرح پر اِس تعلیم کو شایع ہونے سے روکنا چاہیئے جیسا اِسکا ذکر قرآنِ شریف مین فرمایا ہے ۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراطِ مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پہر اُسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دُعا اور تضرع سے اُسکو طلب کرین سو یہہ مقصد اهدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا۔ نوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا طریق و خلق بیان کرنا ہے جن پر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہہ مقصد صراط الذین انعمت علیهم مین آگیا۔ دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق و طریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا۔ یا جو راستہ بہولکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑ گئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے ڈرین سو یہہ مقصد غیر المغضوب علیهم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین ۔ جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہہ تمام مقاصد سورۂ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے ۔

ان استخلف فخلقت آدم ۔ انی جاعل فی الارض ۔ یعنے مین نے اپنی طرف سے خلیفہ کرنیکا ارادہ کیا سو مین نے آدم کو پیدا کیا ۔ مین زمین پر کرنیوالا ہون یہہ اختصاری کلمہ ہے یعنے اُسکو قایم کرنیوالا ہون ۔ اِس جگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مُراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہین ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعتِ اسلام مین مسلم ہو سکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بہی وہ آدم جو ابو البشر ہے

وقال الذین کفروا لاتسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ وقالت طائفۃ من اھل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلھم یرجعون ۔

یعنے کافرون نے یہہ کہا کہ اِس قرآن کو مت سُنو اور جب تمہارے سامنے پڑہا جاوے تو تم شور ڈالدیا کرو تا شاید اسی طرح غالب آجاؤ اور بعضون نے عیسائیون اور یہودیون مین سے یہہ کہا کہ یون کرو کہ اول صبح کے وقت جا کر قرآن پر ایمان لاؤ پہر شام کو اپنا ہی دین اختیار کرلو تا شاید اس طور سے لوگ شک مین پڑ جائین اور دین اسلام کو چہوڑ دین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالب حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیاتِ قربت کا شروع اُس نقطہ سیر سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور سختی اور آزارکشی کو روا رکہہ کر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مراد نہین بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قایم ہوکر روحانی پیدائش کی بُنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبون کا باپ ہو۔ اور یہہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس مین روحانی سلسلہ کے قائم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ایسے وقت مین جبکہ اُس سلسلہ کا نام ونشان نہین۔ پہر بعد اِسکے اُس روحانی آدم کا روحانی مرتبہ بیان فرمایا اور کہا - دنی فتدلّی فکان قاب قوسین اوادنیٰ جب یہہ آیۃ شریفہ جو قرآن شریف کی آیت ہے الہام ہوئی تو اِسکے معنے کی تشخیص اور تعیین مین تامل تہا اور اسی تامل مین کچہہ خفیف سی خواب آگئی اور اُس خواب مین اِسکے معنے حل کئے گئے اِسکی تفصیل یہہ ہو کہ دنو سے مراد قُربِ الٰہی ہے اور قرب کسی حرکت مکانی کا نام نہین بلکہ اُسوقت انسان کو مقربِ الٰہی بولا جاتا ہے کہ جب وہ ارادہ اور نفس اور خلق اور تمام اضداد اور اغیار سے بکلّی الگ ہوکر طاعت اور محبتِ الٰہی مین سراپا محو ہوجاوے اور ہریک ما سوا اللہ سے پوری دوری حاصل کرلیوے اور محبتِ الٰہی کے دریا مین ایسا ڈوبے کہ کچہہ اثر وجود اور انانیّت کا باقی نہ رہے اور جب تک اپنی ہستی کے لوث سے مبرّا نہین اور بقا باللہ کے پیرایہ سے متحلی نہین تب تک اِس قُرب کی لیاقت نہین رکہتا اور بقا باللہ کا مرتبہ تب حاصل ہوتا ہے کہ جب خدا کی محبت ہی انسان کی غذا ہوجائے اور ایسی حالت ہوجائے کہ بغیر اُسکی یاد کے جی ہی نہین سکتا اور اُسکے غیر کا

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا هؤلاء اهدی من الذین اٰمنوا سبیلا اولئک الذین لعنهم الله ومن یلعن الله فلن تجد له نصیرا سورۃ النساء الجزو نمبر ۵۔

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ یہہ عیسائی اور یہودی جنہوں نے انجیل اور توریت کو کچھہ ادہورا سا پڑہ لیا ہی ایمان انکا دیوتوں اور بتوں پر ہی اور مشرکوں کو کہتے ہیں کہ انکا مذہب جو بت پرستی ہی وہ بہت اچھا ہے اور توحید کا مذہب جو مسلمان رکھتے ہیں یہہ کچھہ نہیں یہہ ہی لوگ ہیں جنپر خدا نے لعنت کی ہی اور جسپر خدا لعنت کرے اسکے لئے کوئی مددگار نہیں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اُن تمام نفسانی خواہشوں سے خالصًا للہ دست کش ہوجائے کہ جو اسمیں اور اُسکے مولی کریم میں جدائی ڈالتے ہیں اور اُسکے مونہہ کو خدا کی طرف سے پہیرکر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کی طرف پہیرتے ہیں اور اُنکے خوفوں اور اُمیدوں میں گرفتار کرتے ہیں اور ترقیات کا اوسط درجہ

دل میں سما ہوا موت کی طرح دکہائی دے اور صریح مشہود ہو کہ وہ اُسی کے ساتھہ جیتا ہے اور ایسا خدا کی طرف کہنچا جاوے جو دل اُسکا ہر وقت یاد الہی میں مستغرق اور اُسکے درد سے دردمند رہے اور ماسوا سے اسقدر نفرت پیدا ہوجائے کہ گویا غیر اللہ سے اُس کی عداوت ذاتی ہے جن کی طرف میل کرنے سے بالطبع وکہہ اُٹہاتا ہے جب یہہ حالت متحقق ہوگی تو دل جو مورد انوار الہی ہے خوب صاف ہوگا اور اسماء اور صفات الہی کا اُسمیں انعکاس ہوکر ایک دوسرا کمال جو تدلّی ہے عارف کے لئے پیش آئیگا اور تدلّی سے مراد وہ ہبوط اور نزول ہے کہ جب انسان تخلق باخلاق اللہ حاصل کرکے اُس ذات رحمان ورحیم کی طرح شفقتًا علی العباد عالم خلق کی طرف رجوع کرے اور چونکہ کمالات دنو کے کمالات تدلّی سے لازم ملزوم ہیں پس تدلّی اُسیقدر ہوگی جسقدر دنو ہے اور دنو کی کمالیت اسمیں ہے کہ اسماء اور صفات الہی کے عکوس کا سالک کے قلب میں ظہور ہو اور محبوب حقیقی بے شائبہ ظلیت اور بے توہم حالیت ومحلیت اپنے تمام صفات کاملہ کے ساتھہ اُسمیں ظہور فرماوے اور یہی استخلاف کی حقیقت اور روح اللہ کی نفخ کی ماہیت ہے اور یہی تخلق باخلاق اللہ کی اصل بنیاد ہے اور جبکہ تدلّی کی حقیقت کو تخلق باخلاق اللہ لازم ہوا اور کمالیت فی التخلق اس بات کو چاہتی ہے کہ شفقت علی العباد اور اُنکے لئے بمقام نصیحت کہڑے ہونا اور اُنکی بہلائی کے لئے بدل وجان مصروف ہوجانا اس

اب خلاصہ اِس تقریر کا یہہ ہے کہ اگر آنحضرت اُمّی نہ ہوتے تو مخالفین اسلام بالخصوص یہودی اور عیسائی جنکو علاوہ اعتقادی مخالفت کی یہہ بھی حسد اور بغض دامنگیر تھا کہ بنی اسرائیل مین سے رسول نہین آیا بلکہ اُنکے بھائیون مین سے جو بنی اسماعیل ہین آیا وہ کیونکر ایک صریح امر خلاف واقعہ پاکر خاموش رہتے بلاشبہ اُن پر یہہ بات بکمال درجہ ثابت ہو چکی تہی کہ جو کچھہ آنحضرت کے مونہہ سے نکلتا ہے وہ کسی اُمّی اور ناخواندہ کا کام نہین اور نہ دس بیس آدمیون کا کام ہے تب ہی تو وہ اپنی جہالت سے اعانت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کے لئے تکالیف اُٹہائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دُکھہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورتِ انعام مین ظاہر ہوجائین اور بجائے مُشقت کے لذت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت مُیسّر ہو۔ اور ترقیات کا اعلیٰ درجہ وہ ہر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

حد تک پہنچ جاوے جسپر زیادت متصوّر نہین اِس لئے واصل تام کو مجمع الاضداد ہونا پڑا کہ وہ کامل طور پر روبخدا بھی ہو اور پھر کامل طور پر روبخلق بھی پس وہ اُن دونون قوسون الوہیت و انسانیت مین ایک وتر کی طرح واقعہ ہے جو دونون سے تعلق کامل رکھتا ہے۔ اب خلاصہ کلام یہہ کہ وصول کامل کے لئے دنو اور تدلی دونو لازم ہین دنو اُس قربِ تام کا نام ہے کہ جب کامل تزکیہ کے ذریعہ سے انسان کامل سیر الی اللہ سے سیر فی اللہ کے ساتھہ متحقق ہوجائے اور اپنی ہستی ناچیز سے بالکل ناپدید ہوکر اور غرق دریائے بیچون و بیچگون ہوکر ایک جدید ہستی پیدا کرے جسمین بیگانگی اور دوئی اور جہل اور نادانی نہین ہے اور صبغتہ اللہ کے پاک رنگ سے کامل رنگینی میسر ہے اور تدلّی انسان کی اُس حالت کا نام ہے کہ جب وہ تخلق باخلاق اللہ کے بعد ربانی شفقتون اور رحمتون سے رنگین ہوکر خدا کے بندون کی طرف اصلاح اور فائدہ رسانی کے لئے رجوع کرے۔ پس جاننا چاہئے کہ اِس جگہ ایک ہی دل مین ایک ہی حالت اور نیت کے ساتھہ دو قسم کا رجوع پایا گیا ایک خدا تعالیٰ کی طرف جو وجودِ قدیم ہے اور ایک اُسکے بندون کی طرف جو وجودِ محدث ہے۔ اور دونون قسم کا وجود یعنے قدیم اور حادث ایک دائرہ کی طرح ہے جسکی طرف اعلیٰ وجوب اور طرف اسفل امکان ہے اب اُس دائرہ کے درمیان مین انسان کامل بوجہ دنو اور تدلّی کی دونون طرف سے اتصال محکم کرکے یون مثالی طور پر صورت پیدا کرلیتا ہے جیسے ایک

علیہ قوم اٰخرون کہتے تہے اور جو اُن مین سے دانا اور واقعی اہل علم تہے وہ بخوبی معلوم کر چکے تہے کہ قرآن انسانی طاقتون سے باہر ہے اور اُن پر یقین کا دروازہ ایسا کہل گیا تھا کہ اُنکے حق مین خدا نے فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے اُس نبی کو ایسا شناخت کرتے ہین کہ جیسا اپنے بیٹون کو شناخت کرتے ہین اور حقیقت مین یہہ دروازہ یقین اور معرفت کا کچہہ اُنکے لئے ہی نہین کہلا بلکہ اِس زمانہ مین بھی سب کے لئے کہلا ہے کیونکہ قرآنِ شریف کی حقانیت معلوم کرنیکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ سالک اِسقدر خدا اور اُسکے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرلے کہ اُسکا تمام اپنا عین واثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الٰہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت و محلیت اُسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہوجائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جیسے سالک مین اور اُسکی نفسانی خواہشون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وتر دائرہ کے دو قوسون مین ہوتا ہے یعنے حق اور خلق مین واسطہ ٹہر جاتا ہے پہلے اُسکو دنوّ اور قُرب الٰہی کی خلعت خاص عطا کیجاتی ہے اور قُرب کے اعلیٰ مقام تک صعود کرتا ہے اور پہر خلقت کی طرف اُسکو لایا جاتا ہے پس اُسکا وہ صعود اور نزول دو قوس کی صورت مین ظاہر ہو جاتا ہے اور نفس جامع التعلقین انسان کامل کا اُن دونون قوسون مین قاب قوسین کی طرح ہوتا ہے اور قاب عرب کے محاورہ مین کمان کے چلہ پر اطلاق پاتا ہے پس آیت کے بطور تحت اللفظ یہہ معنے ہوئے کہ نزدیک ہوا یعنے خدا سے پہر اُترا یعنے خلقت پر پس اپنے اِس صعود اور نزول کی وجہ سے دو قوسون کے لئے ایک ہی وتر ہوگیا اور چونکہ اُسکا رو بخلق ہونا چشمۂ صافیہ تعلق باخلاق اللہ سے ہے اِس لئے اُسکی توجہ بمخلوق توجہ بخالق کے عین ہے یا یون سمجہو کہ چونکہ مالکِ حقیقی اپنی غایت شفقت علی العباد کی وجہ سے اِسقدر بندون کی طرف رجوع رکہتا ہے کہ گویا وہ بندون کے پاس ہی خیمہ زن ہے پس جبکہ سالک سیر الی اللہ کرتا کرتا اپنی کمال سیر کو پہنچ گیا تو جہان خدا تہا وہین اُسکو لوٹ کر آنا پڑا پس اِس کمال دنوّ یعنے قُربِ تام اُسکی تدلّی یعنے ہبوط کا موجب ہوگیا۔ یحیی الدین و یقیم الشریعۃ۔ زندہ کریگا دین کو اور قایم کریگا شریعت کو۔ یا اٰدم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ نفخت فیک من لدنی روح الصدق اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت مین یعنے نجات

لئے اب بہی وہی معجزاتِ قرآنیہ اور وہی تاثیراتِ فرقانیہ اور وہی تائیداتِ غیبی اور وہی آیات لاریبی موجود ہین جو اُس زمانہ مین موجود تہی خدا نے اِس دینِ قویم کو قائم رکہنا تہا اِس لئے اِسکی سب برکات اور سب آیات قائم رکہی اور عیسائیون اور یہودیون اور ہندؤن کے ادیانِ مُحرّفہ اور باطلہ اور ناقصہ کا استیصال منظور تہا اِس جہت سے اُنکے ہاتہہ صِرف قصّے ہی قصے رہ گئے اور برکتِ حقانیّت اور تائیدات سماویہ کا نام ونشان رہا۔ اُنکی کتابین ایسے نشان تبلا رہی ہین جن کے ثبوت کا ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین غائیت درجہ کا بُعد ڈال دیا ہے انعکاسِ ربّانی ذات اور صفات کا نہائیت صفائی سے دکہائی دے۔ اِس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون کے باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ اُنہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوفِ مشتبہ کے دہوکہ سے کہ جو سلوکِ ناتمام

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حقیقی کے وسائل مین داخل ہوجاؤ مین نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجہہ مین پہونک دی ہے۔ اس آیت مین بہی روحانی آدم کا وجہ تسمیہ بیان کیا گیا یعنے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بلا توسط اسباب ہے ایسا ہی روحانی آدم مین بلا توسطِ اسباب ظاہریہ نفخ روح ہوتا ہے اور یہہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پہر بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افرادِ خاصہ اُمتِ محمدیّہ کو یہہ نعمت عطا کیجاتی ہے اور اِن کلمات مین بہی جسقدر پیش گوئیان ہین وہ ظاہر ہین پہر بعد اِسکے فرمایا نُصِرت وقالوالات حین مناص۔ تو مدد دیا گیا اور اُنہون نے کہا کہ اب کوئی گریز کی جگہ نہین۔ ان الّذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰہ رد علیہم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ۔ جن لوگون نے کُفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ سے مزاحم ہوئے اُنکا ایک مرد فارسی الاصل نے رد لکہا ہے اُسکی سعی کا خدا شاکر ہے۔ کتاب الولی ذوالفقار علی۔ ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے یعنے مخالف کو نیست ونابود کرنیوالی ہے اور جیسے علی کی تلوار نے بڑے بڑے خطرناک معرکون مین نمایان کار دکہلائے تہے ایسا ہی یہہ بہی دکہلائیگی اور یہہ بہی ایک پیش گوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیرات عظیمہ اور برکاتِ عمیمہ پر دلالت کرتی ہے پہر بعد اِسکے فرمایا ولو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنے زمین سے بالکل اُٹہہ جاتا تب بہی شخص مقدم الذکر اُسکو پالیتا یکاد زیتہ یضیٔ

ذرا نشان اُنکے ہاتہہ مین نہین صرف گذشتہ قصّون کا حوالہ دیا جاتا ہے مگر قُرآن شریف ایسے نشان پیش کرتا ہے جنکو ہریک شخص دیکہہ سکتا ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوّتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ولو لم تمسسہ نار۔ عنقریب ہے کہ اُسکا تیل خود بخود روشن ہو جائے اگرچہ آگ اُسکو چہوبہی نہ جائے۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ واستیقنتھا انفسھم وقالوا لات حین مناص۔ فبما رحمۃٍ من اللّٰہ لِنتَ علیھم ولو کنتَ فظًّا غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ ولو اَنّ قُراٰنًا سُیّرت بہ الجبال۔ کیا کہتے ہین کہ ہم ایک قوی جماعت ہین جو جواب دینے پر قادر ہین عنقریب یہہ ساری جماعت بہاگ جائیگی اور پیٹہہ پہیر لین گے اور جب یہہ لوگ کوئی نشان دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ یہہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ اُنکے دل اُن نشانون پر یقین کر گئے ہین اور دلون مین اُنہون نے سمجہہ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہہ نہین اور یہہ خدا کی رحمت ہے کہ تو اُن پر نرم ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجہہ سے الگ ہو جاتے اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکہتے جن سے پہاڑ جنبش مین آجاتے۔ یہہ آیات اُن بعض لوگون کے حق مین بطور الہام القا ہوئین جنکا ایسا ہی خیال اور حال تہا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بہی نکل آوین جو اِس قسم کی باتین کرین اور بدرجہ یقین کامل پہنچکر پہر منکر رہین۔ پہر بعد اسکے فرمایا انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ صدق اللّٰہ ورسولہ وکان امر اللّٰہ مفعولا۔ یعنے ہم نے اِن نشانون اور عجائبات کو اور نیز اِس الہام پُر از معارف وحقایق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ کے ساتہہ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے خدا اور اُسکے رسول نے خبر دی تہی۔ کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچہہ خدا نے چاہا تہا وہ ہوتا ہی تہا۔ یہہ آخری فقرات اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اِس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی حدیث مُتذکرہ بالا مین اشارہ فرما چکے ہین اور خدا تعالیٰ اپنے کلامِ مقدس مین اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصّہ سوم کے الہامات مین درج ہو چکا ہے۔ اور فرقانی اشارہ اِس آیت مین ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہہ آیت جسمانی اور سیاستِ مُلکی کے طور پر حضرتِ مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دینِ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرتِ مسیح علیہ السلام دوبارہ

تمہیدِ ہشتم - جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے وہ حقیقت مین اُس نبی متبوع کا مُعجزہ ہے جسکی وہ اُمت ہے - اور یہہ بدیہی اور ظاہر ہے کیونکہ جب کسی امر کا ظاہر ہونا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کہ قادرِ مُطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہین اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عائد نہین ہوسکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اُس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مُبتلا ہے - کیا انسان

اِس دُنیا مین تشریف لائینگے تو اُنکے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار مین پھیل جائیگا - لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقعہ ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پہل ہین اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بہی ایک مشابہت ہے اور وہ یون کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادمِ دین تہا اور اُسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بہی اُس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین مین سے ہے کہ جو سیّد الرُسل اور سب رسولون کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہین تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہین تو وہ محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلّم سو چونکہ اِس عاجز کو حضرتِ مسیح سے مشابہت تامہ ہے اِس لئے خداوندِ کریم نے مسیح کی پیش گوئی مین ابتدا سے اِس عاجز کو بہی شریک کر رکہا ہے یعنے حضرتِ مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُسکا محل اور مورد ہے یعنے روحانی طور پر دینِ اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اِس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو - اور اگرچہ دینِ اسلام اپنے دلائل حقہ کے رو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اُسکے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں لیکن اِس غلبہ کا مختلف فرقون اور قومون پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تہا کہ جو بباعث کہل جانے راہون کے تمام دُنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہو اور ایک ہی قوم کے حکم مین داخل کرتا ہو اور تمام اسباب اشاعت تعلیم اور تمام وسائل اشاعتِ دین کے بتمامتر سہولت وآسانی پیش کرتا ہو

کسی شخص اور کسی خاص کتاب کی متابعت سے وابستہ ہے اور بدون متابعت کے وہ ظہور مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جسکی روحانی ترقیات کے لئے اِسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اُس ذات جامع کمال تام سے مشابہ یا اُسکا عین ہوسکتا ہے جسکے لئے کوئی حالتِ مُنتظرہ باقی نہین ہم کیا جسکی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقانی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہو سواب وہی زمانہ ہے کیونکہ بباعث کُھل جانے راستون اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک مُلک کے دوسرے مُلک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسر آگیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک و ریل و تار و جہاز و وسائل متفرقہ اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیان ہوگئی ہین غرض بلاشُبہ اب وہ وقت پُہنچگیا ہے کہ جس مین تمام دُنیا ایک ہی مُلک کا حُکم پیدا کرتی جاتی ہے اور بباعث شایع اور رایج ہونے کئی زبانون کے تفہیم تفہم کے بہت سے ذریعے نکل آئے ہین اور غیریت اور اجنبیت کی مشکلات سے بہت سی سبکدوشی ہوگئی ہے اور بوجہ میل ملاپ دائمی اور اختلاط شبا روزی کی وحشت اور نفرت بھی کہ جو بالطبع ایک قوم کو دوسری قوم سے تھی بہت سی گھٹ گئی ہے چنانچہ اب ہندو بھی جنکی دُنیا ہمیشہ ہمالہ پہاڑ کے اندر ہی اندر تھی اور جنکو سمندر کا سفر کرنا مذہب سے خارج کر دیتا تھا لنڈن اور امریکہ تک سیر کرآتے ہین خلاصہ کلام یہہ کہ اِس زمانہ مین ہریک ذریعہ اشاعتِ دین کا اپنی وسعت تامہ کو پُہنچ گیا ہے اور گو دُنیا پر بہت سی ظُلمت اور تاریکی چھا رہی ہے مگر پھر بھی ضلالت کا دورہ اختتام پر پُہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے اور گُمراہی کا کمال رو بزوال نظر آتا ہے کُچھہ خدا کی طرف سے ہی طبایع سلیمہ صراطِ مستقیم کی تلاش مین لگ گئے ہین اور نیک اور پاکیزہ فطرتین طریقہ حقہ کے مناسب حال ہوتی جاتی ہین اور توحید کے قُدرتی جوش نے مستعد دلون کو وحدانیت کے چشمۂ صافی کی طرف مائل کر دیا ہے اور مخلوق پرستی کی عمارت کا بودہ ہونا دانشمند لوگون پر کُھلتا جاتا ہے اور مصنوعی خدا پھر دوبارہ عقلمندون کی نظر مین انسانیت کا جامہ پہنتے جاتے ہین اور باینہمہ آسمانی مدد دینِ حق کی تائید کے لئے ایسے جوش مین ہین کہ وہ نشان اور خوارق جن کی سماعت سے عاجز اور ناقص بندے خدا بنائے گئے تھے اب وہ حضرت سید الرُسل کے ادنی خادمون اور چاکرون سے

آ ہی نہین سکتا تو بہ بداہت ثابت ہے کہ اگرچہ وہ امر بظاہر صورت کسی تابع سے ظہور مین آیا ہو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہو سکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتمّ اور اکمل ہے سبحانہ و تعالٰی عما یصفون۔ بلکہ اِس تیسرے قسم کی ترقّی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک خدا کی محبّت مین ایسا فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے اور اِسقدر ذات

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مشہود اور محسوس ہو رہے ہین اور جو پہلے زمانہ کے بعض نبی صرف اپنے حواریون کو چھپ چھپ کر کچھہ نشان دکھلاتے تھے اب وہ نشان حضرت سید الرسل کے احقر توابع سے دشمنون کے روبرو ظاہر ہوتے ہین اور اُنہین دشمنون کی شہادتون سے حقیتِ اسلام کا آفتاب تمام عالم کے لئے طلوع کرتا جاتا ہے ماسوا اِسکے یہہ زمانہ اشاعتِ دین کے لئے ایسا مددگار ہے کہ جو امر پہلے زمانون مین سو سال تک دُنیا مین شایع نہین ہو سکتا تھا اب اِس زمانہ مین وہ صرف ایک سال مین تمام مُلکون مین پھیل سکتا ہے اِس لئے اسلامی ہدائیت اور ربّانی نشانون کا نقارہ بجانے کے لئے اِسقدر اس زمانہ مین طاقت و قوّت پائی جاتی ہے جو کسی زمانہ مین اُس کی نظیر نہین پائی جاتی صدہا وسائل جیسے ریل و تار و اخبار وغیرہ اسی خدمت کے لئے ہر وقت طیّار ہین کہ تا ایک مُلک کے واقعات دوسرے مُلک مین پُہنچاوین سو بلاشبہ معقولی اور روحانی طور پر دینِ اسلام کے دلائل حقیت کا تمام دُنیا مین پہیلنا ایسے ہی زمانہ پر موقوف تھا اور یہی باسامان زمانہ اِس مہمانِ عزیز کی خدمت کرنے کے لئے من کُل الوجوہ اسباب مہیّا رکھتا ہے پس خداوند تعالٰی نے اِس احقر عباد کو اِس زمانہ مین پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف و حقایق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائلِ عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیماتِ حقّہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر مُلک مین شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجّت اُن پر پوری کرے اور اِسی ارادہ کی وجہ سے خداوند کریم نے اِس عاجز کو یہہ توفیق دی کہ اتماماً للحجّۃ دس ہزار روپیہ کا اشتہار کتاب کے ساتھہ شامل کیا گیا اور دشمنون اور مخالفون کی شہادت سے آسمانی نشانی پیش کی گئی اور اُنکے معارضہ اور مقابلہ کے لئے تمام مخالفین کو مخاطب کیا گیا تا کوئی دقیقہ اتمام حجّت کا باقی نہ رہے اور ہر یک مخالف اپنے مغلوب اور لاجواب ہونے کا آپ گواہ ہو جائے غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اِس عاجز کو عطا فرمائے ہین وہ امم سابقہ مین سے آج تک کسی کو عطا نہین فرمائے اور جو کچھہ اِس بارے مین توفیقاتِ غیبیہ اِس عاجز کو

لیکن در حقیقت مظہر اُس امر کا نبی متبوع ہے جس کی متابعت سے ظہور اُسکا مشروط ہے اور پھر اِس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بیچون وبیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھہ اُس سے قریب ہوجاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اُسکو اپنی طرف کہینچ لیتے ہین جو اُسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہر یک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغایرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہوجاتی ہے اور اُسمین اور

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

دیگئی ہین وہ اُن مین سے کسیکو نہین دی گئین - وذالك فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء سو چونکہ خداوند کریم نے اسبابِ خاصہ سے اِس عاجز کو مخصوص کیا ہے اور ایسے زمانہ مین اِس خاکسار کو پیدا کیا ہے کہ جو اتمام خدمت تبلیغ کے لئے نہائت ہی معین ومددگار ہے اِس لئے اُس نے اپنے تفضلات وعنایات سے یہہ خوشخبری بہی دی ہے کہ روزِ ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آیت کریمہ متذکرہ بالا اور نیز آیت واللّٰہ متم نورہ کا روحانی طور پر مصداق یہہ عاجز ہے اور خدایتعالیٰ اُن دلائل وبراہین کو اور اُن سب باتون کو کہ جو اِس عاجز نے مخالفون کے لئے لکہی ہین خود مخالفون تک پہنچا دیگا اور اُنکا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دُنیا مین ظاہر کرکے مفہوم آیت متذکرہ بالا کا پورا کردیگا فالحمد للّٰہ علی ذالك - پہر بعد اِسکے جو الہام ہے وہ یہہ ہے صل علی محمد وال محمد سید ولد اٰدم وخاتم النبیین اور درود بہیج محمد اور آل محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹون کا اور خاتم الانبیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اُسی کی طفیل سے ہین اور اُسی سے محبت کرنے کا یہہ صلہ ہے - سبحان اللہ اُس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیت مین کیا ہی اعلیٰ مراتب ہین اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُسکا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اُسکا خادم ایک دُنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے

ہیچ محبوبی نماند ہمچو یارِ دلبرم مہر ومہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم آن کجا روے کہ دارد ہمچو رویش آب وتاب وآن کجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

اِس مقام مین مجہہ کو یاد آیا کہ ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے درود شریف پڑہا کہ دل وجان اُس سے معطر ہوگیا اسی رات خواب مین دیکہا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکین اِس عاجز کے مکان مین لئے آتے ہین اور ایک نے اُن مین سے کہا کہ یہہ وہی برکات ہین جو تو نے محمد کی طرف بہیجی تہی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جسکے معنی یہہ تہے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت مین ہین یعنے ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش مین ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحیی کے تعین ظاہر نہین

بات کا کہ کیون معجزہ نبی کا دوسرے کے توسط سے ظہور پذیر ہو جاتا ہے یہہ ہے کہ جب ایک شخص

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ قسم دویم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دویم مین بہی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور اسکا ایلام بصورتِ انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اُسمین ایسا تعلّق باللہ نہین ہوتا کہ جو ما سوی اللہ کے ساتہہ عداوتِ ذاتی پیدا ہو جانے کا موجب ہو اور جس سے محبّتِ الٰہی صرف دِل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت ہی ہو جائے غرض قسم دویم کی ترقّی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اُسکے غیر سے عداوت

بقیّہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہوئی اِس لئے وہ اختلاف مین ہے اسی اثنا مین خواب مین دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پہرتے ہین اور ایک شخص اِس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا هذا رجل یحب رسول الله یعنے یہہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکہتا ہے اور اِس قول سے یہہ مطلب تہا کہ شرطِ اعظم اِس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اِس شخص مین متحقّق ہے۔ اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا مین جو آلِ رسول پر درود بہیجنے کا حُکم ہے سو اسمین بہی یہی سِرّ ہے کہ افاضہ انوارِ الٰہی مین محبت اہلِ بیت کو بہی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرتِ احدیّت کے مقربین مین داخل ہوتا ہے وہ اِنہین طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف مین اُنکا وارث ٹہرتا ہے اِس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری مین ایک تہوڑی سی غیبت حِس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تہی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیون کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت مین پانو کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پہر اُسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے اُن مین سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرِ مہربان کی طرح اِس عاجز کا سر اپنی ران پر رکہہ لیا پہر بعد اِسکے ایک کتاب مجہہ کو دی گئی جسکی نسبت یہہ بتلایا گیا کہ یہہ تفسیر قرآن ہے جسکو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجہہ کو دیتا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک پہر بعد اِسکے یہہ الہام ہوا انک علیٰ صراط مستقیم۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاهلین۔ تو سیدہی راہ پر ہے پس جو حکم کیا جاتا ہے اُسکو کہول کر سُنا اور جاہلون سے کنارہ کر۔ وقالوا لولا نُزّل علیٰ رجل من قریتین عظیم۔ وقالوا انّی لک هذا۔ ان هذا لمکر مکرتموہ

وہی امر بجا لاتا ہے کہ جو اُسکے شارع نے فرمایا ہے اور اُس امر سے پرہیز کرتا ہے کہ جو اُسکے

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ رکھنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اُس مقصد کے حصول سے وہ لذّت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقّی میں خدا سے موافقت تامہ اور اُسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہو جاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت میں چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ انفکاک الشیئ عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اُسمیں انفکاک جائز ہے اور جب تک ولائت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فی المدینۃ ینظرون الیک وھم لا یبصرون اور کہینگے کہ کیون نہیں یہہ اُستر اکسی بڑے عالم فاضل پر اور شہرون مین سی اور کہینگے کہ یہہ مرتبہ تجہہ کو کہان سے ملا یہہ تو ایک مکر ہے جو تم نے شہر مین باہم ملکر بنالیا ہی تیری طرف دیکہتے ہین اور نہین دیکہتے یعنی تو اُنہین نظر نہین آتا تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزیّن لھم الشیطان ہمین اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجہہ سی پہلی اُمّتِ محمدیہ مین کئی اولیاء کامل بہیجے پر شیطان نے اُنکی توابع کی راہ کو بگاڑ دیا یعنی طرح طرح کی بدعات مخلوط ہو گئی اور سیدہا قرآنی راہ اُن مین محفوظ نہ رہا۔ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ واعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔ ومن کان للہ کان اللہ لہ۔ قل ان افتریتہ فعلیّ اجرام شدید کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو سو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکہی اور یہہ بات جانو کہ اللہ تعالیٰ نئے سرے زمین کو زندہ کرتا ہی اور جو شخص خدا کے لئی ہو جائے خدا اُسکے لئی ہو جاتا ہے کہہ اگر مین نے یہہ افترا کیا ہی تو میرے پر جُرم شدید ہے۔ انک الیوم لدینا مکین امین۔ وان علیک رحمتی فی الدّنیا والدّین۔ وانک من المنصورین آج تو میرے نزدیک بامرتبہ اور امین ہی اور تیرے پر میری رحمت دُنیا اور دین مین ہی اور تو مدد دیا گیا ہی یحمدک اللہ ویمشی الیک خدا تیری تعریف کرتا ہی اور تیری طرف چلا آتا ہی۔ الا ان نصر اللہ قریب خبردار ہو خدا کی مدد نزدیک ہی سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلًا پاک ہی وہ ذات جسنے اپنی بندہ کو رات کو وقت مین سیر کرایا یعنی ضلالت اور گمراہی کی زمانہ مین جو رات سی مشابہ ہی مقاماتِ معرفت اور یقین تک لدنی طور سی پہنچایا خلق آدم فاکرمہ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُسکا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء جری اللہ نبیون کی حلّون مین۔ اس فقرہ الہامی کی یہہ معنی ہین کہ منصبِ ارشاد اور ہدائیت اور مورد وحیٔ الٰہی ہونیکا دراصل حُلّہ انبیاء ہی اور اُنکی غیر کو بطور مستعار ملتا ہی اور یہہ حلّہ انبیاء اُمتِ محمدیہ کی بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہی اور اُسی کی طرف اشارہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل پس یہہ لوگ اگرچہ نبی نہین پر نبیون کا کام اُنکو سپرد کیا جاتا ہی وکنتم علیٰ شفا حفرۃ فانقذکم منھا اور تہے تم ایک گڑہے کے کنارہ پر سو اُس سی تمکو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا عسیٰ ربکم

شارع نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُسکے شارع نے دی ہے تو وہ اِس صورت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وجہ یہہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اُسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچھہ رگ وریشہ ظلم کا اُسمین باقی ہے کیونکہ اُس نے ربوبیت کو جیسا کہ چاہیئے تھا ادا نہین کیا اور لقا رتام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اِسکی سرشت مین محبتِ الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی یہان تک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سُنتا ہے اور اُس کی آنکھین ہوگیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُسکا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا- خدایتعالٰی کا ارادہ اِس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافرون کے لئے قیدخانہ بنا رکھا ہے۔ یہہ آیت اِس مقام مین حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنے اگر طریق رفق اور نرمی اور لُطف احسان کو قبول نہین کرینگے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کُھل گیا ہے اُس سے سرکش رہین گے تو وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ جب خدایتعالٰی مُجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال مین لائیگا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھہ دُنیا پر اُترینگے اور تمام راہون اور سڑکون کو خس وخاشاک سے صاف کردین گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہیگا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دیگا- اور یہہ زمانہ اُس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنے اُسوقت جلالی طور پر خدایتعالٰی اتمام حُجت کریگا اب بجائے اُسکے جلالی طور پر یعنے رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے تولوا واصلحوا والی اللہ توجھوا وعلی اللہ توکلوا واستعینوا بالصبر والصلوۃ- توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اُس پر توکل کرو اور صبر اور صلوۃ کے ساتھہ اُس سے مدد چاہو کیونکہ نیکیون سے بدیان دور ہو جاتی ہین- بشریٰ لک یا احمدی- انت مرادی ومعی- غرست کرامتک بیدی- خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد- تو میری مراد ہے اور میرے ساتھہ ہے- مین نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھہ سے لگایا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم- مومنین کو کہہ دے کہ اپنی آنکھین نامحرمون سے بند رکھین اور اپنی ستر گاہون کو اور کانون کو نالائق اُمور سے بچاوین یہی اُنکی پاکیزگی کے لئے ضروری اور لازم ہے- یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر یک مومن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضا کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اُسکی پاکیزگی کا مدار ہے-

مین بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ واری مین جا پڑتا ہے پس اگر شارع طبیب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہاتہہ ہو گیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُسکا پانو ہو گیا جس سے وہ چلتا ہے تو پہر کوئی ظُلم اُسمین باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلمٍ اُولئک لھم الامن وھم مھتدون
اب سمجہنا چاہئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

چشم و گوش و دیدہ بند ای حق گزین ٭ یاد کن فرمانِ قل للمؤمنین ٭ خاطرِ خود زین و آن یکسر برآر ٭ تا شود بر خاطرت حق آشکار
زیر پا کن دلبرانِ این جہان ٭ تا نماید چہرۂ آن محبوبِ جان ٭ کاملانِ حق اندہم زیر زمین ٭ تو بگو ہی با حیاتِ این چنین
سالہا باید کہ خونِ دل خوری ٭ تا بکوئی دلستانی رہ بری ٭ کی بآسانی رہے بکشایدت ٭ صد جنون باید کہ تا ہوش آیدت
واذا سألک عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ۔ وما ارسلناک الّا رحمۃ للعالمین ۔ اور جب تجہہ سے میرے بندے میرے بارے مین سوال کرین تو مین نزدیک ہون دُعا کرنیوالے کی دُعا قبول کرتا ہون اور مین نے تجہے اِس لئے بہیجا ہے کہ تا سب لوگون کے لئے رحمت کا سامان پیش کرون۔ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتّیٰ تاتیھم البینۃ ۔ وکان کیدھم عظیما ۔ اور جو لوگ اہل کتاب اور مُشرکون مین سے کافر ہو گئے ہین یعنے کفر پر سخت اصرار اختیار کر لیا ہے وہ اپنے کُفر سے بجُز اسکے باز آنیوالے نہین تہے کہ اُنکو کُہلی نشانی دکہلائی جاتی اور اُنکا مکر ایک بہارا مکر تہا۔ یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچہہ خدا تعالیٰ نے آیاتِ سماوی اور دلائلِ عقلی سے اِس عاجز کے ہاتہہ پر ظاہر کیا ہے وہ اتمام حُجت کے لئے نہایت ضروری تہا اور اِس زمانہ کے سیاہ باطن جنکو جہل اور خبث کے کیڑے نے اندر ہی اندر کہا لیا ہے ایسے نہین تہے جو بجز آیاتِ صریحہ و براہینِ قطعیہ اپنے کُفر سے باز آجاتے بلکہ وہ اُس مکر مین لگے ہوئے تہے کہ تا کسی طرح باغ اسلام کو صفحۂ زمین سے نیست و نابود کر دین۔ **اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دُنیا مین اندہیر پڑ جاتا۔** یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے جو دُنیا کو ان آیات مبینات کی نہایت ضرورت تہی اور دُنیا کے لوگ جو اپنے کُفر اور خُبث کی بیماری سے مجذوم کی طرح گداز ہو گئے ہین وہ بجز اِس آسمانی دوا کے جو حقیقت مین حق کے طالبون کے لئے آبِ حیات تہی تندرستی حاصل نہین کر سکتے تہے ۔ واذا قیل لھم لا تفسدوا

حاذق کی طرح ٹھیک صراطِ مستقیم کا رہنما ہے اور وہ مبارک کتاب لایا ہے جسمین شخص پیرو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی در عائیت ایجاز دخوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اول قدم ہے اس آئیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے **اهدنا الصراط المستقيم** - کیونکہ ہریک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہِ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گہاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امورِ مالوفہ اور معتادہ کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فی الارض قالوا انما نحن مصلحون - الا انهم هم المفسدون - قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب - اور جب اُنکو کہا جائے کہ تم زمین مین فساد مت کرو اور کفر اور شرک اور بدعقیدگی کو مت پہیلاؤ تو وہ کہتے ہین کہ ہماراہی راستہ ٹہیک ہے اور ہم مفسد نہین ہین بلکہ مصلح اور ریفارمر ہین خبردار رہو یہی لوگ مفسد ہین جو زمین پر فساد کر رہے ہین کہہ مین شرِ مخلوقات کی شرارتون سے خدا کی ساتھ پناہ مانگتا ہون اور اندہیری رات سے خدا کی پناہ مین آتا ہون - یعنے یہہ زمانہ اپنے فسادِ عظیم کے رو سے اندہیری رات کی مانند ہے سوالہی قوتین اور طاقتین اس زمانہ کی تنویر کے لئے درکار ہین انسانی طاقتون سے یہہ کام انجام ہونا محال ہے انی ناصرك - انی حافظك - انی جاعلك للناس اماما - اكان للناس عجبا - قل هو الله عجيب - يجتبي من يشاء من عباده - لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون - وتلك الايام نداولها بين الناس مین تیری مدد کرونگا - مین تیری حفاظت کرونگا - مین تجہے لوگون کے لئے پیش رو بناؤنگا - کیا لوگونکو تعجب ہوا کہ خدا ذوالعجائب ہے ہمیشہ عجیب کام ظہور مین لاتا ہے - جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے چن لیتا ہے وہ اپنے کامون سے پوچہا نہین جاتا کہ ایسا کیون کیا اور لوگ پوچہے جاتے ہین - اور ہم یہہ دن لوگون مین پہیرتے رہتے ہین یعنے کبہی کسی کی نوبت آتی ہے اور کبہی کسی کی اور عنایاتِ الہیہ نوبت بہ نوبت اُمّتِ محمدیہ کے مختلف افراد پر وارد ہوتے رہتے ہین - وقالوا انی لك هذا - وقالوا ان هذا الا اختلاق - اذا نصر الله المؤمن جعل له الحاسدين فی الارض - فالنار موعدهم - قل الله ثم ذرهم فی خوضهم يلعبون - اور کہین گے کہ یہہ تجہہ کو کہان سے اور یہہ تو ایک بناوٹ ہے - خدا تعالیٰ جب مومن کی مدد کرتا ہے تو زمین پر کئی اُسکے حاسد بنا دیتا ہے سو جو لوگ حسد پر اصرار کرین اور باز نہ آوین تو جہنم اُنکا وعدہ گاہ ہے - کہہ یہہ سب کاروبار خدا کی طرف سے ہین پہر اُنکو چہوڑ دے تا اپنے بیجا خوض مین کہیلتے رہین - تلطف بالناس وترحم عليهم انت فيهم

کی امراض روحانی کا علاج ہے اور اُسکی علمی اور عملی تکمیل کے لئے پورا سامان موجود ہے۔ اور پھر اُسکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک لخت چھوڑ دینا اور نفسانی خواہشوں کو جو ایک عمر سے عادت ہو چکی ہے یک دفعہ ترک کرنا اور ہریک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پھیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجھ کر سیدھا خدا کی طرف رُخ کر لینا حقیقت میں ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدائش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جب تک خاک میں نہیں ملتا اور اپنی صورت کو نہیں چھوڑتا تب تک نیا دانہ وجود میں آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدائش

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

بمنزلۃ موسیٰ واصبر علی ما یقولون۔ لوگوں کی ساتھہ رفق اور نرمی سی پیش آ۔ اور اُن پر رحم کر تو اُن مین بمنزلہ موسیٰ کی ہے اور اُنکی باتوں پر صبر کر۔ حضرت موسیٰ بُردباری اور علم مین بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لیگئے تھی اور بنی اسرائیل مین نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کی مرتبۂ عالیہ تک پہنچ سکے توریت سے ثابت ہی جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ مین سب اسرائیلی نبیوں سی بہتر اور فائق تر تھے جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت مین لکھا ہے کہ موسیٰ سلمے لوگوں سی جو روئے زمین پر تھے زیادہ بُردبار تہا سو خدا نے توریت مین موسیٰ کی بُردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں مین سی کسی کی تعریف مین یہہ کلمات بیان نہیں فرمائے ہان جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف مین ذکر ہی وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہی کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُن اخلاق فاضلہ کا جامع ہی جو نبیوں مین متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرمایا ہی انک لعلیٰ خلق عظیم۔ تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کی ساتھہ جس چیز کی تعریف کیجائے وہ عرب کی محاورہ مین اُس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہی مثلاً اگر یہہ کہا جائے کہ یہہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہہ مطلب ہوگا کہ جہانتک درختوں کی لئے طول وعرض اور تناوری ممکن ہی وہ سب اس درخت مین حاصل ہی ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہانتک اخلاق فاضلہ وشمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہین وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی مین موجود ہین سو یہہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہین اور اسی کی طرف اشارہ ہی جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی تیرے پر خدا کا سب سی زیادہ فضل ہی اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہین پہنچ سکتا یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین موجود ہی جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہی خوشی کے روغن سی تیرے مصاحبوں سی زیادہ تجہی معطر کیا اور چونکہ اُمت محمدیہ کی علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہین اس لئے الہام متذکرہ بالا مین اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسیٰ سے دی گئی اور یہہ تمام برکات حضرت سید الرسل کے ہین جو

پیروو نے بغیر کسی اعراض صوری یا معنوی کے اُن تعلیمات کو بصدقِ دل قبول کر لیا ہے تو جو کچھ انوار

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا جسم اِس فنا سے طیار ہوتا ہے جوں جوں بندہ کا نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اُسکا فعل اور ارادت اور روبخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے توں توں پیدائشِ روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہیں یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہو جاتی ہے تو وجودِ ثانی کی خلعت عطا کیجاتی ہے اور ثم انشأناہ خلقاً اٰخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجہ خاص قادرِ مطلق کے ممکن نہیں اِس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنے اھدنا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

خداوند کریم اُسکی عاجز اُمّت کو اپنے کمال لُطف اور احسان سے ایسے ایسے مخاطبات شریفہ سے یاد فرماتا ہے اللّٰھم صل علیٰ محمد و اٰل محمد - بعد اِسکے یہہ الہامی عبارت ہے- واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس قالوا انؤمن کما اٰمن السفہآء الا انھم ھم السفہآء ولکن لا یعلمون- ویحبون ان تدھنون - قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون- قیل ارجعوا الی اللّٰہ فلا ترجعون- وقیل استحوذوا فلا تستحوذون- ام تسئلھم من خرج فھم من مغرم مثقلون بل اتینا ھم بالحق فھم للحق کارھون- سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون- احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون- یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا- ولا یخفی علی اللّٰہ خافیہ- ولا یصلح شیئ قبل اصلاحہ - ومن رُدّ من مطبعہ فلا مردلہ اور جب اُنکو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ہی ایمان لاویں جیسے بیوقوف ایمان لائے ہیں خبردار رہو وہی بیوقوف ہیں مگر جانتے نہیں- اور یہہ چاہتے ہیں کہ تم اُن سے مداہنہ کرو کہہ اے کافرو میں اُس چیز کی پرستش نہیں کرتا جسکی تم کرتے ہو تمکو کہا گیا کہ خدا کی طرف رجوع کرو سو تم رجوع نہیں کرتے اور تمکو کہا گیا جو تم اپنے نفسوں پر غالب آجاؤ سو تم غالب نہیں آتے- کیا تو ان لوگوں سے کچھہ مزدوری مانگتا ہے پس وہ اِس تاوان کی وجہ سے حق کو قبول کرنا ایک پہاڑ سمجھتے ہیں بلکہ اُنکو مُفت حق دیا جاتا ہے اور وہ حق سے کراہت کر رہے ہیں- خدا تعالیٰ اُن عیبوں سے پاک و برتر ہے جو وہ لوگ اُسکی ذات پر لگاتے ہیں- کیا یہہ لوگ یہہ سمجھتے ہیں کہ بے امتحان کئے صرف زبانی ایمان کے دعویٰ سے چھوٹ جاوینگے- چاہتے ہیں جو ایسے کاموں سے تعریف کیجاویں جنکو اُنہوں نے کیا نہیں اور خدا تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور جب تک وہ کسی شے کی اصلاح نہ کرے اصلاح نہیں ہوسکتی- اور جو شخص اُسکے مطبع سے رَدّ کیا جاوے

وآثار بعد متابعت کامل کے مترتب ہونگے وہ حقیقت مین اُس نبی متبوع کے فیوض ہین سوا اسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہمکو راہِ راست پر قائم کر اور ہریک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش۔ اور یہہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہائت سخت کام ہے تو اول دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کی طرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹھہر گیا اور اُس موت کو قبول کر لیا تو پھر بعد اسکے کوئی اسکو موت نہین اور خدا اِس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پھر اسکو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ اُسکو کوئی واپس نہین لا سکتا۔ لعلك باخع نفسك الا یکونوا مؤمنین۔ لا تقف مالیس لك به علم ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یا ابراھیم اعرض عن ھذا انه عبد غیر صالح۔ انما انت مذکر وما انت علیھم بمسیطر۔ کیا تو اسی غم مین اپنے تئین ہلاک کر دیگا کہ یہہ لوگ کیون ایمان نہین لاتے۔ جس چیز کا تجھے علم نہین اُسکے پیچھے مت پڑ اور اُن لوگون کے بارے مین جو ظالم ہین میرے ساتھہ مخاطبت مت کر وہ غرق کیے جائینگے۔ اے ابراہیم اِس سے کنارہ کر یہہ صالح آدمی نہین تو صرف نصیحت دہندہ ہے اِن پر داروغہ نہین۔ یہہ چند آیات جو بطورِ الہام القا ہوئی ہین بعض خاص لوگون کے حق مین ہین پھر آگے اِسکے یہہ الہام ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی۔ اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھہ مدد چاہو اور ابراہیم کے مقام سے نماز کی جگہ پکڑو۔ اِس جگہ مقام ابراہیم سے اخلاقِ مرضیہ و معاملہ باللہ مراد ہے یعنے محبتِ الٰہیہ اور تفویض اور رضا اور وفا یہی حقیقی مقام ابراہیم کا ہے جو اُمتِ محمدیہ کو بطور تبعیت و وراثت عطا ہوتا ہے اور جو شخص قلبِ ابراہیم پر مخلوق ہے اُسکی اتباع بھی اسی مین ہے۔ ینظر ربك علیك ولغیثك ویرحمك۔ وان لم یعصمك الناس فیعصمك اللہ من عندہ۔ یعصمك اللہ من عندہ وان لم یعصمك الناس۔ خداتعالیٰ اپنی رحمت کا تجھہ پر سایہ کریگا اور نیز تیرا فریادرس ہوگا اور تجھہ پر رحم کریگا۔ اور اگر تمام لوگ تیری بچانیسے دریغ کرین مگر خدا تجھے بچائیگا۔ اور خدا تجھے ضرور اپنی مدد سے بچائیگا اگرچہ تمام لوگ دریغ کرین یعنی خدا تجھے آپ مدد دیگا اور تیری سعی کے ضایع ہونیسے تجھے محفوظ رکھیگا اور اُسکی تائیدین تیری شاملِ حال رہینگی۔ واذ یمکر بك الذی کفر۔ اوقد لی یا ھامان لعلی اطلع الی الہ موسیٰ وانی لاظنه من الکاذبین۔ یاد کر جب مُنکر نے بغرض کسی مکر کے اپنے رفیق کو کہا کہ کسی فتنہ یا آزمائش کی آگ بھڑکا تا مین موسیٰ کے خدا پر یعنی اِس شخص کے خدا پر مطلع ہو جاؤن کہ کیونکر وہ اُسکی مدد کرتا ہے اور اُسکے ساتھہ ہے یا نہین کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ یہہ جھوٹا ہے۔ یہہ کسی واقعہ آئندہ کی طرف اشارہ ہے کہ جو بصورت گذشتہ بیان کیا گیا ہے۔ تبت یدا ابی لھب وتب ما کان له ان یدخل فیھا الا خائفا وما اصابك فمن اللہ ابولہب کے دونون ہاتھہ ہلاک ہو گئے اور وہ بھی ہلاک ہوا اور اُسکو لائق نہ تھا کہ اِس کام مین بجز

سوا اسی جہت سے اگر ولی سے کوئی امر خارقِ عادت ظاہر ہو تو اُس نبی متبوع کا معجزہ ہوگا۔ اب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہ جلتا ہوا دوزخ دکھاوے غرض یہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلّی شکست پہنچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہریک خود روی کے فعل سے یکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب میں سے وہ مرتبہ ہے جسمیں انسانی کوششوں کا بہت کچھہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیش رفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششیں اور

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

خائف اور ترسان ہونے کے یوں ہی دلیری سے داخل ہو جاتا اور جو تجھہ کو پہنچے وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ کسی شخص کے شر کی طرف اشارہ ہے جو بذریعہ تحریر یا بذریعہ کسی اَور فعل کے اُس سے ظہور میں آوے واللہ اعلم بالصواب۔ الفتنۃ ھٰہنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ الا انھا فتنۃ من اللہ لیحب حبا جما۔ حبا من اللہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ۔ اِس جگہ فتنہ ہے پس صبر کر جیسے اولوالعزم لوگوں نے صبر کیا ہے خبردار ہو یہ فتنہ خدا کی طرف سے ہے تا وہ ایسی محبت کرے جو کامل محبت ہے اُس خدا کی محبت جو نہایت عزت والا اور نہایت بزرگ ہے وہ بخشش جسکا کبھی انقطاع نہیں۔ شاتان تذبحان وکل من علیھا فان۔ دو بکریاں ذبح کیجائینگی اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائیگا یعنے ہریک کے لئے قضا و قدر درپیش ہے اور موت سے کسی کو خلاصی نہیں کوئی چار روز پہلے اِس دُنیا کو چھوڑ گیا اور کوئی پیچھے اُسے جا ملا۔ ہمیں مرگ است کز یاران بو شد روئے یاران را ✤ بکدم می کند وقتِ خزان فصلِ بہاران را ✤ ولا تھنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکاف عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علٰی کل شیء قدیر۔ وجئنا بک علٰی ھٰؤلاء شھیدا اور سست مت ہو اور غم مت کر کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا ان لوگوں پر تجھہ کو گواہ لائیگا اوفی اللہ اجرک ویرضٰی عنک ربک ویتم اسمک وعسٰی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم وعسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون خدا تیرا بدلہ پورا دیگا اور تجھہ سے راضی ہوگا اور تیرے اسم کو پورا کریگا اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور اصل میں وہ تمہارے لئے بُری ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجھو اور اصل میں وہ تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا ابتلائی عواقبِ امور کو جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف۔ ان السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقناھما۔ وان یتخذونک الا ھزوا۔ اھٰذا الذی بعث اللہ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا

ان تمہیدات کے بعد دلائل حقیتِ قرآن شریف کے لکھے جاتے ہین۔ ونسئل اللہ التوفیق والنصرۃ ھو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

بابِ اوّل

اُن براہین کے بیان مین جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر بیرونی شہادتین ہین

برھان اوّل ۔ قال اللہ تعالیٰ تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم۔ وما انزلنا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سالکین کی محنتین ختم ہو جاتین ہین اور پہر بعد اِسکے خاص مواہبِ سماوی ہین جن مین بشری کوششون کو کچھہ دخل نہین بلکہ خود خدا تعالیٰ کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی بُراق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی کہ جو قُربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اِس آیت مین تعلیم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱۱

یمسہ الا المطھرون۔ ولقد لبثتُ فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔۔ مین ایک خزانہ پوشیدہ تہا سو مین نے چاہا کہ شناخت کیا جاؤن آسمان اور زمین دونون بند تہے سو ہم نے ان دونون کو کہولدیا اور تیرے ساتھہ منسی ہی سب بہشت آئینگے اور ٹھٹھا مار کر کہینگے کیا یہی ہے جسکو خدا نے اصلاح خلق کے لئے مقرر کیا یعنی جنکا مادہ ہی خبث ہے انسے بھلائی کی اُمید مت رکہو اور پہر فرمایا کہہ مین فقط تمہارے جیسا ایک آدمی ہون مجھہ کو یہہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہین وہی اکیلا معبود ہے جس کے ساتھہ کسی چیز کو شریک کرنا نہین چاہئے اور تمام خیر اور بھلائی

علیک الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدی ورحمة لقوم یؤمنون ۔ والله انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها ان فی ذلک لاٰیة لقوم یسمعون الجزو نمبر ۱۴ سوره النحل وهو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمته حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنه لبلد میت فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات کذلک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی گئی ہے جو فرمایا ہے صراط الذین انعمت علیہم ۔ یعنے ہمکو اُن لوگون کا راہ دکھلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے ۔ اِس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین شدائد سے خالی نہین ہین بلکہ اِس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہنچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مدد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی ۔ لیکن اِس جہت سے اُنکا نام منعم علیہم رکھا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبۂ محبت آلام کو برنگ انعام دیکھتے ہین اور ہریک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کی طرف سے اُنکو پہنچتی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

قرآن مین ہے بجز اُسکے اور کسی جگہ سے ہلائی نہین مل سکتی اور قرآنی حقائق صرف اُنہین لوگون پر کھلتے ہین جنکو خدا تعالی اپنے ہاتھ سے صاف اور پاک کرتا ہے ۔ اور مین ایک عمر تک تم مین ہی رہتا رہا ہون کیا تمکو عقل نہین ۔

ہست فرقانِ مبارک از خدا طیب شجر ۔ نونہال و نیک بود و سایہ دار و پُر ز بر ۔ میوہ گر خواہی بیا زیر درختِ میوہ دار

گر خرد مندی مجنبان بید را بہر ثمر ۔ در نیاید باورت در وصفِ فرقانِ مجید ۔ حسنِ آن شاہد ببرس از شاہدان با نظر

وآنکہ او نامد پئی تحقیق و در کین مبتلاست ۔ آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خر

قل ان هدی الله هو الهدی وان معی ربی سیهدین ۔ رب اغفر وارحم من السماء ۔ رب انی مغلوب فانتصر ۔ ایلی ایلی لما سبقتنی ۔ ایلی اوس ۔ کہہ ہدایت وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے اور میرے ساتھ میرا رب ہے عنقریب وہ میرا راہ کھولدیگا ۔ اے میرے خدا آسمان سے رحم اور مغفرت کر مین مغلوب ہون میری طرف سے مقابلہ کر ۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑدیا آخری فقرہ اِس الہام کا یعنے ایلی اوس بباعث سرعتِ ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اُس کے کچھ معنے کھلے واللہ اعلم بالصواب ۔

نخرج الموتیٰ لعلکم تذکرون۔ والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا۔ کذالک نصرف الآیات لقوم یشکرون۔ الجزو نمبر ۸ سورہ الاعراف اللّٰہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فیبسطه فی السماء کیف یشاء ویجعله کسفا فتری الودق یخرج من خلله فاذا اصاب به من یشاء من عباده اذا هم یستبشرون وان کانوا من قبل ان ینزل

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ بوجہ مستی عشق اُس سے لذت اُٹھاتے ہین پس یہہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جسمین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذت آتی ہے اور جو کچھہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اِس حالت کا ایک محبت کامل اور تعلق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہو جاتا ہے اور یہہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ اور تدبیر کو کچھہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو پھر سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجھہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہر یک ایلام انعام ہی معلوم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اے خالقِ ارض و سما برمن درِ رحمت کشا ✤ دانی توان دردِ مرا کز دیگران پنہان کنم ✤ از بس لطیفے دلبرا در ہر رگ و تار مم در آ
تا چون سجود یا بم ترا دل خوشتر از بستان کنم ✤ در سرکشی ای پاک خو جان بر کنم در ہجر تو ✤ ز انسان ہمی گریم کزو یک عالمی گریان کنم
خواہی بقہرم کن جُدا خواہی بلطفم رو نما ✤ خواہی بکش یا کن رہا کی ترک آن داماں کنم

یہہ سب اشارات مختص المقامات ہین جن کی تشریح اِس جگہ ضروری نہین۔ یا عبد القادر انی معک اسمع واری غرست لک بیدی رحمتی وقدرتی ونجیناک من الغم وفتناک فتونا۔ لیاتینکم منی هدی الا ان حزب اللّٰہ هم الغالبون۔ وما کان اللّٰہ لیعذبهم وانت فیهم وما کان اللّٰہ لیعذبهم وهم یستغفرون۔ اے عبد القادر مین تیرے ساتھہ ہون سُنتا ہون اور دیکھتا ہون تیرے لئے مین نے رحمت اور قدرت کو اپنے ہاتہہ سے لگایا اور تجہہ کو غم سے نجات دی اور تجہہ کو خالص کیا اور تم کو میری طرف سے مدد آئیگی خبردار ہو لشکر خدا کا ہی غالب ہوتا ہے اور خدا ایسا نہین جو اُنکو عذاب پہنچاوے جب تک تو اُنکے درمیان ہے یا جب وہ استغفار کرین۔ انا بُدّک اللازم انا محییک نفخت فیک من لدنی روح الصدق والقیت علیک محبة منی ولتصنع علی عینی کزرع اخرج شطأه فاستغلظ

علیھم من قبلہ لمبلسین فانظر الی اٰثار رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتھا ان ذالک لمحی الموتٰی وھو علٰی کل شیٍٔ قدیر الجزو نمبر ۲۱ سورہ الروم انزل من السمآءِ مآءً فسالت اودیۃ بقدرھا الجزو نمبر ۱۳ سورہ الرعد ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون۔ قل سیروا فی الارض فانظروا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہین ہوتا پس یہہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ ان تلخیون سے بکلی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تھین جن سے ہر یک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا مگر اب چارون طرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اُسکی حالت کے مناسب حال یہی تھا کہ اُسکا نام منعم علیہ کہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فاستوی علٰی سوقہ مین تیرا چارہ لازمی ہون مین تیرا زندہ کرنے والا ہون۔ مین نے تجہہ مین سچائی کی روح پہونکی ہے اور اپنی طرف سے تجہہ مین محبت ڈال دی ہے تاکہ میرے روبرو تجہہ سے نیکی کیجائے۔ سو تو اُس بیج کی طرح ہے جس نے اپنا سبزہ نکالا پہر موٹا ہوتا گیا یہان تک کہ اپنے ساقون پر قایم ہوگیا ان آیات مین خداتعالیٰ کی اُن تائیدات اور احسانات کی طرف اشارہ ہے اور نیز اس عروج اور اقبال اور عزت اور عظمت کی خبر دی گئی ہے کہ جو آہستہ آہستہ اپنے کمال کو پہنچیگی۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ ہم نے تجہہ کو کُہلی کُہلی فتح عطا فرمائی ہے یعنے عطا فرمائینگے اور درمیان مین جو بعض مکروہات وشدائد ہین وہ اس لئے ہین تا خداتعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرماوے یعنے اگر خداتعالیٰ چاہتا تو قادر تہا کہ جو کام مدنظر ہے وہ بغیر پیش آنے کسی نوع کی تکالیف کے اپنے انجام کو پہنچ جاتا اور باسانی فتح عظیم حاصل ہو جاتی لیکن تکالیف اس جہت سے ہین کہ تا وہ تکالیف موجب ترقی مراتب ومغفرت خطایا ہون آج اس موقع کے اثنا مین جبکہ یہہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکہہ رہا تہا بعالم کشف چند ورق ہاتہہ مین دیئے گئے اور اُن پر لکہا ہوا تہا کہ فتح کا نقارہ بجے پہر ایک نے مسکرا کر اُن ورقون کی دوسری طرف ایک تصویر دکہلائی اور کہا کہ دیکہو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری جب اس عاجز نے دیکہا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تہی اور سبز پوشاک تہی مگر نہایت رعبناک جیسے سپہ سالار مسلح فتح یاب ہوتے ہین اور تصویر کے یمین ویسار

کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرھم مشرکین۔ اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج بہ زرعًا تاکل منہ انعامھم وانفسھم افلا یبصرون۔ الجزو نمبر ۲۱ سورہ احزاب وجعلنا اللیل والنھار اٰیتین فمحونا اٰیۃ اللیل وجعلنا اٰیۃ النھار مبصرۃ۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما لیلۃ القدر ط لیلۃ القدر خیر من الف

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اِس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تھا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکھتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے ربانیہ انوار نعمت کی طرح برستے ہوئے دکہائے دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہر یک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایات الہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

مین حجت اللہ القادر و سلطان احمد مختار لکہا تہا اور یہہ سوموار کا روز اُنیسوین ذالحجہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء اور ششم کاتک سمت ۱۹۴۰ بکرم ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ واللہ موھن کید الکافرین بعد العسر یسر و للہ الامر من قبل و من بعد۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا قول الحق الذی فیہ تمترون۔ کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین پس خدانے اُسکو ان الزامات سے بری کیا جو اُسپر لگائے گئے تہے اور خدا کے نزدیک وہ وجیہہ ہے۔ کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین پس جبکہ خدانے پہاڑ پر تجلّی کی تو اُسکو پاش پاش کر دیا یعنے مُشکلات کے پہاڑ آسان ہوگئے اور خدا تعالی کافرون کے مکر کو سست کر دیگا اور اُنکو مغلوب اور ذلیل کر کے دکہلائیگا تنگی کے بعد فراخی ہے اور پہلے ہی خدا کا حکم ہے اور پیچھے بھی خدا کا ہی حکم ہے کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہین اور ہم اُسکو لوگون کے لئے رحمت کا نشان بنائینگے اور یہہ امر پہلے ہی سے قرار پایا ہوا تہا یہہ وہ سچی بات ہے جسمین تم شک کرتے ہو۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ متع اللہ المسلمین ببرکاتھم۔ فانظروا الی اٰثار رحمۃ اللہ۔ وانبئونی من مثل ھؤلاء ان کنتم صادقین۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا لن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین

شہر تنزل الملئکۃ والروح فیہا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ وبالحق انزلناہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کیونکہ اِس مرتبہ مین ربوبیت کے عجائبات سالک پر کہولے جاتے ہین اور جو ربانی نعمتین دوسرون سے مخفی ہین اُنکا اُسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوفِ صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرتِ احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالمِ ثانی کے باریک بہیدون سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتون سے بہت کچہہ اُسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے اور جو لوگ اُسکے ساتھہ ہین وہ کفار پر سخت ہین یعنے کفار اُنکے سامنے لاجواب اور عاجز ہین اور اُنکی حقانیت کی ہیبت کافرون کے دلون پر مستولی ہے اور وہ لوگ آپس مین رحم کرتے ہین وہ ایسے مرد ہین کہ اُنکو یادِ الٰہی سے نہ تجارت روک سکتی ہے اور نہ بیع مانع ہوتی ہے یعنے محبت الٰہیہ مین ایسا کمال تام رکہتے ہین کہ دُنیوی مشغولیان گو کیسی ہی کثرت سے پیش آوین اُنکے حال مین خلل انداز نہین ہو سکتین خدا تعالیٰ اُنکے برکات سے مسلمانون کو متمتع کریگا سو اُنکا ظہور رحمتِ الٰہیہ کے آثار ہین سو ان آثار کو دیکہو اور اگر ان لوگون کی کوئی نظیر تمہارے پاس ہے یعنے اگر تمہارے ہم مشربون اور ہم مذہبون مین سے ایسے لوگ پائے جاتے ہین کہ جو اِسی طرح تائیدات الٰہیہ سے مؤید ہون سو تم اگر سچے ہو تو ایسے لوگون کو پیش کرو اور جو شخص بجز دینِ اسلام کے کسی اَور دین کا خواہان اور جویان ہوگا وہ دین ہرگز اُس سے قبول نہین کیا جائیگا اور آخرت مین وہ زیانکارون مین ہوگا یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر واقم الصلوٰۃ لذکری۔ انت معی وانا معک۔ سرک سری۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک۔ انک علی صراط مستقیم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ اے احمد تیرے لبون پر رحمت جاری ہوئی ہے ہم نے تجہہ کو معارفِ کثیرہ عطا فرمائے ہین سو اُسکے شکر مین نماز پڑہ اور قربانی دے اور میری یاد کے لئے نماز کو قایم کر تو میرے ساتھہ اور مین تیرے ساتھہ ہون۔ تیرا بہید میرا بہید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجہہ جس نے تیری کمر توڑ دی اُتار دیا ہے اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیا ہے تو سیدہی راہ پر ہے دُنیا اور آخرت مین وجیہہ اور مقربین مین سے ہے۔

وبالحق نزل- یا اھل الکتاب قد جآءکم رسولنا یبین لکم علٰی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جآءنا من بشیر ولا نذیر فقد جآءکم بشیر و نذیر واللہ علٰی کل شیٔ

بقیہ حاشیہ نمبر ا وہ اس درجۂ یقینِ کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا مدبر حقیقی کو بچشم خود دیکھتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرارِ سماوی مین اُسکو بخشے جاتے ہین اِسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہہ وہ مرتبہ ہے جسمین محبتِ الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریقِ طبعیت اُسمین قایم نہین کیجاتی یعنے اُس کی سرشت

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

حماک اللہ- نصرک اللہ- رفع اللہ حجت الاسلام- جمال- ھوالذی امشاکم فی کل حال- لاتحاط اسرار الاولیاء- خدا تیری حمایت کریگا- خدا تجھہ کو مدد دیگا- خدا حجتِ اسلام کو بلند کریگا- جمالِ الٰہی ہے جس نے ہر حال مین تمہارا تنقیہ کیا ہے- خدا تعالٰی کو جو اپنے ولیون مین اسرار ہین وہ احاطہ سے باہر ہین کوئی کسی راہ سے اُسکی طرف کھینچا جاتا ہے اور کوئی کسی راہ سے یعقوب نے وہ مرتبہ گرفتاری سے پایا جو دوسرے ترک ما سوا سے پاتے ہین- یہہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالٰی مین دو صفتین ہین جو تربیت عباد مین مصروف ہین- ایک صفت رفق اور لُطف اور احسان ہے اِسکا نام جمال ہے اور دوسری صفت قہر اور سختی ہے اِسکا نام جلال ہے سو عادت اللہ اِسی طرح پر جاری ہے کہ جو لوگ اُسکی درگاہِ عالی مین بُلائے جاتے ہین اُنکی تربیت کبھی جمالی صفت سے اور کبھی جلالی صفت سے ہوتی ہے اور جہان حضرتِ احدیت کے تلطفاتِ عظیمہ مبذول ہوتے ہین وہان ہمیشہ صفتِ جمالی کے تجلیات کا غلبہ رہتا ہے مگر کبھی کبھی بندگانِ خاص کی صفات جلالیہ سے بھی تادیب اور تربیت منظور ہوتی ہے جیسے انبیاء کرام کے ساتھہ بھی خدا تعالٰی کا یہی معاملہ رہا ہے کہ ہمیشہ صفاتِ جمالیہ حضرتِ احدیت کے اُنکی تربیت مین مصروف رہے ہین لیکن کبھی کبھی اُنکی استقامت اور اخلاق فاضلہ کے ظاہر کرنیکے لئے جلالی صفتین بھی ظاہر ہوتی رہی ہین اور اُنکو شریر لوگون کے ہاتھہ سے انواع اقسام کے دُکھہ ملتے رہے ہین تا اُنکے وہ اخلاق فاضلہ جو بغیر تکالیف شاقہ کے پیش آنے کے ظاہر نہین ہو سکتے وہ سب ظاہر ہو جائیں اور دُنیا کے لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ کچے نہین ہین بلکہ سچے وفادار ہین- وقالوا انی لک ھٰذا ان ھٰذا الا سحر یؤثر- لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ- لایصدق السفیہ الا سیفۃ

قدیر الجزو نمبر ۶ سورہ مائدہ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون الجزو نمبر ۴ سورہ آل عمران ولولا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک ونکون من المؤمنین - ولولا دفع اللہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین داخل نہین ہوتی بلکہ اُسمین محفوظ ہوتی ہے -
اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اِس آیت مین تعلیم کی گئی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

الھلاک - عدو لی وعدو لک قل اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ - اذا جاء نصر اللہ الست بربکم قالوا بلیٰ
اور کہین گے یہہ تجھے کہان سے حاصل ہوا یہہ تو ایک سحر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے - ہم ہرگز نہین مانینگے جب
تک خدا کو بچشم خود دیکھہ نہ لین - سفیہ بجز ضربۂ ہلاکت کے کسی چیز کو باور نہین کرتا میرا اور تیرا دشمن ہے -
کہہ خدا کا امر آیا ہے سو تم جلدی مت کرو جب خدا کی مدد آئیگی تو کہا جائیگا کہ کیا مین تمہارا خدا نہین کہین گے کہ
کیون نہین انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمۃ ولا تھنوا ولا تحزنوا وکان اللہ بکم رءوفا رحیما الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - تموت وانا راض منک فادخلوا الجنۃ انشاء اللہ آمنین - سلام علیکم طبتم فادخلوھا آمنین - سلام علیک جُعِلْتَ مبارکاً - سمع اللہ انہ سمیع الدعاء انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ - امراض الناس وبرکاتہ ان ربک فعال لما یرید - اذکر نعمتی التی انعمتُ علیک وانی فضلتک علی العالمین یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی عبادی وادخلی جنتی - منّ ربکم علیکم واحسن الیٰ احبابکم وعلمکم مالم تکونوا تعلمون - وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا
مین تجھہ کو پوری نعمت دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا اور جو لوگ تیری متابعت اختیار کرین یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین مین داخل ہو جائین اُنکو اُنکے مخالفون پر کہ جو انکاری ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے وہ لوگ حجت اور دلیل کے رو سے اپنے مخالفون پر غالب رہین گے اور صدق اور راستی کے انوار ساطعہ اُنہین کے شامل حال رہین گے اور سست مت ہو اور غم مت کرو خدا تم پر بہت ہی مہربان ہے - خبردار ہو بہ تحقیق جو لوگ مقربان الٰہی

الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العلمین تلک اٰیات اللہ نتلوھا علیک بالحق وانک لمن المرسلین۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ لتنذر قوما ما انذر اٰباءھم فھم غافلون۔ ام تحسب ان اکثرھم یسمعون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیھم والضالین یہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہو جاتی ہے اور بطریق طبعیت اُس مین قیام پکڑتی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

ہوتے ہین اُن پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہین تو اُس حالت مین مریگا کہ جب خدا تجھ پر راضی ہوگا۔ پس بہشت مین داخل ہو انشاء اللہ امن کے ساتھ تم پر سلام تم شرک سے پاک ہو گئے سو تم امن کے ساتھ بہشت مین داخل ہو تجھ پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ خدا نے دُعا سُن لی وہ دُعاؤن کو سُنتا ہے۔ تو دنیا اور آخرت مین مبارک ہے۔ یہ اِس طرف اشارہ فرمایا کہ پہلے اِس سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے اِس عاجز کی زبان پر یہ دعا جاری کی تہی کہ۔ رب اجعلنی مبارکا حیث ما کنت۔ یعنے اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کر کہ ہر جگہ مین بود و باش کرون برکت میرے ساتھ رہے۔ پہر خدا نے اپنے لطف و احسان سے وہی دُعا کہ جو آپ ہی فرمائی تہی قبول فرمائی اور یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اول آپ ہی الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پہر یہ کہنا کہ یہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے اور اِس برکت کے بارہ مین ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء مین بہی ایک عجیب الہام اُردو مین ہوا تہا جسکو اِسی جگہ لکہنا مناسب ہے اور تقریب اِس الہام کی یہ پیش آئی تہی کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ مین اِس عاجز کے ہم مکتب بہی تہے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ مین آئے اور بٹالیون کو اُنکے خیالات گران گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ مین بحث کرنے کے لئے اِس ناچیز کو بہت مجبور کیا چنانچہ اُسکے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اُس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ اُنکے والد صاحب کے مسجد مین پایا پہر خلاصہ یہ کہ اِس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اُسوقت کی تقریر کو سُنکر معلوم کر لیا کہ اِنکی تقریر مین کوئی ایسی زیادتی نہین کہ قابل اعتراض ہو اِس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت مین اُسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اِس

اولیعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا ولو اخذ اللہ الناس بما کسبوا ماترک علی ظھرھا من دابۃ وھو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمۃ وانزل من السماء ماء طھورا لنحیی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما واناسی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور صاحب اِس مرتبہ کا اخلاقِ الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق حضرتِ احدیت میں محبوب ہیں اور محبتِ ذاتی حضرتِ خداوندِ کریم کی اِس قدر اُس کے دل میں آمیزش کر جاتی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈھونڈینگے۔ پھر بعد اُسکے عالمِ کشف مین وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑون پر سوار تھے۔ چونکہ خالصاً خدا اور اُسکے رسول کے لئے انکسار اور تذلل اختیار کیا گیا اِس لئے اُس محسنِ مطلق نے نہ چاہا کہ اُسکو بغیر اجر کے چھوڑے۔ فتدبروا وتفکروا۔

پھر بعد اِسکے فرمایا کہ لوگون کی بیماریان اور خدائی برکتین یعنے مبارک کرنیکا یہہ فایدہ ہے کہ اِس سے لوگون کی روحانی بیماریان دور ہونگی اور جن کے نفس سعید ہین وہ تیری باتون کے ذریعہ سے ارشاد اور ہدایت پاجائینگے اور ایسا ہی جسمانی بیماریان اور تکالیف جن مین تقدیر مبرم نہین۔ اور پھر فرمایا کہ تیرا رب بڑا ہی قادر ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی نعمت کو یاد رکھہ اور مین نے تجھہ کو تیرے وقت کے تمام عالمون پر فضیلت دی۔ اِس جگہ جاننا چاہئیے کہ یہہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے یعنے جو شخص حضرتِ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک اُسکے تمام ہمعصرون سے برتر و اعلیٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتین حضرت خاتم الانبیا کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہین اور دوسرے تمام لوگ اُسکی متابعت اور اُسکی محبت کی طفیل سے متابعت و محبت علی قدر مراتب پاتے ہین فما اعظم شان کمالہ اللھم صل علیہ وآلہ۔ اب بعد اِسکے بقیہ ترجمہ الہام یہہ ہے۔ اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ وہ تجھہ پر راضی اور تو اُس پر راضی پھر میرے بندون مین داخل ہو اور میری بہشت مین اندر آجا خدا نے تجھہ پر احسان کیا اور تیرے دوستون سے نیکی کی اور تجھہ کو وہ علم بخشا جسکو تو خود بخود نہین جان سکتا تھا۔ اور اگر تو خدا کی نعمتون کو گننا چاہئیے تو یہہ تیرے لئے غیر ممکن ہے پھر اِن الہامات کے بعد چند الہام فارسی اور اُردو مین اور ایک انگریزی مین ہوا وہ بھی بغرض افادہٴ طالبین لکھے جاتے ہین اور

کثیرا ۔ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ۔ فلا تطع الکٰفرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا ۔ وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا ۔ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا وکان ربک قدیرا ۔ الم تر الی ربک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہے کہ اُس کے دل سے محبتِ الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اُسکے دل کو اور اُسکی جان کو بڑے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں کے سخت صدمات کے بیچ میں دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبتِ الٰہیہ کے اَور کچھہ اُسکے دل اور جان سے نہیں نکلتا اُسی کے درد سے لذّت پاتا ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

وہ یہہ ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار ۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا ۔ ربّ الافواج اِس طرف توجّہ کریگا اِس نشان کا مدعا یہہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں ۔ جنابِ الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اُسکی پاک رحمتیں اِس طرف متوجہ ہیں ۔ دی ڈیز شل کم وہن گاڈ شیل ہلپ یو گلوری بی ٹو دس لارڈ گوڈ میکر اوف ارتہہ اینڈ ہیون ۔ وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کریگا خدائے ذوی الجلال آفرینندۂ زمین و آسمان اِن الہامات کے بعد ایک ایسی پیشگوئی چند آریوں کے روبرو جو پنڈت دیانند کے توابع ہیں پوری ہوئی کہ جسکی کیفیت پر مطلع ہونا ناظرین کے لئے خالی فائدہ سے نہیں سو اگرچہ اُسکے لکھنے سے کسیقدر طول ہی ہو لیکن بہ نظرِ خیر خواہی اُن لوگوں کے جو عظمتِ اِسلام سے بیخبر ہیں لکھی جاتی ہے اور اِس پیشگوئی کے پورے ہونے سے پہلے ایک عجیب طور کی مشکلات اور مکروہات پیش آئے آخر خداوندِ کریم نے اُن سب مشکلات کو دور کر کے بتاریخ دہم ستمبر ۱۸۸۳ء روز دوشنبہ اُس پیشگوئی کو پورا کیا ۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ بتاریخ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء روز پنجشنبہ خداوند کریم نے عین ضرورت کے وقت میں اِس عاجز کی تسلی کے

کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا ط ثم قبضناہ
الینا قبضاً یسیرا ط وھو الذی جعل لکم اللیل لباسا والنوم سباتا وجعل النھار
نشورا ط اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الایات لعلکم تعقلون. الجزو
نمبر ۲۷ سورہ الحدید یعنی ہمکو اپنی ذاتِ الوہیّت کی قسم ہے جو مبدء فیضانِ ہدایت و پرورش اور جامع تمام
صفاتِ کاملہ ہے جو ہم نے تجھ سے پہلے دنیا کے کئی قرنوں اور قوموں میں پیغمبر بھیجے پس وہ لوگ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور اُسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلآرام سمجھتا ہے یہ وہ مقام ہے جس میں تمام ترقیاتِ قُرب ختم ہو جاتی
ہیں اور انسان اپنے اُس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرتِ بشری کے لئے مقدّر ہے۔
یہ لطائف خمسہ ہیں کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکھے ہیں مگر عجائباتِ معنوی اس صورت میں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

لئے اپنے کلام مبارک کے ذریعہ سے یہ بشارت دی کہ بست و یک روپیہ آنیوالے ہیں چونکہ اس بشارت میں ایک
عجیب بات یہ تھی کہ آنیوالے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذاتِ غیب دان کا
خاصہ ہے کسی اور کا کام نہیں ہے دوسری عجیب بر عجیب یہ بات تھی کہ یہ تعداد غیر معہود و طرز پر تھی کیونکہ قیمت مقررہ
کتاب سے اس تعداد کو کچھ تعلق نہیں پس انہیں عجائبات کی وجہ سے یہ الہام قبل از وقوع بعض آریوں کو تبلایا
گیا پھر ۱۰ ستمبر ۱۸۸۳ء کو تاکیدی طور پر تیسری بارہ الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آئے ہیں جس الہام سے سمجھا گیا کہ آج
اس پیش گوئی کا ظہور ہو جائیگا چنانچہ ابھی الہام پر شائد تین منٹ سے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہوگا کہ ایک شخص
وزیر سنگھ نامے بیماردار آیا اور اُس نے آتے ہی ایک روپیہ نذر کیا ہرچند علاج معالجہ اس عاجز کا پیشہ نہیں اور
اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے تو اگر اُسکی دوا یاد ہو تو محض ثواب کی غرض سے للہ فی اللہ دیجاتی ہے لیکن وہ روپیہ اُس سے
لیا گیا کیونکہ فی الفور خیال آیا کہ یہ اُس پیش گوئی کی ایک جُز ہے پھر بعد اسکے ڈاکخانہ میں ایک اپنا معتبر بھیجا گیا اس
خیال سے کہ شائد دوسری جُز بذریعہ ڈاکخانہ پوری ہو ڈاکخانہ سے ڈاک منشی نے جو ایک ہندو ہے جواب میں یہ کہا
کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچ روپیہ کا جس کے ساتھ ایک کارڈ بھی نتھی ہے ڈیرہ غازیخان سے آیا ہے
سو ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہیں جب آئیگا تو دونگا۔ اس خبر کے سُننے سے سخت حیرانی ہوئی اور وہ اضطراب

شیطان کے دہو کا دینے سے بگڑ گئے اور بُرے کام اُنکو اچھے دکہائی دینے لگے سو وہی شیطان آج اُن سب کا رفیق ہے جو اُنکو جادہ استقامت سے منحرف کر رہا ہے اور یہہ کتاب اِس لئے نازل کی گئی ہے کہ تا اُن لوگون کا رفع اختلافات کیا جائے اور تا مومنون کے لئے وہ ہدائیتین جو پہلے کتابون مین ناقص رہ گئی تہین کامل طور پر بیان کیجائین تا وہ کامل رحمت کا موجب ہو اور حقیقت حال یہہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مرگئی تہی خدا نے آسمان سے پانی اُتارا اور نئے سرے اُس

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور نیز دوسرے حقائق و معارف اِسقدر ہین کہ اگر اُنکا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو اُسکے لکہنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہئے۔ اور جو اِس سورہ مبارکہ مین خواص روحانی ہین وہ بہی ایسے اعلیٰ و حیرت انگیز ہین جنکو طالبِ حق دیکہہ کر اِس بات کے اقرار کے لئے مجبور ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ قادر مُطلق کا کلام ہے چنانچہ منجملہ اُن خواصِ عالیہ کے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

پیش آیا جو بیان نہین ہوسکتا چنانچہ یہہ عاجز اِسی تردّد مین سر بزانو تہا اور اِس تصوّر مین تہا کہ پانسو اور ایک ملکر جو ہوئے اب اکیس کیونکر ہونگے یا آلہی یہہ کیا ہوا سو اِسی استغراق مین تہا کہ یکدفعہ یہہ الہام ہوا بست و یک آئے ہین اِسمین شک نہین۔ اِس الہام پر دو پہر نہین گذرے ہونگے کہ اُسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سُن چکا تہا ڈاکخانہ مین گیا اور اُسکو ڈاک منشی نے کسی بات کی تقریب سے خبر دی کہ در اصل بست روپیہ آئے ہین اور پہلے یون ہی مونہہ سے نکل گیا تہا جو مین نے پانچ روپیہ کہدیا چنانچہ وہی آریہ بیس روپیہ معہ ایک کارڈ کے جو منشی الہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی طرف سے تہا لے آیا اور معلوم ہوا کہ وہ کارڈ بہی منی آرڈر کے کاغذ سے نہی نہ تہا اور نیز یہہ بہی معلوم ہوا کہ روپیہ آیا ہوا تہا اور نیز منشی الہی بخش صاحب کی تحریر سے جو بحوالہ ڈاکخانہ کے رسید کی تہی یہہ بہی معلوم ہوا کہ منی آرڈر ۶ ستمبر ۱۸۸۳ع کو یعنے اُسی روز جب الہام ہوا قادیان مین پہنچ گیا تہا پس ڈاک منشی کا سارا املا انشاء غلط نکلا اور حضرت عالم الغیب کا سارا بیان صحیح ثابت ہوا پس اِس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اکروپیہ کی شیرینی لیکر بعض آریون کو بہی دی گئی فالحمد للہ علی آلائہ و نعمائہ ظاہرھا و باطنھا

اے خدا اے چارۂ آزار ما ✤ اے علاجِ گریہ ہائے زار ما ✤ اے تو مرہم بخشِ جانِ ریش ما ✤ اے تو دلدارِ دلِ غم کیش ما
از کرم بر داشتی ہر بارِ ما ✤ واز تو ہر بار رو براشجارِ ما ✤ حافظ و ستاری از جود و کرم ✤ بیکسان را یاری از لطفِ اتم

مُردہ زمین کو زندہ کیا یہہ ایک نشان صداقت اُس کتاب کا ہے پر اُن لوگون کے لئے جو سُنتے ہین یعنے طالبِ حق ہین ۔ اور پہر فرمایا کہ خدا تعالیٰ وہ ذات کریم و رحیم ہے جسکا قدیم سے یہہ قانونِ قُدرت ہے کہ وہ ہواؤن کو اپنی رحمت سے پہلے یعنے بارش سے پہلے چلاتا ہے یہانتک کہ جب ہوائین بھاری بدلیون کو اُٹھا لاتی ہین تو ہم کسی مُردہ شہر کی طرف یعنی جس ضلع مین بباعثِ امساکِ باران زمین مُردہ کی طرح خُشک ہوگئی ہو اُن ہواؤن کو ہانک دیتے ہین پہر اُس سے پانی اُتارتے ہین اور اُس کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایک خاصہ روحانی سورہ فاتحہ مین یہہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز سے اُسکو ورد کر لینا اور اُسکی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجہکر اپنے دل مین قایم کر لینا تنویرِ باطن مین نہایت دخل رکہتا ہے یعنے اُس سے انشراحِ خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرتِ مبدءِ فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہین اور قبولیتِ الٰہی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بندۂ درماندہ باشد دل طپان ‌ ‌ ناگہان درمان برآری از میان ‌ ‌ ‌ ‌ عاجزی را ظُلمتے گیرد براہ ‌ ‌ ناگہان آری بروصد مہر و ماہ

حُسن و خلق و دلبری بر تو تمام ‌ ‌ صحبتی بعد از لقائے تو حرام ‌ ‌ ‌ ‌ آن خردمندی کہ او دیوانہ ات ‌ ‌ شمعِ بزم است آنکہ او پروانہ ات

ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد ‌ ‌ ناگہان جانے در ایمانش فتد ‌ ‌ ‌ ‌ عشقِ تو گردد عیان بر روئے او ‌ ‌ بوئے تو آید ز بام و کوئے او

صد ہزاران نعمتش بخشے ز جود ‌ ‌ مہر و مہ را پیشش آری در سجود ‌ ‌ ‌ ‌ خود نشینی از پئے تائید او ‌ ‌ روی تو یاد او فتد از دیدِ او

بس نمایان کارہا کاندر جہان ‌ ‌ می نمائی بہر اکرامش عیان ‌ ‌ ‌ ‌ خود کنی و خود کنانے کار را ‌ ‌ خود دہی رونق تو آن بازار را

خاک را در یکدمی چیزے کنی ‌ ‌ کز ظہورش خلق گیرد روشنی ‌ ‌ ‌ ‌ بر کسی چون مہربانی میکنی ‌ ‌ از زمینی آسمانی میکنی

صد شعاعش می دہی چون آفتاب ‌ ‌ تا نماند طالبِ دین در حجاب ‌ ‌ ‌ ‌ تا ز تاریکی برآید عالمے ‌ ‌ تا نشان یابند ازکوئیت ہمی

زین نشانہا بد رگان کور و کر اند ‌ ‌ صد نشان بینند و غافل بگذرند ‌ ‌ ‌ ‌ عشقِ ظُلمت دشمنی با آفتاب ‌ ‌ شب پرانِ سرمدی جان در حجاب

آن شہِ عالم کہ نامش مصطفیٰ ‌ ‌ سیّدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ ‌ ‌ ‌ ‌ آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست ‌ ‌ آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست

آنکہ بہرِ زندگی آبِ روان ‌ ‌ در معارف ہمچو بحرِ بیکران ‌ ‌ ‌ ‌ آنکہ بر صدق و کمالش در جہان ‌ ‌ صد دلیل و حجتِ روشن عیان

آنکہ انوارِ خدا بر روئے او ‌ ‌ مظہرِ کارِ خدائے کوئے او ‌ ‌ ‌ ‌ آنکہ جملہ انبیا و راستان ‌ ‌ خادمانش ہمچو خاکِ آستان

آنکہ مہرش میرساند تا سما ‌ ‌ میکند چون ماہِ تابان در صفا ‌ ‌ ‌ ‌ میدہد فرعونیان را ہر زمان ‌ ‌ چون یدِ بیضای موسیٰ صد نشان

ذریعہ سے قسم قسم کے میوے پیدا کر دیتے ہین اسی طرح روحانی مردون کو موت کے گڑہے سے نکالا کرتے
ہین اور یہہ مثال اس لئے بیان کی گئی تو کہ تم دہیان کرو اور اس بات کو سمجہہ جاؤ کہ جیسا کہ ہم امساکِ باران
کی شدت کے وقت مُردہ زمین کو زندہ کر دیا کرتے ہین ایسا ہی ہمارا قاعدہ ہے کہ جب سخت درجہ پر
گمراہی پہیل جاتی ہے اور دل جو زمین سے مشابہ ہین مر جاتے ہین تو ہم اُن مین زندگی کی روح ڈال
دیتے ہین اور جو زمین پاکیزہ ہے اُسکی کہیتی اللہ کے اِذن سے جیسی کہ چاہئے نکلتی ہے اور جو خراب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے انوار اُسپر احاطہ کر لیتے ہین یہانتک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطباتِ الٰہیہ سے سرافراز ہو جاتا ہے اور کشوفِ صادقہ اور الہاماتِ واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرتِ الوہیت کے مقربین مین دخل پا لیتا ہے اور وہ عجائباتِ القائے غیبی اور کلامِ لاریبی اور استجابتِ ادعیہ اور کشفِ مغیبات اور تائیدِ حضرت قاضی الحاجات

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

آن نبی در چشم این کوران زار ہست یک شہوت پرست و کین شعار
شرمت آید اے سگِ ناچیز و پست می نہی نامِ یلان شہوت پرست
این نشانِ شہوتی ہست ای لئیم کز رخش رخشان بود نورِ قدیم
در شبی پیدا شود روزش کند در خزان آید دل افروزش کند
مظہرِ انوارِ آن بیچون بود در خرد از ہر بشر افزون بود
اتباعش آن دہد دل را کشاد کش نہ بیند کس بصد سالہ جہاد
اتباعش دل فروزد جان دہد جلوۂ از طاقتِ یزدان دہد
اتباعش سینہ نورانی کند با خبر از یارِ پنہانی کند
منطقِ او از معارف پُر بود ہر بیانِ او سراسر دُر بود
از کمالِ حکمت و تکمیلِ دین پا نہد بر اوّلین و آخرین
واز کمالِ صورت و حسنِ اتم جملہ خوبان را کند زیرِ قدم
تابعش چون انبیا گردد ز نور نورِ ش افتد بر ہمہ نزدیک و دور
شیرِ حق پُر ہیبت از ربِّ جلیل دشمنانش پیشِ او چون روباہ ذلیل
اینچنین شیری بود شہوت پرست ہوش کن ای روبہی ناچیز و پست
چیستی ای کورکِ فطرت تباہ طعنہ بر خوبان بدین روی سیاہ
شہوتِ شان از سرِ آزادی است نی اسیرِ آن چو تو آن قوم مست
خود نگہ کن آن یکی زندانی است وآن دگر داروغۂ سلطانی است
گرچہ در یکجاست ہر دو در قرار لیک فرقی ہست دوری آشکار
کارِ پاکان بر بدان کردن قیاس کارِ ناپاکان بود اے بدحواس
کاملان از شوقِ دلبر می روند با دو صد باری سبکتر می روند
این کمال آمد کہ با فرزند و زن از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن
در جہان و باز بیرون از جہان بس ہمین آمد نشانِ کاملان
چون ستوری زیرِ بار افتد بسر ور تہی رفتن سریع و تیزتر
اینچنین اسپی کجا آید بکار تا بکار است این در اسپانش مدار

زمین ہے اُسکی صرف تھوڑی سی کھیتی نکلتی ہے اور عُمدہ کھیتی نہین نکلتی اسی طرح سے ہم پھیر پھیر کر بتاتے ہین تا جو شُکر کرنے والے ہین شکر کرین - اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ وہ ذات کریم و رحیم ہے کہ جو بروقت ضرورت ایسی ہوائین چلاتا ہے جو بدلی کو اُبھارتی ہین پھر خدا تعالیٰ اس بدلی کو جس طرح چاہتا ہے آسمان مین پھیلا دیتا ہے اور اُسکو تہہ بہ تہہ رکھتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اُسکے بیچ مین سے مینہ نکلتا ہے پھر جن بندون کو اپنے بندون مین سے اس مینہ کا پانی پہنچاتا ہے تو وہ خوشوقت ہو جاتے ہین اور ناگہانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اس سے ظہور مین آتی ہین کہ جس کی نظیر اُسکے غیر مین نہین پائی جاتی اگر مخالفین اس سے انکار کرین اور غالبًا انکار ہی کرینگے تو اسکا ثبوت اس کتاب مین دیا گیا ہے اور یہہ احقر ہر یک طالب حق کی تسلی کرنے کو طیار ہے اور نہ صرف مخالفین کو بلکہ اسمی اور رسمی موافقین کو بھی کہ جو بظاہر مسلمان ہین مگر محجوب مسلمان اور قالب بیجان ہین جنکو اس

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اسپ آن اسپ است کو بار گران ۔ می کشد ہم میرود بس خوش عنان
کاملی گر زن بدارد صد ہزار ۔ صد کنیزک صد ہزاران کاروبار
لیس گر افتد در حضورِ او فتور ۔ نیست آن کامل ز قربت ہست دور
نیست آن کامل نہ مردی زندہ جان ۔ گر خرو مندی ز مردانش مخوان
کامل آن باشد کہ با فرزند و زن ۔ با عیال و جملہ مشغولیٔ تن
با تجارت با ہمہ بیع و شرا ۔ یک زمان غافل نگردد از خدا
این نشانِ قوتِ مردانہ است ۔ کاملان را بس ہمین پیمانہ است
سوختہ جانے ز عشقِ دلبرے ۔ کے فراموشش کند با دیگرے
او نظر دارد بغیر و دل بہ یار ۔ دست در کار و خیال اندر نگار
دل طپان در فرقتِ محبوبِ خویش ۔ سینہ از ہجرانِ یارے ریش ریش
اوفتادہ دور از روئے کسے ۔ دل دوان ہر لحظہ در کوئے کسے
خم شدہ از غم چو ابروئے کسے ۔ ہر زمان پیچان چو گیسوئے کسے
دلبرش در شد بجان و مغز و پوست ۔ راحتِ جانش بیادِ روئے اوست
جان شد او کی جان فراموشش شود ۔ ہر زمان آید ہم آغوشش شود
دیدہ چون بر دلبرست اوفتد ۔ ہر چہ غیرِ اوست از دست اوفتد
غیر کو در بر بود در است دور ۔ یار دور افتادہ ہر دم در حضور
کاروبارِ عاشقان کارِ جداست ۔ برتر از فکر و قیاسات شماست
قوم عیارست دل در دلبری ۔ چشمِ ظاہر بین بدیوار و دری
جان خروشان از پئے مہ پیکرے ۔ بر زبان صد قصہا از دیگرے
فانیان را مانعے از یار نیست ۔ بچہ او زن بر سرِ شان بار نیست
با دو صد زنجیر ہر دم پیشِ یار ۔ خار با او گل گل اندر ہجر خار
تو بیک خاری برآری صد فغان ۔ عاشقان خندان بہائے جان فشان
عاشقان در عظمتِ مولیٰ فنا ۔ غرقۂ دریائے توحید از وفا
کین و مہرِ شان ہمہ بہرِ خداست ۔ قہرِ شان گر ہست آن قہرِ خداست

طور پر خدا اُنکے غم کو خوشی کے ساتھہ مبدّل کر دیتا ہے اور مینہہ کے اُترنے سے پہلے اُنکو بباعث نہایت سختی کے کچھہ اُمید باقی نہین رہتی پھر یکدفعہ خداتعالیٰ اُنکی دستگیری فرماتا ہے یعنے ایسے وقت مین باران رحمت نازل ہوتا ہے جب لوگون کے دل ٹوٹ جاتے ہین اور مینہہ برسنے کی کوئی امید باقی نہین رہتی اور پھر فرمایا کہ تو خدا کی رحمت کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھہ اور اُسکی رحمت کی نشانیون پر غور کر کہ وہ کیونکر زمین کو اُسکے مرنے کے پیچھے زندہ کرتا ہے بیشک وہی خدا ہے جسکی یہہ بھی عادت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ظلمت زمانہ مین آیات سماویہ پر یقین نہین رہا اور الہامات حضرت احدیت کو محال خیال کرتے ہین اور از قبیل اوہام اور وساوس قرار دیتے ہین جنہون نے انسان کی ترقیات کا نہایت تنگ اور منقبض دائرہ بنا رکھا ہے کہ جو صرف عقلی اٹکلون اور قیاسی ڈھکوسلون پر ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف خداتعالیٰ کو بھی نہایت درجہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

آنکه در عشقِ احد محو و فناست | هرچه زو آید ز ذاتِ کبریاست
فانی است و تیرِ او تیرِ حق است | صیدِ او در اصل نخچیرِ حق است
آنچه می باشد خدا را از صفات | خود درو مدور فانیان آن پاک ذات
خوئی حق گردد در ایشان آشکار | از جمال و از جلالِ کردگار
لطفِ شان لطفِ خدا قهرِ شان | قهرِ حق گردد نه همچون دیگران
فانیان هستند از خود دور تر | چون ملایک کارکن از دادگر
گر فرشته قبضِ جانے میکند | یا کرم بر ناتوانی میکند
این همه سختی و نرمی از خدا است | او ز خواهشهای نفسِ خود جدا است
هم چنین سیدان مقامِ انبیا | واصلان و فاصلان از ماسوا
فانی اند و آلۂ ربانی اند | نورِ حق در جامۂ انسانی اند
سخت پنهان در قبابِ حضرت اند | گم ز خود در رنگ و آبِ حضرت اند
اختران آسمانِ زیب و فر | رفته از چشمِ خلایق دور تر
کس ز قدر و نورِ شان آگاه نیست | ز آنکه ادنی را با علی راه نیست
کور کورانه زنند رائے دنی | چشمِ کورش بے خبر زان روشنی
هم چنین تو اے عدوّ مصطفی | مینمائی کودئی خود را بما
بر قمر عوعو کنی از سگ رگے | نورِ مه کمتر نگردد زین سگے
مصطفی آئینۂ روئے خدا ست | منعکس در وی همان خوئی خدا ست
گر ندیدستی خدا او را ببین | من رآنی قد رأی الحق این یقین
آنکه او نبرد بمستانِ خدا | خصمِ او گردد جنابِ کبریا
دستِ حق تائیدِ این مستان کند | چون کسی با دستِ حق دستان کند
منزلِ شان برتر از صد آسمان | پس نهان اند و نهان اندر نهان
پا فشرده در وفائے دلبرے | وا ز سرش بر خاک افتاده سرے
جانِ خود را سوخته بهرِ نگار | زنده گشته بعد مرگِ صد هزار
صاحبِ چشم اند آنجا بے تمیز | چشمِ کوران خود نباشد هیچ چیز

ہے کہ جب لوگ روحانی طور پر مرجاتے ہین اور سختی اپنی نہائت کو پہنچ جاتی ہے تو اسی طرح وہ اُنکو بھی زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور توانا ہے اُسی نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہریک وادی اپنے اپنے اندازہ اور قدر کے موافق بہ نکلا یعنے ہریک شخص نے اپنی استعداد کے موافق فائدہ اُٹھایا۔ اور پھر فرمایا کہ وہ رسول اُس وقت آیا کہ جب جنگل اور دریا مین فساد ظاہر ہوگیا یعنے تمام روئے زمین پر ظلمت اور ضلالت پھیل گئی اور کیا اُمّی لوگ اور کیا اہل کتاب اور اہل علم سب کے سب بگڑ گئے اور کوئی حق پر قایم نہ رہا اور یہہ سب فساد اِس لئے ہوا کہ لوگون کے دلون سے خلوص اور صدق اُٹھہ گیا اور اُنکے اعمال خدا کے لئے نہ رہے بلکہ اُن مین بہت سا خلل واقعہ ہوگیا اور وہ سب روبدُنیا ہوگئے اور رو بحق نہ رہے اِس لئے امدادِ الہی اُن سے مُنقطع ہوگئی سو خدا نے اپنی حجّت پوری کرنے کے لئے اُنکے لئے اپنا رسول بھیجا تا اُنکو اُنکے بعض عملون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کا کمزور اور ضعیف سا خیال کر رہے ہین سو یہہ عاجز اِن سب صاحبون کی خدمت مین بادب تمام عرض کرتا ہے کہ اگر ابتک تاثیراتِ قرآنی سے انکار ہے اور اپنے جہلِ قدیم پر اصرار ہے تو اب نہائت نیک موقعہ ہے کہ یہہ احقر خادمین اپنے ذاتی تجارب سے ہریک منکر کی پوری پوری اطمینان کر سکتا ہے اِسلئے مناسب ہے کہ طالبِ حق بنکر اِس احقر کی طرف رجوع کرین اور جو جو خواص کلامِ الہی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اُسکو بچشم خود دیکھہ لین اور تاریکی اور ظلمت مین سے نکلکر نورِ حقیقی مین داخل ہو جائین۔ ابتک تو یہہ عاجز زندہ ہے مگر وجودِ خاکی کی کیا بُنیاد اور جسمِ فانی کا کیا اعتماد پس مناسب ہے کہ اِس عام اعلان کو سُنتے ہی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی طرف توجہ کرین تا اگر دعوی اِس احقر کا بپایۂ ثبوت نہ پہنچ سکے تو منکر اور روگردان رہنے کے لئے ایک وجہ موجہ پیدا ہو جائے لیکن اگر اِس عاجز کے قول کی صداقت جیسا کہ چاہئے بپایۂ ثبوت پہنچ جائے تو خدا سے ڈر کر اپنی باطل خیالات سے باز آئین اور طریقۂ حقہ اسلام پر قدم جماوین تا اِس جہان مین ذلّت اور رسوائی سے اور دوسرے جہان مین عذاب اور

روئے شان آن آفتابے کا ندران ✤ چشمِ مردان خیرہ ہم چون شپّران ✤ تو خودی زن رائی تو ہمچون زنان ✤ ناقصِ این ناقص ابن ناقصان
خوب گرزد دِ تو زشت وتباہ ✤ پس چہ خوانم نام تو اے روسیاہ ✤ کور بت صد پردہا بر تو فگند ✤ واین تعصبہائی تو بیخت بکند

کا مزہ چکہاوے اور تا ایسا ہو کہ وہ رجوع کرین - کہہ زمین پر سیر کرو پہر دیکہو کہ جو تم سے پہلے کافر
اور سرکش گذر چکے ہین اُنکا کیا انجام ہوا اور اکثر اُن مین مُشرک ہی تہے - کیا انہون نے کبہی نہین
دیکہا کہ ہمارا یہی دستور اور طریق ہے کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی روانہ کر دیا کرتے ہین پہر اُس سے کہیتی
نکالتے ہین تا اُنکے چارپائے اور خود وہ کہیتی کو کہاوین اور مرنے سے بچ جائین سو تم کیون نظرِ غور سے ملاحظہ
نہین کرتے تا تم اِس بات کو سمجہہ جاؤ کہ وہ کریم و رحیم خدا کہ جو تمکو جسمانی موت سے بچانے کے لئے شدّتِ
قحط اور امساکِ باران کے وقت بارانِ رحمت نازل کرتا ہے وہ کیونکر شدّتِ ضلالت کے وقت جو روحانی
قحط ہے زندگی کا پانی نازل کرنے سے جو اُسکا کلام ہے تم سے دریغ کرے - اور پہر فرمایا کہ ہم نے رات
اور دن دو نشانیان بنائی ہین یعنے انتشارِ ضلالت جو رات سے مشابہ ہے اور انتشارِ ہدایت جو دن سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ عقوبت سے نجات پاوین سو دیکہو اے بہائیو اے عزیزو اے فلاسفرو اے ہنڈتو اے پادریو اے آریو اے نیچریو
اے برآہمو دہرم والو کہ مین اِسوقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہون کہ اگر کسی کو شک ہو اور خاصۂ مذکورۂ بالا
کے ماننے مین کچہہ تامّل ہو تو وہ بلا توقف اِس عاجز کی طرف مبوری اور صدق دلی سے کچہہ عرصہ تک صحبّت مین رہکر
بیانات مذکورۂ بالا کی حقیّت کو بچشمِ خود دیکہہ لے ایسا نہو کہ اِس ناچیز کے گذرنے کے بعد کوئی نا مُنصف کہے کہ
کب مجہہ کو کہولکر کہا گیا کہ تا مین اِس جستجو مین پڑتا کب کسی نے اپنی ذمہ داری سے دعوی کیا تا مین ایسے دعوی کا
ثبوت اُس سے مانگتا سو اے بہائیو اے حق کے طالبو اِدہر دیکہو کہ یہہ عاجز کہولکر کہتا ہے اور اپنے خدا پر توکل
کر کے جسکے انوار دن رات دیکہہ رہا ہے اِس بات کا ذمہ دار بنتا ہے کہ اگر تم دلی صدق اور صفائی سے حق کے جویان
اور خواہان ہو کر صبر اور ارادت سے کچہہ مدّت تک اِس احقر کی صحبّت مین زندگی بسر کروگے تو یہہ بات تم پر بدیہی
طور پر کہل جائیگی کہ فی الحقیقت وہ خواصِ روحانی جنکا اِس جگہ ذکر کیا گیا ہے سورۃ فاتحہ اور قرآنِ شریف مین پائے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اے لبا محبوبِ آن ربِ جلیل ✦ پشت از کوری حقیر است و ذلیل ✦ اے لبا کس خوردہ صد جامِ فنا ✦ بیش این حشمت بیاز حرص و ہوا
گر نمانَدی از وجودِ تو نشان ✦ نیک بودے زین حیاتِ چون سگان ✦ زاغ گر زادی بجائے مادرت ✦ نیک بود از فطرت بد گوہرت

مشابہ ہے۔ رات جب اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو دن کے چڑھنے پر دلالت کرتی ہے اور دن جب اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو رات کے آنے کی خبر دیتا ہے سو ہم نے رات کا نشان محو کرکے دن کا نشان رہنما بنایا یعنے جب دن چڑھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے پہلے اندھیرا تھا سو دن کا نشان ایسا روشن ہے کہ رات کی حقیقت بھی اُسی سے کھلتی ہے اور رات کا نشان یعنی ضلالت کا زمانہ اِس لئے مقرر کیا گیا کہ دن کے نشان یعنے انتشارِ ہدایت کی خوبی اور زیبائی اُسی سے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ خوبصورت کا قدر و منزلت بدصورت سے ہی معلوم ہوتا ہے اِس لئے حکمتِ الٰہیہ نے یہی چاہا کہ ظلمت اور نور علی سبیل التبادل دُنیا میں دَور کرتے رہیں جب نور اپنے کمال کو پہنچ جائے تو ظلمت قدم بڑھاوے اور جب ظلمت اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ جائے تو پھر نور اپنا پیارا چہرہ دکھاوے سو استیلا ظلمت کا نور کے ظہور پر ایک دلیل ہے اور استیلا نور کا ظلمت کے آنے کا ایک سبیل ہے ہر کمال را زوالے مثل مشہور ہے سو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ جاتے ہیں سو کیا مبارک وہ شخص ہے کہ جو اپنے دل کو تعصب اور عناد سے خالی کرکے اور اسلام کے قبول کرنے پر مستعد ہوکر اِس مطلب کے حصول کے لئے بصدق و ارادت توجہ کرے اور کیا بدقسمت وہ آدمی ہے کہ اسقدر واشگاف باتیں سُنکر پھر بھی نظر اُٹھاکر نہ دیکھے اور دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مورد بنجاوے مرگ نہایت نزدیک ہے اور بازی اجل سر پر ہے اگر جلد تر خدا سے ڈر کر اِس عاجز کی باتوں کی طرف نظر نہیں کروگے اور اپنی تسلی اور تشفی حاصل کرنے کے لئے صدق اور ارادت سے قدم نہیں اُٹھاؤگے تو میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا ہی انجام نہ ہو جیسا پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا کیونکہ اِس احقر نے اُنکو اُنکی وفات سے ایک مدت پہلے راہِ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور اُنکے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہینِ قطعیہ سے اُنپر ظاہر کیا اور نہایت عُمدہ اور کامل دلائل سے بادب تمام اُن پر ثابت کر دیا کہ دہریوں

زانکہ کذب و فسق و کفرت ورسترا ✤ واین نجاست خواریت زان بدتر است ✤ تو بلا کے ای شقی سر مدی ✤ زانکہ از جانِ جہان سرکش شدی
اے در انکار و شکے از شاہِ دین ✤ خادمان و چاکرانش را ببین ✤ کس ندیدہ از بزرگانت نشان ✤ نیست در دستِ تو بیش از داستان

اِس آیت مین اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب ظُلمت اپنے کمال کو پُہنچ گئی اور برّ و بحر ظلمت سے بھر گئے تو ہم نے مطابق اپنے قانون قدیم کے نور کے نشان کو ظاہر کیا تا دانشمند لوگ قادرِ مُطلق کی قُدرتِ نمایان کو ملاحظہ کر کے اپنے یقین اور معرفت کو زیادہ کرین۔ اور پھر بعد اسکے فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر الخ اِس سورہ کا حقیقی مطلب جو ایک بھاری صداقت پر مشتمل ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھہ چُکے ہین اِس قاعدۂ کُلّی کا بیان فرمانا ہے کہ دُنیا مین کب اور کس وقت مین کوئی کتاب اور پیغمبر بھیجا جاتا ہے سو وہ قاعدہ یہہ ہے کہ جب دلون پر ایک ایسی غلیظ ظُلمت طاری ہو جاتی ہے کہ یکبارگی تمام دل روبدُنیا ہو جاتے ہین اور پھر روبدُنیا ہونے کی شامت سے اُنکے تمام عقائد و اعمال و افعال و اخلاق و آداب اور نیّتون اور ہمّتون مین اختلال کُلّی راہ پا جاتا ہے اور محبّتِ الٰہیّہ دلون سے بکُلّی اُٹھہ جاتی ہے اور یہہ عام وبا ایسا پھیلتا ہے کہ تمام زمانہ پر رات کی طرح اندھیرا چھا جاتا ہے تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اسکے بعد تمام دُنیا مین آریون سے بدتر اور کوئی مذہب نہین کیونکہ یہہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہین کہ اُسکو خالق اور رب العالمین نہین سمجھتے اور تمام عالم کو یہانتک کہ دُنیا کے ذرّہ ذرّہ کو اُسکا شریک ٹھہراتے ہین اور صفتِ قدامت اور ہستی حقیقی مین اُسکے برابر سمجھتے ہین اگر اُنکو کہو کہ کیا تمہارا پرمیشر کوئی روح پیدا کر سکتا ہے یا کوئی ذرّہ جسم کا وجود مین لا سکتا ہے یا ایسا ہی کوئی اَور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجاتِ ابدی دے سکتا ہے اور بار بار کُتّا بِلّا بننے سے بچا سکتا ہے یا اپنی کسی مُحبّ خالص کی توبہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب باتون کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہین اُسکو یہہ قُدرت ہی نہین کہ ایک ذرّہ اپنی طرف سے پیدا کر سکے اور نہ اُسمین یہہ رحیمیت ہے کہ کسی اوتار یا کسی رکھی یا مُنی کو یا کسی ایسے کو بھی کہ جسپر وید اُترا ہو ہمیشہ کے لئے نجات دے اور پھر اُسکا مرتبہ ملحوظ رکھہ کر مُکتی خانہ سے باہر دفعہ نہ کرے اور اپنے اُس بلا تے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

لیک گر خواہی بیا بنگر زما ٭ صد نشانِ صدق شانِ مصطفیٰ ٭ ہان بیا اے دیدہ بستہ از حسد ٭ تا شعاعِ مہر بینی تو برد ٭ صادقان را نورِ حق تا بد مدام ٭ کاذبان مردند و شدتر کے تمام ٭ مصطفیٰ مہرِ درخشانِ خداست ٭ بر عدوش لعنتِ ارض و سماست

ایسے وقت مین یعنی جب وہ اندہیرا اپنے کمال کو پُہنچ جاتا ہے رحمتِ الہیّہ اس طرف متوجّہ ہوتی ہے کہ لوگون کو اُس اندہیری سے خلاصی بخشے اور جن طریقون سے اُنکی اصلاح قرینِ مصلحت ہے اُن طریقون کو اپنے کلام مین بیان فرماوے سو اسی کی طرف اللّٰہ تعالیٰ نے آئیت ممدوحہ مین اشارہ فرمایا کہ ہم نے قُرآن کو ایک ایسی رات مین نازل کیا ہے جسمین بندون کی اصلاح اور بہلائی کے لئے صراطِ مستقیم کی کیفیّت بیان کرنا اور شریعت اور دین کی حدود کو بتلانا ازبس ضروری تہا یعنے جب گمراہی کی تاریکی اُس حدتک پُہنچ چکی تہی کہ جیسی سخت اندہیری رات ہوتی ہے تو اُسوقت رحمتِ الہی اِس طرف متوجّہ ہوئی کہ اُس سخت اندہیری کے اُٹہانے کے لئے ایسا قوی نور نازل کیا جائے کہ جو اُس اندہیری کو دور کرسکے سو خدا نے قُرآن شریف کو نازل کرکے اپنے بندون کو وہ عظیم الشان نور عطا کیا کہ جو شکوک اور شبہات کی اندہیری کو دور کرتا ہے اور روشنی کو پہیلاتا ہے اِس جگہ جاننا چاہئے کہ اِن باطنی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کو جسکے دل مین پرمیشر کی بریت اور محبت رچ گئی ہے بار بار کُتّا بِلّا بننے سے بچاوے۔

مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اِس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنی تمام بزرگون اور اوتارون وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکہی مگر اِس ناپاک اعتقاد کو نہ چہوڑا اور مرتے دم تک یہی اُنکا ظن رہا کہ کوئی کیسا ہی اوتار ہو رام چندر ہو یا کرشن ہو یا خود ہی ہو جسپر وید اُترا ہے پرمیشر کو ہرگز منظور ہی نہین کہ اُسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بناکر پہر بہی اُنہین کو کیڑے مکوڑے ہی بناتا رہے گا وہ کچہہ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اُسکو ذرا پاس نہین اور ایسا ضعیف ہے کہ اُسمین خود بخود بنانے کی قدرہ طاقت نہین۔ یہہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تہا جسکو بُرزور دلائل سے رد کرکے پنڈت صاحب پر یہہ ثابت کیا گیا تہا کہ خدا تعالیٰ ہرگز ادہورا اور ناقص نہین بلکہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مستجمع ہے جمیع صفاتِ کاملہ کا اور واحد لاشریک ہے اپنی ذات مین

این نشانِ لعنت آمد کاین خسان ❊ ماندہ اندر ظُلمتی چون شپران ❊ ز دلِ صافی نہ عقلے راہ بین ❊ راندہ درگاہِ ربّ العالمین
جان کنی صدگُن بکینِ مصطفیٰ ❊ رہ نہ بینی جز بدینِ مصطفیٰ ❊ تا نہ نورِ احمد آید چارہ گر ❊ کس نمیگیرد ز تاریکی بدر

لیلۃ القدر کو ظاہری لیلۃ القدر سے کہ جو عند العوام مشہور ہے کچھ منافات نہین بلکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ ہر یک کام مناسبت سے کرتا ہے اور حقیقتِ باطنی کے لئے جو ظاہری صورت مناسب ہو وہ اُسکو عطا فرماتا ہے سو چونکہ لیلۃ القدر کی حقیقتِ باطنی وہ کمال ضلالت کا وقت ہے جس مین عنائتِ الٰہیہ اصلاحِ عالم کی طرف مُتوجہ ہوتی ہے سو خدا تعالیٰ نے بغرض تحقق مناسبت اِس زمانۂ ضلالت کی آخری جُز کو جسمین ضلالت اپنے نکتۂ کمال تک پُہنچ گئی تہی خارجی طور پر ایک رات مین مقرر کیا اور یہہ رات وہ رات تہی جس مین خداوند تعالیٰ نے دُنیا کو کمال ضلالت مین پا کر اپنے پاک کلام کو اپنے نبی پر اُتارنا ارادہ فرمایا سو اِس جہت سے نہائت درجہ کی برکات اُس رات مین پیدا ہو گئی یا یون کہو کہ قدیم سے اِسی ارادۂ قدیم کی رو سے پیدا تہی اور پہر اُس خاص رات مین وہ قبولیت اور برکت ہمیشہ کے لئے باقی رہی اور پہر بعد اِسکی فرمایا کہ وہ ظُلمت کا وقت کہ جو اندہیری رات سے مشابہ تھا جسکی تنویر کے لئے کلامِ الٰہی کا نور اُترا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور صفات مین اور معبودیت مین اور پہر اِسکے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیت دینِ اسلام سے بدلائلِ واضحہ اُنکو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط مین یہہ بہی لکہا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیّت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکہتا ہے۔ ایک معقولی دلایل جن سے اُصولِ حقۂ اِسلام کی دیوار رُوئین کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہین دوسری آسمانی آیات و ربّانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور رحمانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خوارق عادات جو اِسلام کے کامل متبعین سے ظہور مین آتے ہین جن سے حقیقی نجات ایسے جہان مین سچے ایماندار کو ملتی ہے یہہ دونون قسم کے ثبوت اِسلام کے غیر مین ہرگز نہین پائے جاتے اور نہ اُنکو طاقت ہے کہ اِسکے مقابلہ پر کچھہ دم مار سکین لیکن اِسلام مین وجود اِسکا متحقق ہے۔ سو اگر اِن دونون قسم کے ثبوت مین سے کسی قسم کے ثبوت مین شک ہو تو اِسی

از طفیلِ اوست نورِ ہر نبی ✦ نامِ ہر مرسل بنامِ او جلی ✦ آن کتابے ہمچو خورداوش غدا ✦ کز رخش روشن شدہ این ظلمت سرا
ہست فرقانِ طیب و طاہر شجر ✦ از نشانہا میدہد ہر دم ثمر ✦ صد نشانِ راستی در وی پدید ✦ نے چو دین تو بنا کیش بر شنید

اُسمین بباعث نزولِ قرآن کی ایک رات ہزار مہینہ سے بہتر بنائی گئی - اور اگر معقولی طور پر نظر کرین تب بھی ظاہر
ہے کہ ضلالت کا زمانہ عبادت اور طاعتِ الٰہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجب قربت و
ثواب ہے پس وہ دوسرے زمانون سے زیادہ تر افضل ہے اور اُسکی عبادتمین بباعث شدت و
صعوبت اپنی قبولیت سے قریب ہین اور اُس زمانہ کے عابد رحمتِ الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہین کیونکہ
سچے عابدون اور ایماندارون کا مرتبہ ایسے ہی وقت مین عند اللہ متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر
دُنیا پرستی کی ظُلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانیکا اندیشہ ہو اور یہہ بات خود
ظاہر ہے کہ جب دل افسردہ اور مُردہ ہو جائین اور سب کسی کو جیفہ دُنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور
ہر طرف اِس روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو اور محبتِ الٰہیہ یک لخت دلون سے اُٹھہ گئی ہو تو
رو بحق ہونے مین اور وفادار بندہ بننے مین کئی نوع کے ضرر متصور ہون نہ کوئی اِس راہ کا رفیق نظر

بقیہ حاشیہ جگہ قادیان مین آکر اپنی تسلی کر لینی چاہئے اور یہہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آنکی آمد و رفت کا اور
نیز واجبی خرچ خوراک کا ہمارے ذمّہ رہیگا اور وہ خط اُنکے بعض آریون کو بھی دکھلایا گیا اور دونون رجسٹریون کی
اُنکی دستخطی رسید بھی آگئی پر اُنہون نے حُبِ دُنیا اور ناموسِ دُنیوی کے باعث سے اِس طرف ذرا بھی توجہ
نہ کی یہانتک کہ جس دُنیا سے اُنہون نے پیار کیا اور ربط بڑھایا تھا آخر بصد حسرت اُسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے
بمجبوری جُدا ہو کر اِس دار الفنا سے کوچ کر گئے اور بہت سی غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کُفر کے پہاڑ اپنے سر پر
لے گئے اور اُنکے سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اُنکو ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء مین پیش آیا تخمیناً تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اِس
عاجز کو دے دی تھی چنانچہ یہہ خبر بعض آریہ کو بتلائی بھی گئی تھی - خیر یہہ سفر تو ہر یک کو درپیش ہی ہے اور کوئی آگے اور
کوئی پیچھے اِس مسافرخانہ کو چھوڑنیوالا ہے مگر یہہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقع

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

پر ز اعجاز است آن عالی کلام + نور یزدانی درو رخشد تمام + از خدائی ہا نمودہ کار را + بر دریدہ پردۂ کفار را
آفتاب است و کند چون آفتاب + گر نہ کوری بیا بنگر شتاب + اے مزورِ گر بیائی سوئے ما + واز نو فارغ شتافگنی در کوئے ما

آوے اور نہ کوئی اس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اس راہ کی خواہش کرنیوالے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتیں دکہائی دیں اور لوگوں کی نظر مین ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت مین ثابت قدم ہوکر اپنے محبوب حقیقی کی طرف رخ کرلینا اور ناہموار عزیزوں اور دوستوں اور خویشوں اور اقارب کی رفاقت چھوڑ دینا اور غربت اور بیکسی اور تنہائی کی تکلیفوں کو اپنے سر پر قبول کرلینا اور دکھ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچھہ پرواہ نہ کرنا حقیقت مین ایسا کام ہے کہ بجز اولو العزم مرسلوں اور نبیوں اور صدیقوں کے جن پر فضلِ احدیت کی بارشین ہوتی ہین اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کھینچے جاتے ہین اور کسی سے انجام پذیر نہین ہوسکتا اور حقیقت مین ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادتِ الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت مین ہرگز نہین مل سکتا سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کے ایسے ہی زمانہ مین بنا ڈالی گئی کہ جس مین بباعث سخت ضلالت کے نیکی پر قائم ہونا کسی بڑے جوانمرد کا کام تھا یہی زمانہ ہے جس مین جوانمردوں کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہدائیت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو انکے زمانہ مین پیدا کیا گیا مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کی ہدائیت پانیسے بےنصیب گئے۔ روشنی کی طرف انکو بلایا گیا مگر انہوں نے کم بختی دنیا کی محبت سے اس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پانو تک تاریکی مین پھنسے رہے ایک بندہ خدا نے بارہا انکو انکی بہلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اس طرف قدم بھی نہ اٹھایا اور یونہی عمر کو بیجا تعصبوں اور نخوتوں مین ضائع کر کے حباب کی طرح ناپدید ہوگئے حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کا اول نشانہ وہی تھے اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ برادر ہند مین بھی انکے لئے اعلان چھپوایا گیا تھا مگر انکی طرف سے کبھی صدا نہ اٹھی یہانتک کہ خاک مین یا راکھہ مین جا ملے۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

وا ز سرِ صدق و ثبات و غم خوری ۔ روزگارے در حضور یاوری ۔ عالمی مبنی زہر ربانی نشان ۔ سوئے رحمان خلق و عالم را کشان
گر خلافِ واقعہ گفتم سخن ۔ راضیم گر تو سرم بُرّی ز تن ۔ راضیم گر خلق بردارم کشند ۔ از سر کین با صد آزارم کشند

نامردوں کی ذلّت بہ پایۂ ثبوت پہنچتی ہے یہی پُر ظُلمت زمانہ ہے جو اندھیری رات کی طرح ایک خوفناک صورت میں ظاہر ہوتا ہے سو اِس طغیانی کی حالت میں کہ جو بڑے ابتلا کا وقت ہے وہی لوگ ہلاکت سے بچتے ہیں جن پر عنایاتِ الہیّہ کا ایک خاص سایہ ہوتا ہے پس انہیں موجبات سے خدائیتعالی نے اِسی زمانہ کی ایک جُز کو جسمیں ضلالت کی تاریکی غائیت درجہ تک پُہنچ چکی تہی لیلتہ القدر مقرّر کیا اور پہر بعد اِسکے جن سماوی برکات سے اُس ضلالت کا تدارک کیا جاتا ہے اُسکی کیفیّت ظاہر فرمائی اور بیان فرمایا کہ اُس ارحم الراحمین کی یوں عادت ہے کہ جب ظُلمت اپنے کمال تک پُہنچ جاتی ہے اور خطِ تاریکی کا اپنے انتہائی نقطہ پر جا ٹہرتا ہے یعنے اُس غائیت درجہ پر جسکا نام باطنی طور پر لیلتہ القدر ہے تب خداوند تعالی رات کے وقت میں کہ جسکی ظُلمت باطنی ظُلمت سے متشابہ ہے عالمِ ظُلمانی کی طرف توجہ فرماتا ہے اور اُسکے اذنِ خاص سے ملائکہ اور روح القُدس زمین پر اُترتے ہیں اور خلق اللہ کی اصلاح کیلئے خدائیتعالی کا نبی ظہور فرماتا ہے تب وہ نبی آسمانی نور پاکر خلق اللہ کو ظلمت سے باہر نکالتا ہی اور جب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ سوائے بہائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو اور اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو سچی نجات کو ڈہونڈہو تا اسی جہان میں تم اسکی برکتیں پاؤ۔ سچی اور حقیقی نجات وہی ہے جسکی اِس جہان میں برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور قادر توی کا وُہی پاک کلام ہے کہ جو اسی جگہ طالبوں پر آسمانی راہ کہولتا ہے سو اپنے آپ کو دہوکا مت دو اور جس دین کی حقیت اِسی دُنیا میں نظر آرہی ہے اُس پاک دین سے روگردان ہوکر اپنے دلپر تاریکی کا دہبہ مت لگاؤ ہان اگر مقابلہ اور معارضہ کرنے کی طاقت ہے تو اسی سورۂ فاتحہ کے کمالات کے مساوی کوئی دوسرا کلام پیش کرو اور جو کچہہ سورۂ فاتحہ کے خواصِ روحانی کی بابت اِس عاجز نے لکہا ہے وہ کوئی سماعی بات نہیں ہے بلکہ

راضیم گر باشدم این کیفری ٭ خون روان بر خاکِ اُفتادہ سری ٭ راضیم گر مال وجان وتن رود ٭ وآنچہ از قسمِ بلا بر من رود
گر رود وغم رفتہ باشد بر زبان ٭ راضیم بر ہر سزائے کاذبان ٭ لیک گر توزین سخن پیچی سری ٭ بر تو ہم نفرین ربِّ اکبری

تک وہ نور اپنے کمال تک نہ پہنچ جائے تب تک ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور اسی قانون کے مطابق وہ اولیاء بھی پیدا ہوتے ہین کہ جو ارشاد اور ہدائیت خلق کے لئے بھیجے جاتے ہین کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہین سو اُنکے نقش قدم پہ چلائے جاتے ہین۔ اب جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اِس بات کو بڑے پُر زور الفاظ سے قُرآن شریف مین بیان کیا ہے کہ دُنیا کی حالت مین قدیم سے ایک مد و جزر واقعہ ہے اور اُسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے تولج الیل فی النہار و تولج النہار فی الیل یعنے اے خدا کبھی تو رات کو دن مین اور کبھی دن کو رات مین داخل کرتا ہے یعنے ضلالت کے غلبہ پر ہدائیت اور ہدائیت کے غلبہ پر ضلالت کو پیدا کرتا ہے۔ اور حقیقت اِس مد و جزر کی یہہ ہے کہ کبھی بامر اللہ تعالیٰ انسانون کے دلون مین ایک صورت انقباض اور محجوبیت کے پیدا ہو جاتی ہے اور دُنیا کی آرائشین اُنکو عزیز معلوم ہونے لگتی ہین اور تمام ہمتین اُن کی اپنی دُنیا کے درست کرنے مین اور اُسکے عیش حاصل کرنے کی طرف مشغول ہو جاتے ہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ یہہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے اِسقدر عجائبات اُس سورت کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہین کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے اُس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اُسکے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اِس درجہ تک پہنچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقوع منکشف ہوئین اور ہر یک مشکل کے وقت اُسکے پڑھنے کی حالت مین عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویا صادقہ یاد ہے کہ جو اب تک اِس عاجز سے ظہور مین آچکے اور صبح صادق کے کہلنے کی طرح پوری ہی ہو چکی ہین اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دُعا کے آثار نمایان

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

زین سخنہا ہر کہ رو گردان بود + آن نہ مردی رہزن مردان بود + اے خدا بنج خبثیانے برار + کز جفا با حق نمی دارند کار
دل نمیدارند و چشم و گوش ہم + بار سر پیچان ازان بدبر تہم + دین شان بر قصہ ہا دارد مدار + گفتگو ہا بر زبان دل بیقرار

یہہ ظُلمت کا زمانہ ہے جس کے انتہائی نقطہ کی رات لیلۃ القدر کہلاتی ہے اور وہ لیلۃ القدر ہمیشہ آتی ہے مگر کامل طور پر اُسوقت آئی تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کا دن آپہنچا تھا کیونکہ اُسوقت تمام دُنیا پر ایسی کامل گمراہی کی تاریکی پہیل چکی تہی جس کی مانند کبھی نہین پہیلی تہی اور نہ آئندہ کبھی پہیلیگی جب تک قیامت نہ آوے۔ غرض جب یہہ ظُلمت اپنے اُس انتہائی نقطہ تک پُہنچ جاتی ہے کہ جو اُسکے لئے مقدّر ہے تو عنایتِ الٰہیہ تنویرِ عالم کی طرف متوجّہ ہوتی ہے اور کوئی صاحبِ نور دُنیا کی اصلاح کے لئے بہیجا جاتا ہے اور جب وہ آتا ہے تو اُسکی طرف مستعد روحین کہنچی چلی آتی ہے اور پاک فطرتین خود بخود روبحق ہوتی چلی جاتی ہین اور جیسا کہ ہرگز ممکن نہین کہ شمع کے روشن ہونے سے پروانہ اُس طرف رُخ نہ کرے ایسا ہی یہہ بھی غیر ممکن ہے کہ بروقت ظہور کسی صاحب نور کے صاحبِ فطرت سلیمہ کا اُسکی طرف بارادت متوجّہ نہ ہو۔ اِن آیات مین جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے جو بُنیاد دعوی ہے اُسکا خلاصہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کے وقت ایک ایسی ظُلمانی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ایسے نازک موقعون پر دیکھے گئے جن مین بظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہین آتی تہی اور اِسی طرح کشف قبور اور دوسرے انواعِ اقسام کے عجائبات اسی سورہ کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ اگر ایک ادنی بہی تو اُنکا کسی پادری یا پنڈت کے دل پر پڑ جائے تو یکدفعہ حبِّ دُنیا سے قطع تعلق کرکے اِسلام کے قبول کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہو جائے اسی طرح بذریعہ الہاماتِ صادقہ کے جو پیش گوئیان اِس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہین جن مین سے بعض پیش گوئیان مخالفون کے سامنے پوری ہو گئی ہین اور پوری ہوتی جاتی ہین اِسقدر ہین کہ اِس عاجز کے خیال مین دو انجیلون کی ضخامت سے کم نہین اور یہہ عاجز بطفیل متابعت حضرتِ رسولِ کریم

فرق بسیار است در دید و شنید + خاک بر فرق کسی کین را ندید + دید را کُن جستجوے ناتمام + ورنہ در کارِ خودی بس سرد و خام
بر سماعت چون ہمہ باشد بنا + آن نیفزاید جوی صدق و صفا + صد ہزاران قصہ از روے شنید + نیست یکسان با جوی کان ہست دید

حالت پر زمانہ آچکا تھا کہ جو آفتاب صداقت کے ظاہر ہونے کے متقاضی تھے اِسی جہت سے خدا تعالٰی نے قرآن شریف مین اپنے رسول کا بار بار یہی کام بیان کیا ہے کہ اُس نے زمانہ کو سخت ظلمت مین پایا اور پھر ظلمت سے اُنکو باہر نکالا جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتاب انزلناہ الیك لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور۔ الجزو نمبر ۱۳ سورۂ ابراہیم۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمٰت الی النور الجزو نمبر ۳ هو الذی یصلی علیکم وملائکته لیخرجکم من الظلمٰت الی النور الجزو نمبر ۲۲ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین یهدی به اللہ من اتبع رضوانه سبل السلام ویخرجهم من الظلمٰت الی النور باذنه ویهدیهم الی صراط مستقیم الجزو نمبر ۶ سورۂ مائدہ قد انزل اللہ الیکم ذکرًا رسولًا یتلوا علیکم ایات اللہ مبینات لیخرج الذین امنوا وعملوا الصالحات من الظلمٰت الی النور الجزو نمبر ۲۸ یعنی یہہ ہماری کتاب ہے جسکو ہم نے تیرے پر اِس غرض سے نازل کیا ہے کہ تا تو لوگون کو کہ جو ظلمت مین پڑے ہوئے ہین نور کی طرف نکالے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

مخاطبات حضرت احدیت مین اِسقدر عنایات پاتا ہے کہ جسکا کچھہ تھوڑا سا نمونہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ کے عربی الہامات مین لکھا گیا ہے خداوند کریم نے اُسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اِس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقایق اور معارف سے اِس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا تبلا دیا ہے کہ یہہ سب عطیات اور عنایات اور یہہ سب تفضلات اور احسانات اور یہہ سب تلطفات اور توجہات اور یہہ سب انعامات اور تائیدات اور یہہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

دین ہمان بلشد کہ نورش باقی است + واز شراب دید ہر دم ساقی است + دل ہمہ الّا بخوبی کز جمال + وانمائید بر تو آیاتِ کمال
کور بئی خود ترک کن ماہی بہ بین + اے گدا بر منبر وان شاہی بہ بین + رو بہ بین و قدر بہ بین و خندہ بین + وا زمحاسنہائے خوبان صبحدمیز

سو خدا نے اُس زمانہ کا نام ظُلمانی زمانہ رکہا اور پہر فرمایا کہ خدا مومنون کا کارساز ہے اُنکو ظلمات سے نور کی طرف نکال رہا ہے اور پہر فرمایا کہ خدا اور اُسکے فرشتے مومنون پر درود بھیجتے ہین تا خدا اُن کو ظُلمت سے نور کی طرف نکالے اور پہر فرمایا کہ ظُلمانی زمانہ کی تدارک کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے نور آتا ہے وہ نور اُسکا رسول اور اُسکی کتاب ہے خدا اُس نور سے اُن لوگون کو راہ دکہلاتا ہے کہ جو اُسکی خوشنودی کے خواہان ہین سو اُنکو خدا ظُلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدہی راہ کی ہدائیت دیتا ہے اور پہر فرمایا کہ خدا نے اپنی کتاب اور اپنا رسول بہیجا وہ تمہیر کلام الٰہی پڑہتا ہے تا وہ ایماندارون اور نیک کردارون کو ظُلمات سے نور کی طرف نکالے پس خدا تعالیٰ نے اِن تمام آیات مین کہلا کہلا بتا فرما دیا کہ جس زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بھیجے گئے اور قرآنِ شریف نازل کیا گیا اُس زمانہ پر ضلالت اور گمراہی کی ظلمت طاری ہو رہی تہی اور کوئی ایسی قوم نہین تہی کہ جو اُس ظلمت سے بچی ہوئی ہو پہر بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ بالا کا یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری طرف ایک

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہین - جمالِ ہمنشین در من اثر کرد ✦ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم - اب وہ واعظانِ انجیل اور بادریان گم کردہ سبیل کہان اور کدہر ہین کہ جو پرلے درجہ کی ہٹ دہرمی کو اختیار کرکے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہہ کہہ کر بہکاتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی پیش گوئی ظہور مین نہین آئی سو اب منصفانِ حق پسند خود سوچ سکتے ہین کہ جس حالت مین حضرت خاتم الانبیا کے ادنیٰ خادمون اور کمترین چاکرون سے ہزارہا پیش گوئیان ظہور مین آتی ہین اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہین تو پہر کسقدر بیحیائی اور بے شرمی ہے کہ کوئی کور باطن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئیون سے انکار کرے اور پادریون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یکدم از خود دور شو بہرِ خدا ✦ تا مگر نوشی تو کاساتِ لقا ✦ دینِ حق شہرِ خدائے امجد است ✦ داخلِ او در امانِ ایزد است
در دمے نیکو خوش اسلوبی کند ✦ ہم چو خود زیبا و محبوبی کند ✦ جانبِ اہلِ سعادت پے بزن ✦ تا شوی روزے سعیدے اجانِ من

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

رسول بہیجا ہے کہ تمہاری حالت معصیت اور ضلالت پر شاہد ہے اور یہہ رسول اُسی رسول کی مانند ہے
کہ جو فرعون کی طرف بہیجا گیا تہا اور ہم نے اِس کلام کو ضرورتِ حقّہ کے ساتہہ اُتارا ہے اور ضرورتِ حقّہ
کے ساتہہ یہہ اُترا ہے یعنے یہہ کلام فی حدِ ذاتہٖ حق اور راست ہے اور اُسکا آنا بہی حقّاً وضرورتاً ہے
یہہ نہین کہ فضول اور بیفائدہ اور بے وقت نازل ہوا ہے اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ایسے وقت
مین ہمارا رسول آیا ہے کہ جب کہ ایک مُدّت سے رسولون کا آنا مُنقطع ہو رہا تہا سو وہ رسول فترت کے
زمانہ مین آکر تمکو وہ راہِ راست تبلاتا ہے جسکو تم بہول گئے تہے تا تم یہہ نہ کہو کہ ہم یون ہی گمراہ رہے
اور خدا کی طرف سے کوئی بشیر ونذیر نہ آیا جو ہمکو متنبہ کرتا سو اب سمجہو کہ وہ بشیر ونذیر جس کی ضرورت تہی
آگیا اور خدا جو ہر چیز پر قادر ہے اُس نے تمکو گمراہ پاکر اپنا کلام اور اپنا رسول بہیجدیا۔ اور تم آگ کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی پیش گوئیون کے بارہ مین اِس وجہ سے فکر پڑی کہ توریت کتاب استثنا باب ہژدہم آیت بست و دوم مین سچے
نبی کی یہہ نشانی لکہی ہے کہ اُسکی پیش گوئی پوری ہوجائے سو جب پادریون نے دیکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم
نے ہزارہا خبرین قبل از وقوع بطور پیش گوئی فرمائی ہین اور اکثر پیش گوئیون سے قرآنِ شریف بہی بہرا ہوا ہے اور وہ
سب پیش گویان اپنے وقتون پر پوری بہی ہوگئین تو اُنکے دل کو یہہ وہم کا شروع ہوا کہ ان پیش گوئیون پر نظر ڈالنے
سے نبوّتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے اور یا یہہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچہہ توریت مین یعنے
کتاب استثنا ۱۸ باب ۲۱ و ۲۲ آئیت مین سچے نبی کی نشانی لکہی ہے وہ نشانی صحیح نہین ہے سو اِس پیچ مین
آکر نہائیت ہٹ دہرمی سے اُنکو یہہ کہنا پڑا کہ وہ پیش گویان اصل مین فراستین ہین کہ اتفاقاً پوری ہوگئی ہین لیکن
چونکہ جس درخت کی بیخ مضبوط اور طاقتین قائم ہین وہ ہمیشہ پہل لاتا ہے اِس جہت سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم کی پیش گویان اور دیگر خوارق صرف اُسی زمانہ تک محدود نہین تہے بلکہ اب بہی اُنکا برابر سلسلہ جاری ہے

اے بصد انکار وکین از کودنی + رو در حق زن چرا سر می زنی + نالہا کُن کی خداوندیگان + بگسلان از پائے من بندِ گران
تا مگر زان نالہائے دردناک + دست غیبی گیردت ناگہہ زخاک + بی عنایاتِ خدا کار است خام + پُختہ داند این سخن را والسلام
منہ

گڑھے کے کنارہ تک پہنچ چکے تھے سو خدا نے تمکو اے ایماندارو نجات دی اسی طرح وہ اپنے نشانونکو بیان فرماتا ہے تاتم ہدایت پاجاؤ اور تا عذاب کے نازل ہونے پر گمراہ لوگ یہہ نہ کہیں کہ اے خدا تونے قبل از عذاب اپنا رسول کیون نہ بھیجا تا ہم تیری آیتون کی پیروی کرتے اور مومن بنجاتے اور اگر خدا صالح لوگون کے ذریعہ سے گمراہون کا تدارک نہ فرماتا اور بعض کو بعض سے دفعہ نہ کرتا تو زمین بگڑ جاتی پر یہہ خدا کا فضل ہے کہ وہ گمراہی کے پھیلنے کے وقت اپنی طرف سے ہادی بھیجتا ہے کیونکہ تفضل اور احسان اُسکی عادت ہے اور تجھہ کو ہم نے اِس لئے بھیجا ہے کہ تمام عالم پر نظر رحمت کرین اور نجات کا راستہ اُن پر کہول دین اور تا لوگون کو کہ غفلت کی حالت مین پڑے ہوئے ہین حق کی طرف توجہ دلاوے اور اُنکو خبردار کرے کیا تو یہہ خیال کرتا ہے کہ اکثر لوگ اُن مین سے سُنتے اور سمجھتے ہین نہین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اگر کسی پادری وغیرہ کو شک وشُبہ ہو تو اُسپر لازم وفرض ہے کہ وہ صدق اور ارادت سے اِس طرف توجہ کرے پھر دیکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیان کس قدر ابتک بارش کی طرح برس رہی ہین لیکن اِس زمانہ کے متعصب پادری اگر خودکشی کا ارادہ کرین تو کرین مگر یہہ اُمید اُن پر بہت ہی کم ہے کہ وہ طالبِ صادق بنکر کمال ارادت اور صدق سے اِس نشان کے جویان ہون بہرحال دوسرے لوگون پر یہہ بات واضح رہے کہ جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اب بہی آفتاب کی طرح روشن ہین اور دوسرے کسی نبی کی برکات کا نشان نہین ملتا تو اس صورت مین لازم ہے کہ اگر ایسے متعصب اور دُنیا پرست پادری کسی بازار یا کسی شہر یا گانون مین کسی کو برخلاف اِس حق الامر کے بہکاتے نظر آوین تو یہی موقعہ اِس کتاب کا اُنکے سامنے کہولکر رکہہ دیا جاوے کیونکہ یہہ کتاب دس ہزار روپیہ کے اشتہار پر تالیف کی گئی ہے اور اِس سے معارضہ کرنیوالا دس ہزار روپیہ پا سکتا ہے پس شرم اور حیا سے نہایت بعید ہے کہ جو لوگ نبوتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہین وہ پنڈت ہون یا پادری آریہ ہون یا برہمو ہون وہ صرف زبان سے طریق فضول گوئی کا اختیار رکہین اور جو دلائل قطعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ناطق ہو رہی ہین اُنکے جواب کا کچھہ فکر نہ کرین۔ یہہ عاجز خواہ نخواہ اُنکو دینِ اسلام کے قبول کرنیکے لئے مجبور نہین کرتا لیکن اگر مقابلہ ومعارضہ سے عاجز رہین اور جو کچھہ آسمانی نشان اور عقلی دلائل حقیتِ اسلام پر دلالت کر رہے ہین اُنکی نظیر اپنے مذہب

یہہ تو چارپایون کی طرح ہین بلکہ اُن سے بھی بدتر اور اگر خدا ان لوگون سے انکے گناہون کا مواخذہ کرتا تو زمین پر ایک ہی زندہ نہ چھوڑتا او رخدا وہ ذات کریم و رحیم ہے کہ جو بارش سے پہلے ہوائون کو چھوڑتا ہے پھر ہم ایک پاک پانی آسمان سے اُتارتے ہین تا اُس سے مری ہوئی بستی کو زندہ کرین اور پھر بہت سے آدمیون اور اُنکے چارپایون کو پانی پلاوین اور ہم پھیر پھیر کر مثالین بتلاتے ہین تا لوگ یاد کرلین کہ نبیون کے بھیجنے کا یہی اُصول ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہریک بستی کے لئے جُدا جُدا رسول بھیجتے مگر یہہ اس لئے کیا گیا کہ تا تجہہ سے ہماری کوششین ظہور مین آوین یعنے جب ایک مرد ہزارون کا کام کریگا تو بلاشبہ وہ بڑا اجر پائیگا اور یہہ امر اُسکی افضلیت کا موجب ہوگا سو چونکہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مین پیش نہ کرسکین تو پھر بھی لازم ہے کہ جہوٹ کو چھوڑکر سچے مذہب کو قبول کرلین۔

اب پھر ہم اپنی اصل تقریر کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ جس قدر مین نے ابتک لطائف و معارف و خواص سورۃ فاتحہ لکھے ہین وہ بدیہی طور پر بے مثل و مانند ہین مثلاً جو شخص ذرا منصف بنکر اول اُن صداقتون کے اعلی مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ مین جمع ہین اور پھر اُن لطائف اور نکات پر نظر ڈالے جن پر سورہ ممدوحہ مشتمل ہے اور پھر حُسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظ قلیلہ مین بہرا ہوا ہے اور پھر عبارت کو دیکھے کہ کیسی آب و تاب رکھتی ہے اور کسقدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اُسمین پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہائت مصفی اور شفاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر اُسکی روحانی تاثیرون کو دل مین سوچے کہ جو بطور خارق عادت دلون کو ظلمات بشریت سے صاف کرکے مورد انوار حضرت الوہیت بناتی ہین جنکو ہم اس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہین ✠ تو اُسپر قرآن شریف کی شان بلند جس سے انسانی طاقتین مقابلہ نہین کرسکتین ایسی

✠ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

✠ یہہ عاجز اس مقام تک لکھہ چکا تھا کہ شہاب الدین نامی ایک شخص موحد ساکن تھہ غلام نبی نے ذکر کیا کہ مولوی غلام علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبد العزیز صاحب اور بعض دوسرے مولوی صاحبان اس قسم کے الہام سے کہ جو رسولون کے وحی سے مشابہ ہے باصرار تمام انکار کررہے ہین بلکہ ان مین سے بعض مولوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم افضل الانبیا اور سب رسولون سے بہتر اور بزرگتر تہے اور خدا تعالیٰ کو منظور تہا کہ جیسے آنحضرت اپنے ذاتی جوہر کے رو سے فی الواقعہ سب انبیا کے سردار ہین ایسا ہی ظاہری خدمات کے رو سے بھی اُنکا سب سے فائق اور برتر ہونا دُنیا پر ظاہر اور روشن ہو جائے اِس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکہا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی محنتین اور کوششین عام طور پر ظہور مین آوین موسیٰ اور ابنِ مریم کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہون اور تا ہر یک طرف سے اور ہر یک گروہ اور قوم سے تکالیفِ شاقہ اُٹھا کر اُس اجرِ عظیم کے مستحق ٹھہر جائین کہ جو دوسرے نبیون کو نہین ملیگا - اور پہر فرمایا کہ خدا وہ ہے کہ جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ وضاحت سے کہل سکتی ہے جسپر زیادت متصور نہین اور اگر باوجود مشاہدہ ان کمالات کے پہر بہی کسی کو رباطن بر مدیم المثالی اس کلامِ مقدس کی مشتبہ رہے تو اُسکا علاج قرآنِ شریف نے آپ ہی ایسا کیا ہے جس سے کامل طور پر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

صاحبان مجانین کے خیالات سے اُسکو منسوب کرتے ہین اور اُنکے اِس بارہ مین حجت یہہ ہے کہ اگر یہہ الہام حق اور صحیح ہے تو صحابہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اِسکے پانے کے لئے آحق اور اولیٰ تہے حالانکہ اُنکا پانا متحقق نہین - اب یہہ احقر عباد عرض کرتا ہے کہ اگر یہہ اعتراض جو شہاب الدین موحد نے مولوی صاحبوں کی طرف سے بیان کیا ہے حقیقت مین اُنہین کے مونہہ سے نکلا ہے تو بجواب اِسکے ہر یک طالب صادق کو اور نیز حضراتِ ممدوحہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہین آتا کیا ممکن نہین کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس قسم کے الہامات پائے ہون مگر مصلحتِ وقت سے عام طور پر انکو شایع نہین کیا اور خدا تعالیٰ کو ہر یک نئے زمانہ مین نئے نئے مصالحہ ہین پس نبوت کے عہد مین مصلحت ربانی کا یہی تقاضا تہا کہ جو غیر نبی ہے اُسکے الہامات نبی کے وحی کی طرح قلمبند نہ ہون تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقعہ نہ ہو جائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جسقدر اولیا اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور و متعارف ہین کہ جو ہر یک عصر مین قلمبند ہوتے چلے آئے ہین اِس کی تصدیق کے لئے **شیخ عبد القادر** جیلانی اور مجدد الف ثانی

رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاتا ہے تا جس نے یاد کرنا ہو وہ یاد کرے یا شُکر کرنا ہو تو شُکر کرے یعنے دن کے بعد رات کا آنا اور رات کے بعد دن کا آنا اس بات پر ایک نشان ہے کہ جیسے ہدائیت کے بعد ضلالت اور غفلت کا زمانہ آجاتا ہے ایسا ہی خدا کی طرف سے یہہ بھی مقرر ہے کہ ضلالت اور غفلت کے بعد ہدایت کا زمانہ آتا ہے اور پہر فرمایا کہ خدا وہ ذات قادرِ مُطلق ہے جس نے بشر کو اپنی قُدرتِ کاملہ سے پیدا کیا پہر اُس کے لئے نسل اور رشتہ مقرر کردیا اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بہی قادر تھا یعنے اُسکا قانونِ قُدرت روحانی پیدائش مین بعینہ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اوّل وہ ضلالت کے وقت مین کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتہہ سے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ منکرین پر اپنی حجت کو پورا کردیا ہے اور وہ یہہ ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله - وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة

کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابین دیکھنی چاہئین کہ کس کثرت سے اُنکے الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اُسمین صاف لکہتے ہین کہ غیر نبی بہی مکالمات و مخاطبات حضرتِ احدیت سے مشرف ہوجاتا ہے اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہے اور انبیا کے مرتبہ سے اُسکا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر جیلانی صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اِسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اِس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جائینگے اور اُمتِ محمدیہ مین محدثیت کا منصب اِسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اِس اُمّت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحبِ کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہوچکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اُسکو معلوم ہوگا کہ حضرتِ احدیت نے جیسا کہ اِس اُمّت کا خیر الامم نام رکہا ہے ایسا ہی اِس اُمّت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بہی بخشے ہین جو کسی طرح چھپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے

پیدا کرتا ہے اور پھر اُسکے متبعین کو کہ جو اُسکی ذُرّیّت کا حکم رکھتے ہین بہ برکت متابعت اُسکی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے سو تمام مُرسل روحانی آدم ہین اور اُنکی اُمت کے نیک لوگ اُنکی روحانی نسلین ہین اور روحانی اور جسمانی سلسلہ بالکُل آپسمین تطابق رکھتا ہے اور خدا کے ظاہری اور باطنی قوانین مین کسی نوع کا اختلاف نہین۔ اور پھر فرمایا کہ کیا تو خدا کی طرف دیکھتا نہین کہ وہ کیونکر سایہ کو لنبا کھینچتا ہے یہانتک کہ تمام زمین پر تاریکی ہی دکھائی دیتی ہے اور اگر وہ چاہتا تو ہمیشہ تاریکی رکھتا اور کبھی روشنی نہ ہوتی لیکن ہم آفتاب کو اس لئے نکالتے ہین کہ تا اس بات پر دلیل قائم ہو کہ اُس سے پہلے تاریکی تھی یعنے تا بذریعہ روشنی کے تاریکی کا وجود شناخت کیا جائے کیونکہ ضد کے ذریعہ سے ضد کا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اعدت للکافرین یعنے اگر تمہین اِس کلام کے منجانب اللہ ہونے مین کچھ شک ہے تو تم اُسکے کسی سورہ کی مانند کوئی کلام بنا کر دکھاؤ اور اگر تم بنا نہ سکا اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہ سکوگے تو اُس آگ سے ڈرو جو کافرون

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور نیز ہم یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہامات ثابت نہین ہوئے بالکل بیجا اور غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ کے رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق بکثرت ثابت ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کی لشکر کے خطرناک حالت سے باعلام الہی مطلع ہو جانا جسکو بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اگر الہام نہین تھا تو اور کیا تھا اور پھر اُنکی یہہ آواز کہ یا ساریۃ الجبل الجبل مدینہ مین بیٹھے ہوئے مونہہ سے نکلنا اور وہی آواز قدرتِ غیبی سے ساریہ اور اُس کے لشکر کو دور دراز مسافت سے سُنائی دینا اگر خارق عادت نہین تھی تو اور کیا چیز تھی اسی طرح جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے بعض الہامات و کشوف مشہور و معروف ہین ما سوا اِسکے مین پوچھتا ہون کہ کیا خدا تعالی کا قرآن شریف مین اس بارہ مین شہادت دینا تسلّی بخش امر نہین ہے کیا اُس نے صحابہ کرام کے حق مین نہین فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس پھر جس حالت مین خدا تعالی اپنے نبی کریم کے اصحاب کو امم سابقہ سے جمیع کمالات مین بہتر و بزرگتر ٹھہراتا ہے اور دوسری طرف بطور مُشتی نمونہ از خرواری پہلی اُمتون کے کاملین کا حال بیان کرکے کہتا ہے کہ مریم صدیقہ والدہ عیسی اور ایسا ہی والدہ حضرت موسی اور نیز حضرت مسیح کے حواری

پہچاننا بہت آسان ہوجاتا ہے اور روشنی کا قدر و منزلت اُسی پر کُہلتا ہے کہ جو تاریکی کے وجود پر علم رکھتا ہو اور پہر فرمایا کہ ہم تاریکی کو روشنی کے ذریعہ سے تہوڑا تہوڑا دور کرتے جاتے ہین تا اندہیرے مین بیٹہنے والے اُس روشنی سے آہستہ آہستہ منتفع ہوجائین اور جو یکدفعی انتقال مین حیرت و وحشت متصوّر ہے وہ بھی نہ ہو سو اسی طرح جب دُنیا پر روحانی تاریکی طاری ہوتی ہے تو خلقت کو روشنی سے منتفع کرنے کے لئے اور نیز روشنی اور تاریکی مین جو فرق ہے وہ فرق ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آفتابِ صداقت نکلتا ہے اور پہر وہ آہستہ آہستہ دُنیا پر طلوع کرتا جاتا ہے۔ اور پہر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا یہہ قانونِ قُدرت ہے کہ جب زمین مرجاتی ہے تو وہ نئے سرے زمین کو زندہ کرتا ہے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کے لئے طیار رہے جسکا ایندہن کافر آدمی اور اُنکے بت ہین جو نارِ جہنم کو اپنے گناہون اور شرارتون سے افروختہ کر رہے ہین یہہ قول فیصل ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے منکرینِ اعجازِ قرآنی کے ملزم کرنیکے لئے آپ فرمادیا ہے اب اگر کوئی ملزم اور لاجواب رہکر پہر بھی قرآن شریف کی بلاغت بےمثل سے منکر رہے اور بیہودہ گوئی اور ژاژ خائی سے باز نہ آوے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

اور نیز خضر جن مین سے کوئی بھی نبی نہ تھا یہہ حسب مُلہم من اللہ تہے اور بذریعہ وحی اعلامِ اسرارِ غیبیہ سے مطلع کئے جاتے تہے تو اب سوچنا چاہیے کہ اِس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا اِس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اُمّتِ محمدیہ کے کامل متبعین اُن لوگون کی نسبت بوجہ اولیٰ مُلہم و محدّث ہونی چاہئے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہین آپ لوگ کیون قرآن شریف مین غور نہین کرتے اور کیون سوچنے کے وقت غلطی کہا جاتے ہین کیا آپ صاحبون کو خبر نہین کہ صحیحین سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اِس اُمت کے لئے بشارت دیچکے ہین کہ اِس اُمت مین بہی پہلی اُمتون کی طرح محدّث پیدا ہونگے اور محدّث بفتح دال وہ لوگ ہین جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہین اور آپکو معلوم ہی کہ ابن عباس کی قرأت مین یہہ آیت ہی وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاته۔ پس اِس آیت کی رو سے بہی جسکو بخاری نے بہی لکہا ہی محدّث کا الہام یقینی اور قطعی ثابت ہوتا ہے جس مین دخل شیطان کا قایم نہین رہ سکتا اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسیٰ کی والدہ کا الہام صرف

ہم نے کھولکر یہہ نشان بتلائے ہین تا ہو کہ لوگ سوچین اور سمجھین -

اِن آیات مین خدائیتعالیٰ نے قرآنِ شریف کی ضرورت نزول کی اور اُسکے منجانب اللہ ہونے کی یہہ دلیل پیش کی ہے کہ قرآنِ شریف ایسے وقت مین آیا ہے کہ جب تمام اُمتون نے اُصولِ حقّہ کو چھوڑ دیا تھا اور کوئی دین روئے زمین پر ایسا نہ تھا کہ جو خداشناسی اور پاک اعتقادی اور نیک عملی پر قائیم اور بحال ہوتا بلکہ سارے دین بگڑ گئے تہے اور ہریک مذہب مین طرح طرح کا فساد دخل کر گیا تھا اور خود لوگون کے طبایع مین دُنیا پرستی کی محبّت اِسقدر بھر گئی تہی کہ بجز دُنیا اور دُنیا کے نامون اور دُنیا کے آرامون اور دُنیا کی عزّتون اور دُنیا کی راحتون اور دُنیا کے مال و متاع کے اَور کچہہ اُنکا مقصد نہین

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ تو ایسے بے حیا منقلب الفطرت کا اِس دُنیا مین علاج نہین ہو سکتا اِسکے لئے وہی علاج ہے جسکا خدا نے اپنے قول فیصل مین وعدہ فرمایا ہے -

بعض شریر اور کینہ پرور آدمی جنہون نے ضد اور نفسانیت پر مضبوطی سے قدم مار رکھا ہے اور جنکو تعصب کی تُند

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

شکوک اور شُبہات کا ذخیرہ تھا اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو اُنکو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ کی جان کو خطرہ مین ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہین ہے آخر یقینی علم ہی تھا جس کے باعث سے وہ کام کرنا اُن پر فرض ہو گیا تھا اور وہ اُمور اُنکے لئے روا ہو گئے کہ جو دوسرون کے لئے ہرگز روا نہین پہر ماسوا اِسکے ذرا انصافاً سوچنا چاہئے کہ کوئی امر شہود و موجود کہ جو بہ پایۂ صداقت پہنچ چکا ہو اور تجارب صحیحہ کے رو سے راست راست ثابت ہوتا ہو صرف ظنّی خیالات سے متزلزل نہین ہو سکتا و الظّن لا یغنی عن الحق شیئا سو اِس عاجز کے الہامات مین کوئی ایسا امر نہین ہے جو زیر پردہ اور مخفی ہو بلکہ یہہ وہ چیز ہے کہ جو صدہا امتحانون کی بوتہ مین داخل ہوکر سلامت نکلی ہے اور خداوند کریم نے بڑے بڑے تنازعات مین فتح نمایان بخشی ہے اِس مقام مین یاد آیا کہ جو رویا صادقہ حصّہ سوم مین ایک ہندو کے مقدمہ کے بارہ مین لکھی گئی ہے اُسمین بہی ایک عجیب نزاع دالکاہ کے موقع پر الہام ہوا تھا جس سے ایک بڑا قلق اور کرب دور ہوا تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ اِس رویا صادقہ مین کہ ایک

رہا تھا اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اُس کے ذوق اور شوق سے بکُلّی بے بہرہ اور بے نصیب ہوگئے تھے اور رسوم اور عادت کو مذہب سمجھا گیا تھا پس خدا نے جسکا یہہ قانونِ قُدرت ہے کہ وہ شدّتون اور صعوبتون کے وقت اپنے عاجز بندون کی خبر لیتا ہے اور جب کسی سختی سے جیسے امساکِ باران وغیرہ سے اُسکے بندے قریب ہلاکت کے ہوجاتے ہین بارانِ رحمت سے اُنکی مُشکل کشائی کرتا ہے نہ چاہا کہ خلق اللہ ایسی بلا مین مُبتلا رہے جسکا نتیجہ ہلاکتِ دائمی اور ابدی ہے سو اُس نے بہ تعمیل اپنے قانونِ قدیم کے کہ جو جسمانی اور روحانی طور پر ابتدا سے چلا آتا ہے قُرآن شریف کو خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کیا اور ضرور تھا کہ ایسے وقت مین قُرآن شریف نازل ہوتا کیونکہ اِس پُر ظُلمت زمانہ کی حالتِ موجودہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اندہیری نے بالکل اندہا کردیا ہے وہ لوگون کو یہہ کہہ کر بہکاتے ہین کہ جسقدر لطائف و نکات قُرآن کے مسلمان لوگ ذکر کرتے ہین اور جسقدر خواص عجیبہ اُسکے مسلمانون کی کتابون مین اندراج پائے ہین یہہ سب اُنہین کے فہم کی تیزی ہے اور اُنہین کی طبیعتون کے ایجادات ہین ورنہ دراصل قرآن لطائف و نکات و خواصِ عجیبہ سے خالی ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کشفِ صریح کی قسم تہی یہہ معلوم کرایا گیا تہا کہ ایک کہتری ہندو بسمبر داس نامے جو ابتک قادیان مین بقید حیات موجود ہے مقدمہ فوجداری سے بری نہین ہوگا مگر آدہی قید تخفیف ہوجائیگی لیکن اُسکا دوسرا ہم قید خوشحال نامے کہ وہ بہی ابتک قادیان مین زندہ موجود ہے ساری قید بہگتیگا سو اِس جُزو کشف کی نسبت یہہ ابتلا پیش آیا کہ جب چیف کورٹ سے حسب پیش گوئی این عاجز مثل مقدمہ مذکورہ واپس آئی تو متعلقین مقدمہ نے اُس واپسی کو بریت پر حمل کرکے گانون مین یہہ مشہور کردیا کہ دونون مُلزم جُرم سے بری ہوگئے ہین مجہہ کو یاد ہے کہ رات کے وقت مین یہہ خبر مشہور ہوئی اور یہہ عاجز مسجد مین عشا کی نماز پڑہنے کو طیّار تہا کہ ایک نے نمازیون مین سے بیان کیا کہ یہہ خبر بازار مین پہیل رہی ہے اور ملزمان گانون مین آگئے ہین سو چونکہ یہہ عاجز علانیہ لوگون مین کہہ چکا تہا کہ دونون مجرم ہرگز جُرم سے بری نہین ہونگے اِس لئے جو کچہہ غم اور قلق اور کرب اُس وقت گذرا سوگند بذاتِ خدائی کہ جو اِس عاجز بندہ کا ہر یک حال مین حامی ہے نماز کے اوّل یا عین نماز مین بذریعہ الہام یہہ

کو ایسی عظیم الشان کتاب اور ایسے عظیم الشان رسول کی حاجت تہی اور ضرورتِ حقّہ اِس بات کی متقاضی ہو رہی تہی کہ اِس تاریکی کے وقت مین جو تمام دُنیا پر چہا گئی تہی اور اپنے انتہائی درجہ تک پُہنچ چکی تہی آفتابِ صداقت کا طلوع کرے کیونکہ بجز طلوع اُس آفتاب کے ہرگز ممکن نہ تہا کہ ایسی اندہیری رات خود بخود روزِ روشن کی صورت پکڑ جائے اور اُسی کی طرف ایک دوسرے مقام مین اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہہ ہے لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتّیٰ تاتیھم البیّنہ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ یعنے جو لوگ اہلِ کتاب اور مُشرکین مین سے کافر ہوگئے اُنکا راہِ راست پر آنا بجز اِسکے ہرگز ممکن نہ تہا کہ اُنکی طرف ایسا عظیم الشان نبی بہیجا جاوے جو ایسی عظیم الشان کتاب لایا ہے کہ جو سب الٰہی کتابون کے معارف اور صداقتون پر محیط اور ہر یک غلطی اور نقصان سے پاک اور منزّہ ہے۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مگر ایسے لوگ بجز اِسکے کہ اپنا ہی حُمق اور خُبث ظاہر کرین انوارِ قرآنی پر پردہ ڈال نہین سکتے اُنکے جواب مین یہی کہنا کافی ہے کہ اگر مسلمانون نے خود اپنی ہی زیرکی سے قُرآن شریف مین انواع اقسام کے لطائف ونکات وخواص ایجاد کر لئے ہین اور اصل مین موجود نہین تو تم بہی اُنکے مقابلہ پر کسی اپنے الہامی کتاب یا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بشارت دی لاتخف انک انت الاعلیٰ اور پہر فجر کو ظاہر ہوگیا کہ وہ خبر بری ہونے کی سراسر جہوٹی تہی اور انجام کار وہی ظہور مین آیا کہ جو اس عاجز کو خبر دی گئی تہی جسکو شرمپت نامے ایک آریہ اور چند دوسرے لوگون کے پاس قبل از وقوع بیان کیا گیا تہا کہ جو ابتک قادیان مین موجود ہین۔ پہر ایک اور ایسا ہی پُر وحشت ماجرا گذرا جسکا قصہ اِس سے بہی عجیب تر ہے اور تفصیل اِسکی یہہ ہے کہ ایک مقدمہ مین کہ اِس عاجز کے والد مرحوم کی طرف سے اپنی زمینداری حقوق کے متعلق کسی رعیت پر دائر تہا اِس خاکسار پر خواب مین یہہ ظاہر کیا گیا کہ اِس مقدمہ مین ڈگری ہو جائیگی چنانچہ اِس عاجز نے وہ خواب ایک آریہ کو کہ جو قادیان مین موجود ہے بتلا دی پہر بعد اِسکے ایسا اتفاق ہوا کہ اخیر تاریخ پر صرف مدعا علیہ معہ اپنے چند گواہون کے

اب اِس دلیل کا ثبوت دو مقدمون کے ثبوت پر موقوف ہے اول یہہ کہ خدا تعالیٰ کا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ جسمانی یا روحانی حاجتون کے وقت مدد فرماتا ہے یعنے جسمانی صعوبتون کے وقت بارش وغیرہ سے اور روحانی صعوبتون کے وقت اپنا شفا بخش کلام نازل کرنے سے عاجز بندون کی دستگیری کرتا ہے

سو یہہ مقدّمہ بدیہی الصداقت ہے کیونکہ کسی عاقل کو اِس سے انکار نہین کہ یہہ دونون سلسلے روحانی اور جسمانی اسی وجہ سے ابتک صحیح وسالم چلے آتے ہین کہ خداوندِ کریم نیست و نابود ہونے سے انکو محفوظ رکھتا ہے مثلاً اگر خدا تعالیٰ جسمانی سلسلہ کی حفاظت نہ کرتا اور سخت سخت قحطون کے وقت مین بارانِ رحمت سے دستگیری نہ فرماتا تو بالآخر نتیجہ اِس کا یہی ہوتا کہ لوگ پہلی فصلون کی جس قدر پیدا وار تہی سب کی سب کہا لیتے اور پہر آگے اناج

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کسی دوسری کتاب سے اسیقدر لطائف ونکات وخواص ایجاد کر کے دکہلاؤ اور اگر تمام قرآن شریف کے مقابلہ پر نہین تو صرف بطور نمونہ سورۃ فاتحہ کے مقابلہ پر جس کے کمالات کسیقدر اسیؔ حاشیہ مین بیان کئے گئے ہین کسی اور کتاب سے نکالکر پیش کرو۔ افسوس کہان سے یہہ مادرزاد اندہے پیدا ہوگئے کہ جو اسقدر روشنی کو دیکہہ کر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

عدالت مین حاضر ہوا اور اس طرف سے کوئی مختار وغیرہ حاضر نہ ہوا شام کو مدعا علیہ اور سب گواہون نے واپس آکر بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا اُس خبر کو سُنتے ہی وہ آریہ تکذیب اور استہزا سے پیش آیا اُسوقت جسقدر قلق اور کرب گذرا بیان مین نہین آسکتا کیونکہ قریب قیاس معلوم نہین ہوتا تھا کہ ایک گروہ کثیر کا بیان جن مین بے تعلق آدمی بہی تہے خلاف واقعہ ہو اِس سخت حزن اور غم کی حالت مین نہایت شدّت سے الہام ہوا کہ جو آہنی میخ کی طرح دل کے اندر داخل ہوگیا اور وہ یہہ تہا **ڈگری ہوگئی ہے مسلمان ہے**۔ یعنے کیا تو باور نہین کرتا اور باوجود مسلمان ہونے کے شک کو دخل دیتا ہے آخر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت ڈگری ہی ہوئی تہی اور فریق ثانی نے حکم کے سُننے مین دہوکا کہایا تہا اسی طرح فی الواقعہ بلامبالغہ صدہا الہام ہین کہ جو فلق صبح کی طرح پورے ہوگئے اور بہت سے

کے نہ ہونے سے تڑپ تڑپ کر مر جاتے اور نوع انسان کا خاتمہ ہو جاتا یا اگر خدا تعالیٰ عین وقتوں پر رات اور دن اور سورج اور چاند اور ہوا اور بادل کو خدماتِ مقرّرہ مین نہ لگاتا تو تمام سلسلہ عالم کا درہم برہم ہو جاتا اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرماکر کہا ہے ام یقولون افتریٰ علی اللّٰہ کذبا فان یشاء اللہ یختم علی قلبک ویمحو اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وھو الولی الحمید الجزو نمبر ۲۵ یعنے کیا یہہ منکر لوگ کہتے ہین کہ یہہ خدا کا کلام نہین اور خدا پر جھوٹ باندھا ہے اگر خدا چاہے تو اُس کا اُترنا بند کر دے پر وہ بند نہین کرتا کیونکہ اُس کی عادت اسی پر جاری ہے کہ وہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل اپنے کلمات سے کرتا ہے۔ اور یہہ منصب

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ پھر بھی اُنکی تاریکی دور نہین ہوتی۔ اِنکی باطنی بیماریون کے مواد کس قدر ردی اور متعفن ہو رہے ہین جنہون نے اِنکے تمام حواس ظاہری و باطنی کو بیکار کر دیا ہے ذرا نہین سوچتے کہ قرآنِ شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتون اپنی حکمتون اپنی صداقتون اپنی بلاغتون اپنے لطائف و نکات اپنے انوارِ روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بےنظیر

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

الہامات بطور اسرار ہین جنکو یہہ عاجز بیان نہین کر سکتا بارہا عین مخالفون کی حاضری کے وقت مین ایسا کُھلا کُھلا الہام ہوا ہے جس کے پورا ہونے سے مخالفون کو بجز اقرار کے اور کوئی راہ نظر نہین آیا ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ یکدفعہ بعض اُمور مین تین طرح کا غم پیش آگیا تھا جس کے تدارک کی کوئی صورت نظر نہین آتی تھی اور بجز حرج و نقصان اُٹھانے کے اور کوئی سبیل نمودار نہ تھی اُسی روز شام کے قریب یہہ عاجز اپنے معمول کے مطابق جنگل مین سیر کو گیا اور اُسوقت ہمراہ ایک آریہ ملاوامل نامے تھا جب واپس آیا تو گانون کے دروازہ کے نزدیک یہہ الہام ہوا نجیک من الغم پھر دوبارہ الہام ہوا نجیک من الغم الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنے ہم تجھے اِس غم سے نجات دینگے ضرور نجات دینگے کیا تو نہین جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے چنانچہ اُسی قدم پر

اُسی کو پہنچتا ہے کیونکہ امراض روحانی پر اُسی کو اطلاع ہے اور ازالۂ مرض اور استرداد صحت پر وُہی قادر ہے پہر بعد اِسکے بطور استدلال کے فرمایا کہ اللہ وہ ذات کامل الرحمت ہے کہ اُسکا قدیم سے یہی قانونِ قُدرت ہے کہ اُس تنگ حالت مین وہ ضرور مینہہ برساتا ہے کہ جب لوگ نااُمید ہو چکتے ہین پہر زمین پر اپنی رحمت پہیلا دیتا ہے اور وہی کارسازِ حقیقی اور ظاہراً و باطناً قابلِ تعریف ہے یعنے جب سختی اپنی نہایت کو پہنچ جاتی ہے اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہین آتی تو اِس صورت مین اُسکا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ ضرور عاجز بندون کی خبر لیتا ہے اور اُنکو ہلاکت سے بچاتا ہے اور جیسے وہ جسمانی سختی کے وقت رحم فرماتا ہے اسی طرح جب روحانی سختی یعنے ضلالت اور گُمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہے اور لوگ راہِ راست پر قائم نہین رہتے تو اِس حالت مین بہی وہ ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرّف بوحی کر کے اور اپنے نور خاص کی روشنی عطا فرما کر ضلالت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے یہہ بات ہرگز نہین کہ صرف مسلمانون نے فقط اپنے خیال مین اُسکی خوبیون کو قرار دے دیا ہے بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیون اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز سے ھل من معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقایق

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

جہان الہام ہوا تہا اُس آریہ کو اُس الہام سے اطلاع دی گئی تہی اور پہر خدا نے وہ تینون طور کا غم دور کر دیا فالحمد للہ علی ذالک - اور ایک اتفاقات عجیبہ سے یہہ بات ہے کہ جسوقت شہاب الدین موحد نے مولوی صاحبان ممدوحین کی رائے بیان کی اُسی رات انگریزی مین ایک الہام ہوا کہ جو شہاب الدین کو سُنایا گیا اور وہ یہہ ہے دوہ آل مین شُڈ بی اینگری بٹ گوڈ از وِد یو ہی شل ہیلپ یو - وارڈز اوف گوڈ کین ناٹ ایکس چینج یعنے اگر تمام آدمی ناراض ہونگے مگر خدا تمہارے ساتہہ ہے وہ تمہاری مدد کریگا خدا کی باتین بدل نہین سکتین پہر ماسوا اِسکے اور بہی چند الہامات ہوئے جو نیچے لکہے جاتے ہین الخیر کلہ فی القرآن کتاب اللہ الرحمان - الیہ یصعد الکلم الطیب یعنے تمام بہلائی

کی مُہلک تاریکی کو اُسکے ذریعہ سے اُٹھاتا ہے اور چونکہ جسمانی رحمتین عام لوگون کی نگاہ مین ایک واضح امر ہے اِس لئے اللہ تعالی نے آئت ممدوحہ مین اول ضرورت فُرقان مجید کی نازل ہونے کی بیان کر کے پھر بطور توضیح جسمانی قانون کا حوالہ دیا تا دانشمند آدمی جسمانی قانون کو دیکھہ کر کہ ایک واضحہ اور بدیہی امر ہے خدا تعالی کے روحانی قانون کو بآسانی سمجھہ سکے اور اِس جگہ یہہ بھی واضح رہے کہ جو لوگ بعض کتابون کا منزل من اللہ ہونا مانتے ہین اُنکو تو خود اقرار کرنا پڑتا ہے کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ حقایق اُسکے صِرف دو تین نہین جس مین کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اُسکے دقایق تو بحرِ ذخار کی طرح جوش مار رہے ہین اور آسمان کے ستارون کی طرح جہان نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہین کوئی صداقت نہین جو اُس سے باہر ہو کوئی حکمت نہین جو اُسکے محیط بیان سے رہ گئی ہو کوئی نور نہین جو اُسکی متابعت سے نہ ملتا ہو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

قُرآن مین ہے جو اللہ تعالی کی کتاب ہے وہی اللہ جو رحمان ہے اُسی رحمان کی طرف کلمات طیبہ صعود کرتے ہین هو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمته - اللہ وہ ذات کریم ہے کہ نا اُمیدی کے پیچھے مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو دُنیا مین پھیلاتا ہے یعنے عین ضرورت کے وقت تجدید دین کی طرف متوجہ ہوتا ہے یجتبی الیه من یشاء من عباده جسکو چاہتا ہے بندون مین سے چُن لیتا ہے وکذلك مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء و لتنذر قوما ما انذر اٰباؤهم فهم غافلون - اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تا ہم اُس سے بدی اور فحش کو روک دین اور تا تو اُن لوگون کو ڈراوے جن کے باپ دادون کو کسی نے نہین ڈرایا سو وہ غفلت مین پڑے ہوئے ہین اِس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے کہ جو باعتبار کسی روحانی مناسبت کے اطلاق پایا واللہ اعلم بالصواب بعد اِسکے فرمایا قل عندی شهادة من الله فهل انتم مؤمنون - ان معی ربی سیهدین - رب اغفر وارحم من السماء - ربنا عاج - رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه - رب نجنی من غمی - ایلی ایلی لما سبقتنی - کرمہائے تو مارا کرد گستاخ - کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہین لاتے یعنے خدا تعالی کا

وہ کتابین ایسے وقتون مین نازل ہوئی ہین کہ جب اُنکے نزول کی ضرورت تھی پس اسی اقرار کے ضمن مین اُنکو یہہ دوسرا اقرار کرنا بھی لازم آیا کہ ضرورت کے وقتون مین کتابون کا نازل کرنا خدا تعالیٰ کی عادت ہے لیکن ایسے لوگ کہ جو ضرورت کُتبِ الہیہ سے مُنکر ہین جیسے برہمو سماج والے سو اُنکے مُلزم کرنیکے لئے اگرچہ بہت کچھہ ہم لکھہ چکے ہین لیکن اگر اُنمین ایک ذرا انصاف ہو تو اُنکو وہی ایک دلیل کافی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آیاتِ گذشتہ بالا مین آپ بیان فرمائی ہے کیونکہ جس حالت مین

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ اور یہہ باتین بلا ثبوت نہین کوئی ایسا امر نہین جو صرف زبانی سے کہا جاتا ہے بلکہ یہہ وہ متحقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکہلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اِس صداقت کو اپنی اِس کتاب مین نہائت تفصیل سے لکہا ہے اور دقایق اور معارف قرآنی کو اِسقدر بیان کیا ہے کہ جو ایک طالبِ صادق

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبرین بتلانا اور دُعاؤن کو قبول کرنا اور مختلف زبانون مین الہام دینا اور معارف اور حقائقِ الہیہ سے اطلاع بخشنا یہہ سب خدا کی شہادت ہے جسکو قبول کرنا ایمانداڑ کا فرض ہے پھر بقیہ الہامات بالا کا یہہ ہے کہ بہ تحقیق میرا رب میرے ساتھہ ہے وہ مجھے راہ بتلائیگا اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنے ابہی تک معلوم نہین ہوئے) جن نالائق باتون کی طرف مجھہ کو بُلاتے ہین اُن سے اے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے اے میرے خدا مجھہ کو میرے غم سے نجات بخش۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا۔ تیری بخششون نے ہمکو گستاخ کر دیا۔ یہہ سب اسرار ہین کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپان ہین جنکا علم حضرت عالم الغیب کو ہے پھر بعد اسکے فرمایا **ھوشعنا نعسا**۔ یہہ دونون فقرے شائد عبرانی ہین اور اُنکے معنے ابہی تک اِس عاجز پر نہین کہلے پھر بعد اِسکے دو فقرے انگریزی ہین جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابہی تک معلوم نہین اور وہ یہہ ہین۔ **اَی لَوْ یو۔ اَی شَل گو یو اِے لارج پارٹی اوف اسلام**۔ چونکہ اِسوقت یعنے آجکے دن اِس جگہ کوئی انگریزی خوان نہین اور نہ اِسکے پورے پورے معنے کہلے ہین اِس لئے بغیر معنون کے لکہا گیا۔ پھر بعد اِسکے یہہ الہام ہے **یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ثلۃ من الاولین**

وہ لوگ مانتے ہین کہ حیاتِ ظاہری کا تمام انتظام خدایتعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہی اپنی آسمانی روشنی اور بارانی پانی کے ذریعہ سے دُنیا کو تاریکی اور ہلاکت سے بچاتا ہے تو پہر وہ اِس اقرار سے کہان بہاگ سکتے ہین کہ حیاتِ باطنی کی وسائل بھی آسمان ہی سے نازل ہوتے ہین اور خود یہہ نہائیت کوتہ اندیشی اور قلتِ معرفت ہے کہ ناپائیدار حیات کا اہتمام تصرّفِ خاص الٰہی سے تسلیم کر لیا جاوے لیکن جو حقیقی حیات اور لازوال زندگی ہے یعنے معرفتِ الٰہی اور نورِ باطنی یہہ صرف اپنی ہی عقلون کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ کیا وہ خدا جس نے جسمانی سلسلہ کے برپا رکھنے کے لئے اپنی الوہیّت کی قوی طاقتون کو ظاہر

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ کی تسلی اور تشفی کے لئے بحرِ عظیم کی طرح جوش مار رہے ہین اب یہہ کیونکر ہو سکے کہ کوئی شخص صرف مونہہ کی واہیات باتون سے اِس نورِ بندگی کی کسرِشان کرے ہان اگر کسی کے دلکو یہہ وہم پکڑتا ہے کہ یہہ تمام دقائق و معارف و لطائف

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

وثلۃ من الآخرین اے عیسیٰ مین تجہے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اُٹہاؤنگا یعنے رفع درجات کرونگا یا دُنیا سے اپنی طرف اُٹہاؤنگا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو حجت اور برہان اور برکات کے روسے دوسرے لوگون پر قیامت تک فائق رکھونگا پہلون مین سے بہی ایک گروہ ہے اور پچہلون مین سے بہی ایک گروہ ہے۔ اِس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے اور پہر بعد اسکے اُردو مین الہام فرمایا۔ مین اپنی چمکار دکہلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجہہ کو اُٹہاؤنگا۔ دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اِسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ اِس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیون کی طرح صبر کر۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انہین پاش پاش کر دیگا۔ قوۃ الرحمان لعبید اللہ الصمد۔ یہہ خدا کی قوت ہے کہ جو اپنے بندہ کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کریگا۔ مقام لا تترقی العبد فیہ بسعی الاعمال یعنے عبد اللہ الصمد ہونا ایک مقام ہے کہ جو بطریق موہبت خاص عطا ہوتا ہے کوششون سے حاصل نہین ہو سکتا۔ یا

کیا ہے اور بغیر وسیلہ انسانی ہاتھوں کے زبردست قدرتین دکھائی ہین وہ روحانی طور پر اپنی طاقت ظاہر کرنے کے وقت ضعیف اور کمزور خیال کیا جاسکتا ہے کیا ایسا خیال کرنے سے وہ کامل رہ سکتا ہے یا اُسکی روحانی طاقتون کا ثبوت میسر آسکتا ہے۔ حقیقی تسلّی جس کی بُنیاد ایک محکم یقین پر ہونی چاہئے صرف قیاسی خیالات سے ممکن نہین بلکہ خیالات قیاسی کی بڑی سے بڑی ترقی ظنِ غالب تک ہے اور وہ بھی اُس حالت مین کہ جب قیاس انکار کی طرف جُھک نہ جائے غرض عقلی وجوہ بالکُل غیر تسلّی بخش اور آخری حدِّ عرفان سے پیچھے رہے ہوئے ہین اور اُنکی اعلیٰ سے اعلیٰ پہنچ صرف ظاہری اٹکلون

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ خواص کہ جو قرآن شریف مین ثابت کرکے دکھلائے گئے ہین کسی دوسری کتاب سے بہی مستخرج ہوسکتے ہین

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا۔ واذا حُیّیتم بتحیّۃ فحیّوا باحسن منہا۔ واما بنعمت ربک فحدث۔ یو مسٹ ڈو وہاٹ آی ٹولڈ یو تمکو وہ کرنا چاہئے جو مین نے فرمایا ہے۔ اشکر نعمتی رایت خدیجتی۔ انک الیوم لذو حظ عظیم۔ انت محدث اللہ فیک مادۃ فاروقیۃ۔ اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کے ساتھ معاملہ کر اور اسلام کا جواب احسن طور پر دے اور اپنے رب کی نعمت کا لوگون کے پاس ذکر کر میری نعمت کا شکر کر کہ تونے اسکو قبل از وقت پایا آج تجھے حظِ عظیم ہے تو محدث اللہ ہے تجھہ مین مادۂ فاروقی ہے۔ سلام علیک یا ابراھیم انک الیوم لدینا مکین امین۔ ذو عقل متین۔ حِبّ اللہ خلیل اللہ اسد اللہ وصلّ علی محمد۔ ما ودّعک ربک وما قلٰی۔ الم نشرح لک صدرک۔ الم نجعل لک سھولۃ فی کل امر۔ بیت الفکر وبیت الذکر۔ ومن دخلہ کان امنا۔ تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانتدار اور قوی العقل ہے اور دوست خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔ یعنے یہہ اُسی نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے اور بقیہ ترجمہ یہہ ہے کہ خدا نے تجھہ کو ترک نہین کیا اور نہ وہ تجھہ پر ناراض ہے کیا ہم نے تیرا سینہ نہین کھولا کیا ہم نے ہر یک بات مین تیرے لئے آسانی نہین کی کہ تجھہ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ اور جو شخص بیت الذکر مین باخلاص وقصد تعبد وصحت نیت وحسن ایمان داخل ہوگا وہ سوء خاتمہ سے امن مین آجائیگا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس مین یہہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے

تک ہے جن سے روح کو حقیقی انشراح اور عرفان حاصل نہین ہوتا اور اندرونی آلائشون سے پاکیزگی میسر نہین آتی بلکہ ایسا انسان فقط سفلی خیالات کا بندہ بنکر مقاماتِ حریری کے ابوزید کی طرح اپنے علوم و فنون کو مکر و فریب کا آلہ بناتا ہے اور سب لسانی اور خوش بیانی اُسکی دام تزویر ہی ہوتی ہے۔ کیا انسان کی کمزور عقل اپنی تنہائی کی حالت مین اُسکو اُس محبس سے نکال سکتی ہے کہ جو جذباتِ نفس اور جہل اور غفلت کی وجہ سے اُسکے نصیب ہو رہا ہے۔ کیا انسانی خیالات مین کوئی ایسی طاقت بھی موجود ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے علم اور قوت سے برابر ہو سکے۔ کیا خدا کے پاک انوار جو روح پر اثر ڈال سکتے ہین اور عمیق شکوک سے نجات بخش سکتے ہین یہہ بات خدا کے غیر کو بھی حاصل ہے ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ ایسے وہ ہوکے اُن لوگون کو لگے ہوئے ہین جنہون نے کبھی یہہ نہین سوچا کہ ہماری حقیقی نجات کس درجہ عرفان پر موقوف ہے اور طاقتِ الٰہی ہمارے روح پر کہانتک کام کر سکتی ہے اور خدا کے بغایت فضل سے

تو مناظرہ کا سیدھا راستہ یہہ ہے کہ وہ شرائطِ مذکورہ بالا کی رعائیت سے اُس کتاب کے لطائف و معارف و خواص پیش کرے اور جس طرح قرآنِ تمام عقائدِ باطلہ کی ردّ پر مشتمل ہے اور جس طرح وہ پاک کلام ہریک عقیدہ صحیحہ کو دلائلِ عقلیہ سے ثابت کرتا ہے اور جس طرح اُن صُحف مقدسہ مین معارف و حقائق الٰہیہ مندرج ہین اور جس طرح اُن مین تنویرِ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کہ جو اُس حجرہ کے پہلو مین بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا اسی مسجد کی صفت مین بیان فرمایا ہے جسکے حروف سے بناے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ یہہ ہے **مبارِک ومبارَک وکل امر مبارك یجعل فیہ** - یعنے یہہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہریک امر مبارک اسمین کیا جائیگا - پھر بعد اسکے اس عاجز کی نسبت فرمایا - **رُفِعتَ وجعلتَ مبارکًا** - تو اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا - **والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئك لھم الامن وھم مھتدون** - یعنے جو لوگ اُن برکات و انوار پر ایمان لائینگے کہ جو تجھ کو خدا تعالیٰ نے عطا کئے ہین اور ایمان اُنکا خالص اور وفاداری سے ہوگا تو ضلالت کی راہون سے امن مین آجائینگے اور وہی ہین جو خدا کے نزدیک ہدایت یافتہ ہین - **یریدون ان یطفؤا نور اللہ - قل اللہ حافظہ - عنایۃ اللہ حافظك**

کس درجہ قربت اور شناخت پر ہم پہنچ سکتے ہین اور وہ کس درجہ تک ہمارے آگے سے حجاب اُٹھا سکتا ہے۔ اِنکی معرفت صرف ناکارہ وہمون تک ختم ہے اور جو معرفت یقینی اور قطعی اور انسان کی نجات کے لئے ازبس ضروری ہے وہ اُنکی عقل عجیب کے نزدیک محال اور ممتنع ہے لیکن جاننا چاہئے کہ یہہ اُنکی سخت غلطی ہے کہ جو عقلی خیالات پر قناعت کر رہے ہین حقّانی معرفت کی راہ مین بے شمار راز ہین جنکو انسان کی کمزور اور دود آمیز عقل دریافت نہین کر سکتی اور قیاسی طاقت بباعث اپنی نہائت ضُعف کی الوہیت کے بلند اسرار تک ہرگز پُہنچ نہین سکتی سو اُس بلندی تک پُہنچنے کے لئے بجز خدا کے عالی کلام کے اور کوئی زینہ نہین جو شخص دلی سچائی سے خدا کا طالب ہے اُسکو اُسی زینہ کی حاجت پڑتی ہے اور تا وقتیکہ وہ محکم اور بلند زینہ اپنی ترقیات کا ذریعہ نہ ٹھہرایا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ قلب کے متعلق خواص عجیبہ اور تاثیراتِ غریبہ پائے جاتے ہین جنکو ہم نے اِس کتاب مین ثابت کر دیا ہے وہ سب اپنی کتاب مین پیش کر کے دکھلا وے اور جب تک ایسا نہ کرے تب تک کسی کے عوعو کرنے سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

نحن نزلناہ وانا لہ لحافظون۔ اللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ ویخوفونک من دونہ۔ ائمۃ الکفر۔ لا تخف انک انت الاعلی۔ ینصرک اللہ فی مواطن۔ ان یومی لفصل عظیم۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ لا مبدل لکلماتہ۔ بصائر للناس۔ نصرتک من لدنی۔ انی منجیک من الغم۔ وکان ربک قدیرا۔ انت معی و انا معک خلقت لک لیلا ونھارا۔ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔

مخالف لوگ ارادہ کرین گے کہ تا خدا کے نور کو بُجھاوین۔ کہہ خدا اُس نور کا آپ حافظ ہے۔ عنائت الہیہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اُتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہین۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الرحمین ہے اور تجھ کو اور اور چیزون سے ڈرائینگے۔ یہی پیشوایان کفر ہین۔ مت خوف کر تجھی کو غلبہ ہے یعنے حجّت اور بُرہان اور قبولیت اور برکت کے رو سے تو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانون مین تیری مدد کریگا یعنے مناظرات و مجادلات بحث مین تجھ کو غلبہ رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میرا دن حق اور باطل مین فرق بیّن کریگا خدا لکھہ چکا ہے کہ غلبہ مجھہ کو اور میرے رسولون کو ہے کوئی نہین

جاوے تب تک انسان حقّانی معرفت کے بلند مینار تک ہرگز پہنچ نہین سکتا بلکہ ایسے تاریک اور پُرظلمت خیالات مین گرفتار رہتا ہے کہ جو غیر تسلّی بخش اور بعید از حقیقت ہین اور بباعث فقدان اُس حقّانی معرفت کے اُسکی سب معلومات بہی ناقص اور ادہورے رہتے ہین اور جیسی سوئی بغیر دہاگہ کی نکمّی اور ناکارہ ہے اور

بقیّہ حاشیہ نمبر ۱۱ سے چاند کی نور مین کچہہ فرق نہین آسکتا بلکہ ایسے شخص کی حالت نہائیت افسوس کے لائق ہے کہ جو اتنک بدیہی صداقت سے بدنصیب اور محروم رہنے کے لئے دانستہ ضلالت کی راہون مین قدم رکہتا ہے۔ ہمارے مخالفون مین سے کئی صاحب مشہور و نامور ہین اور جہانتک ہم خیال کرتے ہین اُنکی علم اور فہم کی نسبت ہمارا یہی یقین ہے کہ اگر انصاف پر آوین تو ان صداقتون کو بدیہی طور پر سمجہہ سکتے ہین۔ ہماری نیّت مین ہرگز نفسانیت کا جہگڑا نہین اور بجز اسکے کہ دُنیا مین سچائی اور نیکی پہیلائی جائے اور کوئی غرض نہین اس لئے مُنصف مزاج ذی علم لوگون سے یہی درخواست ہے کہ وہ بہی ایک ساعت کے لئے صادقانہ نیّت کو استعمال مین لاوین جس حالت مین اُنکی فراخ دلی اور نیک طینتی اُنکی قوم مین مسلّم الثبوت ہے تو ہم کیونکر نا امید ہو سکتے ہین یا کیونکر گمان کر سکتے ہین کہ اُس نیک نیتی کا اُس سے زیادہ وسیع ہونا ممکن نہین اس لئے گو مین نے اتبک کسی صاحب مخالف کو منصفانہ قدم اُٹہاتے نہین پایا لیکن تاہم ابہی تک رائے میری ایک محکم یقین پر قائم ہے اور بہت مضبوط امید سے مین خیال رکہتا ہون کہ جب ہمارے مُنصف مزاج مخالفین نہائیت غائر اور عمیق نظر سے اس طرف متوجہ ہونگے تو خود انکی اپنی نگاہین اُنکے وساوس دور کرنیکے لئے کافی ہونگی۔ مجہے امید تہی کہ اس کتاب کے حصّہ سوم کے شائع ہونے سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کہ جو خدا کی باتون کو ٹال دے۔ یہہ خدا کے کام دین کی سچائی کے لئے حُجت ہین مین اپنی طرف سے تجہے مدد دونگا مین خود تیرا غم دور کرونگا۔ اور تیرا خدا قادر ہے تو میرے ساتہہ اور مین تیرے ساتہہ ہون تیرے لئے مین نے رات اور دن پیدا کیا جو کچہہ تو چاہے کر کہ مین نے تجہے بخشا تو مجہہ سے وہ منزلت رکہتا ہے جسکی لوگو نکو خبر نہین۔ اِس آخری فقرہ کا یہہ مطلب نہین کہ منہیات شرعیہ تجہے حلال ہین بلکہ اِس کے یہہ معنے ہین کہ تیری نظر مین منہیات مکروہ کئے گئے ہین اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت مین ڈالی گئی ہے گویا جو خدا کی مرضی ہے وہ بندہ کی مرضی بنائی گئی اور سب ایمانیات اِسکی نظر مین بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئی وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء وقالوا ان ھو الا افک افتریٰ۔ وما سمعنا بھذا فی آباءنا الاولین ولقد کرمنا بنی آدم وفضلنا بعضھم علی بعض۔ اجتبینا ھم واصطفینا ھم کذالک لیکون آیۃ للمومنین۔ ام حسبتم ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا۔ قل ھو اللہ عجیب کل یوم ھو فی شان۔ ففھمنا سلیمان۔ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا۔ سنلقی فی قلوبھم الرعب۔ قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مومنین۔ سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفردنا بذالک۔ فاتخذوا من مقام

کوئی کام سینے کا اُس سے انجام پذیر نہین ہو سکتا اسی طرح عقلی فلسفہ بغیر تائید خدا کی کلام کے نہائت متزلزل اور غیر مستحکم اور بے ثبات اور بے بنیاد ہے۔

پائے استدلالیان چوبین بود * پائے چوبین سخت بے تمکین بود

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ برہمو سماج اور آریہ سماج کے دانشمند اپنی غلطی پر متنبہ ہو کر صداقت حقہ کی طرف ایک پیاسہ کی طرح دوڑینگے مگر افسوس کہ اب مین دیکھتا ہون کہ میری فراست نے خطا کی اور مجھے اس بات کے سُننے سے نہائت ہی دل شکنی ہوئی کہ برہمو صاحبون اور آریون نے میری کتاب کو غور سے نہین پڑہا بالخصوص مجھہ کو پنڈت شیو نراین صاحب کے ریویو کے دیکھنے سے ایک عالم تعصب کا برہمو صاحبون کی طبیعت مین نظر آیا (خدا رحم کرے) افسوس کہ پنڈت صاحب کی اُن حقانی صداقتون سے کہ جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہین کچھہ بھی فایدہ نہ اُٹھایا اور اسقدر قوی اور مضبوط دلائل کی روشنی سے پنڈت صاحب کی تعصب کی تاریکی کچھہ بھی دور نہ ہوئی یہہ امر یقیناً سخت حیرت کے لائق ہے کہ ایسے فہیم اور ذی علم لوگ ایسے کامل ثبوت کو دیکھہ کر اُسکے قبول کرنے مین دیر کرین پنڈت صاحب نے اس انکار سے نہ صرف حد انصاف سے ہی تجاوز کیا ہے بلکہ حق پوشی کر کر اپنی قوم کی ہمدردی سے بلکہ خدا سے بھی فارغ ہو بیٹھے ہین اور مجھے اس بات کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہین کہ پنڈت صاحب کا انکار کسقدر نا انصافی سے بھرا ہوا ہے یہہ بات خود ہر شخص پر کُھل سکتی ہے کہ جو اول میری کتاب کو دیکھے کہ مین نے کیونکر ضرورت وحی اللہ اور نیز اُسکی وجود کا ثبوت دیا ہے اور پھر پنڈت صاحب کی تحریر پر نظر ڈالے کہ اُنہون نے میرے مقابلہ پر کیا لکھا ہے اور میرے دلائل کا کیا جواب دیا ہے۔ جو لوگ پنڈت صاحب کی قوم مین سے اس کتاب کو غور سے پڑہینگے اُنکی روحون پر ہرگز پنڈت صاحب پردہ ڈال نہین سکتے بشرطیکہ کوئی فطرتی پردہ نہ ہو۔

ابراہیم مصلّی - اور کہینگے کہ یہہ جھوٹ بنا لیا ہے ہمنے اپنے بزرگون مین یعنی اولیاء سلف مین یہہ نہین سنا کہ بنی آدم یکسان پیدا نہین کئے گئے بعض کو بعض پر خدا نے بزرگی دی ہے اور اُنکو دوسرون مین سے چُن لیا ہے یہی سچ ہے تا مومنون کے لئے نشان ہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے عجیب کام فقط اصحاب کہف تک ہی ختم ہین۔ نہین بلکہ خدا تو ہمیشہ صاحب عجائب ہے اور اُسکے عجائبات کبھی منقطع نہین ہوتے ہر یک دن مین وہ ایک شان مین ہے۔ پس ہم نے وہ نشان سلیمان کو سمجھا دیئے یعنے اس عاجز کو اور لوگون نے محض ظلم کی راہ سے انکار کیا حالانکہ اُنکے دل یقین کر گئے۔ سو عنقریب ہم اُنکے دلون مین رعب ڈالدینگے کہ خدا کی طرف سے نور اُترا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔ ابراہیم پر سلام ہم نے اُسکو خالص کیا اور غم سے نجات دی۔ ہم نے ہی یہہ کام کیا۔ سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ مین اکثر لوگون پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیون کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکون کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہین یہہ طریقہ م

* والفضل من اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - منہ

م - خداوند کریم کو اس عاجز بندہ سے دریافت کرلین اور اسیر ملین - ترسم آن قوم کہ بردُردکشان می خندند * در سر کار خرابات کنند ایمان را * رب اغفر وارحم - دوستان عیب کنندم کہ چرا دل بتو دادم * باید اول بتو گفتن کہ چنین خوب چرائی *

غلطنامہ براہین احمدیہ حصہ چہارم

صفحہ	سطر	کونسا مقام	غلط	صحیح
۲۸۹	۱۰	حاشیہ نمبر ۱۱	کاغ دل باشد	کاغ دل ناشد
۲۹۰	۱۵	〃	مغبیات	مغیبات
۲۹۹	۵	〃	جب ہی کے	جب ہی کہ
۳۰۹	۱۶	〃	مرصل	وصل
۳۱۱	۸	〃	لقالقا	بقالقا
۳۱۵	۱۹	〃	عیان	عنان
۳۱۷	۵	〃	پرد	برد
۳۲۶	آخری سطر	〃	اس قادر مطلق کی	اس قادر مطلق کی آیتی
〃	۲۰	〃	آیات	آلات
۳۳۰	۵	〃	مذہبی	بدیہی
〃	۷	حاشیہ نمبر ۳	مخلوق پرست	مخلوق پرستون
۳۰۰	۸	حاشیہ نمبر ۱۱	ہمدم	ہدم
〃	۱۱	〃	خدای	خداہی
〃	۵	〃	پانے والا	پانے والا
۳۸۴	۲	〃	کمال وکامل	باکمال وکامل
۴۲۶	۱	〃	جو جسم وجان	وجسم وجان
۴۷۵	۱	〃	ایسی لوگون	ایسے لوگون
۵۰۵	۸	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	تولوا	تو بوا
〃	۹	〃	کر	کرد
〃	۱۰	〃	اصلاح کو	اصلاح کرد
۵۱۳	۴	〃	نیک بود	نیک بود
〃	۵	〃	باخود	یاخود
۵۱۴	۹	〃	لو	کو
۵۱۵	۲	متن	یحی الموتی	یحی الموتی
۵۲۱	۱	〃	ویولخذ اللہ	ولو یواخذ اللہ
۵۱۷	۲	حاشیہ نمبر ۱۱	حتنع ہوتا ہے	متنع ہوتا ہے

صفحہ	سطر	کونسا مقام	غلط	صحیح
۵۲۵	۱	حاشیہ نمبر ۱۱	والی حضوری اپنی نمان	وہ حضوری سے اپنی نماز مین
۵۰۵	۲	〃	ربوبیت کو	حق ربوبیت کو
۵۰۶	۳	〃	لم یخلطوا	لم یلبسوا
۳۷۹	۱	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	غیبہ	غلبہ
۴۰۰	۸	〃	تشبیہ کیس امرمین	کہ تشبیہ اُس امر مین
۴۰۳	۲	〃	ہی مانگا	بھی مانگا
۴۳۶	۲	〃	کرتا وہ	کرتا رہ
۴۴۵	۶	〃	اغراض	اعراض
۴۶۶	۸	〃	یک باعث	ایک باعث
۴۶۶	۹	〃	سچے طالب	سچی طلب
۴۸۰	۵	〃	آئی نو یو	آئی لو یو
〃	۶	〃	آئی ایم ودیو	آئی ایم ودیو
۴۸۳	۳	〃	ہی ازود نو	ہی از ودیو
۴۸۶	۴	〃	بنک حقا	فیک حقا
۴۹۵	۱۲	〃	اتصا	اتصال
۴۹۶	۱۰	〃	بس اس	پس اس وجہ سے
۴۹۸	۶	〃	جمت ہی	رحمت ہی
〃	۱۳	〃	ہوتا ہی	ہوتا ہی تھا
۵۰۳	۸	〃	غنیمت جس	غنیمت جس
۵۳۰	۳	حاشیہ نمبر ۱۱	اس طرح جزکی طرف	اس طرح کیطرف رجوع کرین اور
۵۳۳	۴	〃	خود ہی ہو	خود وہی ہو
۵۶۲	۴	〃	افسوس کہ شیخ چند صاحب کے	افسوس کہ شیخ چند صاحب نے
۵۱۶	۷	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	بہار آسمان ہوی	بہار آسمان ہوی
۵۲۱	۸	〃	ثابت محبت او قصد او	علی قصد کا بعبہ مرتب
۵۶۰	۴	حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳	یعلمہا الخلق	لا یعلمہا الخلق
۵۶۱	۸	〃	فغہمنا سلیمان	ففہمنا ہا سلیمان

ہم اور ہماری کتاب

ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اسوقت اسکی کوئی اور صورت تھی پھر بعد اسکے قدرت
الٰہیہ کی ناگہانی تجلّی نے اس احقر عباد کو **موسیٰ** کیطرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی یعنی
یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے **اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ**
کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و
باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اسکو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے
کہ جسقدر اُسنے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام کے ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں - اور اُسکے فضل و
کرم سے امید کیجاتی ہے کہ وہ جب تک شکوک اور شبہات کی ظلمت کو بکلّی دور نہ کرے اپنی تائیدات غیبیہ سے مددگار
رہیگا اگرچہ اس عاجز کو اپنی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں لیکن اس سے نہایت خوشی ہے کہ وہ **حیّ و قیّوم** کہ جو فنا اور موت سے
پاک ہے ہمیشہ تا قیامت دین اسلام کی نصرت میں ہے اور جناب **خاتم الانبیا** صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ ایسا اسکا فضل ہے
کہ جو اس سے پہلے کسی نبی پر نہیں ہوا - اسجگہ اُن نیک دل ایمانداروں کا شکر کرنا لازم ہے جنہوں نے اس کتاب کے طبع ہونے
کے لئے آج تک مدد دی ہے خدا تعالیٰ اُن سب پر رحم کرے اور جیسا اُنہوں نے اُسکے دین کی حمایت میں اپنی دلی محبت سے
ہر یک دقیقہ کوشش کے بجالانے میں زور لگایا ہے خداوند کریم ایسا ہی اُنپر فضل کرے - بعض صاحبوں نے اس کتاب کو
محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھولدیا اور صدق اور ارادت کو اُن کے دلوں میں
قایم کر دیا ہے - لیکن بحمد اللہ کہ ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہیں اور سنت اللہ
اپنے پاک نبیوں سے بھی یہی رہی ہے کہ اوّل اوّل ضعفا اور مساکین ہی رجوع کرتے رہے
ہیں اگر حضرت احدیت کا ارادہ ہے تو کسی ذی مقدرت کے دل کو بھی اس
کام کے انجام دینے کیلئے کھولدیگا - **واللّٰہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر**